174
10-A

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

بدھ، 22 جون، 1994ء

(چہارشنبہ، 11 محرم الحرام 1415ھ)

جلد 10، شمارہ 8

(بشمول شمارہ جات 1 تا 13)

مندرجات

	صفحہ
تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ	1
مسئلہ استحقاق:۔	
رکن اسمبلی کے ساتھ آئی جی پولیس کے پرسنل سٹاف کا نامناسب رویہ	2
میزانیہ بابت 95-1994ء پر بحث	7

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا دسواں اجلاس)

بدھ' 22 جون' 1994ء

(چہار شنبہ' 11 محرم الحرام 1415ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی' چیمبر لاہور میں ساڑھے چار بجے سہ پہر منعقد ہوا۔ جناب سپیکر محمد حنیف رامے کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ کی سعادت قاری غلام رسول نے حاصل کی۔

اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ O

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ O

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ
وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۶۱﴾

سورۃ البقرہ۔ آیت 261

جو لوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک دانہ کہ جب بویا گیا تو اس سے سات بالیں اگیں اور ہر بالی میں سو سو دانہ! اور اللہ جس کے لیے چاہے اور بھی بڑھا دیتا ہے اور اللہ نہایت وسعت والا سب کچھ جانتے والا ہے۔

وما علینا الاالبلاغ O

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر ، تحریک استحقاق۔ سید ظفر علی شاہ صاحب کی تحریک استحقاق کا جواب آپ نے کل تک دینا ہے اس کو ذہن میں رکھیے گا۔ رانا محمد اقبال خان صاحب کی تحریک استحقاق ہے ۔ جی رانا صاحب۔

رکن اسمبلی کے ساتھ آئی جی پولیس کے پرسنل سٹاف آفیسر کا نامناسب رویہ

رانا محمد اقبال خان ، جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے ۔ معاملہ یہ ہے کہ میں مورخہ 14 جون 1994ء کو اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کرنے کے بعد قریباً تین بجے بعد دوپہر ایک ضروری کام کے سلسلے میں رانے سجاد احمد صاحب سابق ممبر ضلع کونسل شیخوپورہ کے ہمراہ آئی جی صاحب پولیس کو ملنے کی غرض سے ان کے دفتر گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس معزز ایوان کے ایک اور رکن بھی انہیں ملنے کی غرض سے تشریف لائے ۔ میں نے آئی جی صاحب کے پرسنل سٹاف آفیسر (غالباً ان کا نام عارف اکرام ہے) کو کہا کہ ہم اپنے مسائل بیان کرنے کی غرض سے آئی جی صاحب سے ملنا چاہتے ہیں آپ مہربانی کر کے ہماری آمد کی اطلاع انہیں کر دیں۔ مگر پی ایس او صاحب ہماری التجا کو سنی ان سنی کرتے ہوئے اور ہماری طرف کوئی توجہ نہ دی پھر وہ اپنی نشست سے اٹھ کر جانے لگے تو میں نے پھر انہیں کہا کہ آپ ہماری اطلاع کر دیں مگر اس نے کہا کہ صاحب تو موجود ہیں مگر اب ان سے ملاقات کا وقت گزر چکا ہے ۔ میں نے انہیں کہا کہ اسمبلی کا اجلاس انتہائی ضروری ہے میں اجلاس میں شرکت کر کے آ رہا ہوں اور دفتر کا وقت بھی چار بجے تک ہے آپ ہماری اطلاع کر دیں ۔ مگر انہوں نے انتہائی ہتک آمیز رویہ اختیار کرتے ہوئے کہا کہ آپ دیر سے آئے ہیں میں ملاقات نہیں کرا سکتا۔ آپ جا سکتے ہیں ۔ پی ایس او کے اس رویہ سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے ۔ لہٰذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر، رانا صاحب آپ اس پر کوئی short statement دینا چاہتے ہیں ؟

رانا محمد اقبال خان ، جناب سپیکر! مجھے انتہائی افسوس سے یہ بات کہنا پڑتی ہے کہ سابقہ حکومتوں کے دور میں اسمبلی کے ممبران کی قدر و قیمت چاہے وہ اپوزیشن کی طرف سے ہو یا گورنمنٹ کی طرف سے ہو ہمیشہ ان کی عزت اور احترام کیا جاتا تھا۔ لیکن مجھے موجودہ حکومت پر افسوس ہے کہ انھوں نے اس قسم کی کوئی ہدایات اپنے محکمہ جات کو جاری نہیں کیں۔ جس سے اسمبلی کے ممبران کو عزت اور احترام کی نظر سے دیکھا جائے۔ پی ایس او صاحب کا یہ رویہ ہمارے لیے انتہائی ہتک آمیز تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں نہ صرف ان کا بلکہ موجودہ حکومت کا بھی قصور ہے ۔ اگر ان کو ہدایت کی جاتی کہ ممبران اسمبلی کا احترام اور لحاظ کرنا ہے ' کام ہونا یا نہ ہونا علیحدہ بات ہے ۔ لیکن احترام' عزت اور وقار اس ہاؤس کا ہے نہ کہ میری ذات کا یا کسی ممبر کا۔ جناب سپیکر ! مجھے علم ہے کہ جناب وزیر قانون صاحب یقینی طور پر اس بات کی مخالفت کریں گے لیکن میں ان سے گزارش کرتا ہوں کہ اگر ان کو

اس معزز ایوان کے ارکان کا خیال ہے تو پھر میری اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کرنے میں کوئی امر مانع نہ ہو گا۔ اس معاملے کو میں پہلے بھی ایوان کے نوٹس میں لایا تھا لیکن اس وقت یہ تجویز کیا گیا کہ اس کے لیے ایک علیحدہ تحریک استحقاق دی جائے تو میں نے آج یہ تحریک استحقاق پیش کر دی ہے اور میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون سے گزارش کروں گا کہ وہ میری اس تحریک استحقاق کی مخالفت نہ کریں اور اسے کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، جی وزیر قانون صاحب۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! رانا محمد اقبال خان صاحب اپنی تحریک استحقاق میں فرماتے ہیں کہ وہ آئی جی صاحب سے ملاقات کے لیے وہاں پر تشریف لے گئے۔ اور یقیناً کسی بھی افسر کے دفتر میں جب کوئی منتخب رکن اسمبلی جاتا ہے تو اس سے ملاقات کے حوالے سے میں پہلے بھی on the floor of the House عرض کر چکا ہوں کہ افسران کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ منتخب ارکان اسمبلی کو ملاقات کے لیے ترجیح دیں۔ اور اپنے باقی معاملات کو چھوڑ کر اراکین اسمبلی سے ملنا ان کا فرض ہے۔ اس لیے کہ منتخب اراکین اسمبلی کسی دفتر میں اگر جاتے ہیں تو وہ عوام کے حوالے سے، عوام کی ترجمانی کے لیے، اپنے حلقے کے مسائل کے حوالے سے اور ایک لحاظ سے وہ حکومت کے ساتھ تعاون کے لیے افسران کے دفتروں میں جاتے ہیں۔ خواہ کوئی رکن اسمبلی اپوزیشن سے تعلق رکھتا ہو یا حکومت سے تعلق رکھتا ہو جب وہ کسی آفیسر کے دفتر میں جاتا ہے تو اس آفیسر پر لازم ہے کہ اراکین اسمبلی کو عزت و احترام کے ساتھ ملے۔ اور جس معاملے کے بارے میں وہ نشان دہی کرنا چاہتے ہیں یا جس معاملے کے بارے میں وہ اپنا اظہار خیال کرنا چاہتے ہیں ان کی بات احترام سے سنیں۔ جہاں تک معاملے کے حل کرنے یا نہ کرنے کا تعلق ہے یہ بے شک افسران کی صوابدید پر ہے کہ وہ رولز کے مطابق، طریق کار کے مطابق، قواعد انضباط کار اور قوانین کے مطابق اس معاملے پر اپنا decision لیں۔ لیکن ملاقات سے انکار کی قطعی طور پر حکومت کی طرف سے نہ ہدایات ہیں نہ حکومت افسران کو اس بات کی اجازت دے سکتی ہے۔ یہاں پر جو issue ہے وہ یہ ہے کہ ایک پرسنل سٹاف آفیسر سے ملاقات کے لیے رانا صاحب دفتر میں تشریف لے کر نہیں گئے تھے بلکہ یہ آئی جی صاحب سے ملاقات کے لیے تشریف لے گئے تھے اور پی ایس او نے یقیناً اپنے آئی جی صاحب کی ہدایات پر عمل کرنا ہوتا ہے۔ اس نے خود ان سے ملاقات سے انکار نہیں کیا۔ پی ایس او نے انہیں اپنے دفتر میں باقاعدہ طور پر بٹھایا اور ان کی ملاقات کرانے سے اس نے انکار نہیں کیا بلکہ اس وقت جو جواب مجھے موصول ہوا ہے اس کے مطابق اسے یہ ہدایت دی گئی تھی کہ بجٹ میٹنگ کے سلسلے میں آئی جی صاحب مصروف ہیں اور وہ کسی سے ملاقات نہیں کر رہے تو اس حوالے سے پی ایس او نے انہیں کہا کہ جب میٹنگ ختم ہو گی تو اس کے بعد آپ کی ملاقات کرائیں گے، بے شک اس معاملے کے بارے میں میں اتفاق نہیں کرتا جو نقطہ نظر پی ایس او نے اختیار کیا۔ لیکن چونکہ وہ ایک ماتحت آفیسر تھے اس لیے انہیں جو ہدایات تھیں اس کے حوالے سے انہوں نے یہ قدم اٹھایا، ان سے گزارش کی کہ

میٹنگ کے بعد آپ کی ملاقات کرا دیں گے ۔ میں اس معاملے میں آپ سے صرف اتنی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پرسوں بھی اجلاس ہے آپ مجھے کل تک کے لیے مہلت دے دیجیے ۔ پی ایس او عارف اکرام جن کے خلاف یہ تحریک استحقاق پیش کی گئی ہے چونکہ وہ ان سے ملے ہیں اس لیے میں نہیں سمجھتا کہ یہ تحریک استحقاق ان کے خلاف بنتی ہے ۔ انھوں نے ماتحت آفیسر کی حیثیت سے اپنے boss کی ہدایات کے مطابق اپنی ذمہ داری ادا کی ہے مجھے اس بارے میں چھان بین کا موقع دیا جائے تاکہ میں ذاتی طور پر پی ایس او صاحب سے بات کروں اور میں اس معاملے میں آئی جی صاحب سے بھی ذاتی طور پر بات کر کے اصل صورت حال ایوان کے سامنے رکھ سکوں۔

جناب سپیکر، آپ کتنی مہلت لینا چاہتے ہیں؟

وزیر قانون، صرف پرسوں تک یعنی کل کے روز کی مہلت چاہتا ہوں ۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! پرسوں تک انتظار کر لیں ۔ پرسوں کوئی دور نہیں اور جمعہ کو بھی اجلاس ہو رہا ہے۔ تو میرا خیال ہے کہ پرسوں اس کا فیصلہ کر لیں گے ۔

سردار حسن اختر موکل، جناب والا! اگر اجازت ہو تو اس مسئلے سے متعلقہ میں تھوڑی سی بات کر لوں ۔ اس سلسلے میں نہیں کہ یہ تحریک بنتی ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر، سردار صاحب! میں آپ کو موقع دوں گا ۔ آپ ذرا ایک منٹ بیٹھیے۔

رانا محمد اقبال خان، جناب سپیکر ' اس میں ذاتی وضاحت کی بات بھی آ گئی ہے۔ وزیر قانون نے فرمایا کہ انھوں نے ہمیں اپنے دفتر میں بٹھایا ۔ انھوں نے ہمیں اپنے دفتر میں نہیں بٹھایا' بلکہ ہم تو خود ہی انتظار کے لیے وہاں بیٹھے ہوئے تھے ۔ تو یہ فرما رہے ہیں کہ پی ایس او نے ہمیں بٹھایا ۔ ہم نے تو جو سلپ لکھ کر اسے دی تھی اس نے اسے پڑھنا بھی گوارا نہیں کیا۔ بار بار اصرار کے بعد جب میں نے اس کو تین مرتبہ کہا کہ بھائی' آپ کم از کم اندر ہماری اطلاع تو دے دیں آئی جی صاحب جو وقت دیں گے ہم اس کے مطابق عمل کر لیں گے لیکن انھوں نے کہا کہ آج تو آپ کسی صورت میں اندر جا ہی نہیں سکتے ۔ آج تو ملاقات ہو ہی نہیں سکتی' آپ چلے جائیں۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! بالکل بجا۔ میرے خیال میں وزیر قانون نے ایک مناسب سی مہلت مانگی ہے تو پرسوں تک کے لیے مہلت دے دیتے ہیں اور اگر کوئی واضح بات نہیں آتی تو پھر جیسے آپ نے خواہش کی ہے اس بارے میں سوچ لیں گے کہ اس کو کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

رانا محمد اقبال خان، جناب سپیکر! ویسے تو وزیر قانون کو اس بات کا کافی دنوں سے علم ہے ۔ میرے خیال میں 16 تاریخ کو یہ تحریک استحقاق آپ کے چیمبر میں پہنچ گئی ہو گی ۔ اور میں نے ان کو یہ بھی بتا دیا تھا کہ میرے ساتھ یہ معاملہ پیش آیا ہے۔

جناب سپیکر، بجا ہے ۔ اسے جمعہ تک کے لیے pend کر دیتے ہیں ۔جی موکل صاحب اب آپ فرمائیے ۔

سردار حسن اختر موکل، جناب والا! یہ بڑی اہم بات ہے کہ انھوں نے مہلت مانگی ہے۔ لیکن وزیر قانون صاحب نے جو الفاظ فرمائے ہیں کہ یہ آئی جی کی بات نہیں۔ بات ہے سٹاف آفیسر کی اور چونکہ اس نے یہ بات کہی۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر وہ اپنے boss کی بات مان رہا ہے تو کیا آئی جی کے اوپر کوئی boss نہیں؟ جب ایسے معاملات وقوع پذیر ہو جائیں تو یہ ان کی instructions کہاں چلی جاتی ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ یہ سختی سے افسران کو بتائیں کہ member legislature ہے کیا؟ warrant of precedence ہے کیا؟ جناب والا! یہاں تو یہ عالم ہو چکا ہے کہ اگر آپ ایک ڈی ایس پی کو یا ایس ایچ او کو ٹیلی فون کر دیں تو وہ کہتے ہیں کہ ایم پی اے صاحب کو پہلے لائن پر لائیں۔ گزارش یہ ہے کہ warrant of precedence میں member of legislature کا کیا حق ہے؟ کیا مقام ہے؟ اس مقام کو recognize کرائیں۔ میں یہ عرض کروں گا کہ وہ اپنے boss کی بات مانتا ہے تو کیا آئی جی کے یہ boss نہیں ہیں؟ کیا یہ on the floor of the House مانیں گے کہ آئی جی کا کوئی boss ہی نہیں؟ جب ان کے boss کی طرف سے یہ بات کی گئی ہے تو member of legislature کا warrant of precedence میں بھی اس سے بڑا مقام ہے۔ ہم نے یہاں پر دیکھا ہے کہ ڈی ایس پی چلا جائے تو ایسا ہوتا ہے جیسے بھیڑیا بکریوں میں آجاتا ہے اور یہاں پر ایک ایم پی اے ایک member of legislature کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ جناب والا' بات آئے گی تو میں بتاؤں گا کہ یہاں ہمارے منسٹرز کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ یہاں تو ڈی ایس پی منسٹرز کے بارے میں بھی کہتے ہیں کہ کون سا منسٹر؟ جناب والا! میں بار بار عرض کر رہا ہوں اور آپ کو یاد ہو گا کہ میں نے آپ کے چیمبر میں بھی بات کی تھی کہ ہم نے کچھ روایات بنانی ہیں ہم نے یہ باتیں کرنی ہیں۔ ہم نے آنے والی نسلوں کے لیے بنانا ہے کہ member of legislature کے مقام کو یہ لوگ سمجھیں۔ یہ افسر شاہی کے لوگ ہمیں یوں سمجھتے ہیں جیسے ہم member legislature نہیں۔ یقین کیجیے یہ تو آئی جی کی یا پی ایس او کی بات کرتے ہیں یہ لوگ جو منسٹر ہیں یہ کسی ڈی ایس پی کے کمرے میں جا کر مجھے دکھائیں؟

جناب سپیکر، سردار صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ آپ نے واضح طور پر اپنا موقف بیان کر دیا اور میں نے موقع بھی دیا' اس لیے کہ یہ کسی ایک ممبر کی نہیں بلکہ تمام اراکین اسمبلی کی عزت اور وقار کا مسئلہ ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ وزیر قانون نے اپنے طور پر بھی اس بات کا اقرار کیا ہے کہ حکومت پنجاب کے تمام آفیسرز اس بات کے پابند ہیں کہ اراکین اسمبلی کو مناسب عزت و وقار دیں اور دوسرے کاموں کے مقابلے میں اور دوسرے حضرات کے مقابلے میں ان کی نمائندہ حیثیت کے مطابق انھیں ترجیح دیں اور میں امید کرتا ہوں کہ وزیر قانون صاحب اپنے اس موقف کو عملی طور پر بھی نافذ کرنے میں اسی طرح پوری دلچسپی لیں گے جیسے انھوں نے یہاں دلچسپی لے کر اس سوال کا جواب دیا ہے۔ اب ہم میزانیہ بابت سال 1994-95 پر عام بحث کو دوبارہ شروع کرتے ہیں۔ جو اراکین اس میں حصہ لینا چاہتے ہیں اور انھوں نے پہلے اپنے ناموں کی چٹیں نہیں بھیجیں از راہ کرم

اپنے نام لکھواتے چلے جائیں تا کہ اس کے مطابق انھیں تقریر کی دعوت دی جائے۔

جناب ایس اے حمید ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آپ نے میری تحریک ضرور kill کرنی ہے۔

جناب سپیکر، میں نے آپ کو بار بار دعوت دی ہے آپ میرے چیمبر میں آتے ہی نہیں۔ پتا نہیں میں آپ کو اٹھا کر اپنے چیمبر میں لے جاؤں۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! کیا کوئی پرائیویٹ بات ہے؟

جناب سپیکر، آپ آ جائیے ناں۔

میاں عمران مسعود، جناب والا! میری گزارش ہے کہ آپ ہیلی کاپٹر بھیجیں یہ اس میں بیٹھ کر آپ کے چیمبر میں آ جائیں گے۔

جناب سپیکر، پرانا مشہور مصرعہ ہے۔

آیا کرو ادھر بھی میری جان کبھی کبھی

جناب ایس اے حمید، جناب والا! میری اس تحریک پر مہربانی کریں۔

جناب سپیکر ، آپ آئیں ناں۔ میں آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ آپ آتے کیوں نہیں؟ آپ کل آ جائیے۔

جناب ایس اے حمید، بہت اچھا' جی۔

جناب سپیکر، اب میں آپ ہی کو دعوت خطاب دے رہا ہوں۔

جناب ایس اے حمید، جناب والا! اس سے پہلے میرا صرف ایک پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب سپیکر، جی فرمائیے۔

جناب ایس اے حمید، جناب والا! آپ جب سے سپیکر اسمبلی بنے ہیں بڑی خوشی کی بات ہے کہ ہمیں ایک دانشور اور صاحب زینت انسان ملا ہے۔ لیکن اسمبلی سیکرٹریٹ میں جو کمپیوٹر ملے ہیں شاید آپ نے ان کی طرف نگاہ ڈالی ہو کہ ان تمام کمپیوٹرز پر USAID کا لفظ بڑا نمایاں ہے۔ کسی زمانے میں USAID کے ساتھ دوستی کے دو ہاتھ دکھاتے تھے ایک پاکستان کا اور ایک امریکہ کا اس میں الائنس تھا۔ لیکن اب وہ دونوں ہاتھ غائب ہیں۔ ان کے معنی یہ ہیں کہ امریکہ ہم سے دوستی کا روادار نہیں ہے۔ جناب والا! جہاں اس سیکرٹریٹ کے لیے imousine آ رہی ہیں وزیر اعلیٰ کے لیے ہیلی کاپٹر جہاز آ رہے ہیں۔ اسمبلی میں split cooling unit لگ رہے ہیں۔ یہاں پر وی سی آر لگے ہوئے ہیں۔۔۔۔

جناب سپیکر، وی سی آر لگے ہوئے ہیں؟

جناب ایس اے حمید، جناب والا! یہاں پر تو ڈش انٹینا لگے ہوئے ہیں۔ جناب والا! اتنی شاہ خرچیاں اسمبلی سیکرٹریٹ کی ہیں اور وزیر اعلیٰ کی بھی ہیں تو اگر یہ کمپیوٹر بھی خود ہی خرید لیتے تو میرا خیال ہے کہ یہ بہت بہتر ہوتا۔ اب USAID کے اس نشان کو مٹانے کے لیے کوئی مہربانی

فرمائیں چونکہ یہ ہماری انا پر ایک دھبہ ہے ہم اتنی شہ خرچیاں کریں کہ 30 کروڑ کا جہاز بھی لے لیں اور 26 کروڑ کا ہیلی کاپٹر بھی لے لیں 73 لاکھ روپیہ اسمبلی سیکرٹریٹ کے لیے رکھیں لیکن 8 لاکھ کے کمپیوٹر نہ لے سکیں؟

جناب سپیکر، اب آپ اس پوائنٹ آف آرڈر پر اپنی تحریک استحقاق ہی پیش نہ کر دیں۔ پھر آپ نے اسی وجہ سے میرے پاس نہیں آنا۔

جناب ایس اے حمید، جناب والا! یہ تو میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب سپیکر، نہیں یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔

جناب ایس اے حمید، جناب والا! یہ تو USAID کا مسئلہ ہے۔ یہ تو اس نشان کا مسئلہ ہے جو تمام کمروں میں پڑے ہوئے کمپیوٹرز پر ہے۔ جناب والا! USAID ایک محکومی کا نشان ہے۔

جناب سپیکر، اس کا زیر بحث مسئلے سے کوئی تعلق نہیں۔ میں اسے out of order قرار دیتا ہوں۔ اب میں آپ ہی کو دعوت خطاب دیتا ہوں باقی بات بحث تقریر میں کر لیجیے۔ لیکن یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

جناب ایس اے حمید، جناب والا! آپ اسے out of order کر دیں لیکن اس پر غور ضرور فرمائیں یا ان stickers کو ہی اتروا دیں۔

جناب سپیکر، آپ یہی بات اپنی تقریر میں کر لیں۔ آپ کو موقع ملتا ہے

جناب ایس اے حمید، بہت اچھا۔

میزانیہ بابت 95-1994ء پر بحث

جناب سپیکر، آپ تقریر فرمائیں اور تقریر کے لئے میرے خیال میں دس دس منٹ کافی ہونگے۔

جناب ایس اے حمید، نہیں جناب سپیکر! پندرہ منٹ۔

جناب سپیکر، چلیے پندرہ منٹ۔

جناب ایس اے حمید، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر آج میں پنجاب میزانیہ 95-1994ء کے بارے میں اپنی گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ پنجاب کے بجٹ پر بات کرنے سے پہلے میں سمجھتا ہوں کہ پہلے حکومت کی credibility کے بارے میں بات کی جائے۔ جناب سپیکر کوئی بھی حکومت جس کی credibility doubtful ہو جائے وہ حکومت کہلانے کا حق نہیں رکھتی۔ جناب سپیکر! آج پاکستان کی وفاقی حکومت بالکل اسی لائن پر چل رہی ہے۔ جناب سپیکر! موجودہ حکومت اپریل 95-1994ء میں جس طور پر سابق صدر پی پی پی اور میاں منظور احمد وٹو، سابق سپیکر، صوبائی اسمبلی کے عملی اشتراک بلکہ ایک سازش کے ذریعے برسر اقتدار آئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات کافی ہے کہ ایک جائز اور سپریم کورٹ سے بحال حکومت کو ختم کرنے کے لیے جس طرح سے پنجاب کے سابق سپیکر

اور موجودہ وزیر اعلیٰ نے کردار ادا کیا اس سے نہ صرف پنجاب بلکہ مرکز کی حکومت کی بھی credibility ختم ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر ، حمید صاحب! آپ بجٹ ہی کی طرف رہیے

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! میں بالکل بجٹ کی طرف آ رہا ہوں

جناب سپیکر ، جی آئیے۔

جناب ایس اے حمید ، جناب سپیکر! کوئی بھی حکومت اپنی خارجہ پالیسی' امن وامان اور اقتصادی پروگرام سے پہچانی جاتی ہے ۔ لیکن اگر ہم خارجہ پالیسی کی طرف دیکھیں تو کشمیر جیسے مسئلے پر ہم نے نہ صرف ایران' بلکہ چین کا بھی ساتھ گنوایا بلکہ وہ ہمارے بڑے قریبی دوست تھے اور برس ہا برس سے ان کا ہمارا ساتھ تھا انہوں نے کشمیر کے مسئلے پر جو resolution واپس لے کر نہ صرف پاکستان میں بلکہ دنیا میں اپنا مقام خراب کیا اور اپنے سابقہ دوستوں سے بھی ہاتھ دھو لیا ۔ جناب سپیکر! پاکستان کا ایٹمی پروگرام جو balance of terror تھا جس کی بنیاد پر ہم سے دس گنا بڑا عیار اور مکار ملک بھارت ڈرتا تھا۔ جس نے آج تک ہمارے ملک کو تسلیم نہیں کیا اس پر یہ خوف تھا کہ اگر میں نے پاکستان کو ہضم کرنے کی کوشش کی تو اس کا ایٹمی پروگرام مجھے کسی طور پر دم نہیں لینے دے گا ۔ آج جناب سپیکر پاکستان کا ایٹمی پروگرام اور اس بارے میں خاموش ڈپلومیسی امریکہ کے نائب وزیر خارجہ ٹالبوٹ کا پاکستان آنا اور وہاں جا کر اس بات کا اعلان کرنا کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب رہے ہیں یعنی پاکستان کا ایٹمی پروگرام کیپ یا رول بیک کر دیا جائے گا ۔ جناب سپیکر! اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ ہم اپنے خارجہ امور میں بھی ناکام ہو چکے ہیں ۔ اس کے بعد جناب سپیکر! امن وامان کا مسئلہ آتا ہے ۔ میں اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا ۔ آئے دن امن وامان کے مسائل آپ کے سامنے ہیں اور جس طرح سے لاقانونیت اس ملک میں جڑیں پکڑ چکی ہے اس کے پیش نظر .....

سردار سکندر حیات خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! یہ بجٹ تقریر ہو رہی ہے' اس میں نیوکلیئر پالیسی کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ یہ ساری بات غیر متعلقہ ہے اور میں آپ کی وساطت سے معزز رکن سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ بجٹ کے حوالے سے بات کریں۔

جناب سپیکر ، وہ بجٹ کے بہت نزدیک آ چکے ہیں اور امن عامہ پر آ چکے ہیں

سردار سکندر حیات خان ، لیکن جناب' نیوکلیئر اور خارجہ امور کا پنجاب کے بجٹ سے تو کوئی تعلق نہیں۔

جناب سپیکر ، آپ تشریف رکھیں' انہوں نے خارجہ پالیسی کا مختصر ذکر کیا۔

جناب ایس اے حمید ،جناب والا! میں یہی عرض کر رہا تھا کہ کہ امن وامان کے بارے میں ہاؤس میں دو آرا نہیں ہیں بلکہ پورے ملک میں ایک رائے ہے کہ اس بارے میں حکومت ناکام ہو چکی ہے اور ڈاکوؤں کے ہاتھ حکمرانوں کی گردنوں تک پہنچ چکے ہیں ۔ شیخ رفیق کے بیٹے کے ساتھ جو واقعہ پیش

آیا وہ اس کی واضح مثال ہے ۔ میں اس بارے میں بات کرکے اپنا وقت نہیں ضائع کرنا چاہتا ۔ اب جناب سپیکر! سب سے آخری بات اور سب سے بنیادی بات اقتصادی پروگرام ہے ۔ جناب سپیکر حکومتیں ملک میں عوام کی فلاح وبہبود کے لئے اقتصادی پروگرام ترتیب دیتی ہیں اور اگر وہ پروگرام رفاہی اور فلاحی ہوں اور مفاد عامہ کے لئے ہوں تو پھر ان حکومتوں کی credibility بڑھ جاتی ہے' ان کی بنیادیں بھی مضبوط ہو جاتی ہیں اور انہیں حکومت کرنے کا بھی پورا حق مل جاتا ہے ۔ لیکن آئیے تھوڑی سی نگاہ ہم اپنے وفاقی بجٹ پر ڈالیں کہ حکومت نے اس سال جو ہمیں اقتصادی پروگرام دیا' کیا وہ پروگرام پاکستان کے عوام کی خود مختاری اور اس کی فلاح وبہبود کے لئے کافی ہے۔

جناب سپیکر! وفاقی بجٹ میں تین چیزوں پر زور دیا گیا ہے ۔ سیلز ٹیکس جس میں تقریباً 18 ارب 65 کروڑ روپے کے ٹیکس لگائے گئے ہیں ۔انکم ٹیکس کی مد میں 4 ارب 80 کروڑ روپے کے ٹیکس لگائے گئے ہیں ۔ اس کے علاوہ کسٹم ڈیوٹی کی مد میں 13 کروڑ روپے تجویز کیے گئے ہیں۔ جناب سپیکر! یہ تقریباً 37 ارب روپے کے ٹیکس مرکزی حکومت نے ان تین شقوں میں وصول کرنے ہیں ۔ اس کے علاوہ ان کا مجموعی ٹارگٹ تقریباً 45 ارب روپے کے قریب ہے ۔ وفاقی حکومت کی جو پالیسی تھی اس میں ان ٹیکسوں کی وصولی کے ساتھ ساتھ سمگلنگ کا خاتمہ اور کسٹم ڈیوٹی 92 فیصد سے کم کرکے 70 فیصد کرنے کے بعد وہ تمام اشیاء جو اس وقت سمگل ہو رہی ہیں' ان پر کنٹرول حاصل کرنا تھا ۔ اس کے علاوہ ٹیکس بڑھانے کا مسئلہ بھی ان کے سامنے تھا لیکن ہم جناب سپیکر! یہ دیکھتے ہیں کہ یہ چیزیں نہ صرف اس ملک کے عوام کے لئے بلکہ اس ملک میں قائم صنعتوں کے لئے ایک درے سے کم نہیں اور ہماری تمام اکانومی کو ان تمام ٹیکسوں نے زبردست دھچکا دیا ہے ۔ جناب سپیکر پاکستانی روپے کو بھی قابل تبادلہ بنا دیا گیاہے جب balance of payments اپنے حق میں ہوں تو روپے کو کھلا چھوڑا جاتا ہے تاکہ وہ اپنی قیمت خود determine کر سکے لیکن جب balance of payments آپ کے reverse ہوں تو اس وقت اپنی کرنسی کو اوپن نہیں کرتے لیکن آج اس کے برعکس فیصلہ کیا گیا ہے ۔ سیلز ٹیکس کا جو موجودہ نظام ہے اس میں تقریباً 486 آئیٹمز پر سیلز ٹیکس لگایا گیا ہے۔ جو امپورٹ سے لے کر تیاری کے مراحل تک چار سٹیجوں پر وصول کیا جائے گا جس سے زندگی کا کوئی شعبہ محفوظ نہیں رہ سکے گا اور 5 لاکھ روپے جس ادارے کی سیل ہو گی اسے سیلز ٹیکس ادا کرنا پڑے گا اس کا مطلب یہ ہوا کہ جس ادارے کی 1500 روپے روز کی سیل ہے وہ اس میں آ جائے گا۔ دوسرے معنوں میں کوئی بھی چھوٹی سے چھوٹی انڈسٹری' کوئی چھوٹے سے چھوٹا تاجر اس سے بچ نہیں سکے گا اور اس بنیاد پر ملک میں ایک ایسا سلسلہ شروع ہو گا جس سے مہنگائی کی ایک نئی لہر آئے گی۔ جناب سپیکر! انکم ٹیکس کے نظام میں جو تبدیلیاں کی گئی ہیں جس طرح سے آئی ٹی او کے اختیارات بڑھائے گئے ہیں جس طور پر penalties میں اضافہ کیا گیا ہے ۔ جناب سپیکر! دو ہزار روپے روزانہ تک کا جرمانہ صرف اس لئے رکھا گیا ہے کہ اگر کوئی assessee وقت پر اپنی return نہ دے سکے تو اسے دو ہزار روپے تک جرمانہ دینا پڑے گا اور آئی ٹی او کے پاس

prosecution تک کے اختیارات رکھے گئے ہیں۔ جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ایسا طریق کار ہے جس کی بنیاد پر ٹیکس دینے والے لوگوں کو ہراساں کیا جا رہا ہے اور یہ کوشش کی جا رہی ہے' کہ ان کے گرد گھیرا تنگ کر دیا جائے۔ جناب سپیکر! یہ غیر محدود اور یک طرفہ استعمال ہے جس سے نہ صرف عوام میں اور ٹیکس گزاروں میں ایک نفرت پیدا ہوتی ہے بلکہ ایک class hated اور class discrimination کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ جناب سپیکر! یہ ایک تحکمانہ طرز عمل اور تحکمانہ سلوک کی عادت پڑ چکی ہے جناب والا! اصل میں بنیادی جڑ یہی ہے بنیادی خرابی یہی ہے۔ آپ ایک سکول سے لے کر ایک دفتر تک اور سیکرٹریٹ تک چلے جائیں اور پولیس کے تھانوں تک جائیں تمام لوگوں میں آپ کو ایک ہی بات نظر آئے گی کہ وہ آپ کو ایک سبجیکٹ یعنی رعایا کے طور پر treat کریں گے' آپ کو equal rights نہیں دیں گے۔ لیکن جناب والا! پاکستان کا آئین ہمیں بنیادی سہولتیں' بنیادی privileges دیتا ہے' بنیادی حقوق دیتا ہے۔ آرٹیکل 2(a) جو قرارداد مقاصد ہے' آرٹیکل 4 جس میں افراد کو تحفظ دیا گیا ہے۔ آرٹیکل 8(3) جس میں کاروبار' تجارت یا پیشے کی آزادی ہے' آرٹیکل 25 جس میں شہریوں سے مساوات کی بات کی گئی ہے۔ جناب والا! equality of status کی بات' یہاں اس ملک میں نہیں اور بنیادی خرابی یہی ہے کہ جب آپ دوسرے شہری کو اپنے سے کم درجے کا سمجھیں گے تو اس وقت آپ اس کو انصاف مہیا نہیں کر سکیں گے۔ اور جب آپ اس کو سبجیکٹ سمجھیں گے پھر اس کی limitations ہوں گی اور اس کے ساتھ تذلیل کا مسئلہ ہو گا۔ اور violation of constitutional provision جناب والا! یہی بات ہے اور یہ نکتہ ہے۔ ان تمام محرومیوں کا جو آج ہمارے عوام' ہمارے تاجر' ہمارے صنعت کار' ہمارے زمیندار اور ہمارے کسان کو تمام دفاتر میں ذلت ملتی ہے۔ یہ جناب والا! violation of constitution ہے اور اس violation کو ختم کرنا ہماری بنیادی ذمہ داری ہے۔

جناب والا! یہ بجٹ کسی طور پر نہ تلافی ہے نہ رفاہی ہے اور نہ ہی عوامی امنگوں کا ترجمان ہے۔ کیونکہ جس طور پر عوامی حقوق پر راتوں رات ڈاکہ ڈالا گیا' جس طور پر اس ملک کے 9 لاکھ 84 ہزار ٹیکس گزاروں کے گرد گھیرا تنگ کیا گیا' جس طور پر ان سے 30 ارب روپے کا ٹیکس لینے کی بجائے آج 54 ارب روپے کا ٹیکس وصول کیا جا رہا ہے' جس طور پر ایک fix system کو ختم کر کے جس میں حکومت کو revenue چار سے لے کر بیس گنا تک ملتا تھا' جب سپروائزز ٹیکس کا نظام نہیں تھا' سپروائزز ٹیکس کے نظام کو لا کے fix ٹیکس کے نظام کو ختم کر کے لوگوں کو' تاجروں کو' صنعت کاروں اور دکانداروں کو کس بات کی ترغیب دی گئی ہے کہ وہ عملے کے ساتھ مل کے بدعنوانی کریں اور اس میں کمی کریں۔ جناب والا! ایک انکم ٹیکس کا آفیسر' ایک ایکسائز کا انسپکٹر جب کسی فیکٹری پر بیٹھا ہو اس کے سامنے 5 لاکھ روپے ڈیوٹی ادا کی جا رہی ہو کیا آپ سمجھتے ہیں کہ وہ اپنا حق نہیں مانگے گا' وہ اپنا حصہ نہیں مانگے گا؟ جناب والا! ماضی میں ہم نے یہ دیکھا ہے کہ ایسے تمام ادارے جہاں پہ سپروائزری سسٹم تھا ان تمام اداروں میں چوریاں ہوتی تھیں۔ ان تمام اداروں میں ٹیکس کم ہوتا تھا اور

جب اس سسٹم کو ختم کیا گیا تو 93-1992ء میں اس fixed system کی وجہ سے حکومت کو چار سے بیس گنا تک revenue ملا۔ جناب والا! مرکزی حکومت نے------

جناب سپیکر: اب آپ وائنڈ اپ کریں۔

جناب ایس اے حمید: جناب والا۔ ابھی تو سات منٹ ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: ایک منٹ باقی رہ گیا۔

جناب ایس اے حمید: جناب والا۔ ابھی تو سات منٹ ہوئے ہیں۔ اپنی گھڑی سے میں نے پہلے ہی چیک کر لیا تھا۔

جناب سپیکر: تو آپ ٹائم واچ کر رہے ہیں۔

جناب ایس اے حمید: ابھی واچ کرلیں جناب! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ صنعتی ترقی کی بات کی گئی لیکن عملی طور پر صنعتی ترقی کے لیے کچھ نہیں کیا گیا۔ جناب والا! مشینری کی درآمد پر ڈیوٹی لگا دی گئی ہے۔ میاں نواز شریف نے جو صنعتی ترقی کا نقشہ دیا تھا' جس طور پر موٹر وے کو بنایا تھا' جس طور پر ریلو کیب سکیم بنائی تھی' جس طور پر مشینری کی امپورٹ پر تمام قسم کے ٹیکس اور ڈیوٹیاں ختم کیں تھیں اور جس طور پر انہوں نے موٹر وے' جو یہ کہتے ہیں کہ موٹر وے leads to development' موٹر وے leads to civilization ان تمام نعروں کو صرف اس لیے ختم کر دیا گیا کہ اس میں سابقہ وزیر اعظم پاکستان میاں نواز شریف کا نام آتا ہے۔ حالانکہ جناب والا! وہ اس ملک کے لیے کام کر رہے تھے۔ جناب والا! میں اپنی بات کو لمبا نہیں کرنا چاہتا صرف میں پنجاب بجٹ کا تجزیہ کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب بجٹ میں ہمیں یہی چھاپ نظر آتی ہے کیونکہ یہ ہمیں ٹرانسفر ہوا ہے اور یہ ہمیں مرکز سے ملا ہے اور اس میں پنجاب حکومت کے ذمہ اس وقت 7 کروڑ 7 ہزار 9 سو 35 پوائنٹ 46 کروڑ روپے قرض تھا۔ جس کا ہم 131 کروڑ روپیہ ' 67 instalment کروڑ روپیہ سود ادا کر رہے ہیں۔ جناب والا! ہم 67 کروڑ روپیہ سالانہ ہم سود ادا کرتے ہیں۔ لیکن میں پنجاب حکومت کی بڑی شاہ خرچیاں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ ہم نے ان آٹھ ماہ میں 109 کروڑ روپیہ سٹیٹ بنک کو دیا ہے۔ short term loan چھوٹی ٹرم کے لیے چھوٹے چھوٹے جو قرضے ہیں ان پر جناب والا ہم نے 109 کروڑ روپیہ دیا ہے۔

جناب والا! اس کے بعد اس حکومت کے پاس ایک جہاز موجود تھا اور ایک جہاز اور خریدا گیا اور 30 کروڑ روپے کا ہیلی کاپٹر آنے والا ہے اور ابھی تک آپ نے میری تحریک پر بات نہیں کی۔ وزیر خزانہ صاحب نے مستعفی ہونے کا اعلان کیا تھا انہوں نے بھی کوئی statement نہیں دی' کوئی جواب نہیں دیا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب کسی بات کا جواب نہ دیا جائے تو وہ بات ٹھیک ہوتی ہے۔ لہذا ہم یہ سمجھنے پر مجبور ہیں کہ ایک جہاز حکومت کے پاس موجود ہے۔ 26 کروڑ روپے کا ایک جہاز اور آچکا ہے اور 30 کروڑ روپے کا ہیلی کاپٹر آ رہا ہے۔ جناب والا! آپ نے عوام پر 30 کروڑ روپے کے ٹیکس لگائے۔ یہ چیز حکومت کو اس بات کی اجازت دیتی ہے کہ صوبے کے غریب عوام پر اتنے ٹیکس

لگائے جاتے ہیں۔ جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مرکزی حکومت نے تعمیر سندھ کے نام پر اڑھائی ارب روپیہ صوبہ سندھ کو دیا۔ لیکن پنجاب کو جو کہ پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے تعمیر پنجاب کے نام پر ایک پائی بھی نہیں ملی۔ جناب والا! یہ کیوں؟ اور اس کے بعد ہمیں جو divisible pool میں حصہ 774 کروڑ روپیہ دیا وہ بھی کم ہے۔ جناب والا! ایک بات اور جو بڑی واضح ہے وہ یہ ہے کہ 32 779 کروڑ روپیہ 94-1993ء کے پروگرام کے لیے رکھا گیا۔ اور وزیر اعلیٰ نے اعلان کیا کہ اس کو خرچ کیا جائے گا۔ لیکن جناب والا! دو ماہ کے عرصہ میں یہ بڑی ہی حیرت انگیز بات ہے کہ اگر آپ کوئی allocation کریں تو اس میں دس پیسے زیادہ یا کم خرچ ہوں گے۔ لیکن پنجاب حکومت کی efficiency دیکھیں 779.32 کروڑ روپیہ جو allocate کیا گیا کہاں خرچ کردیا۔ حالانکہ دو مہینے میں پنجاب میں کہیں کام نہیں ہوا۔ دس فیصد یا پندرہ فیصد کام ہوا لیکن یہ پورے کا پورا پیسہ کہاں گیا کسی کو نظر نہیں آتا۔ پنجاب حکومت کے اسٹیٹ بنک سے قرضہ لینے کی وجہ سے اور واپڈا سے قرضہ لینے کی وجہ سے قرقی ہوچکی ہے۔ تعلیم کے لیے ڈویلپمنٹ بجٹ کا 2 ارب 25 کروڑ روپیہ رکھا گیا جو کہ صرف 18 فیصد بنتا ہے۔ حالانکہ تعلیم کے بارے میں پنجاب کا دعویٰ ہے کہ وہ اس ملک میں تعلیم عام کرنا چاہتی ہے ۔ اور جناب والا! 42 ہزار 8سو 21 اسامیاں ' جن کے بارے میں وزیر خزانہ نے یہ کہا تھا کہ یہ اسامیاں دیں گے۔ ورلڈ بنک کا جو ابھی حال ہی میں مشن آیا ہے اس نے ان کو کٹ کرکے 26 ہزار اسامیاں کردیا ہے۔ آپ نے تو خبر پڑھی ہو گی۔ اس کے معنی یہ ہوئے جناب والا کہ ۱۷۔ ہزار آسامیاں ختم ہو گئیں۔ اور باقی 864 اسامیاں انہوں نے پورے پنجاب کے لیے رکھیں۔ اب بے روزگاری کو ختم کرنے کے لیے ان کے پاس صرف 864 اسامیاں ہوں گی۔ اور یہ 17 ہزار اسامیاں ختم ہوچکی ہیں۔

جناب والا! انہوں نے صحت کی مد سے پیسے کاٹ کر امن عامہ کو دیے صرف ایک ارب روپے کا بجٹ رکھا جو گورنمنٹ بجٹ کا 9.82 فی صد ہے اور اس کے برعکس فزیکل پلاننگ اینڈ ہاؤسنگ کے لیے انہوں نے 25.9 فی صد رکھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ صحت ہماری بنیادی ضرورت ہے' غریب کو دوائی نہیں ملتی اس کو ٹھیک کیا جاتا لیکن اس کو کم کردیا گیا ہے اور اسی سلسلے میں حکومت پنجاب کا ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز میں ماڈل ہسپتال قائم کرنے کے پروگرام کا کوئی پتہ نہیں اور گوجرانوالہ میں ایک ہسپتال بننے والا تھا لیکن اس کے فنڈز کہاں گئے' جاپان کی aid کہاں گئی جناب اس کا بھی کوئی ریکارڈ نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب حکومت کو اس بارے میں بات کرنی چاہیے۔ جناب والا! امن و امان کے سلسلے میں 4 ارب 18 کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی' لیکن امن و امان کی صورت حال آپ کے سامنے ہے۔ آج پورا صوبہ اس کی لپیٹ میں ہے' جرائم بڑھتے جارہے ہیں۔ جناب والا! آئی۔جی جو عملاً ہوم سیکرٹری کے ماتحت ہوتا ہے ایس۔ایس۔پی جو ڈی۔سی کے ماتحت ہوتا ہے عملی طور پر دو رنگی چل رہی ہے' کوئی اپنے آپ کو کسی کے ماتحت نہیں سمجھتا۔ اور خاص طور پر جناب والا! پولیس اپنے آپ کو کسی کے ماتحت نہیں سمجھتی۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب تک اس سسٹم میں بنیادی اصلاح نہ

کی جائے یا جب تک اس میں پولیس کمشنر قائم نہ کیے جائیں یا پھر جب تک اس کو کسی کے ماتحت نہ بنایا جائے۔ اس وقت تک جناب والا! یہ امن عامہ کا مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر، اب ختم کیجئے۔

جناب ایس اے حمید، صرف دو منٹ میں ختم کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر، دو منٹ زیادہ ہیں۔

جناب ایس اے حمید، جناب والا! انہوں نے صنعت کے لیے 0.36 فی صد رقم رکھی ہے' کل صرف 4 کروڑ روپے کی رقم رکھی ہے۔ جناب والا! پنجاب کا صوبہ دیکھیں اور اس کے لیے صنعت کاری کے لیے صرف 4 کروڑ روپے انوسٹمنٹ کے لیے اور پروموشن کے لیے رکھے گئے کتنا بڑا ظلم ہے۔ جو شعبہ زندگی کے تمام شعبوں سے بڑھ کر آپ کو قحط دے رہا ہو جنریشن کر رہا ہو' امپلائمنٹ کر رہا ہو' اس کے لیے جناب والا! آپ صرف 4 کروڑ روپے رکھتے ہیں جو کہ 0.36 فیصد ہے۔ جناب والا! زرعی ٹیکس کی بات کی گئی۔ بے نظیر صاحبہ نے اور وزیر خزانہ شہاب الدین صاحب نے جنہیں عرف عام میں عذاب الدین کہتے ہیں۔ انہوں نے یہ کہا تھا کہ ہم عوام کے ساتھ انصاف کریں گے اور وہ لوگ جن کے پاس hoardings زیادہ ہیں خواہ وہ زمیندار بھی ہوں ان سے ٹیکس لیں گے۔ لیکن ویلتھ ٹیکس لگا کر زرعی ٹیکس کو پس پشت ڈال دیا گیا۔ اگرچہ صوبہ سرحد نے اس ضمن میں پہل کی ہے' لیکن حکومت پنجاب نے اپنے بجٹ میں زرعی ٹیکس کی کوئی بات نہیں کی۔ جناب سپیکر! یہ equality of status کے خلاف بات ہے۔ جو بھی کماتا ہے' اس کو ٹیکس دینا چاہیے۔

جناب سپیکر! تعمیر وطن آخری ہیڈ ہے۔ اس میں 779 کروڑ روپے کی بجائے دس ارب 28 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ لیکن اس میں جو خاص بات ہے' وہ یہ ہے کہ جنجوعہ صاحب نے پہلے تو اس ایوان میں کھڑے ہو کر یہ کہا کہ ہم اپوزیشن ممبران کو پیسے دیں گے۔ جب پورا سال گزر گیا۔ ایک پائی نہیں دی۔ اس دفعہ انہوں نے ہمیں technically knock out کیا ہے کہ جتنی جاری سکیمیں ہیں ان کے لیے وہ ستر فی صد رقم allocate کر رہے ہیں۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اپوزیشن کے کسی ممبر کو کوئی پیسہ نہیں ملے گا۔ جناب سپیکر! یہ پنجاب حکومت کی مہربانی ہے۔ یہ ان کی کارستانیاں ہیں کہ وہ پنجاب کے آدھے عوام کو' جناب سپیکر' ساڑھے تین کروڑ عوام کو بنیادی سہولتوں سے محروم رکھنا چاہتے ہیں اور جناب سپیکر' ایک اور کام جو کیا گیا وہ یہ ہے---- جناب والا' اسی میں ایک آخری بات------

جناب سپیکر، آپ دوسروں کا وقت لے رہے ہیں۔

جناب ایس اے حمید، وزیر اعلیٰ صاحب نے بلاک ایلوکیشن کی آڑ میں جو رقم اپنے پاس رکھی ہے وہ 248 کروڑ روپے ہے کہ جس کو چاہیں دے دیں۔ کسی ایم پی اے کو لے آئیں' کسی کارپوریشن سے بات کر لیں' ہارس ٹریڈنگ کر لیں۔ یہ قوم کا حال ہے کہ انہوں نے جو بنیاد رکھی تھی اسی بنیاد پر آج آگے آتے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ پنجاب کا بجٹ نہیں ہے' یہ ہارس ٹریڈنگ کا بجٹ! یہ تو

صوابدیدی بجٹ ہے۔ یہ تو عوام کے حقوق پر ڈاکے کا بجٹ ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کو کسی بھی طور پر منظور نہیں کیا جانا چاہیے۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر، جناب غلام عباس صاحب۔ تشریف نہیں رکھتے۔ حاجی ریاض کاٹھیا صاحب۔

حاجی ریاض حسین کاٹھیا: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ سے پنجابی میں تقریر کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، اجازت ہے۔

حاجی ریاض حسین کاٹھیا، (پنجابی) جناب سپیکر! بجٹ جب بھی بنایا جاتا ہے' ملکی وسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے بنایا جاتا ہے۔ جتنے وسائل ہوں' ان کے مطابق ہی بجٹ بنایا جاتا ہے۔ 95-1994ء کا بجٹ ہمارے وسائل کے مطابق بڑا اچھا بجٹ ہے۔ یہ اس لیے بڑا اچھا بجٹ ہے کہ اس کا بوجھ غریب آدمی پر اور عام آدمی پر نہیں پڑے گا۔ جناب سپیکر' کوئی ملک اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتا جب تک اس ملک میں تعلیم پر زیادہ دھیان نہ دیا جائے۔ اور جب تک ہر شہری زیور تعلیم سے آراستہ نہ ہو۔ اس سے پہلے تعلیم پر کوئی دھیان نہیں دیا گیا۔ لیکن ہمارے اس بجٹ میں تعلیم پر خاص دھیان دیا گیا ہے۔ اس بجٹ میں دو ارب پینتالیس کروڑ پچانوے لاکھ روپے سے زیادہ رقم رکھی گئی ہے۔ یہ ایک اچھا قدم ہے۔ ہمارے اس بجٹ میں پرائمری تک تعلیم لازمی کر دی گئی ہے۔ ہماری شرح خواندگی صرف پچیس فی صد رہ گئی ہے۔ اگر پہلے ہی اچھا اقدام کیا جاتا تو ہماری یہ شرح زیادہ ہو سکتی تھی۔ اس کے علاوہ پہلے ہمارے دوستوں نے یہ بھی تنقید کی ہے کہ انگریزی زبان لازمی کیا جا رہا ہے۔ میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ بتائیں کہ ان کا کوئی بچہ انگلش سکول کے علاوہ کسی سرکاری سکول میں بھی پڑھتا ہے؟ سب کے بچے انگریزی سکولوں میں پڑھتے ہیں۔ ہماری حکومت نے انگریزی کا کورس جو پہلی جماعت سے شروع کیا ہے یہ بھی ایک بڑا اچھا قدم ہے۔ اس کے ساتھ غریب اور امیر کا فرق' غریب اور امیر کی تعلیم میں بھی جو فرق ہے وہ دور ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! زراعت ملک کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے لیکن زراعت پر بھی آج سے پہلے اتنا زیادہ دھیان نہیں دیا گیا۔ اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا ملک زرعی ہونے کے باوجود ہم خوراک کے معاملے میں آج تک خودکفیل نہیں ہوتے۔ ہمارا کافی زیادہ زر مبادلہ گندم کی درآمد پر خرچ ہو جاتا ہے۔ اس طرف پہلے دھیان دیا جاتا تو ہمارا جتنا پیسہ گندم کی درآمد پر لگتا ہے اگر ہم خود کفیل ہوتے تو ہمیں وہ پیسے نہ خرچ کرنے پڑتے۔ ہماری حکومت نے زراعت پر بھی کافی توجہ دی ہے۔ عام کسانوں کو معمولی شرائط پر قرضے دینے کا بھی انتظام کیا ہے۔ اس کے لیے بھی بڑا پیسہ رکھا گیا ہے۔ یہ بھی ایک بڑا اچھا قدم ہے۔ اسی طرح ہر شعبے میں پہلے سے زیادہ رقم رکھی گئی ہے۔

جناب سپیکر! بے روزگاری ہر سال بڑھتی جا رہی ہے۔ لیکن اس وقت ہماری حکومت نے بے روزگاری کو دور کرنے کے لیے صرف تعلیم کے شعبے میں بیالیس ہزار 821 اسامیاں پیدا کی ہیں جن کی وجہ سے بے روزگاروں کو روزگار میسر آ سکے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اس کے علاوہ اس مہنگائی کے دور میں تنخواہ دار طبقہ بڑا پریشان حال تھا۔ اس کی پریشانی کی کوئی وجہ بھی تھی کیونکہ آج کل قیمتیں آسمان کو چھو رہی ہیں۔ تنخواہوں میں خاطر خواہ اضافہ کیا گیا ہے۔ یہ بھی بڑا اچھا قدم ہے۔

جناب سپیکر! کوئی ترقی یافتہ ملک بھی ہو، وہاں بھی ٹیکس لگانے پڑتے ہیں۔ حکومت کو چلانے کے لیے ٹیکس لگانا پڑتا ہے۔ ٹیکس لگانا تو آسان بات ہے، لیکن اگر ٹیکس کو صحیح طریقے سے وصول نہ کیا جائے۔

MR SPEAKER. I call the House to order.

حاجی ریاض حسین کاٹھیا، ہاں جناب؛ (قہقہے) ٹیکس لگانا پڑتا ہے۔ لیکن ٹیکس لگانے کے علاوہ ٹیکس وصول کرنے کا صحیح انتظام نہ کیا گیا۔

رانا محمد اقبال خان، جناب سپیکر! انھیں پنجابی میں بتایا جائے کہ آپ نے کیا فرمایا ہے۔ انھیں آپ کی بات سمجھ نہیں آئی۔

جناب سپیکر، تھوڑی دیر اج اوتھاں نوں سمجھ آ گئی اے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جانے دیں۔ کبھی کبھی آرام سے بھی بیٹھا کریں۔ تھک جاؤ گے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، کچھ نہ کہوں؟

جناب سپیکر، کبھی کبھی کچھ بھی نہیں کہنا چاہیے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، آپ کا حکم؟

جناب سپیکر، بیٹھ جائیں۔

حاجی ریاض حسین کاٹھیا، جناب سپیکر! ٹیکس لگانے کے ساتھ ساتھ اگر ٹیکس صحیح وصول بھی کیے جائیں اور صحیح عائد کیے جائیں تو میرے خیال میں یہ اچھا قدم ہو گا۔ کیونکہ اگر ٹیکس لگایا جائے اور وصول کرنے والے ٹیکس بجائے اس کے کہ ہمارے خزانے میں جائے ان کی جیب میں جائے تو ہمیں تو اس کا کوئی فائدہ نہیں اور نہ ہی حکومت کو کوئی فائدہ ہے۔ نہ ہی عوام کو فائدہ ہے۔ کوئی ایسا اچھا طریقہ بنایا جائے جس سے ٹیکس صحیح عائد ہو اور پھر ہمارے خزانے میں صحیح جائے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ ہمارے ملک کا کوئی شہری آج کل کے اخبارات پر جب دھیان دیتا ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، فرمائیے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، منیر نیازی کا ایک شعر یاد آ گیا ہے۔ میں آپ کے توسط سے ان کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں۔

کجھ انج وی راہواں او کھیاں سن کجھ گل وچ غم دا طوق وی سی
کجھ شہر دے لوک وی ظالم سن کجھ میوں مرن دا شوق وی سی

حاجی ریاض حسین کاٹھیا، جناب سپیکر! ان کی عادت ہے' تنقید برائے تنقید۔ انھوں نے تنقید تو کرنی ہی ہے چاہے کوئی کچھ بھی ہو۔ جب ہمارا عام شہری آج کے حالات اخبارات میں پڑھتا ہے تو اس طرح معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے سیاستدانوں کے درمیان ایک جنگ جاری ہے۔ اور ایک دوسرے پر الزامات کی بمباری کررہے ہیں۔ جناب سپیکر! ہمارے ملک کی بدقسمتی یہ ہے کہ ہمارا کوئی بھی سیاستدان جب ناکام ہوتا ہے تو وہ اپنی ناکامی کو تسلیم نہیں کرتا۔ ہمارے 1993ء کے الیکشن کو ساری دنیا نے منصفانہ الیکشن قرار دیا لیکن ہمارے اپوزیشن کے لیڈر جناب نواز شریف صاحب ' ہماری منتخب وزیر اعظم کو وزیر اعظم ماننے کے لیے تیار نہیں۔ اس کے علاوہ وہ اس کے وجود کو پاکستان کے لئے ایک مسئلہ قرار دیتے ہیں۔

میاں عبدالستار، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، میاں صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر سن لیجیے۔

میاں عبدالستار، جناب سپیکر۔ کاٹھیا صاحب نے ابھی بات کی کہ نواز شریف نے 1993ء کے الیکشن کو تسلیم نہیں کیا اور یہ کہا کہ دھاندلی ہوئی ہے۔ تو میں کاٹھیا صاحب کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ جس دن الیکشن کے رزلٹ اناؤنس ہو رہے تھے تو اس دن رات کو غیر ملکی نامہ نگاروں کو بے نظیر صاحبہ نے انٹرویو دیا تھا اور یہ کہا تھا کہ الیکشن میں دھاندلی ہوئی ہے۔ لیکن صبح جس وقت وہ جیت گئی تو پھر اس نے کہا کہ الیکشن ٹھیک ہوئے ہیں۔

حاجی ریاض حسین کاٹھیا، جناب والا۔ ہمارے آج کے اپوزیشن کے لیڈر ہمارے منتخب صدر کو صدر ماننے کے لئے تیار نہیں۔(قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: I call the House to order.

حاجی ریاض حسین کاٹھیا، جناب والا! اس کے علاوہ جناب اپوزیشن لیڈر ہماری وزیر اعظم پر ہر روز الزامات پر الزامات لگائے جا رہے ہیں اور صدر پر بھی بے تحاشا الزامات لگا رہے ہیں۔ ہماری حکومت بھی اس بات پر نہیں کہ وہ اپوزیشن لیڈر پر ہر روز پرچے دیے جا رہی ہے۔ یہ جو کہہ رہے ہیں کہ سیاستدان جو دونوں طرف ہیں کیا یہ ہماری قومی سالمیت اور جمہوریت کی بقا کے لئے اچھا کررہے ہیں؟ ہر گز نہیں۔ یہ اچھا قدم نہیں۔ یہ کتنی باعث شرم بات ہے کہ ہمارا ہمسایہ ملک ہندوستان جو پاکستان بننے سے لے کر اب تک ہمارا دشمن ہے وہ اپنے آپ کو سپر پاور بنانے کے خواب دیکھ رہا ہے۔ پہلے اس نے ایٹمی دھماکہ کیا۔ اس کے بعد اس نے میزائل کے تجربے کیے۔ لیکن افسوس کہ ہمارے سیاستدانوں کو ایک دوسرے سے لڑنے کے علاوہ کسی اور کام کے لئے فرصت نہیں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آپ میری طرف دیکھیں۔

حاجی ریاض حسین کاٹھیا، جناب والا! کتنا ہی اچھا ہوتا کہ ہمارے سیاستدان یک جان ہو کر اور ایٹمی دھماکہ کرکے ہندوستان کو اینٹ کا جواب پتھر سے دیتے۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔ لیکن افسوس کہ ہمارا آج کا سیاستدان اپنے اقتدار کی کرسی کی خاطر، اپنے ملک کی سالمیت اور جمہوریت کو داؤ پر لگانے کے لئے تیار ہے۔(نعرہ ہائے تحسین) جناب سپیکر! ہمارے عوام نے ہمیں اس لئے منتخب کرکے نہیں بھیجا کہ ہم۔۔۔

جناب تاج محمد خانزادہ، جناب والا ۔۔۔

جناب سپیکر، جی خانزادہ صاحب۔

جناب تاج محمد خانزادہ، جناب والا! حاجی صاحب فرماتے ہیں کہ اینٹ کا جواب پتھر سے دینا ہے۔ پہلے وہ لڑائی کے لئے فٹ تو ہوجائیں۔

MR SPEAKER: It is out of order.

حاجی ریاض حسین کاٹھیا، جناب والا! ہمارے عوام نے ہمیں کامیاب کرکے اسمبلیوں میں اس لئے نہیں بھیجا کہ ہم ایک دوسرے کے ساتھ تعاون نہ کریں۔

جناب امتیاز احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، آپ کا بھی پوائنٹ آف آرڈر سن لیتے ہیں۔

جناب امتیاز احمد، جناب والا! ان کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ انہوں نے کافی سارا ٹائم لیا ہے۔

جناب سپیکر، آپ wind up کریں۔ اب آپ اپنی تقریر ختم کریں۔

حاجی ریاض حسین کاٹھیا، جناب والا! میری عرض یہ ہے کہ میرا تعلق ہڑپہ شہر سے ہے۔ ہڑپہ ایک قدیمی اور تاریخی شہر ہے۔ ہمارا یہ شہر بھی موہنجودڑو اور ٹیکسلا کے برابر ہے۔ موہنجودڑو اور ٹیکسلا پر تو ہمیشہ دھیان دیا گیا ہے لیکن ہمارے ہڑپہ کے لئے کبھی کوئی فنڈ نہیں دیا گیا۔ ہمارے شہر کی گلیاں اور سڑکیں ٹوٹی پھوٹی ہوئی ہیں۔ سابقہ وزیر مال کے گھر تک تو پکی سڑک جاتی ہے لیکن ہمارے شہر کی ساری سڑکیں ٹوٹی ہوئی ہیں۔لہٰذا میری آپ سے یہ اپیل ہے کہ وفاق بھی اور صوبہ بھی میرے اس شہر کے لئے کچھ فنڈ دیں تاکہ یہ جو ہمارا تاریخی شہر ہے یہ بھی خوبصورت شہر بن جائے۔

جناب سپیکر، حاجی ریاض کاٹھیا صاحب تقریر کر رہے تھے۔ حاجی صاحب تو باقاعدہ چھپے رستم نکلے ہیں ماشاء اللہ۔ اب چودھری محمد اقبال صاحب تقریر کریں گے۔

چودھری محمد اقبال، بہت شکریہ، جناب سپیکر! کہ جناب والا نے مجھے بھی اس بجٹ پر بات کرنے کی اجازت صادر فرمائی۔

جناب سپیکر، یہ بجٹ تعدادات، اعداد و شمار کا ہیر پھیر اور نقل بغیر عقل کا نہایت ہی اعلیٰ نمونہ ہے۔ جناب سپیکر! اس بجٹ کی کچھ اس طرح سے صورت حال ہے کہ ہم نے پہلے بھی سن رکھا تھا کہ بیورو کریٹس اور پنجاب کی بیورو کریسی ماشاء اللہ بہت ہی ہوشیار اور بڑی قابلیت رکھتی ہے۔ اور خاص

طور پر بھیس بدلنے میں بھی بڑی مہارت رکھتی ہے۔ جناب سپیکر! اس کا بھی جناب والا نے عملی نمونہ دیکھنا ہو تو اس بجٹ میں آپ کو بہت ہی اعلیٰ طرح کا نظر آئے گا۔ جناب سپیکر! یہ بجٹ اس طرح کا ہے کہ جیسے عوام کو کچھ slow poisoning کی جاتی ہے۔ یعنی آہستہ آہستہ پتا چلے گا کہ ان کے ساتھ کیا ہوا ہے۔ اس میں پھر بڑی داد چاہی گئی ہے اور بڑی تعریف جو کی گئی ہے وہ اس بات کی گئی ہے کہ اس بجٹ میں ہم نے مالیاتی ڈسپلن کا بہت اعلیٰ مظاہرہ کیا ہے۔ میں آپ کو مالیاتی ڈسپلن کی تھوڑی جھلک دکھاتا چلا جاؤں گا جس کی ہم سے بڑی داد چاہی گئی ہے۔ اس کو ویسے بہت ہی تفصیل کے ساتھ اور بہت ہی facts and figures کے ساتھ ہمارے قائم مقام قائد حزب اختلاف نے اس معزز ایوان میں پیش کیا۔ لیکن میں آپ کو مالیاتی ڈسپلن کے متعلق بتاؤں گا۔ جناب والا! یہاں پر وزیر اعلیٰ کی رہائش گاہ پر 70 لاکھ روپے کا خرچہ کیا گیا ہے۔ جناب سپیکر! اس معزز ایوان سے میری استدعا ہے کہ ستر لاکھ روپے میں تین نہیں تو کم از کم دو تنے بنگلے کسی اچھے کام کے لئے بنائے جا سکتے تھے۔

جناب امان اللہ خان بابر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

جناب امان اللہ خان بابر، جی! یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب سپیکر، فرمائیے۔

جناب امان اللہ خان بابر، جناب والا! مہر سعید ظفر صاحب اور چودھری محمد فاروق صاحب ادھر آ کر ہمارے اپوزیشن کے ممبران کو بجٹ کے لئے لابنگ (lobbing) کر رہے ہیں۔ ہمیں قطعاً کوئی اعتراض نہیں۔ آپ بجٹ کے لئے آج ہی ووٹنگ کروا لیں۔

جناب سپیکر، بہت اچھا۔ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر، آؤٹ آف آرڈر ہے۔ جی چودھری صاحب۔

چودھری محمد اقبال، جناب سپیکر! اس کے علاوہ وزراء، سیکرٹری صاحبان اور ان کے زیر استعمال جو گھر ہیں، گاڑیاں ہیں یہ ساری ریل پیل اور ٹھاٹھ باٹھ نظر آتی ہے اس سے بہت زیادہ مالیاتی ڈسپلن کا مظاہرہ ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ جناب والا! میرے دوست کاٹھیا صاحب بڑی تعریف فرما رہے تھے اس بجٹ میں تعلیم کے بارے میں اور دیہی علاقوں میں صاف پانی فراہم کرنے کے بارے میں تو میں جناب سپیکر! یہ نگرز پیش کروں گا کہ تعلیم کے لئے تقریباً 16 ارب 71 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے اور رواں مالی سال میں تقریباً 14 ارب 25 کروڑ روپے مختص کئے گئے تھے۔ جناب والا! آپ ذرا فرق ملاحظہ فرمائیں کہ اس میں کتنا بجٹ زیادہ کیا گیا ہے اس کی ایک جھلک آپ کو نظر آئے گی۔ اس کے علاوہ صحت پر رواں مالی سال کے لئے 3 ارب 68 کروڑ کے مقابلے میں 3 ارب 92 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ پینے کے پانی کے لئے اگلے سال کے بجٹ میں رواں مالی سال سے 3 کروڑ روپے زیادہ رکھے گئے ہیں۔ یہی حال جناب والا! اقلیت جات کی دیکھ بھال کا ہے، اس سارے کا اگر آپ حساب کتاب نکالیں چاہے کسی بھی شعبے کو لے لیں تو اس میں آئندہ سال کے بجٹ میں رواں مالی

سال سے دس فیصد زیادہ نظر آتا ہے۔

جناب سپیکر! حکومت کے اپنے دعوے کے مطابق جو افراط زر کی شرح ہے وہ انھوں نے 10% بتائی ہے۔ آپ ملاحظہ فرمائیں کہ اگر افراط زر 10% ہوتی ہے تو پھر کون سی رقم تعلیم کے لیے، صحت کے لیے اور دیہاتی عوام کو صاف پانی مہیا کرنے کے لیے زیادہ دی گئی ہے۔ اس کا مظاہرہ بھی اس میں بہت اعلیٰ طریقے سے کیا گیا ہے۔ یہ الفاظ کی jugglery تو ہو سکتی ہے لیکن اس میں facts بالکل ہی مختلف ہیں۔ میرے حساب سے جو افراط زر کی شرح ہے اگر حقیقت پسندی سے کام لیا جائے تو وہ 30% آئے گی۔ جب یہ بجٹ کو عملی جامہ پہنائیں گے تو ان کو 30% افراط زر کی شرح نظر آئے گی۔ اس سے آپ اندازہ فرمائیں کہ یہ اس بجٹ سے کیا بہتری کے پروگرام بنا سکیں گے۔

جناب والا! اس کے علاوہ تعمیر وطن پروگرام تو بالکل ایک مذاق لگتا ہے۔ وزیر خزانہ صاحب نے فرمایا ہے کہ 2 ارب 50 کروڑ روپے کی رقم 95-1994ء کے رواں بجٹ میں سے جو بچت ہوئی تھی اس کو ترقیاتی بجٹ میں ہم نے منتقل کر دیا ہے اور میرے فاضل دوست وزیر خزانہ نے یہ بھی فرمایا کہ یہ روایت ہم نے ڈالی ہے، یہ طرح ہم نے ڈالی ہے۔

جناب سپیکر! اگر آپ 92-1991ء اور 93-1992ء کا بجٹ اٹھا کر دیکھیں جو کہ مسلم لیگ نے پیش کیا تھا۔ آپ خود فنانس منسٹر رہ چکے ہیں۔ آپ سے زیادہ اور کوئی بہتر نہیں سمجھ سکتا۔ تو یہ طرح اس سے پہلے بھی ڈالی گئی تھی۔ بہتر ہوتا، جناب وزیر خزانہ کا اس سے قد کاٹھ اور بڑھتا اگر وہ اس بات کا اقرار کرتے کہ اس سے پہلے بھی یہ روایت تھی اور مسلم لیگ کی حکومت نے اس کو ایسے کیا تھا۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ جو تعمیر پنجاب کا پروگرام ہے یہ تو کوئی تمسخر سے کم نہیں۔ یہ کوئی تعمیراتی پروگرام نہیں بلکہ تمسخراتی پروگرام اس کو اگر کہیں تو زیادہ مناسب ہو گا۔ اس میں فرمایا گیا ہے کہ متوقع وسائل 10 ارب 28 کروڑ روپے کے ہیں۔ اس میں 2 ارب 50 کروڑ روپے کی جو جاری بجٹ سے بچت ہے وہ بھی شامل ہے اور مجموعی پروگرام کا حجم 12 ارب مقرر کیا گیا ہے۔ اس میں آپ ملاحظہ فرما سکتے ہیں کہ آدمی کیا کہہ سکتا ہے۔

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

جناب والا! باقی ماندہ ایک ارب 72 کروڑ روپے کا جو فرق ہے اس کو اس طرح سے پورا کیا جائے گا کہ حکومت کے نزدیک یہ پروگرام، جب اس کو عملی شکل دیں گے تو اتنی بچت ہو جائے گی۔ یہ ان کا اندازہ ہے۔ اس کو operational short fall کے نام سے بنایا گیا ہے کہ یہ operational short fall ہو جائے گی۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ 2 ارب 50 کروڑ روپے جو جاری بجٹ سے منتقل کیے جانے کا پروگرام ہے یہ بھی کوئی مشکوک سا لگتا ہے۔ اگر اس سال کے پروگرام پر آپ ایک نظر ڈالیں تو 80 ارب 80 کروڑ روپے کے متوقع وسائل کے مقابلے میں 90 ارب روپے مختص کیے گئے ہیں۔ جب یہ

نظر ثانی شدہ بجٹ کم ہو کر سامنے آیا تو 78 ارب روپے رہ گیا۔اس کے پیش نظر اگر ہم 12 ارب روپے کی یہ جو رقم ہے' اس کو 2 ارب 50 کروڑ روپے بچت والے اور ایک ارب 72 کروڑ روپے والی خیالی بچت جو ہے اس کو اس بجٹ سے نکال دیں تو باقی پروگرام 7 ارب 78 کروڑ روپے کا رہ جاتا ہے۔ اب 7 ارب 78 کروڑ روپے کی جو رقم ہے اس کی ذرا میں تقسیم کار آپ کو عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اس میں یہ فرمایا گیا ہے کہ 7 ارب 73 کروڑ روپے جاری شدہ سکیموں کی تکمیل کے لیے رکھے گئے ہیں۔ جناب سپیکر! ذرا ملاحظہ فرمائیں کہ 7 ارب 78 کروڑ میں سے 7 ارب 73 کروڑ روپے جاری شدہ سکیموں کے لیے ہیں۔ اس کا حساب اس طرح سے نکلتا ہے کہ بقایا صرف 5 کروڑ روپے رہ جاتے ہیں۔ اب 5 کروڑ روپے میں سے انھوں نے ترجیحی پروگرام اور جو جو پروگرام جس کی ہمیں اتنی لمبی تفصیل بتائی ہے وہ انھوں نے صرف اس 5 کروڑ روپے سے مکمل کرنے ہیں۔ جناب سپیکر! یہ ان کے پاس کوئی الہ دین کا چراغ ہی ہو سکتا ہے جس سے یہ سارے منصوبے مکمل کر لیں گے۔ ہمیں تو اس میں کوئی بہتری کی صورت نظر نہیں آتی۔

جناب والا! اس کے علاوہ ایک اور اس میں جو بات ہے۔ وزیر خزانہ صاحب پتا نہیں تشریف لے گئے ہیں' ان کے ساتھ ایک اور جو تکلیف دہ بات کی گئی ہے اور جس کا سارے افسانے میں ذکر بھی نہیں وہ یہ ہے کہ جو حقائق انھوں نے بطور وزیر خزانہ پیش فرمائے تھے' ان کی بھی ان سے تردید کروا دی گئی ہے۔ آپ ذرا ظلم دیکھیں کہ اس کی بھی وزیر خزانہ صاحب نے تردید کر دی ہے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد ایک رقم پولیس کی تربیت' جدید اسلحہ' ٹرانسپورٹ اور وائرلیس سیٹ جرائم کی روک تھام کو مکمل طور پر ختم کرنے کے لیے 28 کروڑ 48لاکھ روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔ آپ خود اندازہ فرمائیں کہ پولیس کو یہ جتنی مرضی رقم دیں ۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ جب تک آپ جزاء و سزا کا عمل جاری نہیں کریں گے' اصلاح احوال نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر! اتنی بڑی رقم پولیس کے وائرلیس سیٹ اور ان کی وہیکلز کے لیے رکھی گئی ہے۔ پولیس کی کارکردگی ہمارے دوستوں نے بہت اعلیٰ طریقے سے پیش کی۔ میں کچھ کہوں گا تو اور گستاخی ہو گی۔ پولیس اس صوبے میں جو کر رہی ہے وہ آپ کے سامنے ہے اور میرے سامنے بھی ہے۔ جب کوئی شریف آدمی شام کو اپنے بچوں کے ساتھ ٹی وی دیکھ رہا ہوتا ہے تو اس کا دل اس بات سے خوفزدہ ہوتا ہے کہ شاید کوئی ڈاکو ابھی آ کے مجھے اور میرے بچوں کو ایک کمرے میں بند کر دے گا اور سارے کا سارا سامان لوٹ کر لے جائے گا اور ایسے واقعات بڑے بڑے لوگوں کے ساتھ ہوئے ہیں۔ اگر اس کارکردگی پر یہ رقم دینی ہے تو میں صرف یہ عرض کروں گا کہ شرکا تو ان پر کوئی اثر نہیں ہوتا' نظم کی شکل میں' میں ہمارے پنجابی کے ایک نوجوان شاعر ہیں جنھوں نے پنجابی کی ایک چھوٹی سی غزل لکھی ہے' وہ یہاں پیش کرنا چاہتا ہوں۔

چلدا نہیں راہیاں دا وس ہنیرے تے

دل دا دیوا بال کے رکھ بنیرے تے
ایہو جئی چپ شام کدے نہ ویکھی سی
جنگل توں ودھ ذر پیا لگدا ذیرے تے
جگنواں نال بھلا کی اوہ پرچاوے جی
جھدیاں نظراں نور و نور سویرے تے
منکے کڈھن والے ڈنگ وی کھا جاندے نیں
ایہڈا مان نہ کر تو گورو سپیرے تے
کسے دا متھہ رنگن ویلے سوچ لویں
پرت کے پتھر آنا ایں سر تیرے تے

جناب سپیکر! آخری مصرعہ قابل غور ہے۔ مقطع ذرا ملاحظہ فرمائیں۔

ویکھ کے چور وی توبہ توب پئے کردے نیں
راکھیاں ہتھوں جو گزری گھر میرے تے

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ہی میں اجازت چاہوں گا۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب سپیکر، سردار حسن اختر موکل صاحب۔

سردار حسن اختر موکل، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آج اپنے سینئر دوست چودھری اقبال صاحب کی پیروی کرتے ہوئے آپ سے اجازت چاہوں گا کہ میری عرض داشت کو قبول کرتے ہوئے اگر کچھ پنجابی کے اشعار آ جائیں تو اجازت دیجیے گا۔

جناب سپیکر، ضرور، ضرور۔

سردار حسن اختر موکل، شکریہ جناب۔

جناب سپیکر، میں پنجابی دے حق وچ آں۔ (قہقہے)

سردار حسن اختر موکل،

سب کاٹ دو بسمل پودوں کو بے آب سسکتے مت چھوڑو
سب نوچ لو بے کل پھولوں کو شاخوں پہ بلکتے مت چھوڑو
اب اگلی رت کی فکر کرو جب پھر اک باغ اجڑنا ہے
اک فصل پک گئی تو بھر پایا جب تک تو یونہی کرنا ہے

وزیر اوقاف، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں صرف اینی کی گل کراں گا۔ سردار صاحب وی میرے بھائی نیں---

جناب سپیکر، جی، جی۔

وزیر اوقاف، کہ اقتدار نہ رہوے، اپوزیشن وچ بیہے تے ویکھو کنے کنے چنگے تے سوہنے شعر یاد آوندے

نیں۔ تے جدوں اقتدار وچ ہوئیے تے بھلنا نہیں چاہی دا کہ اتھے وی بہناں چاہی دا اے۔ (قہقہے)

جناب عثمان ابراہیم، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی۔

جناب عثمان ابراہیم: جناب سپیکر! انھیں پوائنٹ آف آرڈر کا پنجابی میں ترجمہ کر کے بتا دیں تاکہ انھیں انگریزی بولنے کی زحمت نہ اٹھانا پڑے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

سردار حسن اختر موکل: جناب سپیکر! ایک اچھا بجٹ امن و امان کا، امن و آشتی کا، ترقی کا، خوشحالی کا، جمہوریت کی مضبوطی کا، اقتصادی حالت کی بہتری کا ضامن ہوتا ہے لیکن مجھے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ جو بجٹ یہاں پیش کیا گیا وہ تضادات کا ایسا ایک شاہ کار ہے کہ اس کو پڑھنے سے جہاں ترقی کی طرف نظر جاتی ہے وہاں زوال کی طرف بھی نظر جاتی ہے۔ جہاں امن و امان کے لیے سرمایہ فراہم کرنے کی بات کی جاتی ہے وہاں bogus figures پڑھ کر یہ افسوس ہوتا ہے کہ اس بجٹ میں کون سے امن و امان کے لیے پیسے رکھے گئے ہیں۔ اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کے لیے۔ جناب والا! بقول استاد دامن،

چانباز نے اپنی چال چلی
جو جو چال چلی گول مول چلی
ایہہ وی دور ہن چلیا جاپدا اے
گورنمنٹ جدی ہن ڈول چلی
پھوہے ایسے طوطے اڑ گئے نیں
پنجا سوں گیا تے تند بول چلی

جناب والا! کہا جاتا ہے کہ یہ بجٹ غریبوں کا بجٹ ہے۔ یہ غریبوں کا بجٹ کس طرح مانا جائے کہ 277 commodities پر سیلز ٹیکس لگا دیا گیا؟ کہا جاتا ہے کہ نہانے والے صابن پر تو ٹیکس ہو گا کپڑے دھونے والے صابن پر نہیں ہو گا۔ کیا غریب لسی سے نہائیں گے۔ جناب والا! کہا جاتا ہے کہ کورے کپڑے پر سیلز ٹیکس نہیں۔ مجھے ایک بھی غریب آدمی دکھا دیں جو کورا کپڑا پہننے کا متحمل ہو۔

جناب والا! میں نے ایک غریب شخص سے پوچھا تو اس نے کہا کہ منہ میں سونے کے چمچ لے کر پیدا ہونے والے غریبوں کے مسائل کو کیا جانیں؟ وہ کیا جانتے ہیں کہ غریب آدمی کے گھر میں چولہا کیسے جلتا ہے؟ انہیں اس بات کا کیسے اندازہ ہے کہ غریب آدمی کے بچے چلچلاتی دھوپ میں اور سردیوں میں ٹھٹھرتے ہوئے سائے میں کیسے پھرتے ہیں؟ جناب والا! وہ شخص کہنے لگا کہ ہمارا بجٹ دو مخدوموں نے بنایا اور پھر اس نے کہا کہ

یہ شخص تو میرا دیوتا ہو نہیں سکتا
پتھر کی سل پہ بیٹھا ہوا مرمر کا آدمی

جناب والا ! اس بجٹ میں مزدوروں اور کاشت کاروں کے لیے کیا رکھا گیا؟ جناب والا! اس بجٹ میں کاشت کاروں کے لیے کہ جو ہمارے ملک کی معیشت کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ Fisheries کیا رکھا گیا؟ لائیو سٹاک کے لیے کیا رکھا گیا؟ farm to market roads کے لیے کیا رکھا گیا۔ جناب والا ! میں عرض کرتا ہوں کہ جتنی بھی انہوں نے سکیمیں دی ہیں' ان میں 90 فی صد ایسی سکیمیں ہیں جو پیچھے سے جاری شدہ چلی آ رہی ہیں۔ ایک بھی نئی سکیم دکھا دیں۔ جناب والا! وزیر اعلیٰ کا صوابدیدی فنڈ جس مقدار میں رکھا گیا اور جس تعداد میں رکھا گیا جیسا میں سمجھتا ہوں کہ مجھ سے پہلے میرے فاضل دوست نے بتایا کہ سوائے عیاشیوں کے یا پارس ٹریڈنگ کے اس کا کوئی اور مقصد سامنے نہیں آیا۔ اگر مقصد سامنے آتا ہے تو میں استاد دامن کی زبان میں یہ عرض کروں گا کہ

بیگم کی کہندی غرارہ کی کہندا
ساڈے وزیراں دی کی پچھدے او
جے دورا وی پیندا تے امریکہ دا پیندا

وہ شاید امریکہ کے دوروں کے لیے رکھا گیا ہے۔ جناب والا! ہمیں یہاں اس سے پہلے یہ بتایا گیا۔ افسوس ناک پہلو جو میں پہلے بھی عرض کر رہا تھا۔ یہ جو افسر شاہی کی بات کرتے ہیں کہ وہ قانون ساز ادارے کے اراکین کا احترام اور عزت نہیں کرتے۔ تو سب سے پہلے تو ہمارے سر شرم سے جھک جاتے ہیں کہ ہمارے دوست' ہمارے فاضل اراکین' ہمارے وزراء ہمارے کرتا دھرتا اس ایوان میں کھڑے ہو کر جو commitment دیتے ہیں وہ پوری نہیں کرتے اور جہاں اس ایوان کے فاضل اراکین کرتا دھرتا' اہل اقتدار اس میں کھڑے ہو کر دی ہوئی اپنی commitments کو پورا نہیں کریں گے اس وقت ہم دوسروں سے کیا توقع رکھیں گے کہ وہ ہماری بات مانیں گے؟ جناب والا ! یہاں اپوزیشن کے حلقوں کی بات ہوئی وہاں پر اپوزیشن کے ممبران نے فنڈز نہیں مانگے تھے۔ وہ ان عوام کا حق تھا اور ان لوگوں کا حق ہے۔ وہ اس صوبہ پنجاب کے شہری ہیں۔ لیکن ان کو فنڈز نہیں دیے گئے اور پھر بات فنڈز کی ہی نہیں۔ یہاں تو الگ الگ کسی دوست سے پوچھ کے دیکھیے کہ جب وہ الگ بیٹھتے ہیں وہ کیا کیا باتیں کرتے ہیں؟ کیسی کیسی ان کی تکلیف دہ باتیں ہوتی ہیں؟ اور پھر میں معذرت چاہتا ہوں۔ آج مجھے استاد دامن بہت یاد آ رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ

گیا پڑھیار تے پھس گیا مخدوم
سن جا جاندیا جاندیا راہیا
بند نے کم تے گاڈ پیا ماہیا
جی او میریا مخدوم بھائیا

جناب والا ! آج میں یہ کہتا ہوں کہ ترقی کی کن منزلوں کی طرف ہم رواں دواں ہیں۔ موٹرویز نہیں بنیں گی۔ سڑکیں نہیں بنیں گی۔ سکول نہیں بنیں گے۔ بھائی کیا بنیں گے؟ بنیں

گے تو مقبرے بنیں گے ۔ بنیں گی تو یادگاریں بنیں گی۔ کس بنیاد پر؟ ان عوام نے کیا گناہ کیا کہ ان کا روپیہ' ان کے فنڈز ایسی بے کار باتوں کے لیے استعمال ہو رہا ہے؟ کیا یہی ترقی کرنے والی قوموں کی باتیں ہوتی ہیں؟ یہی ترقی پذیر قوموں کے کام ہوتے ہیں؟ جناب والا! مجھے افسوس ہے کہ

جیوندی جان نہ کوٹھڑی رہن دیے
مویاں بعد مقبرے بناوندے نیں
اپنے کیتے تے کدے نئیں شرم آوندی
ذب مرن تے فیر وی نئیں پچھتاوندے نیں

جناب والا! میرے ایک ساتھی نے اس سے پہلے ورکنگ ڈے پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ مسلم لیگ کی کوئی ایک پالیسی بتا دیں کہ جو اس نے ملک و قوم کی ترقی اور صوبے کی ترقی کے لیے کام کیا ہو۔ جناب والا! میں ان سے پوچھتا ہوں ۔ آج وہ جس کو follow کر رہے ہیں۔ یہ privatisation کی پالیسی کس کی بنائی ہوئی تھی؟ یہ کس کی بنائی ہوئی سکیم تھی؟ یہ تو چلے تھے سوشلزم کو لے کے ' یہ تو چلے تھے تمام فیکٹریز کو نیشنلائزڈ کرنے کے لیے آج یہ privatisation پر کیسے آ گئے؟ یہ کس کی بنائی ہوئی پالیسی ہے؟ یہ ہیلتھ فاؤنڈیشن ' یہ سیلف ایمپلائمنٹ کی سکیم ' یہ ایجوکیشن فاؤنڈیشن کی سکیم یہ پیلی ٹیکسی سکیم ' یہ روزگار کی سکیمیں یہ کس کی بنائی ہوئی ہیں؟ یہ ان کو follow کرنے پر مجبور ہیں۔ اور پھر یہ کہتے ہیں کہ سابقہ حکومت نے کیا کیا؟ یہ الگ بات ہے کہ یہ آج ان کا ستیاناس مار رہے ہیں۔ اور بات پھر وہیں پہ آتی ہے۔

انھاں راجہ تے ہے بیداد نگری
آکھن جوگ نہ سماں بے حالیاں دا
جو کجھ جی چاہے او بحال کردے
ویلا مل گیا تینوں بحالیاں دا

جناب والا! کاشت کاروں اور مزدوروں کی بات چلتی ہے ۔ ان کو تو کیا ملے گا؟ کیا انہوں نے fertilizer سستا کر دیا ہے؟ کیا ٹریکٹر سستے کر دیے؟ کیا نہروں میں پانی عام ہو گیا؟ کیا بجلی کے ریٹ کم کر دیے؟ کیا بجلی زیادہ ہو گئی؟ کیا ڈیزل کے ریٹ کم ہو گئے؟ کیا pesticides کے ریٹ کم کر دیے گئے؟ مجھے یہ کہتے ہوئے سخت افسوس ہوتا ہے۔ ہوا کیا؟ اربوں روپے کی pesticides جناب والا! انہوں نے زمین میں دفن کرنے کے لیے چولستان بھیج دیں۔ چالیس لاکھ روپے کا بل اس کی ٹرانسپورٹیشن کے لیے حکومت پنجاب کو پیش کر دیا گیا۔ لیکن صد افسوس کہ وہ بل پھر اپنے ہی کارندوں سے فیلڈ ایکسیئر کو پانچ سو روپیہ اور فیلڈ اسسٹنٹ کو چھ سو روپیہ کے حساب سے تقسیم کر دیا گیا۔ اور چالیس لاکھ روپیہ کھا لیا گیا۔ اور وہ اربوں روپے کی دوائی جو دفن کرنے کے لیے چولستان بھیجی گئی تھی۔ لیکن اسے قصور اور شیخوپورہ میں دفن کرنے کے لیے بھیج دیا گیا۔ جسے لوگوں نے دفن نہیں کرنے دیا اور واپس آ کر وہ دوائی بھی خورد برد کر لی گئی ۔

جناب والا! بات ہے پولیس افسر شاہی کی ۔ اس کو اتنے فنڈز دیے گئے ۔ کس لیے ' انتظامی کارروائیاں کرنے کے لیے ؛ کہتے تھے اور کہتے ہیں کہ ہم انصاف گھر گھر پہنچائیں گے ۔ ہم انصاف ہر شریف آدمی کی دہلیز پر اور اس کے دروازے تک پہنچائیں گے ۔ ہم نے تو شریف آدمی کے دروازے پر پولیس ہی جاتے دیکھی ہے ۔ انصاف جاتے نہیں دیکھا ۔ ہم نے شریف آدمی کے دروازے پر ڈاکو ہی جاتے دیکھے ہیں' چور ہی جاتے ہوئے دیکھے ہیں۔ ہم نے وہاں بھی انصاف جاتا ہوا نہیں دیکھا۔ جناب والا ' غنڈہ گردی اور بدمعاشی کی بہتات ہے۔ غنڈوں کو روکنے کے لیے امن عامہ کی بقاء کے لیے' صحافت کی موقلم کے لیے جو چیزیں ضروری تھیں وہ آج ناپید ہیں ۔ ان کو کہاں سے تلاش کریں ؛ یہ الفاظ کا گورکھ دھندا جو ایوان کے فلور پر پیش کیا گیا ہے ہم اس کو نہیں مانتے۔

چٹے کپڑے ساو اکھواندے
ٹھگی لاندے جاندے جاندے
اتھے اینی انہی پے گئی
چور وی آکھن چور او چور

میں روزنامہ "پاکستان" مورخہ 19-6-94 کی ایک سرخی پڑھنا چاہتا ہوں ۔ لکھا ہے "موبائل امتحانی سنٹر کا سکینڈل ۔ پندرہ لاکھ وصول کر کے گول کر دیا گیا۔ گروہ کا سرغنہ نصراللہ ورک آزاد گھوم رہا ہے ۔ گھر سے برآمد ہونے والی پردہ نشینوں کی ڈائری پولیس نے پر اسرار طور پر غائب کر دی ۔ اچھا کام کرنے کی پاداش میں تبدیل ہونے والے افسروں میں سیکریٹری تعلیم ' ایس پی ماڈل ٹاؤن اور دیگر اہل کار شامل ہیں' قبضہ میں لیا گیا ریکارڈ گم" جناب والا! یہ ہماری تعلیمی اقدار کی باتیں ہیں۔

قوانین تے سارے نے ماڑیاں لئی
بھانویں ہون کالے بھانویں ہوں گورے
تگڑا دھون قانون دی موڑ دیندا
دے کے سونے تے دولتاں دے نال بورے

جناب والا ! جہاں اسمبلی میں ہم بات کرتے ہیں ۔ بات تو یہاں تک چلتی ہے ۔لیکن اس سے پہلے کہ یہ بات جب باہر چلتی ہے وہاں پر جو نوکر شاہی کے نمائندگان بیٹھے ہوئے ہیں جو افسر شاہی کے نمائندگان ہیں -----

جناب انعام اللہ خان نیازی، میرے ایک فاضل ممبر چن صاحب آواز لگا رہے ہیں "شرم آنی چاہیے۔" میں ان سے تھوڑی سی وضاحت چاہتا ہوں ۔

جناب سپیکر، آپ کے کھڑے ہونے سے یوں لگتا ہے کہ جیسے چور کی داڑھی میں تنکا۔ آپ کیوں کھڑے ہوتے ہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! وہ میرے بڑے بھائی ہیں۔ میں ان کا بڑا احترام کرتا

ہوں۔ میں ان سے صرف یہ وضاحت چاہتا ہوں کہ وہ شرم کریں کس کو کہہ رہے ہیں۔

جناب سپیکر، وہ کسی کو نہیں کہہ رہے۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ سردار حسن اختر موکل صاحب ایک فاضل رکن ہیں۔ بڑے تجربہ کار ہیں۔ وہ بات کر رہے ہیں۔ میرے خیال میں یہ آپ کے فرض میں شامل ہے کہ اپوزیشن ممبران کے لیے آپ ایک ریفریشر کورس کروائیں۔ تاکہ ان کو یہ پتا چل سکے کہ ایوان کی کارروائی کیسے چلنی ہے؟ اس سے بڑی بدمزگی پھیلتی ہے۔ اپنی باری آنے پر وہ بات کر سکتے ہیں۔ میری درخواست ہے کہ ان کے لیے یا تو آپ ریفریشر کورس کا انتظام کریں یا ان کو ٹیوٹنگ دیں تاکہ یہ نظام چل سکے۔

جناب سپیکر، میرے خیال میں ہم سب کو اس کورس کی ضرورت ہے۔ جناب حسن اختر موکل صاحب، ایک منٹ رہ گیا ہے آپ اپنی بات ختم کر لیں۔ اور ویسے بھی استاد دامن کا دیوان تقریباً تقریباً آپ نے ختم کر کے رکھ دیا ہے۔

سردار حسن اختر موکل، میں عرض کرتا ہوں کہ اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں یہاں پہ عرض کرتا چلوں۔ اور یہ میں آپ کی نذر کرتا ہوں۔

توں حاکم میں اپوزیشن ہاں وچ ایوان دے
جے کر بولن نئیں دیندا پھڑ کن تے دے
ہو سکدا اے ہلچل مچا دیوے
میرے دل دی دھڑ کن نوں دھڑ کن تے دے
کھس گئے پر دامن ہے ضد باقی
کجھ کہن تے دے بہاں توں دھڑ کن تے دے

جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ امن و امان کے نام پر جو بے جا پرچے دیے جا رہے ہیں، میں نے آپ کو اس دن چیمبر میں بھی بتایا کہ یہاں بولنے کے بعد، یہاں بات کرنے کے بعد جب بات باہر جاتی ہے، ان باتوں پر عمل درآمد کوئی نہیں ہوتا۔ ان باتوں کا اثر کوئی نہیں ہوتا۔ اگر ان باتوں کا اثر ہوتا ہے تو کیا ہوتا ہے کہ میرے حلقے میں میرے گاؤں کے چار سو آدمیوں پر پرچے دے دیے گئے۔ یہ 1993ء کی بات ہے پرچے آج دیے جا رہے ہیں۔ جب دفعہ 430 کے پرچے ہوئے۔ پتا چلا کہ یہ پرچے قابل ضمانت ہیں۔ اوپر سے حکم چلا گیا ساتھ 379 بھی لگا دو۔ جناب والا، یہ انصاف بانٹا جا رہا ہے۔ انصاف گھروں میں جا رہا ہے۔ یہ دروازوں پہ انصاف جا رہا ہے۔ اس شدید گرمی میں پانی دینے سے تو یہ حکومت رہی۔ البتہ یہ ہے کہ پرچے بے شمار دیے جا رہے ہیں۔ یہاں وزیر قانون بیٹھے ہوتے تو میں ان سے ضرور عرض کرتا۔ میں آپ سے بھی یہ عرض کروں گا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یک رتبہ دیا ہے، مقام دیا ہے۔ وزیر قانون سے کہیں یا ہوم منسٹر یا جو بھی منسٹر اس کو deal کرتا ہے، انصاف مانگے اور یہ بات دیکھے کہ وہ پرچے جائز بھی ہیں یا ناجائز ہیں۔ اور جب ان لوگوں کی

ضمانت کے لیے گئے تو میں یہ بات اس ایوان کے فلور پر اعلانیہ کہتا ہوں اور حلفاً کہتا ہوں کہ مجسٹریٹ صاحب نے کہہ دیا' محرم کے بعد آئیے۔ ہمیں اوپر سے حکم ہے کہ ان کی ضمانتیں نہ لی جائیں۔ اور وہ آج دس دن سے اندر تڑپ رہے ہیں۔ جناب والا! یہ کہاں کا انصاف ہے؟ یہ کہاں کا امن و امان ہے کہ غریب کاشتکاروں پر یہ قیامت ٹوٹ پڑی۔ برق بھی گرتی ہے تو بےچارے کاشت کاروں پر۔ جناب والا! پھر بات استاد دامن کی چلتی ہے۔

حق دار نوں حق نہ ملن دتے
کم کاج ہوندا ساکاں ساریاں دا
جگے ڈھاندے ماڑیاں بستیاں دے
رخ بدل دین دریا تے نالیاں دا
باڑ کھیت ای کھیت نوں کھان لگی
کالا منہ اے ایہناں رکھوالیاں دا

جناب والا! بات کہتے ہوئے شرم آتی ہے۔ ایک میرے دوست فرما رہے تھے کہ استاد دامن کی روح تڑپ رہی ہے۔ میں تو کہتا ہوں کہ بائبل کی روح بھی تڑپ رہی ہے۔ ان کے جھوٹ اور جھوٹے پراپیگنڈے کی بنیاد پر کہ غریبوں کے ساتھ ہم یہ کر رہے ہیں' انصاف کا بول بالا کر رہے ہیں۔ ہم نے غریبوں کے لیے یہ کر دیا' ہم نے انصاف کے لیے یہ کر دیا۔ وہ بھی اپنی قبر میں تڑپ رہا ہے۔ آج وہ زندہ ہوتا تو ان کے پاؤں دباتا۔ جناب والا! مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ اچھا کام کیا کہ انہوں نے گاؤں میں غریبوں کے گھروں کی الاٹمنٹ کی۔ ان کو حقوق ملکیت دیے۔ لیکن اس پر عمل درآمد کے ساتھ ساتھ یہ اس بات پر بھی نظر رکھتے کہ جس غریب آدمی کے گھر کی الاٹمنٹ کے بعد بھی اس کا سامان اٹھا کر باہر پھینک دیا گیا۔ اس کا حشر کیا ہوا؟ جس آدمی نے اس بات کے خلاف آواز اٹھائی اس کے خلاف چھ جھوٹے پرچے دے دیے گئے کہ تم کون ہوتے ہو غریبوں کا سامان ان کے گھر میں رکھوانے والے۔ یہ نیکی کریں تو اس پر پہرہ بھی دیں۔ میں ایک طرف اگر ان کو اس بات کی مبارکباد پیش کرتا ہوں تو ساتھ یہ بھی عرض کروں گا کہ غریبوں کے ساتھ ہونے والے اس ظلم پر بھی نظر رکھیں اور یہ بھی دیکھیں کہ غریبوں کو الاٹمنٹ کے بعد ان کے گھروں سے ان کا سامان کس طرح پھینکا جا رہا ہے۔ کسی نے بات بڑی خوبصورت کی کہ اس سے اچھی ٹیکسیشن نہیں ہو سکتی۔ واقعی یہ صحیح کہتے ہیں۔ اس سے پہلے اگر ہوتی تو انقلاب فرانس سے پہلے فرانس میں ہوتی تھی جہاں روٹیاں لگانے پر بھی ٹیکس تھا۔ جہاں جینے مرنے پر بھی ٹیکس تھا اور پھر جناب والا! میں آپ سے جلدی اجازت چاہتا ہوں۔ استاد دامن کی ہی ٹیکس پر بات کرتے ہوئے کہ

چاندی سونے تے ہیرے دی کان تے ٹیکس
بیٹھک ڈیوڑھی چوبارے دالان تے ٹیکس
ٹیکس لگا دکان مکان تے ٹیکس

بیٹھے تھڑے تے لگا پہلوان تے ٹیکس
عقلمند تے نال نادان تے ٹیکس
پانی پین تے روٹی دے کھان تے ٹیکس
آئے گئے مسافر مہمان تے ٹیکس
انجیل تے ٹیکس قرآن تے ٹیکس
لگ جائے نہ دین ایمان تے ٹیکس
انسان تے ٹیکس ، حیوان تے ٹیکس
جیونا موئے تے جیوندے دی جان تے ٹیکس

جناب والا! میں آخری بات کہتے ہوئے آپ سے اجازت چاہوں گا کہ پولیس کے لیے مخصوص کیے گئے فنڈ ظلم و جبر ، سیاسی انتقام اور میرے صوبہ کی اس پوتر دھرتی کو خون رنگ بنانے کے لیے رکھے گئے ہیں۔ اور میں یہ کہتے ہوئے اجازت چاہوں گا کہ،

میرے دیس وچ کچھ پرتیت کوئی نئیں
لٹ مار دے اتھے اصول وکھرے
صدقے جاں میں مخدوماں دے
ایہناں گھڑے نے طریقے اصول وکھرے
نوکر شاہی نے وکھری ات چائی
دیندے جان ظلم نوں طول وکھرے
زردار نہ ٹیکس ادا کرے
تے حاکم وڈیرے مخدوم لگان محصول وکھرے

میرے قائد محترم میاں نواز شریف صاحب اور ان کے ساتھیوں نے گھور اندھیروں میں جو شمع روشن کر رکھی ہے میں ان کی اولعزمی اور ثابت قدمی کو سلام کرتے ہوئے یہ بات کہتے ہوئے آپ سے اجازت چاہوں گا کہ،

میرے جگر اتے ڈاڈھے پھٹ لگے
اکھاں بھر آئیاں میرا دل رویا
ایوان والیو تسیں گواہ رہنا
پنچھی چیکدا چیکدا کس کوہیا
ایہہ کہانیاں جگ تے پین گیاں
کیہڑی آکھدا آکھدا دامن سی گل مویا

جناب والا! شکریہ۔

جناب سپیکر، جناب آفتاب احمد خان صاحب۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

مجھے مارا مجھے ہی خون کا الزام دے ڈالا
میرے قتلِ عمد کو خودکشی کا نام دے ڈالا

جناب سپیکر! میری گزارش ہے اور میں توقع کروں گا کہ جس صبر و تحمل سے ہم نے ان کی باتیں سنی ہیں وہ ہماری باتیں بھی اسی صبر و تحمل سے سنیں گے۔ جناب والا! یہ پچھلا سال بڑا تلخیوں کا سال تھا اور یہ سال ہمیں کچھ وجوہات کی بنا پر ہمیشہ یاد رہے گا۔ ابھی اپوزیشن کے اراکین نے کہا کہ امن و عامہ کی صورت حال ٹھیک نہیں، تعلیم کا ماحول ٹھیک نہیں، صحت کے حالات ٹھیک نہیں۔ ہم ان کی ہر بات مانتے ہیں مگر ہمیں یہ سوچنا پڑے گا کہ یہ حالات کب سے پیدا ہوئے؟ آپ کو یاد ہو گا کہ جب 1977ء میں پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت کو ایک غاصب نے مارشل لاء کے ذریعے ختم کیا تو اس کے بعد یہ سب کچھ ہوا۔ آپ دیکھیں کہ 1977ء سے لے کر آج تک ان حکومتوں نے ہمیں، اس معاشرے کو کیا دیا ہے؟ ہمیں کلاشنکوف کب ملی ہے؟ ہمیں ہیروئن کب ملی ہے؟ ہمیں یہ لاقانونیت کب ملی ہے؟ ابھی انہوں نے کہا ہے کہ نوکریاں نہیں ملیں۔ میں یہاں پر on the floor of the House کہتا ہوں کہ یہ سارے ممبران اپوزیشن حلفاً کہیں کہ جب انسپکٹر بھرتی ہوتے تھے، جب تحصیل دار بھرتی ہوتے تھے تو کیا انہوں نے اپنے بچوں، بھتیجوں اور بھانجوں کو بھرتی نہیں کروایا تھا؟ اس وقت ان کا میرٹ کہاں چلا گیا تھا؟ جناب سپیکر! یہ لمحہ فکریہ ہے کہ ہم نے ان اداروں کے تقدس کو خود ختم کیا ہے، ہم نے انتظامی ڈھانچے کو خود ختم کیا ہے۔ ختم اس طرح کیا کہ جب ہم نے خود اپنے ذاتی مقاصد کے لیے بیوروکریسی کے گریڈ 18 کے افسر کو کمشنر لگا دیا، جب ہم نے ایک ایس پی کو ڈی آئی جی لگا دیا۔ یہ ابھی کا معاملہ نہیں آپ دیکھیں کہ ہمیں ورثے میں صوبے کے کیا حالات ملے ہیں؟ ہمیں ورثے میں ملا کہ ہم نے قرضے دینے ہیں، ہمیں بلدیاتی اداروں کی کرپشن ملی۔ آپ بلدیاتی اداروں میں کسی ایک ادارے کو دیکھ لیں۔ آپ اس میں export rebate دیکھ لیں، آپ ان کے کام دیکھ لیں، fudge payment دیکھ لیں۔ میں اپنے فیصل آباد کے بلدیاتی ادارے کی بات کرتا ہوں وہاں پر 1979ء کے کاموں کی payment اب ان کو دی جا رہی ہے۔ جناب سپیکر! یہ کوئی معمولی بات نہیں تھی، یہ ہمیں سوچنا چاہیے تھا کہ کیا ہوا ہے؟ میرے دوست نے بڑے آرام سے کہہ دیا ہے کہ استاد دامن یہ کہتے ہیں میں کہتا ہوں کہ استاد دامن نے ان کے لیے یہ بھی کہا تھا:

انا مارے انی نوں گھسن وجے تھمی نوں
وچ وچ کھائی جاؤ تے اتوں رولا پائی جاؤ

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں یقین سے کہتا ہوں کہ جب ہم 1988ء میں اس اسمبلی کے ممبر تھے اور ہم اس وقت اپوزیشن بنچز پر بیٹھتے تھے تو اس وقت جب یہ بات کرتے تھے تو یہی کہتے تھے کہ ملک میں سب ٹھیک جا رہا ہے۔ ابھی یہ ہارس ٹریڈنگ کی بات کرتے ہیں، میں پوچھتا ہوں کہ ہارس ٹریڈنگ

کب شروع ہوئی؟ اس وقت شروع ہوئی جب 1985ء میں غیر جماعتی انتخابات ہوئے، غیر سیاسی لوگ ان اسمبلیوں میں آ گئے۔ جب وہ یہاں پر آئے تو ان کی سوچ غیر سیاسی تھی۔ ان کی سوچ صرف یہ تھی کہ ہم سرکاری زمینوں پر قبضہ کریں، ہم یہاں پر ملیں لگا لیں، ہم ان کوآپریٹو اداروں کو کھا لیں۔ یعنی یہ سب چیزیں اس وقت پیدا ہوئی ہیں۔ اب آپ دیکھیں کہ تعلیم کا ماحول کب خراب ہوا ہے؟ جب ہر آدمی اپنے بچے کے لیے بورڈ میں نمبر لگوانے کے لیے چلا گیا، ہر ممبر کی یہ کوشش تھی کہ اس کی مرضی سے کنٹرولر امتحانات لگ جائے، ہر ممبر کی کوشش تھی کہ اس کے بچے کا سنٹر اس کی مرضی سے بن جائے۔ جب ہم نے اداروں کو ختم کیا تو ہمیں اس کے بدلے میں یہی ملنا تھا۔ اب ہم نے جب یہ کام شروع کیا ہے میں وزیر خزانہ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے جس طرح یہ بجٹ پیش کیا۔ انھوں نے بڑے قلیل عرصے میں ہمارے debit ختم کرنے کی کوشش کی ہے۔ انھوں نے تعلیم کے لیے جو پیسے مختص کیے ہیں وہ کافی ہیں۔ ہم نے یہاں پر بے روزگاری کے لیے 43363 نوکریاں دینی ہیں۔ وہ نوکریاں ہم اس طرح رشتہ داروں میں نہیں بانٹیں گے۔ میں یہاں پر on the floor of the House زور سے کہتا ہوں کہ ہم مستحق لوگوں کو اور میرٹ پر نوکریاں دیں گے۔ یہاں پر یہ سب کچھ پہلے کی طرح ایم پی اے کی سفارش پر نہیں ہو گا۔ انھوں نے صحت کی بات کی ہے۔ آپ دیکھیں کہ یہ جو بنیادی مراکز صحت بنے تھے وہاں پر ڈاکٹرز نہیں جاتے تھے۔ وہاں دوائی نہیں پہنچتی تھی۔ ہم ممبران وہاں پر گئے اور ہم نے کوشش کی ہے کہ وہاں پر ڈاکٹرز جائیں، وہاں پر ادویات مہیا کی جائیں۔ اور ان بنیادی مراکز صحت کو improve کرنے کی کوشش کی ہے۔ آپ دیکھیں کہ ہمارے فیصل آباد میں پنجاب میڈیکل کالج کی یہ حالت تھی کہ اس کو ایک غیر علاقہ کہا جاتا تھا۔ ہم سب ممبران نے، اپوزیشن کے ممبران کو بھی دعوت دی کہ وہ بھی اس کام میں ہمارے ساتھ شامل ہوں تاکہ ہم ان اداروں کو بچائیں۔ جب یہ ہمارے ساتھ شامل ہوئے تو ہم نے وہاں پر خود پولیس ایکشن کروایا۔ وہاں کے ڈاکٹرز اور ان کے کمروں سے اسلحہ برآمد ہوا۔ اب میں اگر یہاں یہ کہوں کہ وہ ایم ایس ایف کے ہیں تو پھر یہ برا منائیں گے۔ مگر ریکارڈ یہ سب کچھ ثابت کرے گا۔ اگر اس بارے میں میرے ساتھ کوئی بات کرنا چاہے تو میں بتا دوں گا۔ دوسرا جناب سپیکر! یہ امن و عامہ کی بات کرتے ہیں۔ اور انہوں نے کہا کہ پیلی ٹیکسیاں۔ ابھی بھی اگر سردار حسن اختر موکل صاحب باہر چلے جائیں اور یہ جس تھانے میں بھی جائیں گے وہاں کے ایس ایچ او کے پاس یہی پیلی ٹیکسی ہے۔ اگر یہ کسی ایکسائز انسپکٹر کے پاس جائیں گے تو اس کے پاس بھی یہی پیلی ٹیکسی ہو گی۔ جب یہ تحصیل دار کے پاس جائیں گے تو اس کے پاس بھی یہی پیلی ٹیکسی ہو گی۔ کیونکہ ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں۔ وہ باقاعدہ یہ ٹیکسی مجرموں کو کرائے پر دے دیتے ہیں اور وہ جب اس پر واردات کر کے آتے ہیں تو آدھا وہ خود رکھ لیتے ہیں اور آدھا ان کو دے دیتے ہیں۔ اس لیے یہ پیلی ٹیکسی ایک قسم کا That was a parasite , that was a yellow hepatitis وہ تو ہمارے لیے ایک عذاب بن گیا ہے۔ اور آپ پھر یہ دیکھیں کہ اس کی recovery کتنی ہو رہی ہے؟ آپ یہ کہتے ہیں کہ بجٹ

غریب کے لیے خرچ ہوا ہے۔ غریب کا تو انہوں نے سوچا ہی نہیں ہے۔ غریب کے متعلق اگر سوچا تو صرف پاکستان پیپلز پارٹی اور جونیجو گروپ سوچ رہا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ان غریبوں کی حالت بھی بہتر ہو۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب میر بادشاہ خان آفریدی، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، میر بادشاہ خان آفریدی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب میر بادشاہ خان آفریدی، جناب والا! ابھی آفتاب احمد خان صاحب اپنی تقریر فرما رہے تھے کہ ایم ایس ایف غنڈہ گردی کروا رہی ہے۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ جو ایم ایس ایف کا ذکر کر رہے۔ ایم ایس ایف کے جو موجد ہیں' جو founder ہیں ریاض فتیانہ صاحب وہ تو آپ کے ساتھ بیٹھے ہیں۔ اور آج جتنا ایم ایس ایف کا غنڈا element ہے وہ تو ان کے ساتھ جونیجو گروپ میں چلا گیا ہے۔ بات ہمیشہ حقائق پر مبنی کرنی چاہیے۔ پیلی ٹیکسی کی سکیم کوئی پاکستان میں نئی سکیم نہیں چلی۔ یہ سکیم انڈیا میں بھی چل رہی ہے۔ آپ انڈیا جاتے رہے ہیں آپ کو علم ہو گا۔ یہ سکیم برطانیہ میں بھی چل رہی ہے۔ جتنی موٹر سائیکلوں پر وارداتیں ہو رہی ہیں کیا ان کا رنگ بھی پیلا ہے؟ جس طرح "ساون کے اندھے کو ہرا ہی ہرا نظر آتا ہے" اسی طرح یہ بھی نواز شریف کی دشمنی میں اندھے ہو چکے ہیں اور انہیں ہر طرف پیلا پیلا نظر آ رہا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ ہمارا یہ بھی پروگرام ہے کہ جس طرح ملک کو یہ ڈرگ مافیا' ہیروئن کی لعنت ملی ہے' اور جو ممبران اس کی پشت پناہی کر رہے ہیں' اس کی سرپرستی کر رہے ہیں ہم ان کو بھی ختم کریں گے۔ یہ بھی ہمارے منشور میں شامل ہے کہ جو ان کے لیے اڈے چلا رہے ہیں ہم ان کو بھی ختم کریں گے۔ جناب سپیکر! سردار حسن اختر موکل صاحب ایک زمیندار ہیں میں ان سے گزارش کروں گا کہ مجھے یہ بتائیں کہ پچھلے دور میں زمیندار کے لیے کیا کیا گیا؟ ان کے دور میں زمیندار کی بہت بری حالت ہو گئی تھی۔ میں مانتا ہوں کہ ڈیزل مہنگا ہو گیا' کھاد مہنگی ہو گئی میں مانتا ہوں' بیج مہنگا ہو گیا' transportation مہنگی ہو گئی' بجلی مہنگی ہو گئی' ہر چیز مہنگی ہو گئی مگر زمیندار کی فصل مہنگی نہیں ہوئی۔ یہ کیا وجہ تھی؟ اس وقت انہوں نے اس کے بارے میں کیوں نہیں سوچا؟ ہم زمینداروں کو بنجر زمینیں آباد کرنے کے لیے مالکانہ حقوق پر دے رہے ہیں۔ یہ ہماری پارٹی کا پروگرام ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ جب وہ زمین کا مالک بنے گا تو وہ اس پر زیادہ محنت کرے گا۔ اب آپ اپنے ملک کی آبادی کو دیکھ لیں۔ پاکستان ان ممالک میں شامل ہے جن کی آبادی کا تناسب سب سے زیادہ ہے۔ آبادی کو روکنے کے لیے ہمیں چاہیے کہ ہم زیادہ سے زیادہ چھوٹی صنعتیں اور farm to market roads اور بنیادی سہولیات گاؤں میں مہیا کریں جیسا کہ آپ واٹر سپلائی دے رہے ہیں' ڈرینج سکیمز دے رہے ہیں' وہاں پر ہائر سیکنڈری سکول دے رہے ہیں' veterinary hospitals کے لیے تجاویز آ رہی ہیں تاکہ آبادی کا رش دیہات سے شہروں کی طرف کم ہو۔ مگر ان کے لیے صرف یہی ایک چیز ہے کہ یہ کہتے ہیں کہ ان کو بجٹ پسند نہیں۔

جناب والا ! کم از کم میں سردار حسن اختر موکل سے یہ توقع رکھتا تھا' یہ میرے کلاس فیلو ہیں' ان کی بڑی مثبت سوچ ہے ان کو اس طرح بات کرنی مناسب نہیں لگتی' ان کو نشان دہی کرنی چاہیے تھی' ان کو یہ کہنا چاہیے تھا کہ یہ جو چیزیں ہیں' یہ جو امن و عامہ کی حالت ہے یہ پچھلے دور سے آ رہی ہے۔ میں خود کہتا ہوں کہ امن و عامہ کے حالات ٹھیک نہیں ہیں' اس وقت ایک پولیس سٹیٹ بنی ہوئی ہے۔ مگر یہ دیکھیں کہ کیوں بنی ہے ؟ کب سے بنی ہے؟ اب میں آگے چلتا ہوں۔ جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ ہمارے financial indiscipline کی حالت یہ ہو گئی تھی کہ ہمیں کوئی بھی صوبہ یا وفاقی حکومت پیسے دینے کے لیے تیار نہیں تھی۔ صوبہ ہمیشہ ڈیفائڈ اور سپلائی پر چلتا ہے۔ ہماری جو requirments ہوتی ہیں وہ ایک حد تک ہوتی ہیں۔ جناب والا! جب پیسا آیا تو پچھلے دور میں اسے اپنی ذاتی شاہ خرچیوں پر خرچ کیا جاتا رہا' وزراء کے ٹی اے ڈی اے پر خرچ ہوتا رہا لیکن جناب سپیکر! اب ہمیں یہ سوچنا ہے۔ یہ جو بجٹ دیا گیا ہے اس میں خصوصی طور پر صحت پر توجہ دی گئی ہے' تعلیم کے لیے پیسے رکھے گئے ہیں' زراعت کے لیے پیسے رکھے گئے ہیں' farm to market roads کے لیے پیسے رکھے گئے ہیں' واٹر سپلائی کے لیے پیسے رکھے گئے ہیں۔ چھوٹی صنعت کے لیے پیسے رکھے گئے ہیں N.G.Os کے لیے پیسے رکھے گئے ہیں۔ میں اس دفعہ ان کو ایک چیز کی یقین دہانی ضرور کراتا ہوں کہ اس پیسے میں کمیشن نہیں کھانے دیا جائے گا چونکہ سابقہ دور میں کمیشن کی جو ریشو بڑھ گئی۔ اپنے شہر کے متعلق سوچیں میرا شہر فیصل آباد ہے ہم نے اس کے لیے محنت کی اور وزیر اعلیٰ صاحب نے ہمیں دس کروڑ روپیہ دیا کہ یہاں پر water and sanitation system ہو وزیر اعظم صاحبہ نے اس کے لیے ماسٹر پلان بنوایا وہاں پر پلان بن گیا ہے city by pass تعمیر ہو گا۔ ہائی کورٹ کے لیے جگہ مقرر ہو گئی ہے۔ dual carriageways بن گئی ہیں وہاں پر Women Univerity کے لیے کیس چلا گیا ہے۔ اس لیے یہ اپنے علاقوں کے لیے تجاویز لائیں۔ مجھے امید ہے کہ جب ہماری بہتر تجاویز ہوں گی objective approach ہو گی تو پھر ہمارے معاملات حل ہو جائیں گے۔ یہاں پر تنقید برائے تنقید سے مسئلہ حل نہیں ہو گا۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے رویے درست کریں ہر وقت یہ کہتے ہیں کہ یہ حکومت نہیں چلے گی۔ جناب والا! یہ حکومت بالکل چلے گی یہ حکومت اس لیے چلے گی کہ Their approach is perfect in this respect. اپوزیشن کو چاہیے کہ اگر یہ نظام چلانا ہے تو اس کے لیے ہمارے ساتھ بیٹھیں۔ اگر یہ کوئی اچھی تجویز لائیں گے تو ہم اس پر عمل کریں گے۔ یہ تو اگر ہمارے ساتھ مل لیں تو قائد حزب اختلاف ان پر فرد جرم عائد کر دیتے ہیں۔ ہمیں یہ بتائیں کہ کون بد عنوان آفیسر ہیں۔ ہم نے اینٹی کرپشن کے لیے کرپٹ آفیسرز کی لسٹ بنائی۔ ہم نے کہا کہ ان کی نشان دہی کریں ہم ان پر پرچے درج کرائیں گے۔ جناب والا' ہمیں بڑا سوچنا پڑ رہا ہے کہ جس طرف ہاتھ ڈالتے ہیں کرپشن ہی کرپشن نظر آتی ہے۔ جناب والا! اتنے محدود وسائل میں اتنا اچھا بجٹ پیش کیا گیا ہے اس کے لیے میں وزیر خزانہ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور سب دوستوں سے یہ توقع کرتا ہوں کہ بجٹ پر ان کی توجہ objective ہو گی۔ شکریہ

جناب سپیکر، میاں محمد سردار خان وٹو صاحب۔

میاں محمد سردار خان وٹو ، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ بجٹ 95-1994ء کے اس حصے کی طرف دلانا چاہتا ہوں جہاں عوامی نہر کا ذکر کیا گیا ہے۔ جناب والا! یہ نہر جہاں بن رہی ہے وہ علاقہ پسماندہ ترین ہے۔ 1947 سے لے کر اب تک وہاں پر پینے کے لیے پانی نہیں۔ یعنی یہ پس ماندگی کی انتہا ہے کہ جس علاقے میں پینے کے لیے پانی بھی میسر نہ ہو۔ وہاں پر بچوں کو اور خواتین کو دور دراز علاقوں میں جا کر پینے کے لیے پانی جمع کرنا پڑتا ہے۔ اگر ہم آج اس گرمی کے موسم میں اس علاقے میں جائیں تو ہمیں ان باسیوں کی تکلیف کے بارے میں بڑی شدت سے احساس ہو گا۔ وہاں پر پانی نہ ہونے کی وجہ سے زراعت مکمل تباہ ہو کر رہ گئی ہے۔ جناب والا! میں نے خود جا کر اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ پانچ پانچ اور سات سات مربع زمین کے مالک نقل مکانی کر کے بڑے شہروں میں آ کر مزدوری کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ جناب والا! اس علاقے کا یہ حال ہے۔ یہ تمام رقبہ جس کے بارے میں میں بیان کر رہا ہوں یہ ایسٹرن صادقیہ کینال کے left side پر پڑتا ہے اور extend ہو کر پاک بھارت بارڈر تک چلا جاتا ہے۔ ہمارا جو میل ہا میل بنجر علاقہ ہے جب ہم وہاں کھڑے ہو کر بارڈر کی دوسری طرف جو کہ ہمارا دشمن ملک ہے وہاں نظر ڈالتے ہیں ----

جناب سپیکر ، وٹو صاحب! یہ کس تحصیل میں ہے؟

میاں محمد سردار خان وٹو، جناب والا! میں تحصیل منچن آباد ضلع بہاولنگر کی بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر ،جی۔

میاں محمد سردار خان وٹو، تو میں عرض کر رہا تھا کہ بھارت کے علاقے میں ایک ایک انچ آباد ہے وہاں پانی فراوانی سے میسر ہے۔ آپ کو وہاں پر ہرے بھرے کھیت نظر آتے ہیں لیکن جب ہم اپنے علاقے میں جہاں ہم کھڑے ہوتے ہیں وہاں نظر ڈالتے ہیں تو یقین کیجیے کہ دل خون کے آنسوں روتا ہے۔ جناب والا' اس نہر کے بننے سے تقریباً ساٹھ ستر ہزار ایکڑ کا علاقہ سیراب ہو گا ----

وزیر صنعت (چودھری محمد افضل سندھو) ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں ہاؤس کی اور فاضل ممبران کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں اور میں فاضل ممبر سے اس سلسلے میں کچھ روشنی بھی چاہوں گا کہ کیا یہ وہی علاقہ ہے جہاں پر جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب کے حکم سے ایک نئی عوامی نہر کھودی گئی تھی جس سے ہزار ہا ایکڑ سیراب ہوئے تھے جس کا نام عوامی نہر ہے کیا یہ اس کی بات کر رہے ہیں؟

میاں محمد سردار خان وٹو، جناب سپیکر! میں نے جو گزارشات کی ہیں آپ بے شک ایک ٹیم بنا کر اس علاقے میں بھیج دیں اور وہ ٹیم اس علاقے میں جا کر دیکھے کہ ابھی فاضل وزیر صاحب فرما رہے تھے کہ جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب کے حکم سے نہر کھدوائی تھی اور پانی دیا تھا وہاں پر آج ایک انچ بھی آباد نہیں ہے تو پھر وہ پانی کہاں گیا۔ جناب والا! میں کسی کی مخالفت برائے مخالفت نہیں کر رہا۔ جو حقائق پر مبنی باتیں ہیں میں تو وہ آپ کے گوش گزار کر رہا ہوں۔ جناب والا! فنڈز دستیاب نہ ہونے

کی وجہ سے یہ کام بار بار رک رہا ہے۔ اس کا حکومت کو بھی نقصان پہنچتا ہے کہ روز مرہ کی مہنگائی سے جو میٹیریل نہر پر لگتا ہے وہ مہنگا ہو رہا ہے اور عوام جو تباہ کن حالات میں وہاں بس رہے ہیں وہ اسی طرح ہی غربت میں اور اسی طرح ہی مشکلات میں اپنی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ تو میری آپ سے یہی گزارش ہے کہ عوامی نہر کی تعمیر کے کام کو ترجیحی بنیادوں پر مکمل کرایا جائے۔ میں اس نہر کے بارے میں یہ عرض کروں گا اور یہ میرے خدشات بھی ہیں اور اس کے علاوہ جو لوگ وہاں رہتے ہیں وہ چل کر میرے پاس آئے ہیں کہ جو میٹیریل اس نہر پر لگ رہا ہے وہ ناقص ہے۔ جناب والا! اس نہر کی تعمیر کا سلسلہ کچھ یوں ہے کہ اس نہر کی کھدائی نہیں کی گئی بلکہ زمین کے اوپر دونوں طرف بند باندھ کر انھوں نے پانی چھوڑنا ہے وہ جو بند بنایا جا رہا ہے اور اس پر جو اینٹ لگی ہے یہ دونوں ناقص ہیں اور ہمیں خدشہ ہے کہ اس نہر میں جب پانی چھوڑا جائے گا تو یہ دونوں بند پانی کو سنبھال نہیں سکیں گے اور نہر مختلف جگہوں سے ٹوٹ جائے گی۔ جناب والا! اس کے علاوہ اب میں بجٹ کے اس حصے کی طرف آتا ہوں کہ جہاں پر حکومت نے نیو سید والا مائینر کی تعمیر کے لیے 50.26 لاکھ روپے مختص کیے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر، وٹو صاحب! پیشتر اس کے کہ آپ آگے بڑھیں یہ آپ کا علاقہ پس ماندہ علاقہ ہے اور میں اپنے محترم دوست افضل سندھو صاحب سے درخواست کروں گا کہ آپ نے جو معروضات ہاؤس کے سامنے پیش کی ہیں۔ یہ ممتاز پارلیمنٹیرین کے طور پر اور ایک اہم وزیر ہونے کے ناتے سے اور اس علاقے سے تعلق ہونے کے ناتے سے از راہ کرم اس سلسلے میں خصوصی توجہ دیجیے اور دیکھیے کہ اگر وہاں ناقص میٹیریل استعمال ہو رہا ہے تو یہ وقت ہے کہ اس کا تدارک کر لیا جائے۔ از راہ کرم آپ خصوصی طور پر توجہ دیجیے۔

وزیر صنعت، جناب والا! آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی۔ اگر وہاں پر ایسا پایا گیا تو اس کی رپورٹ کمیٹی میں یا اس ہاؤس میں پیش کی جائے گی۔

جناب سپیکر، بڑی مہربانی۔ وٹو صاحب آگے بڑھیے۔

میاں محمد سردار خان وٹو، شکریہ جناب سپیکر! میں نیو سید والا مائینر کی تعمیر کے سلسلے میں عرض کر رہا تھا۔ تو اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ جب اس مائینر کا کنٹریکٹ دیا گیا تھا تو میں بڑے وثوق سے عرض کرتا ہوں کہ وہ سیاسی دباؤ کے تحت دیا گیا تھا۔ میں خود اس سلسلے میں تقریباً تین مرتبہ وزیر آب پاشی کے پاس گیا تھا اور ان کو ساری صورت حال سے آگاہ کیا تھا لیکن اس معاملے میں ان کی طرف سے ابھی تک مجھے کوئی مثبت جواب نہیں ملا۔ جناب والا، میرا یہ دعویٰ ہے کہ اگر حکومت اس پراجیکٹ کا دوبارہ ٹینڈر کے ذریعے کنٹریکٹ دے تو ان شاء اللہ حکومت پنجاب کو لاکھوں روپے کی بچت ہو گی۔ جناب والا! یہ بات درست ہے کہ اسمبلی کا کام قانون سازی ہے اور بجٹ بھی اسمبلی دائرہ اختیار میں ہی آتا ہے لیکن جس علاقے میں ظلم ہو رہا ہو اور وہاں کے بسنے والے عوام مختلف [illegible]

جناب سپیکر! اس ایوان میں الحمدللہ عوام نے ہمیں منتخب کرکے بھیجا ہے اور اللہ کے فضل و کرم سے ہم یہاں آئے ہیں اور اپنی الیکشن مہم کے دوران بھی لوگوں سے بھی یہی کہا تھا اور اللہ کی بارگاہ میں دعا بھی کی تھی کہ جب بھی ہم اس ایوان میں جائیں اپنے علاقے کی بہتری کے لئے کام کریں تعلیم کے معیار میں بڑے شہروں اور دیہی علاقوں میں جو فاصلے ہیں وہ بھی ختم ہونے چاہئیں۔ لوگوں کی عزت نفس مجروح ہونے کا جو مسئلہ ہے اس کو بھی ختم ہونا چاہیے اور ہمیں اس طرح کا سسٹم بنانا چاہیے کہ ہماری انفرادی عزت بحال رہے۔ بڑے شہروں میں صحت کی جو سہولتیں ہیں دیہی علاقوں میں جو لوگ رہتے ہیں ان کا بھی اس پر اتنا ہی حق ہے۔ دیہات جو سالہا سال سے اندھیروں میں ڈوبے ہوئے ہیں وہاں پر بھی بجلی کا ہونا اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ شہروں میں۔ جناب والا! شہروں میں تو carpeted سڑکیں ہوتی ہیں لیکن دیہاتوں میں لوگ کئی سالوں سے مٹی کی سڑکوں پر چل کر دوسرے علاقوں میں جاتے ہیں۔ جناب سپیکر! ان لوگوں کا بھی حق بنتا ہے کہ ان کے لئے بھی پکی سڑکیں ہوں اور وہ ان پر سفر کریں۔ جناب سپیکر 1947ء سے لے کر آج تک جن علاقوں میں پینے کے لئے پانی تک نہیں ہے جناب سپیکر! یہ تو ان کا بنیادی حق ہے کہ وہاں پر ان کو وافر مقدار میں پینے کے لئے پانی ملے۔ جناب سپیکر! یہ نیک عزائم لے کر ہم لوگ یہاں آئے ہیں لیکن میں آپ کو ایک بار دوبارہ یہاں پر عرض کردوں کہ میں کسی کی بھی مخالفت برائے مخالفت نہیں کر رہا۔

میں تحصیل منچن آباد کا جو حلقہ ہے اور وہاں کے جو حالات ہیں ان کے بارے میں اس معزز ایوان کو بتا رہا ہوں۔ جناب سپیکر! وہاں کی مقامی انتظامیہ اور پولیس کی وجہ سے آج عدم تحفظ کی فضا عروج پر ہے۔ چادر اور چار دیواری دونوں ہی غیر محفوظ ہیں۔ جناب سپیکر انسانیت کا وہاں پر قتل عام ہو رہا ہے اور اس میں کسی شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔ میرے پاس تو الفاظ کا ذخیرہ بھی نہیں لیکن پھر بھی میں تھوڑی سی اپنے علاقے کی عکاسی کر رہا ہوں۔ لوگوں کی آزادی کو سلب کیا جا رہا ہے کسی کی عزت محفوظ نہیں اور اس میں بھی کوئی شبہ کی بات نہیں کہ حکومت پنجاب بھرپور طریقے سے وہاں پر انتقامی کارروائیاں کر رہی ہے اور لوگوں پر جھوٹے مقدمات قائم کرکے انہیں ہراساں کیا جا رہا ہے۔ جناب سپیکر! اس سلسلے میں کچھ مثالیں بھی دینا چاہتا ہوں۔ میرے علاقے میں ایک گاؤں ہے نوشہرہ جنگل رات۔ وہاں پر فائرنگ کرکے تیرہ معصوم بچوں کو جن میں عورتیں بھی شامل تھیں ان کو زخمی کیا گیا اور اس پر مزید ظلم یہ کہ وہاں کے جو مقامی ڈاکٹر ہیں اس نے اس کا رزلٹ دینے سے بھی انکار کر دیا اور اس سے بڑا ظلم یہ کہ مضروب پارٹی کے ہی بیس لوگوں کے خلاف جھوٹا مقدمہ قائم کیا گیا اور رات کی تاریکی میں چار پولیس سٹیشنوں کی پولیس نے مل کر لوگوں کے گھروں پر چھاپہ مارا اور گھروں میں گھس کر عورتوں کی بے حرمتی کی۔ اسی طرح جناب سپیکر! پیر والا ایک گاؤں ہے وہاں پر لڑائی ہوئی ہے لیکن جو لوگ پرچے میں ایف آئی آر میں ملوث کئے گئے ہیں وہ بالکل بے گناہ ہیں اس میں ایک شخص غلام رسول چوہان بھی شامل ہے۔ جناب سپیکر! آپ آج بھی

کسی شخص کو بلکہ ڈاکٹر کو بھیج کر اس کا معائنہ کروالیں وہ کئی سالوں سے بیمار ہے اور معذور ہے لیکن اس کے خلاف بھی 307 کا پرچہ درج کروا دیا گیا ہے اور اس کو ہراساں کیا جا رہا ہے۔ جناب والا! اس کے علاوہ صرف چند روز قبل منڈی صادق گنج تھانے کے حلقے میں ایک واقعہ ہوا ہے۔ ایک شخص محمد امین نامی کی بیوی کو کھیتوں میں مارا گیا اور اس کے بھائی اور بیٹے کو ٹریکٹر کے پیچھے باندھ کر کھیتوں میں گھسیٹا گیا اور جناب والا آپ ظلم دیکھیں کہ ملزموں کے خلاف کوئی ایف آئی آر تک درج نہیں ہوئی اور گرفتار کرنا تو بڑی دور کی بات ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ اگر آپ کے جانے سے تحصیل منچن آباد میں ظلم ختم ہو جاتے ہیں تو آئیں، تحصیل منچن آباد میں ظلم وستم کی جو سیریل چل رہی ہے وہ آپ کو دکھاؤں۔ یقین کیجئے وہ بالکل اسی طرح کی سیریل ہے جس طرح ٹیلی ویژن پر کوئی بھیانک اور خوفناک ڈرامہ دکھایا جاتا ہے۔ اور اسی مظالم پر مبنی سیریل کا ایک پہلو زمین کی اشتمال کا ہے۔ جناب سپیکر! یہ ایک ایسا خطرناک قسم کا ہتھیار ہے جو حکومت پنجاب کے پاس ہے کہ اس اشتمال کے ذریعے لوگوں کو بلیک میل کیا جا رہا ہے۔ ان کو اتنا مجبور کیا جا رہا ہے کہ حکومت چاہے ان کی عزتوں سے کھیلے چاہیے ان کی جائیدادوں سے کھیلے وہ مظلوم لوگ ہیں ان کی اچھی زمینیں ہیں جو ان کے بزرگوں نے آباد کیں تھیں وہ آج حکومت پنجاب ان کو یا تو ریگستان میں دکھا رہی ہے اور یا جہاں پر دریا کا بہتا ہوا پانی ہے وہ کہتے ہیں کہ پانی کے نیچے اپنی زمینیں جا کر ڈھونڈو اور جو ان کی اچھی زمینیں ہیں وہ اپنے من پسند لوگوں کو تقسیم کر دی جاتی ہیں۔ جناب سپیکر! یہ حالات ہماری تحصیل منچن آباد کے ہیں۔

جناب سپیکر! اب میں محکمہ صحت کی طرف آتا ہوں۔ محکمہ صحت جو میرے نزدیک پاک اور صاف محکمہ ہے جناب سپیکر! تحصیل منچن آباد میں رورل ہیلتھ سنٹر ہیں بیسک ہیلتھ یونٹ بھی ہیں مریض بھی وہاں جاتے ہیں لیکن اکثر و بیشتر وہاں پر جو عملہ ہے وہ غائب رہتا ہے۔ جناب سپیکر! میں خصوصاً یہ عرض کر دوں کہ تحصیل منچن آباد کی تقریباً تین لاکھ کی آبادی ہے اور وہاں پر صرف ایک لیڈی ڈاکٹر صاحبہ ہے اور وہ بھی ڈینٹل سرجن ہے۔ اگر کسی کے دانت میں درد ہو تو ان تین لاکھ افراد میں سے کوئی ان کے پاس جائے اور اگر کوئی اور بیماری ہو تو پھر وہ کس کے پاس جائیں۔

جناب سپیکر! رورل ہیلتھ سنٹر میکلوڈ گنج کے متعلق عرض کروں گا یہ وہاں کا بڑا اہم مسئلہ ہے جو آج کل ہر ایک کی زبان پر ہے۔ کیونکہ اس ہیلتھ سنٹر کا باوا آدم ہی نرالا ہے۔ جناب سپیکر میں بڑے وثوق سے کہتا ہوں کہ وہاں پر ایک ڈاکٹر صاحب ہیں جو دن کے وقت بھی نشے میں رہتے ہیں اور یہ ایک حقیقت ہے۔ اس سے بھی بڑا ظلم یہ ہے کہ جو خواتین اپنے مریضوں کی دیکھ بھال کے لئے ان کے ساتھ ہسپتال میں جاتی ہیں جناب سپیکر میں حلفاً کہتا ہوں کہ ان کی عزتیں بھی ہسپتال کے عملے سے محفوظ نہیں۔ جناب والا! یہ حالات تحصیل منچن آباد کے ہیں۔

جناب سپیکر، برائے مہربانی اب آپ اسے wind up کریں۔

میاں محمد سردار خان وٹو، جناب سپیکر! میں تقریباً چار یا پانچ ماہ بعد ایوان کا وقت لے رہا ہوں اور اس

دوران میں ہم لوگ وہاں پر مظالم برداشت کرتے چلے آ رہے ہیں اور اگر میری ان باتوں نے جناب کے دل پر اثر کیا ہے تب ہی آپ رحم دل ہو گئے ہیں بہرحال میں کوشش کرتا ہوں کہ اپنی بات کو جلدی ختم کروں۔

جناب سپیکر، جی ہاں' کوشش کیجئے۔

میاں محمد سردار خان وٹو، جناب والا! تحصیل منچن آباد کے عوام پر جو یہ مظالم ڈھائے جا رہے ہیں' وہ صرف اس لئے ہے کہ وہاں کے عوام نے انہوں ووٹ کا استعمال آزادی سے اور اپنی مرضی سے کیا ہے۔ جناب سپیکر! کشمیر کے مسئلے پر حکومت پاکستان کا یہ مؤقف ہے کہ وہاں کے عوام کو یہ حق دیا جائے کہ وہ اپنا ووٹ اپنی مرضی اور آزادی سے استعمال کریں۔ لیکن جناب سپیکر! اگر اپنے ہی ملک میں تحصیل منچن آباد کے عوام آزادی سے اور اپنی مرضی سے ووٹ کا استعمال کرتے ہیں تو حکومت پنجاب ان کے خلاف انتقامی کارروائیوں پر اتر آتی ہے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں یہی گزارش کروں گا کہ اگر ظلم کی کوئی کڑی باقی رہ گئی تھی تو حکومت پنجاب نے وہ اس طرح سے پوری کر دی کہ میرے علاقے کے ترقیاتی فنڈز چھین لئے گئے ہیں اور یہ فنڈز ہمیں نہیں دیے گئے۔ جناب سپیکر! تحصیل منچن آباد کا علاقہ قابل رحم ہے اور اسے میں کوئی شک وشبہ کی بات نہیں۔ خدا را اس علاقے میں جو ظلم ہو رہے ہیں ان کو کسی طرح سے بند کروائیں میں آپ سے بھی گزارش کرتا ہوں اور جو برسراقتدار گروپ اور پارٹی ہے میں ان کی بھی منت کرتا ہوں کہ آپ اپنی مرضی کے جو بھی ممبران ہیں آپ اکٹھے ہوں اور صحافیوں کو لے کر وہاں پر جائیں اور میں آپ کو وہاں پر دکھاؤں گا اور جو باتیں ریکارڈ کی میں کر رہا ہوں یہ کوئی آج کی نہیں ہیں یہ پچھلے چند ماہ سے جاری ہیں۔ جناب سپیکر! اگر یہ مظالم اسی طرح جاری رہے تو وہاں پر حق کا نام لینے والا کوئی نہیں رہے گا۔ بڑی مہربانی۔

جناب سپیکر، جی نیازی صاحب۔

جناب امان اللہ خان نیازی، جناب والا! میں نے پچھلے اجلاس میں Call Attention Notice آپ کو پیش کیا تھا۔ آپ نے وہ منظور کر لیا تھا۔ جب پچھلے اجلاس میں اس کی باری آئی ہمارے چیف منسٹر صاحب کا یہ معمول ہے کہ ان کے پاس ہمارے اس ایوان کے لیے ٹائم نہیں اور وہ اس نوٹس کو وقت نہ دے سکے تو وہ پینڈنگ ہو گیا۔ آج ابھی مجھے یہ نوٹس موصول ہوا ہے۔ اس میں یہ کہا گیا ہے کہ بعض وجوہات کی بناء پر آپ کا یہ Call Attention Notice منظور نہیں ہوا' لہذا یہ آپ پیش نہیں کر سکتے۔ جناب والا! جب مرضی آئے منظور کر لیا جائے' جب مرضی آئے اس کو رد کر دیا جائے۔ میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ کسی ضلع کے اندر جو حالات بنے ہیں کہ تھانے کے اندر ایک شریف شہری کو ایس ایچ او کے سامنے قتل کر دیا گیا' صرف اس لیے کہ اس نے جگا ٹیکس نہیں دیا تھا۔

جناب سپیکر، دیکھیں' آپ اس کی وضاحت نہ کریں۔ آپ کا یہ جو مسئلہ ہے اس کو میرے ساتھ چیمبر میں ڈسکس کر لیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ اگر پہلے منظور کیا گیا ہے تو پھر دوبارہ اس کو نامنظور کیوں کہ

گیا ہے۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ آپ تشریف لے آئیے گا۔ سردار محمد حسین ڈوگر۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: شکریہ جناب۔

سردار محمد حسین ڈوگر: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم 0 بسم اللہ الرحمن الرحیم 0 جناب والا! میں جناب کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے سال 95-1994ء کے بجٹ پر بحث میں حصہ لینے کا موقع فراہم کیا ہے۔ جناب والا! وزیر خزانہ صاحب نے آئندہ مالی سال کے لیے جو بجٹ اس ایوان میں پیش کیا ہے اس کا کل تخمینہ 7 ارب 4 کروڑ 12لاکھ روپے ہے جس کو ہم رواں مالی سال کے تخمینہ کو مدنظر رکھتے ہوئے موازنہ کریں تو آئندہ مالی سال کے لیے اس میں جو واضح فرق ہے اور جو زیادہ تخمینہ رکھا گیا ہے وہ 11 ارب 33 کروڑ 61 لاکھ روپے بنتا ہے جناب والا! آٹھ دس مہینوں کی مدت میں موجودہ حکومت کو دوبارہ یہ اعزاز حاصل ہو رہا ہے کہ پنجاب کے عوام کے لیے، پنجاب کے عوام کی فلاح و بہبود کے لیے ایسا مالی پروگرام دیا گیا ہے کہ جس میں تمام طبقات اور تمام شعبوں میں خاطر خواہ رقوم فراہم کی گئی ہیں اور بلا شبہ وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ پنجاب اور حکومت پنجاب اس بات پر مبارک باد کے مستحق ہیں، میں انہیں مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

جناب والا! بجٹ ایک سال کا مالی پروگرام ہوتا ہے، اس بجٹ کو ترتیب دینے کے لیے حکومت اور وزارت خزانہ تمام طبقات سے تجاویز مانگتی ہے اور عوامی نمائندوں کا تعاون بھی اس سلسلے میں حاصل ہوتا ہے۔ لیکن جناب والا! یہ بجٹ کی بات نہیں، انسان کی بنائی ہوئی ساری چیزوں میں خامیاں اور کمزوریاں ہوسکتی ہیں لیکن دیکھنا یہ ہوتا ہے کہ سابقہ سے جو ہم آئندہ کے لیے پروگرام دے رہے ہیں اس میں واضح کیا فرق ہے؟ جناب والا! ایوان میں دونوں طرف سے میرے انتہائی قابل احترام اراکین نے اس بحث میں حصہ لیا، بجٹ پہ تنقید بھی ہوئی اور حمایت میں بھی باتیں ہوئیں۔ لیکن جناب والا! یہ ایک واضح فرق ہے کہ ہم سابقہ مالی پروگرام کے مقابلے میں پنجاب کے عوام کو 11ارب روپے کا فرق موجودہ بجٹ پروگرام میں دے رہے ہیں جو کہ اس مالی پروگرام میں سابقہ مالی پروگرام سے زیادہ ہے۔ میرے اپوزیشن کے دوستوں کو حکومت کے اس کارنامے پر تعریف کرنی چاہئے تھی اور یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ موجودہ حکومت نے اپنے وسائل کے اندر رہتے ہوئے محدود وسائل کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے، بچت کرکے، کفایت شعاری کرکے صوبہ پنجاب کے عوام کے لیے یہ رقم نکالی ہے۔ جناب والا! میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ انسان کی بنائی ہوئی ہر چیز میں کمی یا کمزوری ہوسکتی ہے۔ میں نہیں کہتا کہ جیسے میرے اپوزیشن کے بھائیوں نے اس پر تنقید کی، ان کی کچھ نہیں جائز ہوں گی لیکن زیادہ تر مخالفت برائے مخالفت اور تنقید برائے تنقید ہے۔ جناب والا! بجٹ سے ہٹ کر تقاریر کی گئیں، سیاسی حالات میں تلخی پیدا کرنے کی کوشش کی گئی، عوام کے ماحول کو خراب کرنے کی کوشش کی گئی۔ مگر میں کوشش کروں گا کہ بجٹ کی حد تک میں اپنی تقریر کو محدود رکھوں۔ جناب والا! اگر ہم بجٹ کا بغور جائزہ لیں تو تعلیم کے شعبہ میں رکھی گئی رقم پر اپوزیشن کی طرف سے بہت زیادہ اعتراضات آئے ہیں۔ جناب والا! اگر ہم اس کا بغور جائزہ لیں تو

سابقہ سال میں تعلیم کے شعبہ میں 14ارب 24 کروڑ 96لاکھ روپے رکھے گئے تھے' لیکن موجودہ پروگرام میں 16ارب 70 کروڑ 91لاکھ روپے رکھے گئے ہیں ۔ اس طرح 2ارب 45 کروڑ 95 لاکھ روپے کا واضح فرق ہے۔

جناب والا! اگر ہم تعلیم کے شعبہ میں دیکھیں تو اس بات میں کوئی شک نہیں کہ جیسے کہ ہماری حکومت کا یہ پختہ یقین و ارادہ ہے کہ ہم نے تعلیم کے شعبہ میں تفریق کو ختم کرنا ہے۔ شہری اور دیہاتی علاقوں میں ایک جیسا تعلیمی معیار دینا ہے۔ ایک جیسی سہولتیں دینی ہیں ۔ لیکن جناب والا! یہ موجودہ حکومت کا ارادہ ہے' پروگرام ہے ۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ اس پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کے لیے بہت زیادہ محنت اور کوشش کی ضرورت ہے۔ اس طرح موجودہ حکومت نے اس بجٹ سے 43 ہزار اسامیاں پیدا کی ہیں اور پنجاب کے تمام پرائمری سکولوں میں ایک ایک انگلش ٹیچر رکھا جائے گا۔ اس طرح اس بجٹ سے حاصل ہونے والی رقم سے ہم بے روزگاری کے خاتمہ کے لیے بھی ایک کوشش کر سکیں گے بلکہ واضح طور پر ایک تبدیلی آئے گی اور اس کے ساتھ ساتھ دیہات کے سکولوں میں تعلیم کے شعبہ میں نمایاں ترقی کا پہلو سامنے آئے گا۔ کیونکہ اگر ہم پرائمری سکولوں میں پرائمری کی سطح تک انگریزی کو لازمی تعلیم قرار دیتے ہیں ' تو لامحالہ اس کے اچھے نتائج نکلیں گے اور ناخواندگی ختم ہو گی۔

جناب والا! یہ ملک' یہ پنجاب اس وقت تک ترقی نہیں کرسکتا جب تک ہم تعلیم کے شعبہ میں نمایاں تبدیلیاں نہیں لائیں گے' جب تک ہم اس ملک کے ہر پیدا ہونے والے بچے کو زیور تعلیم سے آراستہ نہیں کریں گے۔ جناب والا! موجودہ حکومت کی یہ ایک نمایاں کامیابی ہے۔ اس کے حوالے سے میرے قابل احترام ڈپٹی اپوزیشن لیڈر صاحب یہ فرما رہے تھے کہ یہ جیالوں کو بھرتی کیا جائے گا۔ جناب والا! انہیں جیالے کا نام سن کر تکلیف ہوتی ہے۔ ہمیں فخر ہے کہ جیالے کون تھے؟ جیالے وہ تھے جنہوں نے جمہوریت کے لیے جدوجہد کی' جناب والا! جیالے کون تھے جیالے وہ تھے جنہوں نے اس ملک کو آمروں سے نجات دلانے کے لیے اپنی پیٹھ پر کوڑے کھائے۔ جناب والا جیالے مزدور تھے ' جیالے اس پنجاب کے کسان تھے' جیالے اس ملک کے پس ماندہ علاقوں سے تعلق رکھنے والے لوگ تھے' جیالے مخلص طبقے سے تعلق رکھنے والے لوگ تھے۔ جناب والا! اگر جیالے معیار پر پورا اتریں گے تو میرٹ پر انہیں نوکریاں دی جائیں گی۔

شیخ محمد انور سعید، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر۔

شیخ محمد انور سعید، کیا یہ بات غیر متعلقہ نہیں' کیونکہ یہ بحث بجٹ پر ہو رہی ہے نہ کہ جیالوں پر؟ کہیں یہ "جیالا بجٹ" تو نہیں پیش کر رہے؟

جناب سپیکر، یہاں جس طرح سے باتیں ہو رہی ہیں۔ میں کوشش کر رہا ہوں کہ اگر ممبر اپنے علاقے کے بارے میں' کچھ اپنے خیالات اور کچھ اپنے نظریات کے حوالے سے کوئی بات کرنا چاہ رہا ہے' میں

تھوڑا سا liberal ہو کے اجازت دے رہا ہوں۔ بہت strict ہو کے آپ بجٹ پر چلیں گے تو آپ بھی نہیں چل سکیں گے۔ آپ تشریف رکھیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

سردار محمد حسین ڈوگر، جناب سپیکر! شکریہ۔ میں نے پہلے بات کی تھی کہ یہ لفظ میرے دوستوں کے لیے تکلیف دہ ہے۔ تو میں یہ لفظ استعمال نہیں کروں گا۔ جناب سپیکر! میں ایک حکومتی رکن ہونے کے ناتے آپ کے سامنے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بھرتیاں خالصتاً میرٹ پر ہوں گی۔ جناب سپیکر، میرٹ پر جو بھی آئے گا، وہ جان نثار ہو گا یا جیالا ہو گا، سب کو یہ حکومت نوکریاں دے گی۔ ہم تفریق نہیں رکھنا چاہتے۔ جیالے اور جان نثار پنجاب کے باسی ہیں۔ ہم سب کو اکاموڈیٹ کریں گے۔ سب کو ساتھ لے کر چلیں گے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! مجھے اپنے فاضل رکن کی اس بات پر بڑا افسوس ہو رہا ہے کہ جیالوں نے بڑے مشکل وقت گزارے ہیں۔ لیکن اس سے بڑا افسوس اس بات کا ہو رہا ہے، کہ جیالوں کی آج اپنی حکومت ہے، اور مہنگائی کے کوڑے کھا رہے ہیں۔ کل اگر جیالے آمریت کے کوڑے کھا رہے تھے تو آج وہی جیالے مہنگائی اور ظلم کے کوڑے کھا رہے ہیں۔ ڈاکوؤں کے کوڑے کھا رہے ہیں۔ اس بات کو بھی اپنے سامنے رکھ کے اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

جناب سپیکر، ضرور ضرور۔ جائیں جی۔

سردار محمد حسین ڈوگر، جناب سپیکر! میں ایوان میں یہ بھی دعویٰ کرتا ہوں کہ اگر ان لوگوں نے جمہوریت کے لیے، ان ایوانوں کے لیے قربانیاں دی ہیں۔ سیاسی استحکام کے لیے قربانیاں دی ہیں۔ لڑائی کی ہے تو اب وہ پنجاب میں ہی نہیں، پاکستان میں غربت کے خاتمے کے لیے بھی لڑائی کریں گے۔ مفلسی کے خاتمے کے لیے لڑائی کریں گے اور پسے ہوئے طبقات کو نئی زندگی دینے کے لیے بھی لڑائی کریں گے۔ اب وہ قومی دھارے میں شامل ہیں اور پنجاب کی ترقی اور پاکستان کی ترقی کے لیے کوشاں ہیں۔ وہ اس میدان میں بھی کامیابی حاصل کریں گے جس طرح انھوں نے آمریت کے خلاف جمہوریت کی بحالی کے لیے کامیابی حاصل کی۔ جناب سپیکر! یہاں پر ڈپٹی اپوزیشن لیڈر صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ موجودہ حکومت میرٹ کو ملحوظ خاطر نہیں رکھ رہی۔ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے، یہ اخبارات کی خبر ہے کہ سابقہ وزیر اعلیٰ کو ان کی کابینہ کے ایک وزیر نے گزارش کی کہ یہ کام کرو۔ تو انھوں نے کہا، کہ یہ میرٹ نہیں بنتا۔ اس پر انھوں نے کہا کہ اگر آپ میرٹ کی بات کرتے ہیں تو پھر نہ آپ میرٹ پر وزیر اعلیٰ ہیں اور نہ میں میرٹ پر وزیر ہوں۔ جناب سپیکر! سابقہ دور میں میرٹ کا یہ حال کیا گیا۔

جناب سپیکر! صحت کی طرف آتے ہیں۔ ابھی میرے قابل احترام دوست وٹو صاحب فرما رہے تھے کہ ڈاکٹر ہسپتالوں میں جاتے نہیں۔ ہسپتالوں میں دوائیاں میسر نہیں۔ ایمبولنسز نہیں ہیں اور دیہات کے لوگوں کو کئی سہولتیں مہیا نہیں۔ جناب سپیکر! میں بھی اس بات سے سو فی صد اتفاق کرتا ہوں کہ ان شعبوں میں ایسی کمزوریاں ہیں۔ لیکن جب ہم معاشرے کے ذریعے من پسند لوگوں کو،

اپنے چہیتے لوگوں کو نوکریاں دلوائیں گے پھر اپنی مرضی سے انھیں پوسٹنگ لے کر دیں گے تو پھر وہ مرضی سے ہسپتالوں اور سکولوں میں جائیں گے۔ جناب سپیکر! انھی خرابیوں کی وجہ سے جو پچھلے دس گیارہ یا سولہ سال میں اپنے چہیتوں کو نوازا گیا' اپنے دوستوں کو من پسند کی نوکریاں دی گئیں اور پھر انھیں ان کی مرضی کی پوسٹنگ دی گئی۔ اور پھر انھیں یہ بھی سمجھایا گیا کہ آپ جائیں یا نہ جائیں' تنخواہ آپ کے گھر آپ کے محکمے کا سربراہ پہنچا دے گا۔ تو پھر جناب سپیکر' یہی حال ہونا تھا۔ جیسے رانا آفتاب احمد صاحب فرما رہے تھے کہ ہم یہ کوشش کر رہے ہیں۔ ہم عوامی لوگ ہیں۔ یہ عوامی حکومت ہے۔ جمہوری حکومت ہے۔ ہم عوام کے تعاون سے ان برائیوں کو دور کریں گے۔ اور آپ نے دیکھا کہ موجودہ حکومت نے' موجودہ حکومت کے ارکان اسمبلی اور انتظامیہ نے مختلف سکولوں میں جا کے چھاپے مارے اور ان کے خلاف محکمانہ کارروائیاں کی گئیں۔ اس سلسلے کو ہم اور تیز کریں گے۔

جناب سپیکر، خان زادہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب تاج محمد خان زادہ ، پوائنٹ آف آرڈر تو نہیں ہے' لیکن ایک انفرمیشن ہے۔ اگر آپ اجازت دیں گے۔

جناب سپیکر، فرمائیے۔

جناب تاج محمد خان زادہ، وہ یہ ہے کہ جہاں تک بھٹو صاحب کے مقدر کا تعلق ہے' میرے خیال میں اس وقت بھی اور اس کے بعد بھی لوگ اس کو مان گئے ہیں کہ ان کے ساتھ بہت زیادہ زیادتی ہوئی ہے اور بے انصافی ہوئی ہے۔ لیکن جو جیالے آج اس کا نام بیچ کر مٹھائی کھا رہے ہیں' اس وقت کہاں تھے؟ کہ یہ آتے اور کہتے کہ کہ آپ بے انصافی کر رہے ہیں؟ اس وقت تو یہ کمروں میں چھپے پھرتے تھے۔ آپ مجھے یہ بتلائیں کہ جو اس کی خدمات ان کے لیے تھیں' ان کی خدمات صرف اسی واسطے تھیں کہ اس کا مردہ بیچ کر آج یہ ناجائز فوائد اٹھانے کے لیے تیار ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین) مجھے ایک مثال بتائیں۔ میں ان لوگوں میں سے ہوں کہ میں کورٹ کے decisions کو openly یا publicly ' اس واسطے نہیں کہنا چاہتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ جوڈیشری کے اوپر کوئی تنقید کرنا بے انصافی ہے۔ لیکن حکومت وقت یزید نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسوں کو' 72 افراد کو شہید کر دیا۔ ان کے سروں کو نیزوں پر اٹھا کر بازاروں میں پھرے۔ کیا وہ بے انصافی نہیں تھی؟ کیا آج ملت اسلامی اس incident کو یاد کر کے رو نہیں رہی ہے؟ کہ کتنی بے انصافی ہوئی تھی؟ تو میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ میرے بھائیو' ہم بھی آپ کے ساتھ ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ abetment کے واسطے ہم کسی خاص شخص پر نہیں۔ میرے خیال میں وکیل نہ ہونے کی حیثیت میں اور ایک layman کی حیثیت سے کہتا ہوں کہ دنیا کی تاریخ میں abetment کے لیے کبھی کسی کو پھانسی نہیں لگی۔ پھر اس کے بعد میں آپ کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جہاں پر جو میری لاعلمی کا اگر ثبوت ہے تو میں معافی چاہتا ہوں کہ جہاں پر difference of opinion ہو' dissenting vote ہو وہاں پھانسی کبھی نہیں دی جاتی۔ وہاں پر پھانسی نہیں دی جاتی۔ میں یہ کہنے کے لیے کوئی آپ سے مٹھائی نہیں

مانگ رہا ہوں اور نہ آپ سے کوئی شفقت کی امید رکھتا ہوں۔ لیکن اگر حق گوئی صداقت ہے تو میں اس کا دعویٰ کرتا ہوں کہ خواہ کوئی مجھے کوئی کچھ بھی کہے میں حق گوئی سے دریغ نہیں کروں گا اور نہ اس سے کنارہ کشی کروں گا۔

جناب سپیکر: ماشاء اللہ' آپ تشریف رکھیں۔اب آپ بھی مہربانی سے وائنڈ اپ کریں۔

سردار محمد حسین ڈوگر: جناب سپیکر! ابھی تو سارا میرا ٹائم پوائنٹ آف آرڈر پر چلا گیا ہے۔

(اس مرحلے پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسیٔ صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

جناب سپیکر! میں صحت کے شعبے پر گزارش کر رہا تھا۔ موجودہ بجٹ میں سابقہ بجٹ کا اگر مقابلہ کیا جائے تو صحت کے شعبے میں 3 ارب 68 کروڑ 35 لاکھ روپے رکھے گئے تھے اور آئندہ بجٹ میں 3 ارب 92 کروڑ 95 لاکھ ---

جناب ڈپٹی سپیکر: آفریدی صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی: جناب والا! میرے فاضل دوست جناب ڈوگر صاحب بڑے اچھے پیرائے میں اپنا عندیہ ظاہر کر رہے تھے۔ انھوں نے اپنی تقریر کے دوران یہی کہا کہ جیالوں نے جمہوریت کی بحالی کے لیے کوڑے کھائے' جیلوں میں گئے' مصیبتیں کاٹیں۔ وہ شاید یہ بھول گئے کہ انہی جیالوں نے جمہوریت کی بحالی کے لیے ریل کی پٹڑیاں اکھاڑیں۔ جمہوریت کی بحالی کے لیے دھماکے کیے' جمہوریت کی بحالی کے لیے جہازوں کو اغوا کیا اور جمہوریت کا نام لے کر' بہن نے اپنے بھائی کو تخریب کار کہا۔ یہ بات بھی ان کو یاد رکھنی چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تشریف رکھیں' تشریف رکھیں۔ میں نے پہلے بھی کئی دفعہ دوستوں کے پوائنٹ آف آرڈر پر یہ فیصلہ دیا ہے کہ کوئی جو کچھ بھی کہے' بردباری سے سنیں۔ پھر جب آپ کی باری آئے تو اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ اگر اس طرح کی صورت حال ہوتی رہی' آپ کی تقریر کے دوران وہ مداخلت کرتے رہے اور ان کی تقریر کے دوران آپ مداخلت کرتے رہے تو پھر میرے خیال میں یہ ہاؤس smoothly نہیں چل سکے گا۔ آپ شروع کیجیے۔

سردار محمد حسین ڈوگر: جناب سپیکر! میں موجودہ بجٹ کے حوالے سے عرض کروں گا کہ ---

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ میں آپ کو ایک منٹ اور دیتا ہوں۔ آپ wind up کر لیں۔

سردار محمد حسین ڈوگر: جناب سپیکر! میرا سارا ٹائم تو پوائنٹ آف آرڈر میں چلا گیا ہے۔ جناب والا! ابھی تو میں نے بجٹ کے حوالے سے کوئی بات ہی نہیں کہی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں بات سنیں۔ جو ٹائم کو نوٹ کر رہا ہے' اس نے مجھے بتایا ہے۔

سردار محمد حسین ڈوگر: جناب سپیکر! میں کوشش کرتا ہوں کہ wind up کروں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مہربانی۔

سردار محمد حسین ڈوگر، جناب سپیکر! صحت کے شعبے کے حوالے سے میں بات کر رہا تھا۔ تو ہا
بجٹ میں اس شعبے میں 3 ارب 68 کروڑ 35 لاکھ روپے رکھے گئے اور موجودہ بجٹ میں 3 ارب
کروڑ 90 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔ یہ واضح فرق ہے کہ صحت کے شعبے میں زیادہ رقم رکھی گئی۔
اور اسی طرح جناب سپیکر! امن عامہ کے حوالے سے اس طرف سے شور کیا گیا کہ پنجاب کے حالا
خراب ہو رہے ہیں اور پنجاب میں ڈاکہ زنی ہو رہی ہے' چوریاں ہو رہی ہیں' ڈکیتیاں ہو رہی ہیں
جناب سپیکر! ہم نے اس بات کا بھی تہیہ کیا ہے کہ سابقہ امن عامہ کے شعبے میں جتنی
کوتاہیاں ہوئی ہیں یا جتنی بھی لاپرواہی کا مظاہرہ کیا گیا ہے موجودہ حکومت اسے دوبارہ نہ
دہرائے گی اور امن عامہ کے سلسلے میں پولیس فورس کو زیادہ منظم کرنے کے لئے زیادہ فعال بنا
کے لئے ایک واضح رقم رکھی گئی ہے۔ جناب سپیکر! آج ذکر ہو رہا ہے انتظامی کارروائیوں کا' بھو
مقدمات کا لیکن آج آپ پنجاب نہیں پاکستان دیکھ لیں کہ پاکستان کی جیلوں میں ایک بھی سیاسی ا
نہیں۔ تو یہ کس حوالے سے کہتے ہیں کہ پنجاب یا پاکستان میں انتظامی کارروائیاں ہو رہی ہیں؟ ج
سپیکر! اللہ تعالیٰ انہیں وہ وقت نہ دکھائے۔ یہ وہ وقت نہیں دیکھ سکتے۔ نہیں برداشت کر سکتے۔
موجودہ حکومت کا ایسا کوئی ارادہ ہے۔ ہم عوام کے ووٹ سے آئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، انعام اللہ خان نیازی صاحب۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! انہیں آپ نے کتنا ٹائم دیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، ڈوگر صاحب آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ wind up کیجیے۔

سردار محمد حسین ڈوگر، جناب والا۔ ایک منٹ میں wind up کرتا ہوں۔ جناب سپیکر! میں
گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ---

چودھری شوکت داود، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ڈوگر صاحب! آپ بیٹھیں۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر کا ٹائم میں آپ کو دوں گا۔

چودھری شوکت داؤد، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ میرے دوست نے ابھی
ہے بلکہ انہوں نے بڑے دعوے سے فرمایا ہے کہ پنجاب میں اس وقت کوئی سیاسی اسیر

[*****]

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ پوائنٹ کارروائی سے expunge کر دیجئے۔ (قطع کلامیاں) تشریف رکھ
برخوردار! تشریف رکھیں۔ میں نے آتے ہی یہی بات کہی ہے کہ انہوں نے جو فرمایا ہے تو آ
اس سے ہزار اختلاف ہو سکتا ہے۔ لیکن آپ اس پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں کر سکتے۔ جس بات
آپ کو اختلاف ہو' اس پر آپ پوائنٹ آف آرڈر نہیں کر سکتے۔ جی۔

*** (بحکم جناب ڈپٹی سپیکر کارروائی سے حذف کر دیا گیا)

سردار محمد حسین ڈوگر، جناب سپیکر! یہ بھی کہا گیا ہے کہ کسان اور زمیندار کے لئے موجودہ بجٹ میں کچھ نہیں دیا گیا۔ تو جناب سپیکر! موجودہ حکومت نے پہلی دفعہ جرأت مندانہ فیصلہ کر کے گندم کی قیمت میں اضافہ کیا ہے اور زمیندار کی مفلسی کو ختم کرنے کے لئے یہ ایک مستحسن قدم تھا۔ اسی طرح جناب سپیکر! یہ کتنے ظلم کی بات ہے اور یہ ان کی پالیسی تھی کہ شوگر ملوں میں گنا تو 17 روپے من بکتا ہے لیکن جنگل سے ایندھن کے لئے لائی گئی لکڑی 40/50 روپے من بکتی ہے۔ یہ ان کی زرعی پالیسی تھی۔ جناب سپیکر! ہم زراعت پر خصوصی توجہ دے رہے ہیں اور زراعت کے شعبے میں واضح تبدیلی لانا چاہتے ہیں۔ جناب سپیکر۔ شوگر ملیں ان کی اپنی تھیں۔ شوگر ملوں کی مشینری بھی ان کے اپنے کارخانوں کی تیارکردہ تھی تو اگر میں یہ کہوں کہ سابقہ دور لوہے کا دور تھا۔ جناب سپیکر! اسی دور میں ہتھوڑا گروپ آیا وہ بھی لوہے کا ہوتا ہے۔ اسی دور میں چھرا گروپ آیا' وہ بھی لوہے کا ہوتا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، رانا محمد اقبال خاں۔ (قطع کلامیاں)

خواجہ ریاض محمود، جناب سپیکر! میں نے پرسوں بھی جب میاں افضل حیات صاحب آپ کی کرسی پر تشریف فرما تھے پوائنٹ آف آرڈر پر کہا تھا کہ ہاؤس کی اس وقت صورت حال یہ ہے کہ چھ ممبر حزب اقتدار کے بیٹھے ہیں اور چھ ممبر حزب اختلاف کے بیٹھے ہیں اور سال کا بجٹ پیش ہو رہا ہے جس پر آئندہ سال کا پوری حکومت کا دارومدار ہے۔ لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت غنڈہ گردی کے طور پر اپوزیشن کی کسی بات کو خاطر میں لانے کے لئے کوئی کوشش نہیں کررہی۔ آج بھی یہ حال ہے کہ نہ وزیر اعلیٰ صاحب نہ وزیر خزانہ' 22 مشیر 22 وزیر اور 22 پارلیمانی سیکرٹری کوئی بھی نہیں اور صرف ان کے چودہ آدمی بیٹھے ہوئے ہیں۔ افسران میں سے فنانس سیکرٹری نہیں اور نہ ان کا کوئی سٹاف ہے۔ یہ سرکاری پیسے سے میں سمجھتا ہوں کہ ایئر کنڈیشنڈ بیجارو گاڑیوں میں بیٹھ کر اور ایئر کنڈیشنڈ کوٹھیوں میں بیٹھ کر عوام کے نمائندوں کی بحث سننے کی بجائے وہ کوٹھیوں میں بیٹھ کر گلچھرے اڑا رہے ہیں اور وہ وقت دور نہیں جب عوام کاروں میں اور کوٹھیوں میں ان کے گریبان پکڑ کر اپنا حق اور انصاف مانگیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تشریف رکھیں۔

خواجہ ریاض محمود، جناب والا۔ میں مزید عرض کرتا ہوں کہ۔

ستم جاگتے ہیں کرم سو رہے ہیں
محبت کے جاہ و چشم سو رہے ہیں
میری اجڑی اجڑی سی آنکھوں میں ساغر
زمانے کے رنج و الم سو رہے ہیں

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب انعام اللہ خان نیازی، پوائنٹ آف آرڈر

جناب ڈپٹی سپیکر، تشریف رکھیں۔ مجھے ان کا تو جواب دے لینے دیں۔ میرے بھائی۔ انہوں نے پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہے میں اس کا فیصلہ کر رہا ہوں۔ (قطع کلامیاں) آرڈر پلیز۔ انہوں نے بڑے زور شور سے پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہے۔ تو میں صرف یہی گزارش کروں گا کہ اتنی حد تک ان کا پوائنٹ آف آرڈر ٹھیک ہے کہ دونوں اطراف سے اس حد تک دلچسپی نہیں لی جارہی جتنی لینی چاہیے۔ یہ المیہ ہے۔ باقی جو باتیں انہوں نے کی ہیں وہ میں مناسب نہیں سمجھتا۔ جو نشان دہی آپ نے کی ہے وہ ٹھیک کی ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی انعام اللہ خان نیازی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔ آپ تقریر کریں گے یا پوائنٹ آف آرڈر پر بولیں گے؟

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! چھوٹا سا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! جہاں تک حکومتی بنچز کا تعلق ہے ان کا دلچسپی نہ لینا اپنی جگہ پر ہے اور یہ نہ آپ کے اور نہ ہمارے بس میں ہے۔ لیکن بجٹ جنھوں نے تیار کیا' جن کے کمروں میں بجٹ کی کاپیاں تیار ہوئیں' اگر کل وہ یہاں پر موجود نہیں ہوں گے' میرا مطلب ان افسران سے ہے' ان حضرات سے ہے جن حضرات نے یعنی بیورو کریسی کے وہ لوگ جنھوں نے بجٹ کی دھجیاں بکھیری ہیں ان کو سننے کے لئے اگر آج وہ بیوروکریسی کے ذمہ دار افراد یہاں موجود نہیں ہوں گے تو میرے خیال میں آپ کے لیے بھی یہ اجلاس چلانا مشکل ہو جائے گا۔ یا تو کوئی طریق کار ہم منتخب کریں گے یا آپ ان کو کہہ دیں کہ براہ مہربانی بجٹ کی ڈسکشن میں وہ لوگ جو اس بجٹ کو تیار کرنے کے ذمہ دار ہیں انہیں اس تنقید کو سننا چاہیے اور وہ لوگ کل اس بجٹ میں جتنے دن بھی یہ بحث جاری رہے موجود رہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی رانا محمد اقبال صاحب۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! میری بات کا جواب نہیں آیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہر بات کا جواب دینا ضروری نہیں ہوتا۔ جو بات جواب دینے کے قابل ہی نہ ہو۔ میں نے فیصلہ کر دیا ہے۔ وہ بھی اسی قسم کا پوائنٹ آف آرڈر تھا۔ جی رانا صاحب۔

رانا محمد اقبال خان، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ نے مجھے بجٹ پر بولنے کا موقع فراہم کیا۔ بجٹ صوبے کے عوام کی خوش حالی' ترقی اور ان کے جان و مال کی حفاظت کا آئینہ دار ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! جناب وزیر خزانہ کی 31 صفحات پر مشتمل تقریر اس ایوان میں نہایت ہی خاموشی سے سنی گئی۔ اس کے بعد ٹریژری بنچز کی طرف سے انھیں داد تحسین بھی دی گئی اور

اپوزیشن کی طرف سے اس پر تنقید بھی کی گئی جو کہ تعمیری تنقید تھی۔ میرے یہاں کچھ دوست یہ کہہ رہے تھے کہ اپوزیشن نے تو تنقید کرنا ہوتا ہے۔ تو اپوزیشن کا کام ہے کہ تعمیری تنقید کرے اور گورنمنٹ کا کام ہے کہ اس کو برداشت کرے اور اپنی اصلاح کرے۔

جناب سپیکر! مخدوم صاحب کی تقریر کافی لمبی چوڑی تھی اور آخر میں ایسا لگتا تھا کہ جناب مخدوم صاحب جو کہ میرے قابل احترام دوست ہیں اور میں ان کا بڑا احترام کرتا ہوں' ایسا لگتا تھا کہ جیسے کسی کے پھنسے ہوئے' پھنسائے ہوئے ہیں۔ خود انھوں نے یہ کام نہیں کیا بلکہ کسی آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک نے ان کو یہ دے دیا ہے اور افسران کے بنائے ہوئے بجٹ کو انھوں نے پڑھنے کی کافی ہمت کی' کافی کوشش کی لیکن آخر میں آ کر بہت سی تنگی کا اظہار بھی کیا۔

جناب سپیکر! جہاں تک موجودہ بجٹ کا تعلق ہے اس میں یہ سابقہ حکومت کو بار بار تنقید کا نشانہ بناتے رہے ہیں کہ سابقہ حکومت نے اسے ڈی پی دیا تھا جبکہ موجودہ حکومت نے اتنا اسے ڈی پی دیا ہے۔

جناب سپیکر! 1992-93ء میں جو بجٹ میں اسے ڈی پی کا سائز تھا وہ 1385 کروڑ روپے تھا جبکہ موجودہ بجٹ جو انھوں نے دیا ہے اس کا اس طرح سے 10 کروڑ 28لاکھ روپیہ بنتا ہے۔ یہ تو دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم نے صوبے کی ترقی کے لیے اور بہت سے کاموں کے لیے رقوم مختص کی ہیں' مرکز سے ہم نے اتنا لیا ہے۔ تو اصل حقائق اس کے برعکس ہیں۔

جناب سپیکر! اس بجٹ میں 278 آئٹمز پر سیلز ٹیکس لگا دیا گیا ہے اور بتا رہے ہیں کہ یہ سیلز ٹیکس direct نہیں۔ عوام پر بوجھ نہیں۔ میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ indirect ٹیکس کس نے ادا کرنا ہو گا؟ اگر خریدار کوئی نہیں ہو گا تو ٹیکس کہاں سے آئے گا؟ پنجاب کا ہر فرد اپنی ضروریات زندگی خریدنے کے لیے مارکیٹ میں ضرور جائے گا اور ہر فرد کو یہ سیلز ٹیکس ادا کرنا پڑے گا۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے قوم کو اتنا اچھا بجٹ دیا ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ یہ قوم کے لیے ایک جادو کا سا انھوں نے بجٹ پیش کیا ہے۔ اس میں جادو گری کے سوا اور کچھ نظر نہیں آتا۔ جس طرح سے مداری' آپ نے اپنے بچپن کے ایام میں ضرور دیکھا ہو گا کہ وہ تماشا کرتے تھے کہ ڈبیچک سے میں روپے نکالتا ہوں۔ جو کوئی غریب سامنے بیٹھتا تھا تو وہ اس کو کہتا تھا کہ آپ ناک ایسے کریں' میں روپے نکالتا ہوں' روپے نکالتا رہتا تھا۔ تو اصل میں اس کے پاس کچھ بھی نہیں ہوتا تھا۔ میرے خیال میں یہ بجٹ اسی طرح کا ہے جس کو ہم تو تسلیم نہیں کرتے۔

جناب سپیکر! انھوں نے اس سال کے لیے کوئی نئی سکیم نہیں دی بلکہ اسے ڈی پی کی پرانی سکیموں کو ہی آگے چلایا ہے۔ تو یہ نہایت ہی قابل افسوس بات ہے کہ جنرل ایڈمنسٹریشن پر انھوں نے پچھلے سال 507 کروڑ روپے خرچ کیے تھے۔ موجودہ سال میں یہ بڑھ کر 837 کروڑ 81 لاکھ روپے ہو گئے ہیں۔ تو یہ بلاک ایلوکیشن جس کی کوئی justification ہی نہیں بتائی گئی کہ یہ کس جگہ خرچ کی جائے گی۔

جناب سپیکر! اسی طرح ہیلتھ کے محکمے میں، میرے بھائی سردار محمد حسین ڈوگر صاحب بتا رہے تھے کہ ہم نے 3 ارب 92 کروڑ روپیہ رکھا ہے۔ میں ان کی تصحیح کے لیے یہ عرض کیے دیتا ہوں کہ موجودہ بجٹ میں 3 ارب 91 کروڑ 15لاکھ 19ہزار روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔ تو پچھلے بجٹ کی نسبت ایک کروڑ 12لاکھ 72ہزار روپے کم کیے گئے ہیں۔ اسی طرح سے ان کی دوسری مد ہے---

سردار محمد حسین ڈوگر، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں ریکارڈ کی درستگی کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں۔

رانا محمد اقبال خان، آپ پڑھ لیں۔ میں جو پڑھ رہا ہوں آپ اس کی درستگی خود سوچیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ان کو تقریر کرنے دیں۔ (قطع کلامیاں) No interruption please. No interruption please.

رانا محمد اقبال خان، اسی طرح معذور افراد کے لیے پچھلے سال 8 کروڑ 68لاکھ 43ہزار روپے رکھے گئے تھے۔ موجودہ بجٹ میں اس کو کم کر دیا گیا ہے اور اس کی اس وقت رقم 7 کروڑ 48لاکھ 79ہزار روپے رکھی گئی ہے۔ اس طرح سے اس میں بھی ایک کروڑ 19لاکھ روپے کی کمی کی گئی ہے۔

جناب سپیکر! دیگر مدات جن کا یہ ذکر کرتے ہیں کہ ہم نے کسان کی بہتری کے لیے، دیہی عوام کی بہتری کے لیے بہت اچھا بجٹ دیا ہے۔ ان کے اس بجٹ پر ایک نظر ڈالی جائے تو اس سے فارم تا مارکیٹ روڈ Nil، دیہی ترقیاتی پروگرام Nill، لائیو سٹاک Nill---

سردار محمد حسین ڈوگر، سب Nill۔

رانا محمد اقبال خان، میں موجودہ سال کی بات کر رہا ہوں۔ آپ پتا نہیں کب کی بات کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، رانا صاحب! آپ تقریر جاری رکھیں۔

رانا محمد اقبال خان، جناب سپیکر! وہ interrupt کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ نوٹس ہی نہ لیں۔ آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

رانا محمد اقبال خان، جناب سپیکر تھوڑا سا جواب دینا پڑتا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، جی رانا صاحب۔

رانا محمد اقبال خان، جناب سپیکر! یہ فرما رہے ہیں کہ ہم نے کسانوں کے لیے بہت سی مراعات دی ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ انھوں نے کچھ رقم ضرور رکھی ہو گی۔ کھاد جو کہ زراعت کے پیشے کے لیے، زراعت کو ترقی دینے کے لیے، کھیتی باڑی کا ایک اہم حصہ ہے۔ تو اس پر انھوں نے سب سڈی کا خاتمہ ہی کر دیا ہے۔ جو دوسری بات کر رہے تھے کہ ہم نے گندم کے ریٹ بڑھا دیے، گندم کے ریٹ اس وقت بڑھائے جبکہ کاشت کار کے پاس گندم کا کوئی دانہ نہیں۔ اس کے اپنے کھانے کے سوا اور کوئی اس کے پاس ذخیرہ نہیں۔ یہ تو پیسے جب انھوں نے بڑھائے اس وقت مارچ کے مہینے میں وہ کوئی ایسا موسم نہیں تھا جس میں کہ انھوں نے قیمت بڑھائی تھی۔ اس سے سٹاکسٹ کو فائدہ ہوا ہے

کاشت کار کو اس سے قطعی طور پر کوئی فائدہ نہیں ہوا۔

جناب سپیکر! یہ زراعت کی ترقی کے لیے بے شک اربوں روپے خرچ کریں لیکن جب تک یہ زراعت سے تعلق رکھنے والی اہم چیز کو نظر انداز کریں گے تب تک زراعت کو ترقی نہیں ہو سکتی۔ فصلات نہیں ہو سکتیں۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پانی کی صورت حال ایک طرف رکھیں اس محرم الحرام کے مہینے میں پنجاب کا حصہ راولپنڈی پانی سے محروم ہے ۔ اسی طرح میں اپنے ضلع کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں ۔ جناب سپیکر! میرے ضلع کی تمام نہریں جن کا پانی پہلے 60 فیصد ضلع قصور اور ضلع لاہور کو ملا کرتا تھا آج اس پانی کا زیادہ حصہ دیپالپور کو کر دیا گیا ہے اور 40 فیصد ضلع قصور اور لاہور کو کیا گیا ہے۔

سردار محمد حسین ڈوگر، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! اب ضلع قصور میں نہری پانی کا اگر جائزہ لیا جائے تو رانا صاحب چوری کا سب سے زیادہ پانی استعمال کر رہے ہیں ۔

MR DEPUTY SPEAKER: No,This is not Point of Order. Please have a seat.

رانا محمد اقبال خان، جناب سپیکر! اگر آپ ان کی زبان کو ---(قطع کلامیاں) میں عرض کرتا ہوں ۔ اگر آپ ان کی زبان کو لگام نہیں دے سکتے تو پھر ہمیں خود لگام دینی ہو گی آپ ان سے کہہ دیں کہ یہ اپنے الفاظ واپس لیں' ورنہ میں احتجاج کروں گا۔

حزب اختلاف کے فاضل ممبران، جناب والا! ان کو اپنے الفاظ واپس لینے چاہییں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے ان کا پوائنٹ آف آرڈر rule out کیا ہے۔

رانا محمد اقبال خان، آپ ان کو بتائیں کہ پارلیمنٹرین کس طرح بنا جاتا ہے ۔ کیا پارلیمنٹرین کا یہ اصول ہے؟

حزب اختلاف کے فاضل ممبران، جناب والا! ڈوگر صاحب اپنے الفاظ واپس لیں ورنہ ہم احتجاج کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ان کی تقریر کی سمجھ نہیں آ رہی ۔ آپ بیٹھیں ۔

رانا محمد اقبال خان، بی ڈی ممبر کی حیثیت سے نکلا ہوا ---

میاں عمران مسعود، پوائنٹ آف آرڈر۔ شکریہ جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا ہے۔ جناب والا! آپ نے دیکھا کہ ہمارے فاضل ممبر رانا صاحب بڑے اچھے طریقے سے اپنی بجٹ تقریر فرما رہے تھے ان کو interrupt کیا گیا ہے اور ڈوگر صاحب نے personal attack کیا ہے۔ جناب والا! ڈوگر صاحب کو یہ پتا ہونا چاہیے کہ رانا صاحب ---

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں ۔ میں نے ان کا پوائنٹ آف آرڈر rule out کیا ہے۔

میاں عمران مسعود، آپ ان سے کہیں کہ وہ اپنے الفاظ واپس لیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ میری بات سنیں۔ میں نے خود محسوس کیا کہ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں

ہے اور میں نے اسے rule out کیا ہے۔

رانا محمد اقبال خان، جناب والا! آپ ان سے کہیں کہ یہ اپنے الفاظ واپس لیں۔ ورنہ مجھے بھی ان کے ماضی کی طرف جانا پڑے گا جب یہ school student ہوتے تھے اور ان کے ساتھ کیا ہوتا تھا۔

خواجہ ریاض محمود، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، خواجہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ (قطع کلامیاں) نہیں' انہوں نے بات کیا کی تھی۔

حزب اختلاف کے فاضل ممبران، جناب والا۔ انہوں نے personal attack کیا ہے اور رانا صاحب کو چور کہا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ تو چوری کا پانی کہا ہے نا۔

حزب اختلاف کے فاضل ممبران، نہیں' جناب والا! انہوں نے رانا صاحب کو چور کہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں۔ آپ حضرات بیٹھیں۔ آپ میری بات سنیں۔ آپ ایک منٹ میری بات سنیں۔ میرے خیال میں انہوں نے یہ کہا تھا کہ نہروں کا پانی چوری کرتے ہیں۔ تو چور' ڈاکو' بذات خود جس طرح رامے صاحب نے اس روز کہا ہے یہ اسمبلیوں میں عام بات ہو گئی ہے۔ (قطع کلامیاں)

خواجہ ریاض محمود، فیر تے اسی چور ہو گئے ناں۔ جے اسیتے چور نوں چور کہہ دیتا جاوے اور اسیتے کسی دی عزت دا کوئی فرق نئیں فیر تے اسیں سب چور ہی ہو گئے ناں۔ (قطع کلامیاں)۔

جناب ڈپٹی سپیکر، باقی دوست بیٹھیں۔ ظفر علی شاہ صاحب بات کریں گے۔ آپ سب تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں) باقی بیٹھیں۔ جب ایک سپیکر کھڑا ہو باقی کو تشریف رکھنا چاہیے۔ (قطع کلامیاں یہ pressurize کرنے کا طریقہ نہیں ہے۔ یہ ہاؤس کا طریقہ نہیں ہے۔ آپ اگر ایسے بات کرتے ہیں تو یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں آپ عزت والے ہیں آپ عزت کیجیے' اور عزت کروائیے ظفر علی صاحب کو میں فلور دیتا ہوں۔

سید ظفر علی شاہ، مہربانی۔ آپ کی۔ جناب سپیکر یہ tradition ہے۔ جناب نے فرمایا کہ اپنی تقریر میں جنرل بات کرنا اور بات ہے اور کسی معزز رکن جو ان کا colleague ہے ان کا ساتھی ہے اور ان کے علاقے کا ہے ان پر categorically یہ الزام لگانا کہ ان کے علاقے کی نہر کا سب سے زیادہ پانی خود چوری کرتے ہیں رانا صاحب چوری کرتے ہیں۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ وہ بھی ہمارے بھائی ہیں ان کو خود چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کی greatness ہے کہ وہ خود کھڑے ہو کر کہیں کہ میں اپنے یہ الفاظ واپس لیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ ہمارے بہت ہی محترم ساتھی ہیں۔ آپ نوجوان ہیں تو آپ مظاہرہ کیجیے اور اپنے یہ الفاظ واپس لے لیجیے۔

سردار محمد حسین ڈوگر، جناب سپیکر! رانا اقبال صاحب میرے قابل احترام بھائی ہیں اور ہماری

کونسل میں یہ چیئرمین تھے اور ہم اکٹھے ہی رہے ہیں ہمارے اور بھی بہت سارے رشتے ہیں' انہیں میری بات سے تھوڑی سی غلط فہمی ہو گئی ہے۔ میں نے انہیں چور نہیں کہا' بلکہ میں نے یہ کہا تھا کہ ان کے علاقے میں سب سے زیادہ نہری پانی چوری ہو رہا ہے۔

حزب اختلاف کے فاضل ممبران، جناب' انہوں نے رانا صاحب کو چور کہا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، دیکھیں بات واضح ہو رہی ہے۔

سردار محمد حسین ڈوگر، لیکن پھر بھی میرے بھائی رانا اقبال صاحب کی میرے ان الفاظ سے کہ ان کے علاقے میں نہری پانی کچھ زیادہ چوری ہو رہا ہے دل آزاری ہوئی ہے تو میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ چلیں جی۔ رانا صاحب۔

جناب خلیل الرحمن چشتی، جناب والا! آپ نے دنیا کا حق تو ادا کر دیا اب اللہ کی طرف رجوع کرنے کے لئے اجلاس کو ملتوی فرما دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ میں رانا صاحب کو ہی یہ فلور دوں گا کیونکہ ان کے ابھی پانچ منٹ رہتے ہیں۔ اب پندرہ منٹ کے لئے مغرب کی نماز کا وقفہ ہے رانا صاحب اپنی تقریر جاری رکھیں گے۔ سات بج کر 35 منٹ پر کہ ہم دوبارہ یہاں meet کریں گے۔

(اجلاس کی کاروائی سات بج کر 20 منٹ سے سات بجکر 35 منٹ تک کے لئے ملتوی کی گئی)۔

(نماز مغرب کے وقفہ کے بعد 7.40 پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب رانا محمد اقبال خان صاحب۔

رانا محمد اقبال خان ،جناب والا! اس سے پہلے پانی کا معاملہ زیر بحث تھا تو اتفاق سے میرے دوست نے مجھ پر کچھ الزام عائد کیے لیکن بعد میں اس نے معذرت طلب کر لی۔ جناب والا' کاشت کار کے لیے' انسانی جسم کے لیے' حیوانات کے لیے' سب سے اہم معاملہ پانی کا ہوا کرتا ہے۔جناب والا! میں س وقت اپنے ضلع قصور اور ضلع لاہور کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، رانا صاحب! آپ کے پانچ منٹ رہتے ہیں آپ پانچ منٹ کے اندر بات مکمل کرنے کی کوشش کریں۔

انا محمد اقبال خان ، ان شاء اللہ کوشش کروں گا ورنہ آپ کی منت کر لوں گا۔ جناب والا! ضلع قصور ور لاہور کی نہروں کو راوی سائفن سے 60 فی صد پانی دیا جاتا تھا لیکن موجودہ دور میں اس کو کم کر دیا یا ہے اس کی ریشو کو الٹ کر دیا گیا ہے۔ لاہور اور قصور کے لیے جہاں پہلے 60 فی صد تھی اب اس و 40 فی صد کر دیا ہے اور جہاں چالیس فی صد تھی اس کو بڑھا کر ساٹھ فی صد کر دیا گیا ہے اور وہ پانی بیاپور کی طرف لے جایا گیا ہے۔ جناب والا! اگر آپ اس وقت جا کر دیکھیں یا اپنی کوئی ٹیم بھیجیں تو ہمارے اس علاقے کی حالت انتہائی نا گفتہ بہ ہے۔ انھوں نے چاول اور گندم کی قیمتوں میں

تو اضافہ کر دیا لیکن کاشت کار کو اس اضافے کا کیا فائدہ ہو گا؟ جب اس کو پانی ہی میسر نہیں آئے گا فصلات ہی نہیں ہوں گی تو کاشت کار ان مہنگے داموں کو کیا کرے گا۔ جناب والا! اگر وزیر آب پاشی تشریف رکھتے ہوں تو آپ کی وساطت سے میری ان سے گزارش ہے' کہ ہمارے ضلع کی نہروں کی حالت دیکھ لیجے گا' وہاں پانی نہ ہونے کی وجہ سے مویشی تڑپ رہے ہیں' فصلات ابل رہی ہیں اور اس گرمی سے ابلی ہوئی فصلات کو اگر پانی میسر نہ آئے تو فصلات کا کیا حال ہو گا۔ جناب والا موجودہ حکومت نے کاشت کاروں کی خوشحالی کے لیے جو اقدامات کیے ہیں' وزیرصنعت یہاں تشریف فرما نہیں ہیں' ابھی تھوڑی دیر پہلے وہ تشریف فرما تھے لیکن شومئی قسمت کہ اب میں بول رہا ہوں اور میں نے اسی پوائنٹ پر آنا تھا لیکن وہ اب تشریف نہیں رکھتے۔ گنے کی قیمت کی ادائیگی کے لیے کاشت کاروں کو اتنے دھکے پڑ رہے ہیں۔ 8 ماہ سے ان کی payments مل والوں کے ذمے ہیں' ابھی تک ان کو payment نہیں ہو رہی ----

جناب ڈپٹی سپیکر، جی راجہ ریاض صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

راجہ ریاض احمد، جناب سپیکر! میرے بھائی رانا اقبال صاحب گنے کی payments کے بارے میں فرما رہے تھے۔ میری گزارش ہے کہ فیصل آباد میں چودھری شوگر مل اور رمضان شوگر مل جو کہ قائد حزب اختلاف میاں نواز شریف صاحب کی ہیں اور ملوں میں دو سال سے کاشت کاروں کو payment نہیں ہوئی ---

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تشریف رکھیں' یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں میں ان کے بعد آپ کو ٹائم دوں گا آپ اپنی تقریر میں یہ باتیں کر لیں (قطع کلامیاں)۔

راجہ ریاض احمد، جناب والا! میں درست بات کر رہا ہوں کہ ان ملوں سے کاشت کاروں کو پیسے نہیں مل رہے۔ جس طرح سے یہ صدر فاروق احمد خان لغاری کی زمینوں پر جلوس لے کر گئے ہیں ہم بھی عوام کو ان کی ملوں پر لے جائیں گے اور وہاں پر آگ لگا دیں گے۔

خواجہ ریاض محمود، جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، خواجہ صاحب! آپ اپنی سیٹ پر نہیں بیٹھے۔ اگر آپ نے بات کرنی ہے تو پھر اپنی سیٹ پر چلے جائیں۔ میں راجہ ریاض صاحب سے مخاطب ہوں' شاہ نواز صاحب! آپ بھی بیٹھیں۔ اگر اس طرح سے صورت حال ہو جائے کہ انھوں نے ایک بات کی ہے اور آپ کے ذہن میں کوئی اور خیال ہے اور آپ پوائنٹ آف آرڈر کر کے شروع کر دیں تو یہ ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو جائے گا تو یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ راجہ صاحب آپ بیٹھ جائیں۔ جی شاہ نواز چیمہ صاحب۔

وزیر اوقاف، جناب سپیکر! آپ کی بڑی مہربانی کہ آپ نے مجھے اجازت دی----

رانا محمد اقبال خان، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں' آپ تو مقرر ہیں۔

رانا محمد اقبال خان ، جناب والا! میں بیٹھ گیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں ' آپ بیٹھ جائیں۔ میں نے شاہ نواز چیمہ صاحب کو ٹائم دے دیا ہے' جی چیمہ صاحب۔

وزیر اوقاف، جناب نے جو فرمایا ہے بالکل درست ہے۔ ریاض صاحب کو یہ کہنا چاہیے تھا کہ میں واقعی آپ کی بات کی تائید کرتا ہوں ان کو نام نہیں لینا چاہیے تھا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ بیٹھیں' میں نے آج اسی بات کو تین دفعہ دہرایا ہے کہ ہر مقرر کا اپنا ایک نقطہ نظر ہے ۔ خواجہ صاحب! تشریف رکھیں ۔ پھر میں آپ کو فلور دیتا ہوں۔ ہر فاضل رکن کا اپنا اپنا ایک نظریہ ہے اور دوسرے فاضل رکن کا اس سے مختلف نظریہ ہے۔ اگر اس کے نظریے کے خلاف بات ہو رہی ہو تو وہ فوراً پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہو کر اپنا نقطہ نظر بیان کرے تو یہ بات درست نہیں۔ کیونکہ یہ بجٹ اجلاس ہے اس میں جب آپ کی تقریر آئے گی آپ سب کو وقت مل جائے گا آپ اپنے وقت میں جو چاہیے اپنا نقطہ نظر بیان کریں۔ مہربانی ۔ جی رانا اقبال صاحب۔

رانا محمد اقبال خان ،جناب والا! میں نے کسی فرد کی بات نہیں کی تھی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے' آپ اپنی تقریر جاری رکھیں ۔

رانا محمد اقبال خان، میں نے ایک سسٹم کو جاری کرنے کے لیے عرض کیا ہے ۔ تو اس میں کاشت کاروں کو آٹھ ماہ سے payment نہیں مل رہی۔ میں اپنے معزز رکن کی اطلاع کے لیے عرض کر دوں کہ جس مل کی میں بات کر رہا ہوں۔ وہ کسی کی ذاتی ملکیت نہیں' بلکہ وہ آپ کے بورڈ کی مل ہے' آپ کے ماتحت ہے حکومت پنجاب کے ماتحت ہے ۔ جناب والا! ابھی میرا وقت ختم نہیں ہوا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، رانا اقبال صاحب! اس طرح تو ان کو آپ کی کمزوری کا پتا چل جائے گا وہ بار بار بات کریں گے آپ ان کی طرف رہ جائیں گے اور وقت ختم ہو جائے گا ۔ آپ اپنی تقریر جاری رکھیں ۔

رانا محمد اقبال خان، جناب سپیکر! میں تو یہ بھی چاہتا ہوں کہ جن آدمیوں کو آٹھ ماہ سے payment نہیں ملی۔ قانون کے مطابق اگر کاشت کار کو پندرہ دن تک payment نہ دی جائے تو اس پر متعلقہ مل کو پندرہ دن کے بعد mark up دینا پڑتا ہے یا منافع دینا پڑتا ہے ۔ میری گزارش ہے کہ براہ مہربانی اس ہاؤس کی طرف سے کوئی قرار داد پاس کر کے حکومت کو بھجوائیں کہ جن کاشت کاروں کو آج تک رقم نہیں دی گئی ان کا حساب کیا جائے اور پندرہ دن کے بعد ان کی جتنی رقوم بنتی ہیں ان پر ان کو mark up دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، شکریہ۔

رانا محمد اقبال خان ، جناب سپیکر! میں نے سیلز ٹیکس کے اثرات تو عرض کر دیے ہیں اب میں ایک اہم معاملہ اس ہاؤس میں پیش کرنا چاہتا ہوں ۔ تین چار دن قبل اخبار میں یہ خبر پڑھ کر مجھے افسوس

ہوا ہے کہ سندھ اسمبلی نے متفقہ طور پر ایک قرار داد پاس کی ہے کہ پنجاب میں کالا باغ ڈیم نہیں بننے دیا جائے گا۔ جناب والا! یہ کیا معاملہ ہے کہ دوسرے صوبے جو کہ پنجاب سے ہی گندم حاصل کرتے ہیں پنجاب سے ہی چاول حاصل کرتے ہیں، پنجاب سے ہی وہ کپاس حاصل کرتے ہیں اور جب قدرتی گیس پر رائیلٹی وصول کرنے کا معاملہ آتا ہے تو وہ وصول کرتے ہیں۔ پنجاب کے کاشت کار جو کہ اپنی محنت سے فصلات کو اگاتے ہیں اپنی محنت سے غلہ اگاتے ہیں تو ان پر رائلٹی کا نہ دینا کہاں کا انصاف ہے۔ تو اس ہاؤس سے میری گزارش ہے کہ میرے جو بھائی حکومت کی طرف بیٹھے ہوئے ہیں یا حزب اختلاف کی طرف میں ایک متفقہ قرار داد پیش کرنا چاہتا ہوں مجھے اجازت دی جائے۔ میں چاہتا ہوں کہ گندم، کپاس اور چاول پر رائلٹی دی جائے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب قرار داد پیش نہیں ہو سکتی۔ آپ اپنی تقریر کریں۔

رانا محمد اقبال خان، جناب سپیکر! ایک مرتبہ پھر میں آپ کی توجہ اپنے علاقے کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں جہاں پر نہری پانی ناپید ہو چکا ہے اور لوگوں کی فصلات برباد ہو چکی ہیں، مویشیوں کا برا حال ہے۔ اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ اس معاملے میں کوئی پیش رفت کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نواب شیر وسیر صاحب۔

وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ (سردار محمد عارف نکئی)، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! رانا صاحب نے کالا باغ ڈیم کے متعلق جو کچھ ارشاد فرمایا ہے اپوزیشن والے اس پر قرارداد لائیں تو ہم اسے سپورٹ کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے، مہربانی شکریہ! آپ تشریف رکھیں۔

رانا آفتاب احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں نے رانا اقبال صاحب کی تقریر بڑے غو سے سنی ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ وہ 1947ء سے لے کر اب تک برسر اقتدار رہے ہیں، ہمیشہ حکومتی پارٹی میں رہے ہیں اور پہلی دفعہ یہ اتفاق ہوا ہے کہ وہ اپوزیشن میں بیٹھے ہیں۔ میری اس سلسلے میں گزارش یہ ہے، کہ اگر انہوں نے اپنے علاقے میں کام نہیں کئے کیونکہ بڑے رانا صاحب وزیر بھی رہے ہیں اور یہ خود چیئرمین ضلع کونسل رہے ہیں، لہذا اس میں نااہلی ان کی ہے اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ رانا آفتاب احمد صاحب کا جو پوائنٹ آف آرڈر ہے مجھے اس پر نہایت افسوس ہوا ہے، کیونکہ میرے ذہن میں رانا صاحب کا ایک خاص image ہے۔ میں یہ سمجھ تھا اور سمجھ رہا ہوں کہ رانا صاحب ایک اچھے پارلیمنٹیرین بنتے جا رہے ہیں۔ اچھے اچھے سوال کرتے ہیں لیکن یہ پوائنٹ آف آرڈر raise کرکے بچی بات ہے۔ مجھے اس پر افسوس ہوا ہے کیونکہ یہ قطعاً پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا بلکہ بالکل نہیں بنتا اور میں صبح سے بار بار کہہ رہا ہوں کہ اگر کوئی معزز رکن اپنی بات کہتا ہے اور کسی کو اس سے اختلاف ہے تو وہ پوائنٹ آف آرڈر کی صورت میں بیان نہیں سکتی۔ سید ظفر علی شاہ صاحب (قلعہ کالا سنگھ)

خواجہ ریاض محمود ، جناب والا! میں نے ایک اہم بات کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، میں نے سید ظفر علی شاہ صاحب کو فلور دے دیا ہے آپ کو بعد میں موقع دیا جائے گا آپ تشریف رکھیں - یہ کوئی طریقہ نہیں۔ ہمیں ایک دوسرے کو دیکھ کر بھی سیکھنا چاہیے کس طرح سے ہاؤس میں بیٹھنا ہے اور کس طرح سے بات کرنی ہے آپ سب فاضل اراکین کو اب تو کافی عرصہ ہو گیا ہے' پچھلے آٹھ نو ماہ سے ہم سب اس ہاؤس کے ممبر ہیں اب کم از کم ہمیں وہ پہلے دن والی باتیں نہیں دہرانی چاہییں - سید ظفر علی شاہ صاحب۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں - فاضل ممبر اور فاضل دوست نے ایک بہت بڑی بات کی ہے کیونکہ اس وقت کالا باغ ڈیم پورے ملک میں burning issue ہے۔ کالا باغ ڈیم کے بارے میں انہوں نے یہ آفر کی ہے کہ اگر حزب اختلاف ریزولیوشن لانا چاہے تو ہم اس کو سپورٹ کریں گے - میں ان کی اس پیشکش کو خوش آمدید کہتا ہوں' ایک بڑے اچھے انداز سے انہوں نے بات کی ہے لیکن یہ ایک دفعہ پھر سوچ لیں اور نہ صرف سوچ لیں بلکہ دو دن کی مہلت لے لیں' اپنے ملک کی وزیر اعظم صاحبہ سے اور اپنے وزیر اعلیٰ سے پھر پوچھ لیں' کہ یہ بات میں فلور پر لے آیا ہوں اگر حزب اختلاف کی طرف سے ریزولیوشن آیا تو کیا آپ سپورٹ کریں گے یا نہیں کریں گے کیونکہ پرسوں تک یہ ریزولیوشن آجائے گا ....

جناب ڈپٹی سپیکر ، نواب شیر وسیر صاحب۔

خواجہ ریاض محمود، جناب سپیکر! میں آپ کی اس سلسلے میں رولنگ چاہتا ہوں کہ یہ وزرائے کرام جن کے پاس پورا پورا محکمہ ہے یہ پوائنٹ آف آرڈر پر بول سکتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تشریف رکھیں' میں فیصلہ کرتا ہوں۔ یہ کوئی پابندی نہیں لیکن روایت یہی رہی ہے کہ وزراء پوائنٹ آف آرڈر پر بہت ہی کم بولتے ہیں - چودھری محمد افضل چن۔

حاجی محمد افضل چن ، جناب والا! میں شاہ صاحب کا بہت ممنون ہوں' انہوں نے بہت اچھی بات کی ہے۔ پنجاب گورنمنٹ کالا باغ ڈیم کی تحریک خود پیش کرے گی۔ یہ میرے بھائی ہماری تائید کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ٹھیک ہے بات ہو گئی آپ تشریف رکھیں - نواب شیر وسیر صاحب۔

میاں عبدالستار ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں نہایت اہم بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ کا وقت ضائع ہو رہا ہے۔ فاضل اراکین تقریر کر لیں تو بہتر ہے - ہم تو سنتے ہیں تمام فاضل اراکین تقاریر کر لیں - میاں عبدالستار صاحب۔

میاں عبدالستار ، جناب والا! ابھی کالا باغ ڈیم کے بارے میں سردار عارف نکئی صاحب نے بات کی ہے----

جناب ڈپٹی سپیکر ، میں اس پر اب بات کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ کافی بات ہو گئی ہے۔

میاں عبدالستار ، جناب والا! پیپلز پارٹی کی حکومت نے سندھ اسمبلی میں جو قرارداد پاس کی ہے---

جناب ڈپٹی سپیکر، خانزادہ صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir, I have a submission to make to this House and not a point of order. Kala Bagh Dam is very essential for the sake of electricity. This point has been raised in the National Assembly on many occasions.

جناب ڈپٹی سپیکر، ہاں یہ قومی مسئلہ ہے اور سارے ملک کا مسئلہ ہے۔ خان زادہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ میں نے پہلے کہہ دیا ہے کہ اس مسئلے پر کافی بات ہو چکی ہے اب اس پر مزید بحث نہیں ہونی چاہیے۔ ورنہ اس طرح تو پھر سارا ہاؤس---

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Please listen to me. The Minister for Power, fully supported by the Cabinet, has said that they are keen on making this Dam but it has to be by concensus. Let us not do any thing here which will affect adversely. Let us create unanimity in the Pakistan Government and not create problems for them. Punjab Government's passing a Resolution means you are like Sindhis.

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے' آپ تشریف رکھیں۔ نواب شیر وسیر صاحب۔ میں کسی ممبر کو جس کے دو تین پوائنٹ آف آرڈر غیر ضروری ہوں گے فلور نہیں دوں گا۔

راجہ ریاض احمد۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں آپ کا پوائنٹ آف آرڈر سننا نہیں چاہتا آپ تشریف رکھیں۔

راجہ ریاض احمد، جناب والا! آپ سب کو وقت دیتے ہیں سب کو پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کی اجازت دے رہے ہیں۔ لیکن آپ نے مجھے اجازت نہیں دی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بتائیں' کیا پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

راجہ ریاض احمد، جناب والا! میری بس اتنی گزارش ہے کہ شاہ صاحب نے کہا ہے کہ آپ اپنی وزیر اعظم اور وزیراعلیٰ سے پوچھ لیں میں ان سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ بھی ولی خان سے پوچھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کیا یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ہے؟ میں اسے رول آؤٹ کرتا ہوں۔ آپ بچوں والی باتیں کرتے ہیں حالانکہ ہم نے بردباری سے کام کرنا ہوتا ہے' لیکن آپ پھر بھی ایسی بچگانہ بات کرتے ہیں آپ چار دفعہ کھڑے ہوتے ہیں اور پانچ منٹ کے اندر چار دفعہ کھڑے ہوتے ہیں اور یہ پندرہ منٹ کا ٹائم اسی پوائنٹ آف آرڈر پر ضائع ہوا ہے۔ جب کہ ایک فاضل رکن اس وقت میں تقریر کر سکتے تھے۔ نواب شیر وسیر صاحب۔

ملک نواب شیر وسیر، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا بے حد مشکور ہوں آپ نے

بڑی مشکل سے مجھے وقت دیا ہے۔ چونکہ اس دوران پوائنٹ آف آرڈرز کی بھر مار ہو چکی تھی اور آپ میرا نام بار بار پکار رہے تھے۔ میں اس لئے بھی خاموش تھا کہ آپ زیادہ بار میرا نام پکار لیں تاکہ اخباری نمائندوں کو پتا چل جائے' کیونکہ میرا نام اکثر غلط چھپ جاتا ہے۔

جناب سپیکر! آج ہم اس ایوان میں بجٹ پر بحث کر رہے ہیں خوش دلی سے حکومت اگر اچھے کام کرے تو ہمارے اپوزیشن کے بھائیوں کو انہیں قبول کرنا چاہیے۔ اور اچھی بات کو اچھا کہنا روایت بنانا چاہیے۔ اسی طرح اگر ان کی طرف سے کوئی مثبت تنقید آتی ہے تو ہمارا بھی حق بنتا ہے کہ اس کو اپنے دل میں جگہ دیں اور اس ملک کے لئے اور خصوصاً صوبہ پنجاب کے لئے ہم ایک اچھی پالیسی بنائیں اور یہ بجٹ جو آج جناب سپیکر! پنجاب میں زیر بحث ہے ۔ یہ کسی کی خوشامد نہیں' یہ تو خراج تحسین پیش کرنا ہے۔

وزیر اعلیٰ پنجاب کو' وزیر خزانہ پنجاب کو اور محترمہ بے نظیر بھٹو کو کہ پنجاب کی تاریخ میں پہلی دفعہ فاضل بجٹ پیش کیا گیا۔ یہ ایسی بات نہیں۔ ہم اس ہاؤس کے فلور پر کہہ رہے ہیں اور ہر ایک جانتا ہے کہ پنجاب کی تاریخ میں یہ پہلا فاضل بجٹ ہے۔ اس میں 28 ارب روپیہ خرچ سے بچا ہے۔ جس کو ہم ترقیاتی سکیموں میں لا رہے ہیں اور یہ پنجاب کے ساتھ محبت کا سبب بنا۔ اور یہ پنجاب کے ساتھ ہمدردی کا' پنجاب کے پسے ہوئے طبقے کے ساتھ محبت کا سبب بنا۔ اور محترمہ بے نظیر بھٹو' وزیر اعظم پاکستان' نے پنجاب کے صوبے کو اس کے حق سے زیادہ رقم دے کر پنجاب کی حکومت کو اس قابل بنایا کہ وہ پنجاب کے عوام کو فاضل بجٹ پیش کرنے کا اعزاز حاصل کرے کیونکہ یہ پنجاب کی تاریخ میں نہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! اقتدار کے دوستوں کو پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہونے کی جو بات ہمت دے رہی تھی۔ وہ یہ کہ میرے معزز ساتھی سید ظفر علی شاہ صاحب کا سردار عارف نکئی وزیر لائیو سٹاک کو یہ بات کہہ دینا کہ وہ یہ بات کرنے سے پہلے وزیر اعظم پاکستان سے اور وزیر اعلیٰ پنجاب سے پوچھ لیں کہ اگر اپوزیشن کالا باغ ڈیم پر کوئی تحریک پیش کرتی ہے تو وہ سپورٹ کریں گے۔ جناب والا! ہم یہ کہتے ہیں کہ آپ بھی اپنے گھر کو دیکھیں' آپ جا کر ولی خان سے پوچھیں' آپ اے این پی سے پوچھیں جس نے پاکستان کے وجود کو تسلیم نہیں کیا' جس کے لیڈر نے پاکستان میں دفن ہونا گوارہ نہیں کیا' وہ 1988ء میں نعرہ' جاگ پنجابی جاگ کا نعرہ ' لگانے والا وزیر اعظم جب بنتا ہے تو اپنی بغل میں کس کو لیتا ہے وہ اس کو لیتا ہے جس نے پاکستان کے وجود کو تسلیم نہیں کیا۔ جو یہ تو کہتے ہیں کہ اے این پی کی اکثریت ہے لیکن ان کو آج تک ملک میں ' کسی صوبے میں حکومت نہیں ملی۔

میاں ممتاز احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرا خیال ہے کہ ممتاز صاحب کو ٹائم دے دیں کیونکہ یہ کبھی نہیں بولے۔

میاں ممتاز احمد، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ انہیں ذرا پاکستان توڑنے والوں کا بھی بتادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بات وہی آ گئی۔ میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ آپ کو اختلاف ہو سکتا ہے۔

میاں ممتاز احمد، میں آپ کی طرف مخاطب ہوں جناب والا!

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں یہ بات نہیں بنتی۔ آپ تشریف رکھیں۔

میاں ممتاز احمد، آپ بڑے اصول پسند ہیں جناب والا! میں تو آپ سے بات کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ظفر علی شاہ صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر بھی ہے اور ذاتی نکتہ وضاحت بھی ہے۔ میں ملک صاحب کا مشکور ہوں میں نے جو بات کی تھی انہوں نے یہ کہا ہے کہ میں بھی پوچھ لوں یا ہم بھی یہ پوچھ لیں ان سے۔ کیونکہ سیاسی باتیں تو ہوتی رہتی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ آپ ذاتی نکتہ وضاحت پہ ہیں؟

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! personal explanation پر بھی اور ملک صاحب نے جس بات کا اظہار کیا ہے اس پر بھی بات کر رہا ہوں کہ انہوں نے کہا ہے کہ این۔اے۔پی سے پوچھ لیں اور فلاں سے پوچھ لیں۔ میں آپ کی وساطت سے ملک نواب شیر وسیر صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اگر آج پاکستان مسلم لیگ کا یا حزب اختلاف کا اسے این پی سے سیاسی اتحاد ہے تو یہ کوئی نئی بات نہیں۔ اس سے پہلے پاکستان پیپلز پارٹی کا ذوالفقار علی بھٹو (مرحوم) کی قیادت میں ان کا بھی اسی اے این پی سے جس پر یہ الزام لگا رہے ہیں کہ اس پر پاکستان نہ بنانے کا الزام تھا۔ ان سے اتحاد رہ چکا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کی personal explanation ہو گئی۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! مختصر عرض ہے کہ میں اب بھی اس فلور پر یہ کہہ رہا ہوں کہ اگر حکومتی پارٹی، حکومتی بنچز کالا باغ ڈیم کے حق میں قرار داد لے آتے ہیں تو کم از کم حزب اختلاف کی طرف سے حمایت ہو گی، میرا تو آپ آج ہی پیشگی ووٹ لے لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ جی نواب صاحب۔

جناب غلام عباس، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی غلام عباس۔

جناب غلام عباس، جناب والا! ہم حکومتی بنچز سے قرار داد کالا باغ ڈیم کے حق میں ضرور لے آتے ہیں۔ ان سے کہیں کہ یہ جناب ولی خان صاحب سے بھی ایک بیان دلوادیں کہ وہ اس کی مخالفت نہ کریں۔ مہربانی ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے بیٹھیں۔ جی نواب صاحب۔

ملک نواب شیر وسیر، ہم نے ملک کے اندر رواداری کے ساتھ چلنا ہے ہم نے بھائی چارے کو فروغ دینا ہے، ہم نہیں چاہتے کہ کسی صوبے یا فرد کی دل آزاری کرتے ہوئے ایسا کریں ہم تو سب کو

اپنے ساتھ لے کر چلنا چاہتے ہیں۔ اور وہ وقت قریب آئے گا' جب یہ مسئلہ بھی ہماری حکومت حل کرے گی۔ اور کالا باغ ڈیم ملک کے مفاد میں ضرور تعمیر کیا جائے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! یہاں پر ہمارے' بہت پیارے بھائی رانا صاحب ابھی اپنی تقریر میں فرما رہے تھے کہ زمینداروں کو ' کسانوں کو ان کی محنت کا معاوضہ شوگر ملوں سے نہیں ملا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ شوگر ملوں نے کسانوں کے اندر جو سکت تھی وہ بھی چھین لی ہے۔ دو تین فصلوں سے شوگر ملوں کے مالک کسانوں کو ان کا معاوضہ ادا نہیں کر رہے جبکہ رولز کے مطابق وہ درست فرماتے ہیں کہ پندرہ دن کے اندر زمیندار کو اس کی payment ہونی چاہئے۔ اگر ہمارے بھائی اپوزیشن کے دوست یہ کہتے ہیں' اگر وہ اجازت دیتے ہیں' میں اس لیے اجازت مانگ رہا ہوں جناب والا! کہ جب بھی ہاتھ ڈالتے ہیں' جب بھی ملک کے مفاد کے خلاف کوئی ایسی بات ہوتی ہے تو اس میں بڑے بڑوں کا نام آجاتا ہے۔ پھر جن کے لیے چیخ و پکار شروع ہوجاتی ہے۔ وہ شوگر ملیں ادھر کے بیٹھنے والوں کی نہیں ہیں وہ شوگر ملیں تمام تر صوبہ پنجاب میں ادھر کے بیٹھنے والوں کی ہیں (نعرہ ہائے تحسین) اور اس صوبے کے عوام کے ساتھ ان کے دور حکومت میں بار بار آپ جہاں بھی دیکھیں کہ جتنی بھی شوگر ملیں لگائی ہیں' وہ علاقہ جو کپاس کے لیے بہترین تھا' جو چاول کے لیے بہترین علاقہ تھا' وہ اپنی تجوریاں بھرنے کے لیے' اپنا منافع زیادہ کمانے کے لیے' اس پنجاب کے اندر سے کپاس اور چاول کی فصل کو نقصان پہنچایا گیا۔ اپنی تجوریاں بھرنے کے لیے شوگر ملیں لگائی گئیں۔ان شوگر ملوں سے آمدنی لے کر جن کا گنا لیا تھا ان کے آج تک پیسے ادا نہیں کئے۔ اگر ہم اس بات کا حساب لیں' حکومت اگر پوچھے گی تو پھر کہیں گے کہ اپوزیشن والوں کو تنگ کیا جا رہا ہے۔ جناب والا! ستم تو یہ ہے کہ ہم زمین بیچتے ہیں یہ زمین خریدتے ہیں' فرق دیکھیں کہ یہ زمین کوڑیوں کے بھاؤ خریدتے ہیں اور اس پر اپنے دور حکومت میں زرقیاتی سکیمیں لاتے ہیں فری زون علاقہ قرار دیتے ہیں' وہاں ڈویلپمنٹ کرتے ہیں' وہاں کارپٹ روڈز بناتے ہیں اور کوڑیوں کے بھاؤ خریدی ہوئی زمین کو کروڑوں روپے میں بیچتے ہیں' پھر بھی ان کو کوئی نہیں پوچھتا۔ جناب والا! اگر ہم بیچتے ہیں تو اپنی جائداد بیچتے ہیں' تو اعتراض کس بات کا ہے؟ میں نے ایک صاحب سے پوچھا' کہ مجھے اس شور کی سمجھ نہیں آرہی کہ یہ قافلہ کبھی کدھر جاتا ہے اور کبھی کدھر جاتا ہے یہ کیا چکر ہے؟ کیا اپنی زمین بیچنے پر پابندی ہے؟ اس نے کہا کہ پابندی اس لیے ہے کہ پراپرٹی ڈیلری کا ٹھیکہ ان کے پاس ہے ان کو کمیشن نہیں ملا۔ جھگڑا تو اس بات کا ہے کہ کس کے ذریعے یہ زمین بکنی چاہئے تھی فاروق لغاری نے کسی اور کے ذریعے کیوں بیچی؟ کمیشن کا جھگڑا ہے۔ تو جناب والا! میری سمجھ میں یہ بات آئی۔

ممتاز احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! سنا ہے کہ 9 بجکر 40 منٹ پر صدر صاحب استعفیٰ دے رہے ہیں' 9 بجکر 40 منٹ پر صدر صاحب خطاب کر رہے ہیں شاید یہ اسی ایشو پر بات کر رہے ہیں۔

ڈپٹی سپیکر، اب پانچ منٹ رہ گئے ہیں۔

نواب شیر وسیر، جناب سپیکر! میں تو بڑا تابع دار آدمی ہوں۔ اگر آپ کہیں گے کہ یہ بھی لے

لینے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں' پانچ منٹ۔ میں نے پہلے آپ کو indication دی ہے۔

ملک نواب شیر وسیر: جناب سپیکر! یہاں پنجاب میں پانی کی بات کی گئی۔ ہمارے اپوزیشن کے دوستوں نے فرمایا ہے۔ اب پانی کی کمی ہے' وہ ہر آدمی جانتا ہے کہ صوبے میں پانی کی کیا صورت حال ہے؟ ہم یہاں پوچھنے کی جسارت کریں گے کہ یہ جو پنجاب کا' پانی کا ایوارڈ جو تقسیم ہوا اس میں پنجاب کو کیا ملا؟ یہ ایوارڈ جس پر بڑا ناز' بڑا نخرہ اور بڑا فخر کیا جاتا رہا تھا' جس پر سابقہ وزیر اعظم میاں نواز شریف صاحب نے کہا کہ ہم نے بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے کہ ہم نے پانی کا مسئلہ حل کیا ہے۔ یہ اس کی مہربانیاں ہی ہیں کہ پنجاب آج پانی کے لیے ترس رہا ہے۔ آپ اگر ملاحظہ فرمائیں' میں اس فلور پر کھڑے ہو کر چیلنج کرتا ہوں کہ انگریز نے اس سسٹم کو جب سے چالو کیا تھا' ایک بھی ڈائریکٹ موگہ یا outlet انگریز نے نہیں دیا تھا۔ ہم چھوٹے تھے اور ہم خوش ہوتے تھے کہ نہر کی پٹڑی پر ہم سفر کر سکیں اور سائیکل یا گاڑی چلائیں۔ لیکن جناب سپیکر! ان مغل شہزادوں کے دور جب آئے تو جگہ جگہ پر ڈائرکٹ outlet دے دی گئی۔ اپنے دوستوں کو نوازنے کے لیے ڈائرکٹ موگے لگائے گئے۔ نہری نظام کو تباہ و برباد کرنے والے لوگ اگر آج یہ کہیں کہ چھ ماہ کے اندر پنجاب حکومت ان کی تمام برائیوں کو ختم کر سکے گی تو وہ تو مشکل ہے۔ لیکن ہم نے عہد کیا ہے کہ ان بڑے موگوں کو بند کر کے چھوٹے کسانوں کو tail تک پنجاب حکومت ضرور پانی پہنچائے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہمارے صوبے کے عوام کے ساتھ ماضی میں جو ہوا' جو ہوتا رہا ہے ـــــ جناب والا! یہاں کیا نہیں ہوا؟ یہاں صرف اگر آپ یہ دیکھیں کہ اس کے سسٹم کو فلاپ کس نے کیا ہے؟ تمام اداروں کو مفلوج کس نے کیا ہے؟ تو اس میں بھی میاں نواز شریف کا نام سرفہرست آئے گا۔ اس نے سب سے پہلے سیاست دانوں کو کرپٹ کیا۔ ہمارے لیے گالی بنی ہے۔ آج اگر یہاں بیٹھے قوم کے لیے جتنا بھی درد رکھنے والے لوگ کیوں نہ ہوں' ہم سب ایک جیسے نہیں ہیں' ہم میں بہت اچھے لوگ ادھر بھی ہیں' ادھر بھی ہیں۔ کالی بھیڑیں اُدھر بھی ہیں' اِدھر بھی ہو سکتی ہیں۔ لیکن جناب سپیکر! سب سے پہلے سیاست دان کو کرپٹ کرنے والا میاں نواز شریف تھا۔ جس نے ہارس ٹریڈنگ کی۔ جس نے پلاٹ دیے۔۔۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' میاں عبدالستار صاحب۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

میاں عبدالستار: میں سمجھتا تھا کہ فاضل مقرر بجٹ پر کوئی بات کریں گے۔ لیکن ایسے لگتا ہے جیسے ان کو "نواز شریف فوبیا" ہو گیا ہے۔ سوائے نواز شریف کے انھیں اور کچھ نظر نہیں آتا۔ اور میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ انھیں خاطر جمع رکھنی چاہیے صرف چند دن کی بات ہے۔۔۔ (مداخلت) میں کہنا چاہتا ہوں کہ نواز شریف۔ نواز شریف کرتے کرتے ان کو بخار ہو جاتا ہے۔ میں انھیں بتانا چاہتا ہوں کہ اگلے وزیر اعظم نواز شریف ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تو آپ کو فائدہ ہے پھر۔ جی' آپ کی تقریر ختم نہیں ہو گئی؟

ملک نواب شیر وسیر: جناب سپیکر! اس کے بعد بات یہیں نہیں رک گئی۔ برائی کا نام لینا' برائی کی نشان دہی کرنا ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ ہم یہ غلط نہیں کہہ رہے۔ اس کے بعد بیورو کریسی کو بھی کرپٹ کیا۔ out of turn ترقیاں دے کر ان سے اپنے مفادات کے لیے کام لیے۔ اور عدلیہ کو کرپٹ کیا۔ فوج کو کرپٹ کیا۔ اور آج رونا رو رہے ہیں ہمارے سامنے کہ ہم برائی کروا رہے ہیں۔جناب! ہم تو آپ کی برائی کی نوکریوں کو اٹھا کر باہر پھینکنے کی بھرپور کوشش کر رہے ہیں۔ اگر وقت نے ہمیں اجازت دی تو یہ کام ضرور ہو کر رہے گا کہ برائی کا خاتمہ کریں گے۔ اگر ہم 72 کنال زمین واگزار کر کے ان کے ورثاء تک واپس لانے میں کامیاب ہو سکتے ہیں تو ہم پنجاب کے پسے ہوئے طبقے کو بھی ان کے حقوق دلوائیں گے۔ لیکن یہ شور اس لیے زیادہ مچا رہے ہیں کہ چور شور نہیں مچاتا تو اور کیا کرتا ہے؟ میں یہی کہہ کر آپ سے اجازت لوں گا کہ۔

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

جناب ڈپٹی سپیکر: پروفیسر ڈاکٹر نور محمد غفاری! جی' پوائنٹ آف آرڈر پر خواجہ صاحب ہیں۔

خواجہ ریاض محمود: میں آپ کی وساطت سے فاضل مقرر کی یادداشت اور ان کے ریکارڈ کو درست کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں' خواجہ صاحب! میری بات سنیں۔

خواجہ ریاض محمود: میری بات بری نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں سمجھ گیا ہوں۔ آپ اسی حوالے سے کہیں گے۔ میں یہی کہہ رہا ہوں کہ اس طرف سے فاضل رکن جو چاہے بجٹ پر اپنے خیالات کا اظہار کر سکتا ہے۔۔۔۔ چلیے' آپ بات کریں۔ اگر آپ کا نکتہ اس سے باہر ہوا۔۔۔

خواجہ ریاض محمود: آپ اجازت تو دیں۔ میں یہ بات آپ کی اجازت سے نہ صرف انھیں عرض کرنا چاہتا ہوں ' بلکہ ان کے تمام جتنے بھی ممبر حضرات ہیں ان کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کو حکومت میں آنے ہوئے نو ماہ ہو گئے ہیں۔ نواز شریف نے یہ کر دیا' شہباز شریف نے یہ کر دیا۔ فلاں نے یہ کر دیا۔ لوگ گلے گلے مسائل میں پھنسے ہوئے ہیں۔ آپ نے بڑے وعدے کیے ہیں۔ آپ ان مسائل کو حل کرنے کی طرف توجہ دیں۔ نواز شریف کا آپ کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ ان کے خلاف تو آپ آج تک دو پیسے کی بھی بے ایمانی نہیں نکال سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے' بیٹھیں شکریہ۔ خواجہ صاحب! بیٹھیں شکریہ۔ دیکھیں' میں نے پہلے بھی کہا ہے' اگر آپ کا سپیکر بند بھی کر دیا جائے تو کوئی اثر نہیں ہوتا۔ کیونکہ میں نے ان سے کہا ہے کہ سپیکر بند کریں' وہ کہتے ہیں' کہ سپیکر بند ہے' تو آپ ماشاء اللہ سپیکر کے بغیر بھی پورے سپیکر ہی ہیں۔جی' پروفیسر نور محمد غفاری صاحب۔۔۔ (مداخلت) آپ ان کا جواب دینا چاہتے ہیں؟ نہیں' وہ

پوائنٹ آف آرڈر ہی نہیں تھا۔ آپ بیٹھیں۔ دیکھیں' یہ بات نہیں ہے۔ میں آج صبح سے یہی کوشش کر رہا ہوں۔ اور اگر ہم نے اس بات کا قلع قمع کر لیا تو ہاؤس آرام سے چلے گا۔ بات یہ ہے کہ جو بھی مقرر۔۔۔(مداخلت) ایک منٹ جناب۔ فیصل آباد والے دونوں دوستوں کے بارے میں میں کیا کہوں؟ جب سپیکر بول رہا ہو تو کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا تو میں بات یہی کرنا چاہتا ہوں کہ یہ سب کو پتا ہے کہ اپوزیشن بنچز اور حکومتی بنچز کا نقطۂ نظر میں اختلاف ہے۔ اگر کوئی اِدھر سے بات کرتا ہے' ذرا ان کو چبھتی ہے تو وہ کھڑا ہو جاتا ہے کہ جی' میرا خیال یہ ہے۔ اور ادھر سے کوئی بات ہوتی ہے تو ادھر والے کھڑے ہو جاتے ہیں کہ جی' میرا خیال یہ ہے۔ بھئی' آپ کا خیال درست ہو گا' لیکن جب آپ کی باری آئے گی تو اس میں آپ وضاحت سے بیان کریں۔ جناب نور محمد غفاری صاحب۔

جناب محمد ظہیر الدین خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جب ہمارے ساتھیوں میں سے کوئی پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہوتا ہے تو آپ اکثر رولنگ دیتے ہیں کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ اگر وہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوتا تو کارروائی سے وہ باتیں حذف ہونی چاہییں۔ بعض باتیں اخباروں کی زینت بن جاتی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، پھر تو آج سارے دن کی کارروائی حذف ہو جائے گی۔ جی۔

پروفیسر ڈاکٹر نور محمد غفاری، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب سپیکر! لیکن میری ایک عرض یہ ہو گی کہ آپ ایک بار میرا نام دوبارہ لیں' اس لئے کہ اخبار والے اکثر میرا نام بھول جاتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، پروفیسر ڈاکٹر نور محمد غفاری از بہاولنگر۔

پروفیسر ڈاکٹر نور محمد غفاری، جناب والا! پچھلی جو میری ضمنی بجٹ پر تقریر ہوئی تھی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب تو میں نے وضاحت سے کہہ دیا ہے اور آپ کا حلقہ نیابت بھی بتا دیا ہے کہ بہاولنگر ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر نور محمد غفاری، جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ میری پچھلی تقریر کا اخبار والوں نے ایک جملہ بھی لکھنا گوارا نہیں کیا۔ میں نے کوئی غلطی کی ہے تو معذرت خواہ ہوں۔ میں ان کی ہی کلاس کا آدمی ہوں۔ مجھے اپنا بھائی سمجھ کر میرے ساتھ ایسا کیوں کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں آپ کی تقریر اخبار والوں کے معیار پر پوری نہیں اتری ہو گی۔

پروفیسر ڈاکٹر نور محمد غفاری، جناب والا! انہوں نے نہیں لکھی' اور سرے سے اخبار میں آئی ہی نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اچھا۔

پروفیسر ڈاکٹر نور محمد غفاری، جناب والا! اس وقت میں بجٹ کے بارے میں عرض کروں گا۔ اس سلسلے میں میری ایک بڑی صاف گوئی کی بات ہے کہ نہ تو میں یہ چاہتا ہوں کہ بجٹ پر تنقید برا

تنقید کروں اور میں اس کی تعریف کروں گا نہ خواہ مخواہ خامیاں نکالوں گا۔ ایک اکانومسٹ ہوتے ہوئے میرا field of specialization چونکہ اکنامکس ہے۔ ڈاکٹریٹ میرا اکنامکس میں ہے تو میں چاہوں گا کہ ایسی بات کروں جس سے کچھ فائدہ ہو۔ تو جو ظاہری طور پر بات میرے سامنے آئی ہے جیسے کہ دعویٰ کیا جا رہا ہے کہ ہمارا جو اس وقت بجٹ بنا ہے اسے آئی ایم ایف سے تیار کروایا گیا ہے۔ تیار کروایا ہو گا۔ تو جب ہم اس سے لے کر کھاتے ہیں تو ان کی بات بھی ماننا پڑے گی۔ یہ ہماری کمزوری ہے۔ بیورو کریٹس کی بات کہنا کہ انہوں نے بجٹ تیار کیا ہے۔ تو ہمارا پورا سیٹ اپ یعنی اکنامکس آرڈر آپ کا جو چل رہا ہے وہ سارے کا سارا بیورو کریٹس چلا رہے ہیں۔ آئی ایم ایف سے ہم بھاگ نہیں سکتے۔ اس لئے کہ جب تک ہم لوگ طاقتور نہیں ہیں اور ہماری آواز میں say نہیں ہے We can not control the Speaker. یہ ہمارے بس کا روگ نہیں ہے۔ beggars are not choosers (محتاجوں کی ترجیحات نہیں ہوتیں) یہ نہ کہیں کہ بھیک مانگنے والوں نے بات نہ مانی۔ یہ بات ہمیں ماننی ہے۔ اور ہمارا جس وقت بجٹ بنا ہے۔ وہ چاہے فیڈرل گورنمنٹ کا ہو چاہے صوبائی گورنمنٹ کا ہو وہ آئی ایم ایف کی ہدایت کے مطابق تیار کیا گیا ہے۔ جتنی قیمتیں بڑھی ہیں وہ آئی ایم ایف کے اشارے سے بڑھی ہیں اور اس بجٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہم لوگ آئی ایم ایف کے غلام ہیں اپنی پالیسیوں کے اندر، بجٹ میکنگ کے اندر اور اپنے introduction کے اندر، اس لئے اس بات سے کوئی باک نہیں کہ ہمارا بجٹ ہمارے وزیر مالیات کا تیار کردہ کم ہے اور آئی ایم ایف کا تیار کردہ زیادہ ہے۔ اس کی ایک مثال یہ ہے کہ جو جنرل سیل ٹیکس لگایا گیا ہے I can say it gross sale tax. کہ یہ اس قسم کا ٹیکس ہے جو سب پر لگے گا۔ آپ اس پر لاکھ اعتراض کریں کہ basic necessities of life پر ٹیکس نہیں آئے گا۔ ان پر ٹیکس آئے گا۔ اس کا chain reaction جو ہو گا یعنی یونٹ chain reaction وہ یہ کہ ایک چیز سے دوسری چیز کی قیمت بڑھے گی۔ یہ قیمتوں کے بڑھنے کا ایک سلسلہ ہوتا ہے۔ chain reaction کے تحت آپ نے جن 277 چیزوں کا استثناء کیا ہے ان کی قیمتیں بھی بڑھیں گی۔ اس کا نقصان، اس کا جو tax burden ہے وہ ایک غریب آدمی سے امیر آدمی، چھابڑی فروش سے لے کر مل مالک سب پر ہو گا اور سارے اس کو برداشت کریں گے۔ لہذا اس کی شرح 15 فیصد رکھی گئی ہے۔ یہ بعض حالتوں میں 18 فیصد اور بعض میں 22 فی صد ن ہو گی۔ یہاں پر 22 فیصد ایک چیز پر اضافہ ہو رہا ہے۔ پرسوں یہاں پر ایک غریب آدمی کے بارے ں بجٹ میں کہا گیا کہ ایک سے لے کر سولہ سکیل تک جو سرکاری ملازمین ہیں ان کی تنخواہوں میں اضافہ کیا ہے۔ at the rate of 35% اس سے ہو گا کیا؟ ایک چپراسی کی تنخواہ میں 75 روپے کا اضافہ گا۔ کلرک کی تنخواہ میں 155 روپے کا اضافہ ہو گا۔ لیکن جس ریٹ سے قیمتیں بڑھیں گی ان کی سپیڈ ہو گی Than the rate of increase in their pay. اس بات کو سمجھنا پڑے گا، کہ جو کچھ آپ نے دیا یعنی ایک ہاتھ سے دیا اور دوسرے ہاتھ سے آپ نے زیادہ لے لیا۔ اور ہم پر کوئی احسان نہیں ا ہے بلکہ ہم پر زیادتی کی ہے۔ اس کے بعد اس ٹیکس سے کسی طبقے کو فائدہ بھی ہوا ہو گا؟ غریب

آدمی کو تو فائدہ نہیں ہوا۔ جو بجٹ بنتا ہے اس کے effects کیا ہیں؟ سوسائٹی کو حصوں میں تقسیم کر کے آپ دیکھ لیں۔ اس کے اندر ایک haves کی کلاس ہے' دوسرے have nots ہیں اور تیسرا میڈیم کلاس ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں جتنے لوگ بھی ہیں سب کو نقصان ہوا ہے۔ اس میں کسی کو فائدہ نہیں ہوا ہے۔ اگر کسی کو کچھ فائدہ ہوا ہے تو وہ صرف لینڈ لارڈ کو ہوا ہے۔ میرے دوست خفا ہوں گے اور مجھ سے پوچھیں گے کہ لینڈ لارڈ کون ہے۔ لینڈ لارڈ وہ ہیں جو کہ بڑی بڑی زمینوں کے مالک ہیں۔ ان پر آپ نے ویلتھ ٹیکس لگایا ہے۔ لیکن اس کی recovery کی مدت آپ نے ڈبل کردی ہے۔ exempt کردیں۔ ایک سال نہ دیں۔ دو سال نہ دیں۔ پھر ان سے جو جا کر proceeds ہوں گی۔ That will be equal to nothing. اس لئے کہ جو ٹیکس آپ نے لگایا ہے اس سے بھی کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔ غریب کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ عام آدمی کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ قوم کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔اس کا فائدہ صرف اس آدمی کو ہے جو لینڈ لارڈ ہے جس کے پاس زمین ہے۔ اس سے اگلی بات جو میں کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ یہ development بجٹ ہے۔ جناب سپیکر! یہ بالکل development بجٹ نہیں ہے۔ یہ تو non-development budget ہے۔ جتنی سکیموں پر آپ اس وقت پیسہ خرچ کر رہے ہیں' جن کے لئے آپ نے پیسہ allocate کیا ہے وہ ساری on going سکیمیں ہیں۔ ان میں کوئی نئی سکیم نہیں ہے۔ جو سکیمیں پہلے حکومت کی چل رہی ہیں ان پر اگر آپ خفا نہ ہوں تو اس سے پہلے جتنی سکیمیں سابقہ حکومت کی ہیں آپ انہیں پر پیسہ لگا رہے ہیں۔ آپ نے یہ بھی کیا ہے کہ حزب اختلاف کے فنڈز کو روک کر ان کو آپ نے pool کیا ہے۔ ان کو اکٹھا کیا ہے۔ اکٹھا کرنے کے بعد اب آپ یہ دکھا رہے ہیں کہ آپ کے پاس 50 کروڑ روپے وہ بھی ہیں جن کو آپ نے دوسری مدات پر خرچ کرنا ہے۔ جو فاضل بجٹ آپ کہہ رہے ہیں' جو surplus بجٹ لے کر آئے ہیں اس میں یہ بات شامل ہے کہ اس 50 کروڑ روپے میں حزب اختلاف کے ممبران کا حصہ بھی ہے جو آپ لے کر بیٹھے ہیں۔ اس کے بعد میں کچھ مختلف سیکٹرز کو لوں گا جس کے اندر زراعت کے نقطہ نظر سے کہ اس کے اندر آپ نے کیا کچھ کیا ہے۔ کیا اس کو آپ نے دیا ہے۔ آپ یہ جانتے ہیں کہ ہماری agrarian economy ہے۔ جب تک ہم ایگریکلچر سیکٹر میں خود کفیل نہیں ہوں گے' اس سیکٹر میں ترقی نہیں کریں گے پاکستان ترقی نہیں کر سکتا۔ پنجاب ترقی نہیں کرسکتا۔ کسان کو آپ نے کیا دیا ہے؟ کسان کی جو فرٹیلائزر ہے اس کی قیمت اس بجٹ کی وجہ سے بڑھ گئی ہے۔ سبسڈی آپ نے ختم کردی ہے۔ اس کے بعد اس بیچارے کو جس کی کھیتی کے لئے اریگیشن اس کا basic problem اس کے پانی کے لئے آپ کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ حتیٰ کہ ایسے بھی علاقے ہیں' جن کے متعلق میں خاص طور پر اپنے حلقے کے حوالے سے بات کروں گا کہ آپ کے بڑے بڑے سیاستدانوں نے غریبوں کی فصلوں کا پانی تک بند کیا ہوا ہے۔ اس کی میں نشاندہی کروں گا۔ اس کے علاوہ agrarian economy کی ڈویلپمنٹ کی ایک شکل یہ بھی ہوتی ہے کہ فارم سے روڈ تک یا مارکیٹ تک جو produce اس کی ہے اس کے بعد

جو raw material ہوتا ہے اس کو دیہات سے شہر تک لے کر جاتے ہیں۔ مارکیٹ تک جانے کے لئے اس کے لئے روڈ ہونا چاہیے۔ راستہ ہونا چاہیے اور آپ کے اس بجٹ میں ایک بھی سکیم ایسی نہیں کہ آپ ایک انچ سڑک بھی کسی گاؤں سے شہر تک بنالیں۔ اس کو آپ کیا کہیں گے؟ کسانوں کے لئے ہم نے کوئی اچھا کام نہیں کیا۔ کوئی ان کی خدمت نہیں کی اور ان کا کوئی ساتھ نہیں دیا' اس کے علاوہ اس بے چارے پر کیا ظلم ہوتا ہے۔ مجھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یاد آتی ہے جو آپ نے فرمایا تھا کہ آپ نے دیکھا ایک گھر کے اندر cultivation of land کے آلات پڑے تھے تو آپ نے فرمایا کہ یہ بے چارے لوگ تو ہمیشہ پست ہو کر رہیں گے۔ ان بے چاروں پر ہمیشہ ظلم ہوگا۔ ہم دیکھتے نہیں کہ آج کے اس دور میں جب ترقی کی رٹ لگائی جارہی ہے اور میرے دوست اگر خفا نہ ہوں تو میں عرض کروں گا کہ پیپلز پارٹی کا manifesto ہے کہ غریب کو اوپر اٹھانا ہے۔ غریب کا ساتھ دینا ہے۔ اس slogan میں کتنی attraction ہے۔ اس میں بڑی attraction ہے کہ میرے جیسے آدمی کے لئے بھی اگر پیپلز پارٹی کے لئے soft corner ہوتا ہے تو صرف for this reason آپ کہتے ہیں کہ آپ نے غریب کو آگے لے کر جانا ہے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ غریب کے لئے آپ نے کچھ بھی نہیں کیا ہے۔ اس کو کچھ نہیں دیا ہے۔ ہم نے جو کچھ دیا ہے' زمیندار کو دیا ہے' وڈیرے کو دیا ہے' کسان پر یہ کہ ایک طرف آبیانہ ہے۔ ایک طرف عشر ہے اور ایک طرف محکمہ مال کے افسران کا ظلم ہے کہ وہ باقاعدہ لوگوں سے آکر دانے لیتے ہیں' گندم لیتے ہیں۔ فصل پر رقم وصول کرتے ہیں اور ایک رقبے کے انتقال پر بے چاروں سے ہزاروں روپے لئے جاتے ہیں۔ یہ ظلم کون ختم کرے گا؟ اس کے لئے ہم نے کچھ نہیں کیا ہے۔ اس کے بعد انڈسٹری کا مسئلہ ہے۔ انڈسٹری کے متعلق ہم نے کیا کیا ہے؟ کہ جو بجٹ آپ نے تیار کیا ہے اس کی رو سے جو مشینری آپ باہر سے امپورٹ کریں گے اس پر tariff آپ نے cut of کردیا ہے۔ بعض کو آپ نے بالکل ختم کردیا ہے اور بعض کو بالکل clear کردیا ہے۔ اس سے کیا ہوگا؟ اس سے پاکستان کی انڈسٹری spoil ہوگی۔ آپ نے کوئی incentive نہیں دیا۔ اگر آپ باہر کی چیزوں کو روکیں گے' ان پر ٹیکس زیادہ لگائیں گے تو پھر پاکستان کی انڈسٹری زیادہ ترقی کرے گی۔ پاکستان زیادہ ترقی کرے گا۔ پنجاب زیادہ ترقی کرے گا۔ اس طور پر بھی یہ ایک آپ نے ظلم کیا' حتیٰ کہ اس کے بعد لوڈ شیڈنگ ہے۔ لوڈ شیڈنگ سے وہ منصوبے جن کی آج تکمیل ہونا تھی وہ بیس سال تک بھی مکمل نہیں ہوں گے۔ اس طرح پاکستان ترقی کرے گا یا تنزلی کی طرف جائے گا؟ ان چیزوں پر ذرا غور کرنا ہے۔ جناب والا! میں کسی پر attack نہیں کرتا اور نہ کسی کا نام لے کر اس کو برا کہتا ہوں لیکن سچی بات سچی ہے اس کو کہنا چاہیے' اس پر اللہ بھی راضی اور آپ بھی ان شاء اللہ راضی ہوں گے۔ اس بجٹ میں وزیر اعلیٰ صاحب نے اپنے صوابدیدی فنڈ کے لیے 95 کروڑ روپیہ رکھا ہے۔ اس سے آگے ہم جیسے حزب اختلاف کے ممبران کا 50 کروڑ بھی اس میں plus ہوگا۔ اس کے بعد block allocation ہے اور اس block allocation کے ذریعے 248 کروڑ روپے ان کے پاس ہوں گے for what purpose۔

اگر خفا نہ ہوں تو میں یہ بات نہ کہہ دوں کہ ہارس ٹریڈنگ کے لیے آپ کے 248 ممبر ہیں' ہر ممبر کے لیے ایک کروڑ روپیہ؟ اس کا مطلب ہے کہ ہم بھی لیں گے؟ on the floor of the House ہم یہ commitment کرتے ہیں کہ 248 کروڑ روپیہ لے کر بھی ہمارا ایک آدمی بھی ان شاء اللہ ادھر سے ادھر نہیں جائے گا۔ اگلی بات کہ غرباء اور فقراء کے لیے آپ لوگوں نے بہت کچھ کرنا تھا اور سوچ رہے تھے کہ غریبوں کے لیے آپ نے کچھ کام کرنا ہے۔ رہ سہہ کر ایک زکوۃ آپ کے پاس رہ گئی تھی۔ آپ وہ زکوۃ بھی صوبے سے چھین کر مرکز کے پاس لے گئے ہیں۔ اس کی جتنی proceeds ہوں گی ان کو بھی آپ استعمال کریں گے اور غریب بے چارے کے پاس سوائے ایک غریبی اور ٹھنڈی آہ کے کچھ نہیں رہ جائے گا۔ لہذا اس بجٹ کو کوئی بھی ترقی یافتہ نہیں کہہ سکتا۔ ایک پہلو اور جو میں آپ کو بتاؤں۔ یہ جو سیلز ٹیکس آپ نے لگایا ہے' for your kind information' اس سیلز ٹیکس کی collection کے لیے آپ نے سیلز ٹیکس کا پورا محکمہ مقرر کرنا ہے۔ اس میں انکم ٹیکس کمشنر بھی ہو گا۔ ایک اس کا ڈپٹی بھی ہو گا۔ اس کے نیچے اور آفیسر بھی ہوں گے۔ آپ نے ان کو اختیارات دے دیے ہیں کہ اگر ایک آدمی جو ٹیکس ادا نہیں کرتا اس کو وہ گرفتار کر سکتے ہیں اور سزا دے سکتے ہیں۔ یہ کیا ہو گا؟ لوگوں کے ساتھ کرپشن ہو گی۔ لوگوں سے رشوت لی جائے گی۔ ان پر ظلم اور زیادتی ہو گی۔ اس لیے اس بات کو میں on the floor of the House کہہ سکتا ہوں کہ یہ corruption oriented بجٹ ہے۔ welfare oriented بجٹ نہیں ہے۔ پیشتر اس کے کہ ہمارے سپیکر صاحب وقت ختم ہونے کی گھنٹی بجائیں' خلاصہ یہ ہے کہ یہ بجٹ anti-poor ہے' anti-investment ہے' anti-industry اور anti-exports ہے۔ اس قسم کے بجٹ کو آپ welfare oriented بجٹ نہیں کہہ سکتے' لہذا اس قسم کے بجٹ کو قبول نہیں کیا جا سکتا۔

میں آخر میں آپ کا ایک منٹ اور لیتا ہوں۔ میں اپنے حلقے کے حوالے سے بات کروں گا۔ میرے حلقے کے لیے آپ نے فرمایا تھا کہ شہر بہاولنگر کے لیے آپ نے 2 کروڑ روپیہ دیا ہے۔ اگر یہ بات سچ ہے تو میں آپ کا شکر گزار ہوں۔

چودھری خادم حسین، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' چودھری خادم حسین صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

چودھری خادم حسین: جناب سپیکر! اگر کوئی مقرر بات کر رہے ہوں تو سپیکر اور مقرر کے درمیان کوئی آدمی بھی کھڑا ہو کر بات نہیں کر سکتا اور گزر نہیں سکتا۔ میرا یہ پوائنٹ آف آرڈر ٹھیک ہے غلط؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ پوائنٹ آف آرڈر جائز ہے۔ یعنی مقرر اور سپیکر کے درمیان سے کوئی گزر نہیں سکتا۔ یہ درست ہے۔ جی پروفیسر صاحب۔

پروفیسر ڈاکٹر نور محمد غفاری: میں ایک بات کہہ رہا ہوں۔ سردار صاحب میرے بھائی ہیں۔ میرا اور ان کا حلقہ بھی ایک دوسرے کے ساتھ ہے۔ تحصیل بھی ہماری مٹھن آباد ایک ہی ہے۔ میاں صاحب ۔

پہلے بہت لمبی ایک فلم کی داستان سنائی کہ وہاں لوگوں پر پرچے ہو رہے ہیں۔ حتیٰ کہ لوگوں کے پانی تک روکے جا رہے ہیں اور وہاں کا ایک وڈیرا وہاں کے غریبوں کے پانی روک کر ان کی فصلوں تک پانی نہیں جانے دیتا۔ لوگوں پر جھوٹے پرچے ہوتے ہیں۔ لوگوں کو رات کو ہراساں کیا جاتا ہے۔ حالانکہ لوگوں نے اس آدمی کو ہرانے کے لیے، وہ تین بار ایم۔ پی۔ اے بن چکا ہے، اس سے نفرت کے اظہار کے طور پر اس کے خلاف 24 ہزار ووٹ کی lead سے میرے بھائی کو کامیاب کرایا ہے۔ اس کے باوجود صرف اور صرف منظور وٹو صاحب کا چہیتا ہونے کی وجہ سے لوگوں پر ظلم، زیادتی، پرچے، دباؤ، exploitation، یہ ساری باتیں ہو رہی ہیں۔ پھر میرے کوئی دوست یہ کہیں گے کہ بجٹ سے ہٹ کر بات کر رہے ہیں۔ Budget is meant for development اور اکنامک ڈویلپمنٹ اس وقت تک ممکن نہیں، جب تک امن نہ ہو۔ جب لوگوں پر پرچے ہو گا، ان کو امن نصیب نہیں ہو گا تو اکنامک ڈویلپمنٹ نہیں ہو گی۔ اس چیز کو روکنے کے لیے آپ سے اور آپ کی وساطت سے معزز ایوان سے میری ذاتی درخواست ہے کہ آپ اگر وٹو صاحب کو یہ کہہ دیں، اخبار والے بھی میرا تھوڑا سا پیغام ان کو convey کر دیں کہ وہ ایک میاں خادم حسین کالوکا ہارا ہوا ایم۔پی۔اے ہے خدارا! اگر اس کو روک سکیں تو میری تحصیل میں امن ہو گا۔ اس کے بعد بلاشبہ ہمیں بجلی بھی نہ ملے، سڑک بھی نہ ملے۔ ہم رات کو سو تو آرام سے سکیں گے۔ ہمیں نیند میں اٹھا تو نہ سکیں گے۔ اس لیے میں کہتا ہوں کہ میاں خادم حسین کالوکا پر اگر کنٹرول ہو جاتا ہے تو پھر میری تحصیل میں امن ہو گا۔ سارے لوگ آپ کو دعائیں دیں گے۔ آپ کی ترقی کے لیے دعائیں کریں گے۔ آپ کی صحت کے لیے دعائیں کریں گے۔ اللہ سلامت رکھے آپ نے میری باتوں کو غور سے سنا۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ حاجی عبدالرزاق صاحب۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی اقبال خاکوانی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی: جناب سپیکر! اپنے منہ سے اپنی تعریف اچھی نہیں لگتی۔ اس لیے ہمارے دوست پروفیسر نور محمد غفاری صاحب کسر نفسی سے کام لے گئے ہیں۔ لیکن آپ تو بہرحال جانتے ہوں گے، کیونکہ آپ کا حلقہ بھی وہاں نزدیک ہے۔ میں اپنے تمام دوستوں کو خاص طور پر بتانا چاہتا ہوں اور افسوس کا اظہار بھی کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے پورے ہاؤس میں پروفیسر نور محمد غفاری صاحب ہیں جنھوں نے اکنامکس میں پی۔ایچ ڈی کی ہوئی ہے۔ اسلامیات کے ایم اے ہیں۔ کئی اور مضامین میں ڈبل ایم۔ اے ہیں۔ تو ان کا انداز بیان اگرچہ شوخ نہیں تھا لیکن ان کی قابلیت سے پورا ہاؤس، پورا پنجاب فائدہ اٹھا سکتا ہے لیکن میں افسوس کے ساتھ کہوں گا کہ نہ یہاں وزیر خزانہ موجود ہیں۔ نہ یہاں وزیر قانون موجود ہیں۔

اپوزیشن بنچز: نہ سیکرٹری خزانہ۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی: جہاں تک محکمہ خزانہ کا تعلق ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ ہمارے ایڈیشنل

سیکرٹری صاحب یہاں تشریف فرما ہیں۔ وہ ان کی نمائندگی کر رہے ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس کا یہ استحقاق تھا کہ پروفیسر نور محمد غفاری جیسے ایک پی۔ایچ ڈی اور اتنے قابل آدمی کی جو تجاویز تھیں' جو نکات تھے ان کو نوٹ کیا جاتا' کیونکہ انھوں نے نہ تو کہیں تنقید کی ہے' نہ کہیں مخالفت برائے مخالفت کی ہے بلکہ انھوں نے بہت اعلیٰ قسم کی تجاویز بھی دیں لیکن افسوس کہ یہاں کوئی بھی موجود نہیں۔ جناب سپیکر! اگر یہاں ہم نے محض ان دیواروں کو سنانا ہے۔ تو پھر میرے خیال میں یہ وقت کا ضیاع ہے۔ آپ اس اجلاس کو وائنڈ اپ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تشریف رکھیں۔ پروفیسر ڈاکٹر نور محمد غفاری کی تقریر بجٹ کے لحاظ سے واقعی ایک اچھے پارلیمنٹیرین کی تقریر تھی۔ بجٹ کے نقطہ نظر سے بہت اچھی تقریر تھی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

MUHAMMAD IQBAL KHAN KHAKWANI: We are proposed of it.

جناب ڈپٹی سپیکر، تو ہم سب کو ان کی تقلید کرنی چاہیے۔ دونوں اطراف کو اس کی تقلید کرنی چاہیے کہ انھوں نے کسی پر کیچڑ نہیں اچھالا۔ انھوں نے حکومت پر نہیں اچھالا۔ کسی لیڈر پر نہیں اچھالا۔ آخر میں جا کر انھوں نے اپنا تھوڑا سا حصہ پانچ چھ جملے بیان کیے۔ لیکن بجٹ کے لحاظ سے یہ ایک بہترین تقریر تھی۔ جناب حاجی عبدالرزاق۔

حاجی عبدالرزاق ، جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ نے مجھے بجٹ پر بات کرنے کا موقع دیا۔

جناب والا! موجودہ بجٹ anti-industrialists ہے۔ میں 1994-95ء کے بجٹ کے بارے میں یہ کہوں گا کہ نہ اس میں کسی انڈسٹری کے لئے کوئی سکیم پیش کی گئی ہے اور نہ ہی غریبوں کے لئے اس میں کچھ رکھا گیا ہے۔ جناب والا! وزیر خزانہ صاحب ایوان میں موجود نہیں میں آپ کی وساطت سے ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو ٹیکس سائیکل پر لگا ہے کیا یہ امیروں کی سواری ہے یا غریبوں کی؟ یہ کس پر ٹیکس لگایا ہے؟ اگر کبھی ان کو توفیق ہو اور صبح اگر کبھی سیر کے لئے جائیں تو دیکھیں کہ صبح لوگوں کا کیا حشر ہوتا ہے؟ یہ میرے حلقے میں آئیں' میں ان کو بتاؤں کہ اتنے سارے لوگ سائیکلوں پر باہر آتے ہیں کہ راستہ ہی نہیں ملتا۔ لوگ مضافات سے شہر میں کام کرنے کے لئے آتے ہیں۔ لاہور میں رہنے کے لئے کوئی جگہ نہیں۔ یہ غریب لوگ باہر رہتے ہیں اور سائیکلوں پر آتے ہیں۔ آپ بتائیے کہ کیا یہ غریبوں کی حکومت ہے؟

دوسری بات میں عرض کرتا ہوں کہ اینٹوں پر ٹیکس لگا دیا گیا ہے۔ بھئی' کچھ خدا کا خوف کرو۔ کیا یہ روٹی کپڑا مکان غریب لوگوں کو دے رہے ہیں یا غریب لوگوں کو اس ملک سے بھگانا چاہتے ہیں؟ کیا اینٹیں بھی ٹیکس لگانے کی کوئی چیز ہے۔ بے چارہ غریب آدمی ایک مرلہ یا دو مرلہ یا تین مرلہ زمین پر اپنی چار دیواری کھڑی کرے گا اس پر آپ نے ٹیکس لگا دیا کیا جناب والا۔ یہ غریبوں کا بجٹ ہے؟

جناب والا! میں تھوڑی سی بات اپنے حلقہ نیابت کے بارے میں کرتا ہوں۔ میرا حلقہ لاہور شہر میں ہے مگر ایسے محسوس ہوتا ہے کہ شاید ہم کسی گاؤں میں رہتے ہیں۔ اس علاقے کو محض اس

لئے ترقی نہیں دی کہ میرے اس حلقے والوں نے موجودہ حکومت کے کسی نامزد امیدوار کو ووٹ نہیں دیئے اور اس حلقے نے حزب اختلاف کو ووٹ دیئے اس لئے میرے اس حلقے کو نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ میرے اس حلقے میں نہ کوئی سڑک ہے نہ کوئی سیوریج کا انتظام ہے نہ ہی کسی سکول کا انتظام ہے اور میرے حلقے میں پانی کی یہ حالت ہے کہ میاں میر کے باہر ایک ٹیوب ویل لگا ہوا ہے۔ دو مہینے سے اس ٹیوب ویل کا بل ادا نہیں کیا گیا۔ یہ بل تو گورنمنٹ نے ادا کرنا ہے' مگر دو مہینے سے اس کا بل ادا نہیں ہو رہا۔ یہ ٹیوب ویل بند ہے۔ جناب! یہ کتنے ظلم کی بات ہے۔ میرے پاس لوگ آتے ہیں بےچاری عورتیں آتی ہیں کہ جناب' ہمیں پانی نہیں مل رہا۔ میں واسا والوں کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ خدا کے لئے اس کا کچھ کریں مگر وہ کہتے ہیں کہ جی ٹیوب ویل خراب ہو گیا ہے ہم کیا کریں۔ جناب! عرض یہ ہے کہ اگر ٹیوب ویل خراب ہے تو اور ٹیوب ویل لگا دو' آج اگر غریبوں کی حکومت ہے تو خدا کے لئے ان غریبوں کو پانی تو دو' اس حلقے میں تو لوگوں کو پانی تک میسر نہیں ہے۔

جناب والا! انہوں نے جنرل ایڈمنسٹریشن کے لئے 8 کروڑ اور 38 لاکھ روپیہ رکھا ہے۔ جناب والا! یہ کس لئے رکھا گیا ہے؟ یہ صرف الوں تلوں کے لئے رکھا گیا ہے۔ ان کے اٹر کنڈیشنروں کے لئے' ان کے ٹیلی فونوں کے لئے' ان کی قیمتی کاروں کے لئے' ان کے بچوں کو لے جانے کے لئے اور ان کی بیگمات کو لے جانے کے لئے یہ رقم رکھی گئی ہے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ یہ لوگ کام کیا کرتے ہیں؟ اگر ہم ان کے پاس جاتے ہیں اور ان سے عرض کرتے ہیں کہ یہ کام ہے جی تو جواب ملتا ہے کہ جی صاحب نہیں جی۔ صاحب چھٹی پر ہیں' صاحب وہاں گئے ہیں' خدا کے لئے آپ ان کا کچھ کریں۔ کیا یہ ملک اسی مقصد کے لئے بنایا گیا ہے؟ جس مقصد کے لئے لوگوں نے ہمیں بھیجا ہے اس مقصد کے لئے کچھ کام کریں۔ جناب والا! اس بجٹ میں لاء اینڈ آرڈر کے لئے 4 کروڑ 79 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں اور لاء اینڈ آرڈر کی پوزیشن یہ ہے کہ اس اسمبلی کے اندر ایک مشیر کی جیب کٹ گئی ہے۔ میں اس مشیر کا نام نہیں لیتا تو ان کی لاء اینڈ آرڈر کی یہ پوزیشن ہے۔ آپ بےشک اس مشیر صاحب سے پوچھ لیں۔ جناب والا! میرے چند دوستوں نے کہا ہے۔ میں اس بارے میں بات نہیں کرنا چاہتا تھا' لیکن مجبوراً بات کرنی پڑتی ہے۔ میرے ایک دوست نے کہا تھا کہ جیل میں کوئی سیاسی قیدی نہیں ہے۔ جناب والا! مجھے پرانی بات یاد آ گئی یہ جنرل ایوب کے زمانے کی بات ہے کہ اس نے پوچھا کہ بھئی' بدمعاش کدھر گئے ہیں کیا وہ بھی ممبر بن گئے ہیں؟ تو جناب والا! میری عرض ہے کہ جیلوں میں ڈاکے اور چوری کے جو قیدی تھے ان کو آپ نے رہا کر دیا۔ اب یہ چوریاں ڈاکے وغیرہ کون لوگ کر رہے ہیں۔ یہ جیلے ہی تو کر رہے ہیں جن کو سابقہ حکومتوں نے بند کیا تھا اور اب انہوں نے آتے ہی انہیں رہا کر دیا۔ اب شور و غوغا کس بات کا ہے؟ اب گورنر صاحب' وزیر اعلیٰ پر الزام لگاتے ہیں کہ یہ آپ کی ذمہ داری ہے اور وزیر اعلیٰ صاحب فرماتے ہیں کہ آپ بھی اس میں share hold کرتے ہیں اور کوئی بھی ذمہ داری قبول نہیں کر رہا۔ تو جناب والا! میں آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ یہ لاء اینڈ آرڈر کی کس کی ذمہ داری ہے؟ جناب سپیکر! پنجاب کے عوام

نے ہمیں اس ایوان میں صرف اس لئے بھیجا ہے کہ ہم یہاں ان کے مسائل حل کروائیں۔ لیکن ان کے مسائل کا یہاں پر کیا ہو رہا ہے؟ یہاں تو کوئی بھی دن خالی نہیں جاتا کہ جس دن چوری اور ڈاکے کی خبر اخباروں میں نہ آئے۔ یہاں پر قتل و غارت ہو رہی ہے۔ تو جناب والا! میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا یہ لاء اینڈ آرڈر کی حالت ہے اور اس کے لئے یہ رقم رکھی گئی ہے؟

جناب والا! میرے ایک دوست نے یہاں پر نواز شریف کی بات کی' میں عرض کرتا ہوں کہ یہ جو بے نظیر صاحبہ نے بیان دیا کہ ہم نے ہندوستان کی مدد کی' وہ بیان اس نے کس کھاتے میں دیا تھا؟ اس کی ہندوستان سے کیا رشتہ داری ہے؟ وہ ہندوستان جس نے پاکستان کے دو ٹکڑے کئے اور ایک حصے کو بنگلہ دیش بنایا۔ جس نے آج تک پاکستان کو تسلیم نہیں کیا۔ اس بے نظیر نے اس کی مدد کی۔ کیا یہ پاکستان کے ساتھ وفاداری ہے؟ ایک اور دوست نے کہا ہے کہ ہم نے 43 ہزار اسامیاں تعلیم کے لئے رکھی ہیں اور وہاں پر گریجوایٹ لڑکے آئیں گے آپ مجھے بتائیں کہ جو بغیر تربیت کے آئیں گے وہ بچوں کو کیا پڑھائیں گے؟ یہ تو صرف جیالوں کے لئے رکھی گئی ہیں' وہ تو عام لوگوں سے چھینی گئی ہیں' ان پر تو صرف جیالوں کو بھرتی کرنا ہے۔ یہ تو آپ کو بعد میں پتہ چلے گا کہ یہاں ایسے ہوتا ہے۔ جب وہ جیالے وہاں جائیں گے تو وہ بچوں کو کیا پڑھائیں گے؟ ان کو خود بھی کچھ نہیں آتا۔ لہذا میں عرض کرتا ہوں کہ اگر آپ نے وہاں آدمی رکھنے ہیں تو آپ تربیت یافتہ آدمی رکھیں' جن کو teaching کی پہلے سے تربیت ہو un-trained آدمیوں کو رکھ کر کیا فائدہ ہو گا؟ یہ اسامیاں صرف اس لئے رکھی گئی ہیں کہ انہوں نے وہاں پر جیالوں کو adjust کرنا ہے۔ اس ایوان میں نواز شریف کے بارے میں بہت سی باتیں کہی گئی ہیں۔

رانا محمد اقبال خان، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ اپنے ساتھی کی تقریر میں پوائنٹ آف آرڈر اٹھا رہے ہیں۔ جی رانا صاحب۔

رانا محمد اقبال خان، جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ہاؤس کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ ہاؤس میں اس وقت کوئی وزیر موجود نہیں ہے---

جناب ڈپٹی سپیکر، پہلے بھی توجہ مبذول کرائی گئی ہے۔

رانا محمد اقبال خان، جناب سپیکر! بڑے افسوس کی بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں بھی آپ کے ساتھ افسوس کرتا ہوں۔ جی حاجی صاحب --

حاجی عبدالرزاق، جناب! اس ایوان میں ہمارے قائد جناب نواز شریف کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ جی' وہ industrialist ہیں اور انہوں نے زراعت کی طرف کوئی توجہ نہیں دی۔ جناب والا! میں کچھ حقائق آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں کہ ان کے دور میں سال 1990ء کا جو زراعت کا growth rate تھا یہ 3.03 تھا اور 1990-91ء میں یہ 4.96 ہو گیا لیکن میاں نواز شریف کے زمانے میں 1991-92 میں 9.5 فیصد تھا۔ جناب والا۔ میں اس سلسلے میں گندم کی مثال دوں گا 19989-90ء میں گندم 14.3 ملین ٹن ہوئی 1990-91ء میں 14.6 ملین ٹن ہوئی اور نواز شریف کے زمانے میں 1991-92

میں 15.60 ملین ٹن ہوئی۔ چاول کی فصل 90-1989ء میں 3.2 ملین ٹن ہوئی اور 91-1990ء میں 3.3 ملین ٹن ہوئی اور نواز شریف کے زمانے میں 4 ملین ٹن ہوئی۔ جناب والا! میں کپاس کی فصل کر بارے میں عرض کرتا ہوں 90-1989ء میں 8.6 ملین ٹن ہوئی اور 91-1990ء میں 9.6 ملین ٹن ہوئی اور میاں نواز شریف کے زمانے میں یعنی 92-1991ء میں 8 12 ملین ٹن raise ہوئی۔

اب میں گنے کے بارے میں عرض کرتا ہوں۔ یہ 90-1989ء میں 35.5 ملین ٹن ہوا اور 91-1990ء میں 36.00 ملین ٹن ہوا۔ اور میاں نواز شریف کے زمانے میں یعنی 92-1991ء میں 9 38 ملین ٹن ہوا اب یہ کس طرح کہتے ہیں؟ جناب والا! کسی پر الزام لگانا بہت آسان ہے لیکن کام کر کے دکھانا بہت مشکل ہے۔ ابھی یہ کہتے ہیں کہ جی، ہمیں موقع نہیں ملا۔ بھئی نو مہینے میں تو بچہ پیدا ہو جاتا ہے، ان نو مہینوں میں انہوں نے کیا کیا؟ (نعرہ ہائے تحسین)

اب میں قیمتوں کی ایک ہلکی سی جھلک آپ کو بتاتا ہوں۔ 9 جون کے بعد قیمتوں کی جو حالت ہوئی ہے قیمتوں میں جو اضافہ ہوا ہے۔ یہ میں آپ کو بتاتا ہوں اور یہ بھی بتاتا ہوں کہ ان اشیاء کو کون استعمال کرتے ہیں؟ کیا یہ غریبوں کے استعمال کی چیزیں ہیں یا یہ امیروں کے استعمال کی چیزیں ہیں؟ صابن لائف بوائے کی قیمت میں 7.7 فیصد اضافہ ہوا۔ سیمنٹ کی بوری 12.1 فیصد بڑھی ہے۔ ساٹھ واٹ کا بجلی کا بلب جو ایک غریب آدمی استعمال کرتا ہے 15.4 percent increase ہوا تیل جس سے گھی بنتا ہے، 9.8 percent increase ہوا۔ لٹھا جو ایک عام آدمی پہنتا ہے 12.5 percent increase ہوا۔ سگریٹ K-2 جو غریب بلکہ سب غریب آدمی پیتے ہیں۔ میں نے باقی چیزوں کا ذکر نہیں کیا صرف K-2 کا ذکر کیا ہے اور جو سب سے زیادہ تھرڈ کلاس سگریٹ ہے یہ 19.2 percent increase ہوا اور سائیکل کی قیمتوں میں 11.1 percent increase ہوئی۔ تو جناب والا! میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ کیا یہ غریبوں کا بجٹ ہے؟ یہ تو ابتدائے حسن ہے، آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا؟ پھر جب یہ ضمنی بجٹ پر جائیں گے پھر دیکھیں کہ ہوتا ہے کیا؟ یہ تو کہتے ہیں کہ نہ کوئی غریب رہے گا اور نہ اس غریب کا کوئی مسئلہ حل ہو گا۔ غریب کو تو پاکستان میں رہنا ہی نہیں چاہیے۔

جناب والا! ہمارا ملک زراعی ملک ہے اور پورے ملک میں سیم اور تھور کی تکلیف ہے۔ انہوں نے اس بجٹ میں اس کو دور کرنے کے لئے کیا رکھا ہے؟ مجھے بتائیں کہ انہوں نے سیم اور تھور کو دور کرنے کے لئے کوئی رقم رکھی ہے۔ جناب والا! لاہور کے ایک اخبار کی ہیڈ لائین میں یہ لکھا ہے کہ ڈاکٹر عبدالقدیر سائنسدان کو کوئی اور عہدہ دے کر محترمہ اس کی چھٹی کروا رہی ہے، کیونکہ اس کے ہوتے ہوئے ایٹمی پلانٹ کا رول بیک ہونا مشکل ہے اس کو سیٹ سے اس لئے ہٹایا جا رہا ہے تاکہ امریکہ اس سے خوش ہو جائے۔ اب دیکھیے یہ سارے حقائق ہیں جو یہ بتاتے ہیں کہ حکومت آپ لوگوں سے کتنی وفادار ہے۔ بس جناب والا! اب میں اجازت چاہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔

جناب ارشد عمران سلہری ،جناب سپیکر! ابھی پانچ منٹ رہتے ہیں اور پانچ منٹ کے بعد آپ اجلاس adjourn کر دیں گے۔ میں ٹاؤن شپ کے حوالے سے ایک بات کرنی چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کس کے حوالے سے؟

جناب ارشد عمران سلہری ، جناب والا! حلقہ ٹاؤن شپ کے حوالے سے اور یہ علاقہ میرے حلقے میں آتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں، آپ پھر تقریر شروع کر دیں گے۔

جناب ارشد عمران سلہری، نہیں۔ جناب۔ جناب والا! اخبار میں یہ خبر آئی ہے اور یہ کل کا اخبار ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں۔ آپ کس بات پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! ٹاؤن شپ کے علاقے میں------

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں۔ یہ تو ہر ایک کا مسئلہ ہے نا۔ آپ میری بات سنیں۔ اب میں نے بھی ایک منٹ بات کرنی ہے آپ تشریف رکھیں۔

کل صبح سب سے پہلے میاں عبدالستار صاحب اپنی تقریر کا آغاز کریں گے تو آپ وقت پر تشریف لائیں۔ کل ہمارے دو اجلاس ہوں گے صبح بھی ہے اور کل شام کو بھی اجلاس ہے اور جمعہ کو اجلاس شام کو ہو گا جمعہ کی بھی چھٹی نہیں ہے۔ اب اجلاس کل صبح نو بجے کے لئے adjourn ہوتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا دسواں اجلاس)

جمعرات' 23 جون' 1994ء

(پنج شنبہ' 12 محرم الحرام 1415ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں شام 5 بج کر 28 منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب سپیکر محمد حنیف رامے کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت کلام پاک اور ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ O

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ O

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٢٣﴾
وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَاٰتُ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ﴿٢٤﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا
تُكَذِّبٰنِ ﴿٢٥﴾ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿٢٦﴾ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ
وَالْاِكْرَامِ ﴿٢٧﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٢٨﴾ يَسْـَٔلُهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ ﴿٢٩﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٣٠﴾
سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ ﴿٣١﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٣٢﴾ يٰمَعْشَرَ

سورۃ الرحمٰن، آیات 23 تا 32)

تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے اور اسی کی ہیں وہ چلنے والیاں کہ دریا میں اٹھی ہوئی ہیں جیسے پہاڑ تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے اور باقی ہے تمہارے رب کی ذات عظمت اور بزرگی والا تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے اسی کے منگتا ہیں جتنے آسمانوں اور زمین میں ہیں اسے ہر دن ایک کام ہے تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے جلد سب کام نبٹا کر ہم تمہارے حساب کا قصد فرماتے ہیں اے دونوں بھاری گروہ تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے۔

وما علینا الا البلاغ O۔

میزانیہ بابت 95-1994ء پر بحث

(--------جاری)

جناب سپیکر : سرکاری کارروائی کا آغاز کیا جاتا ہے۔ بجٹ 95-1994ء پر عام بحث ہو رہی ہے۔ میاں عثمان ابراہیم صاحب کو دعوت خطاب دیتا ہوں۔

سید ظفر علی شاہ : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! صبح ہمیں ایک نوٹس ملا تھا اور ایک ابھی نوٹس ملا ہے صبح کا نوٹس اسمبلی سیکرٹریٹ کی طرف سے ملا ہے اور یہ جو اب نوٹس ملا ہے گورنمنٹ آف دی پنجاب لاء اینڈ پارلیمنٹری افیئرز کی طرف سے ہے۔ پارلیمنٹری افیئرز کی کوئی میٹنگ ہو رہی ہے اور اس میں کمیٹی کے چیئرمین کا الیکشن ہونا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ لاء ڈیپارٹمنٹ کا اس سے کیا تعلق ہے؟

جناب سپیکر: لاء ڈیپارٹمنٹ نے تاکید مزید کے طور پر یہ لیٹر بھیجا ہے کہ اگر اسمبلی کا نوٹس miss ہو جائے تو.....

سید ظفر علی شاہ: جناب والا! اسمبلی میں تو ہم بیٹھے ہیں اور اسمبلی کا نوٹس ہمیں مل گیا ہے۔ کس رول ضابطے کے تحت انہوں نے ہمیں یہ نوٹس بھجوایا ہے۔ پنجاب اسمبلی کی کمیٹیوں سے ان کا کیا تعلق ہے؟

جناب سپیکر: انہوں نے درد مندی کے تحت یہ نوٹس بھجوایا ہے۔ انہوں نے یہ سوچا ہے کہ.....

سید ظفر علی شاہ: جناب والا! آپ کی حکومت کا درد مندی سے کیا تعلق۔ (قہقہے)

جناب سپیکر: جناب عثمان ابراہیم صاحب! اس کے بعد منشاء بٹ صاحب بھی تیار رہیں۔

جناب عثمان ابراہیم: جناب والا! وہ تو صبح سے ہی تیار ہیں۔

جناب سپیکر: میں زیادہ سے زیادہ لوگوں کو موقع دینا چاہتا ہوں۔

جناب عثمان ابراہیم : جناب والا! صبح کے اجلاس میں جب جناب عارف چٹھہ صاحب تقریر فرما رہے تھے تو انہوں نے میرے متعلق بھی چند کلمات کہے تھے۔ پہلے میرا خیال تھا کہ میں نکتہ وضاحت پر کھڑا ہو کر بات کروں لیکن مجھے پھر آپ کی ہدایت یاد آ گئی کہ

جب ہمیں وقت ملے گا تو اس میں اپنی بات کر دی جائے۔ میں ان کی موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ انہوں نے فرمایا کہ عثمان ابراہیم صاحب صوبے کے وزیر تعلیم بھی رہے ہیں لیکن وہ اپنے دور میں خواتین یونیورسٹی کے قیام کو ممکن نہیں بنا سکے اور اب انہوں نے پنجاب حکومت سے یہ گزارش کی ہے کہ خواتین یونیورسٹی گوجرانوالہ میں خاص طور پر بنائے۔ جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ خواتین یونیورسٹی کے قیام کا اعلان جناب میاں محمد نواز شریف نے جب وہ صوبہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ تھے اپریل 1989ء میں کیا تھا اور اس کے بعد جناب غلام حیدر وائیں مرحوم نے اپریل 1991ء میں ایک کمشن بنایا تھا جس کا مجھے سربراہ بنایا گیا تھا کہ کمشن جلد از جلد اپنی سفارشات مرتب کر کے اپنی رپورٹ گورنمنٹ کو دے تاکہ وہ رپورٹ فیڈرل گورنمنٹ کو ارسال کی جا سکے۔ جناب سپیکر! اس کمشن نے میری سربراہی میں ایک سال کے عرصہ میں تقریباً چودہ اجلاس منعقد کئے اور ہم نے ایک بڑی جامع رپورٹ خواتین یونیورسٹی کے قیام کے حق میں جناب وزیر اعلیٰ کی خدمت میں پیش کی اور انہوں نے اسے منظور فرماتے ہوئے فیڈرل گورنمنٹ کو روانہ کرنے کے احکامات جاری کئے۔ جناب سپیکر! اس کے بعد جو سیاسی حالات رونما ہوئے اگر وہ حالات رونما نہ ہوتے تو اب تک صوبہ پنجاب میں خواتین یونیورسٹی کا قیام لازمی عمل میں آ جاتا کیونکہ یہ منصوبہ در حقیقت میاں محمد نواز شریف کا تھا اور اس وقت چونکہ وہ اس ملک کے وزیر اعظم تھے اس لئے خواتین یونیورسٹی کے قیام کے لئے کوئی رکاوٹ باقی نہیں تھی۔ اس کے بعد جب اس منصوبے کو سرد خانے میں ڈالا گیا تو میں نے جناب سپیکر! اسے دوبارہ اٹھوایا اور پچھلے اجلاس میں جناب سپیکر! آپ کو یاد ہو گا کہ میں نے اس سلسلے میں ایک تحریک التوائے کار بھی دی تھی کہ جب پنجاب گورنمنٹ نے اس منصوبے کو مکمل کر کے بھیج دیا تو اب تک اس کا قیام عمل میں کیوں نہیں آیا لیکن اس اجلاس میں چونکہ اپوزیشن کی طرف سے بائیکاٹ ہو گیا تھا اس لئے میری وہ تحریک التوائے کار اس وقت پیش نہ ہو سکی۔ جناب کو یاد ہو گا کہ اس موجودہ اجلاس میں بھی میں نے ایک ریزولیوشن موو کیا تھا کہ یہ ایوان وفاقی حکومت سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ

کمشن کی رپورٹ پر عمل درآمد کرتے ہوئے صوبہ پنجاب میں فوری طور پر خواتین یونیورسٹی کا قیام عمل میں لایا جائے۔ لیکن اس روز بھی ایک فاضل رکن نے کورم کی نشاندہی کر دی جس کی وجہ سے میرا ریزولیوشن پیش نہ ہو سکا۔ جناب سپیکر! ہمیں خوشی ہے کہ سرکاری بنچوں سے ہمارے ایک ساتھی نے اس اہم مسئلے کی نشاندہی کی ہے اور اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں یہ عرض کروں گا کہ خواتین یونیورسٹی کے قیام میں اب کوئی رکاوٹ باقی نہیں ہے اور ہم نے بڑی جامع سفارشات مرتب کی ہیں اگر جناب اجازت دیں تو آٹھ دس سفارشات ہیں میں ان کو پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کے پاس جو وقت ہے اس میں جتنی چاہیں سفارشات پڑھیں۔

جناب عثمان ابراہیم: جناب والا! ابھی تو میں ان کی تقریر کا جواب دے رہا تھا ابھی تو میں نے اپنی بجٹ تقریر بھی کرنی ہے۔ اس لئے آپ سے اجازت طلب کر رہا تھا۔

جناب سپیکر: آپ نے ابھی فرمایا تھا کہ آپ کو میری نصیحت یاد آ گئی کہ آپ اپنی باتیں اپنی بجٹ تقریر میں کر لیں گے۔

جناب عثمان ابراہیم: بہرحال جناب والا! آپ مجھے اتنا وقت تو دیں گے جتنی فراخدلی آپ حکومتی بنچوں کے اراکین سے کرتے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ بات کریں ابھی تو بہت وقت ہے۔

جناب عثمان ابراہیم: جناب سپیکر! ہماری پہلی سفارش یہ تھی پنجاب میں خواتین یونیورسٹی کا قیام جلد از جلد لایا جائے۔ تو جناب والا! ہم نے سفارش کی کہ پنجاب میں جامع خواتین کا قیام جلد از جلد عمل میں لایا جائے۔ کیونکہ اس سے نظریہ پاکستان کی شناخت عمل میں آتی ہے۔ اس کے بعد جناب والا! ہم نے یعنی کمشن نے باقاعدہ ایک ڈرافٹ آرڈیننس مرتب کیا تھا اور وہ ڈرافٹ آرڈیننس ہم نے فیڈرل گورنمنٹ کو بھیجا تھا کہ اس کو approve کرکے فوری طور پر نافذ کیا جائے۔ اس کے بعد جناب والا ہم نے یعنی کمشن نے یہ بھی سفارش کی تھی کہ اس منصوبے کو، خواتین یونیورسٹی کے منصوبے کو اصولی طور پر آٹھویں پانچ سالہ منصوبہ میں شامل کیا جائے۔ اس کے علاوہ جناب والا! ہماری اگلی

سفارش یہ تھی کہ فوری طور پر ایک کروڑ روپے کی گرانٹ خواتین یونیورسٹی کے قیام کے لیے ایرمارک کی جائے۔ اس کے بعد جناب والا! ہماری اگلی سفارش تھی کہ اس خواتین یونیورسٹی کا صدر دفتر لاہور میں واقع ہونا چاہئے۔ جناب والا! کمشن کی اگلی سفارش تھی کہ جامعہ خواتین کا ہر ڈویژنل ہیڈ کوارٹر پہ ایک کیمپس ہونا چاہئے اور ابتدائی طور پر لاہور اور گوجرانوالہ میں اس کے کیمپس قائم کرکے فوری طور پر تدریس کا سلسلہ شروع کردینا چاہئے۔ جناب والا! ان دو شہروں کا چناؤ اس لیے کیا گیا کہ جب ہم نے سروے کیا تو اس وقت ہمیں پتہ چلا کہ پورے پنجاب میں جو گریجوایٹس کی تعداد تھی اس میں سے نصف سے زیادہ تعداد لاہور اور گوجرانوالہ کی تھی۔ اس لیے ہم نے سوچا کہ سب سے پہلے ان منصوبوں کی ابتداء گوجرانوالہ اور لاہور سے کی جائے۔ لاہور میں ہمارا ایجوکیشن کا ایک آفس تھا 68- ڈی نیو مسلم ٹاؤن میں وہاں سے اس یونیورسٹی کا اجراء کیا جائے اور گوجرانوالہ میں ہم نے اس منصوبہ کے لیے زمین لی۔ اس کے بعد ہم نے یہ بھی سفارش کی تھی کہ فوری طور پر جامع خواتین کے لیے ایک female ورکشاپ کا قیام عمل میں لایا جائے تاکہ منصوبوں پر کام شروع ہوسکے۔ اس کے بعد جناب والا ہماری سفارش تھی کہ وائس چانسلر کی اعانت کے لیے ایک چانسلر کمیٹی کا قیام عمل میں لایا جائے تاکہ وہ بھی اس سلسلے میں چانسلر کی معاونت کرسکے۔ اس کے بعد جناب والا! ہم نے آخر میں یہ سفارش کی تھی کہ اس منصوبے پر جلد از جلد عمل درآمد کرنے کے لیے ایک پراجیکٹ ڈائریکٹر کی تعیناتی بھی کی جائے تاکہ رواں مالی سال سے اس منصوبے پر کام شروع ہوسکے۔ جناب والا! یہ ساری سفارشات تھیں آپ دیکھیں گے کہ ایسی تھیں اگر بیچ میں ایسے سیاسی حالات رونما نہ ہوتے تو اب تک صوبہ پنجاب میں خواتین یونیورسٹی کا قیام عمل میں آجاتا تو جناب والا! یہ تھی ہماری وہ کاوش جو بقول شرقپوری صاحب کے، ہم نے خوف خدا رکھتے ہوئے اور صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر کی تھی اور بقول ان کے کہ بجٹ میں کچھ ایسے کام بھی ہونے چاہئیں جن سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہو۔ تو ہم نے ان چیزوں کو سامنے رکھتے ہوئے۔ یہ کام کیے۔

جناب سپیکر، آپ انہیں یاد کر رہے ہیں اور وہ کہیں بیٹھے ہوئے چھینکیں مار رہے ہوں

گے۔

جناب عثمان ابراہیم: جناب والا! ہم نے کافی بجٹ دیکھے ہیں اور اکثر یہ ہوتا آیا ہے کہ عوام یہ دیکھتے ہیں کہ ہمارے نمائندے اسمبلیوں میں پہنچ کر ہمارے جذبات کو ایوان میں اٹھائیں گے اور بجٹ کے متعلق ان کے جذبات کی عکاسی کریں گے۔ لیکن یہ پہلا واقعہ ہے کہ عوام نے اپنے عوامی نمائندوں کا انتظار کیے بغیر ہی از خود اپنے جذبات سے آگاہ کرنا شروع کر دیا ہے۔ اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ وفاقی اور صوبائی بجٹ جو آئے ہیں ان سے عوام نے کتنی تلخی کا اظہار کیا ہے اور انہیں اس بجٹ تجاویز کے اعلان سے کتنی تکلیف ہوئی ہے۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں تو آپ نے پندرہ یا بیس منٹ دیئے ہیں اور یہ بحث بھی دو چار دن میں سمیٹی جائے گی۔ جناب والا! جب ہم اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں تو ہمیں پارلیمانی آداب کا بھی خیال رکھنا ہوتا ہے۔ لیکن جناب والا! آپ کو علم ہے کہ عوام تو پارلیمانی آداب سے ناواقف ہیں اور عوام تو اپنے جذبات کے اظہار کے لیے ہر قسم کے طریقے بروئے کار لاسکتے ہیں۔ بہرحال میں سمجھتا ہوں کہ وفاقی اور صوبائی بجٹ میں حکومت نے عوام کے مسائل کو حل کرنے کی کوئی سنجیدہ کوشش نہیں کی' یہ بجٹ عوام کے مسائل کو حل کرنے کے لیے نہیں بنایا گیا بلکہ جیسا کہ میرے دوسرے دوستوں نے بھی کہا ہے کہ بیورو کریسی نے خود ہی اپنے فائدے کے لیے یہ بجٹ بنائے ہیں۔ جناب والا! میں پنجاب کے بجٹ کا حوالہ دیتا ہوں کہ پنجاب کے بجٹ میں 95-1994ء کے مالی سال میں جاری اخراجات میں رواں مالی سال سے 8 ارب 70 کروڑ 97 لاکھ روپے کا اضافہ کیا گیا ہے۔ جناب والا! اتنے بڑے اضافے کو آپ عوام کا بجٹ یا عوام کی فلاح و بہبود کا بجٹ قرار نہیں دے سکتے۔ یہ فگرز بھی وزیر خزانہ نے ہی دیے ہیں حقیقت تو یہ ہے کہ میں نے ضمنی بجٹ پر تقریر میں بھی کہا تھا کہ یہ الفاظ کا ایسا ہیر پھیر ہے کہ جب تک آپ وزیر خزانہ کی تقریر کا بغور مطالعہ نہ کریں اور بجٹ کے اندر نہ جائیں تو آپ کو علم نہیں ہوسکتا۔ جناب والا! میں نے اس وقت بھی کہا تھا کہ اگر ان اعداد و شمار میں وہ 2 ارب 70 کروڑ 87 لاکھ روپے کی رقم بھی شامل کردی جائے جو منظور شدہ اخراجات سے ضمنی اخراجات کے لیے منہا کی گئی تھی تو اس لحاظ سے

1994-95ء کے جاری اخراجات میں جو اضافہ ہے وہ 11 ارب 91 کروڑ 81 لاکھ روپے بنتا ہے۔ جناب والا! معلوم ہوتا ہے کہ وزیر خزانہ اتنے بڑے اضافے سے بھی مطمئن نہیں ہیں۔ وہ اپنی بجٹ تقریر میں فرماتے ہیں کہ مالی سال 1994-95ء کے جاری اخراجات کے تخمینہ جات ہماری اکثر ضروریات سے بہرحال کم ہیں۔ یعنی ان کے نزدیک تخمینہ جات کم ہیں اور اخراجات زیادہ ہیں۔ لیکن اسی تقریر میں ایک دوسرے صفحے پر یہ فرماتے ہیں کہ 1994-95ء میں 2 ارب 50 کروڑ روپے کی بچت متوقع ہے۔ یعنی وہ خود تسلیم کرتے ہیں کہ ہمارے تخمینہ جات زیادہ ہیں اور ضروریات کم ہیں۔ جناب والا! انہوں نے ایک بجٹ تقریر ایک ہی وقت میں deliver ہے اس میں انہوں نے دو متضاد باتیں کی ہیں اور ویسے بھی آپ کو علم ہے کہ جو بجٹ کا استدلال ہے وہ سال کے اختتام پر ہوا کرتا ہے۔ جب کوئی حکومت حالات کی وجہ سے اپنی سستی' لاپرواہی کی وجہ سے بجٹ میں مخصوص رقم کو خرچ نہ کرسکے تو اس وقت اس کو بچت کا نام دیا جاتا ہے۔ لیکن پہلی مرتبہ ہوا ہے کہ آپ اگلے سال کا مالی بجٹ بھی پیش کر رہے ہیں تخمینہ جات بھی پیش کر رہے ہیں' اعدادوشمار بھی پیش کر رہے ہیں اور ساتھ ہی کہیں کہ ہمیں اگلے سال 2 ارب 50 کروڑ روپے کی بچت بھی ہو رہی ہے۔ جناب والا! پھر اس سے تو یہی نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ آپ کے تخمینہ جات بھی غلط ہیں اور حکومت کے اعدادوشمار بھی غلط ہیں۔ جناب والا! اگر سال 1994-95ء کے بجٹ میں جو اضافہ کیا گیا ہے اگر وہ ترقیاتی بجٹ میں اضافہ ہوتا تو یقیناً اس کا خوشگوار اثر پڑتا' لوگوں کے مسائل حل ہوتے اور لوگوں کو احتجاج کے لیے مختلف طریقے اپنانے کی ضرورت پیش نہ آتی۔ جناب والا! صوبے پر یہ کتنا بڑا ظلم ہے کہ جاری اخراجات میں تو 11 ارب 51 کروڑ 81 لاکھ روپے کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔ لیکن ترقیاتی بجٹ میں صرف 2 ارب 20 کروڑ روپے کا اضافہ کیا گیا ہے اور یہ اضافہ بھی بدقسمتی سے بلاک ایلوکیشن کی طرف منتقل کردیا گیا۔ جناب والا! اسی بجٹ تقریر میں وزیر خزانہ نے اپنی طرف سے بھرپور کوشش کی کہ یہ جو جاری اخراجات میں اضافہ ہوا ہے اس کو وہ کس طرح justify کرسکیں۔ لیکن جناب والا! آپ ان کی تقریر کے پیرا 36 اور 37 کو ملاحظہ فرمائیں اور جو نگرز انہوں نے quote کی ہیں ان کو جمع کیا جائے جو انہوں نے اس

اضافے کا جواز دیا ہے تو وہ ساری رقم صرف 2 ارب 94 کروڑ روپے بنتی ہے۔ لیکن اضافہ صرف 11 ارب 51 کروڑ روپے کا ہوا۔ لیکن اضافہ ہوا ہے گیارہ ارب اور اکاون کروڑ کا۔ اس لحاظ سے وزیر خزانہ نو ارب جاریہ اخراجات کے اضافے کو justify کرنے میں بری طرح ناکام رہے ہیں۔ اسی طرح جناب سپیکر! وزیر خزانہ اپنی تقریر میں فرماتے ہیں کہ بے روزگار افراد کے اعداد و شمار ان کے پاس نہیں ہیں----

جناب سپیکر: ویسے اٹھارہ منٹ ہو گئے ہیں۔ اب وائنڈ اپ کیجیے۔

جناب عثمان ابراہیم: چلیے' میں ان نکات کو چھوڑ دیتا ہوں۔ جناب سپیکر! وزیر خزانہ فرماتے ہیں کہ اس صدی کے اختتام تک اس صوبے کے ہر فرد کا خواندہ ہونا ضروری ہے۔ اور اس مقصد کے لیے صوبہ بھر میں پرائمری کی سطح تک تعلیم کو لازمی قرار دینے کا پروگرام بنایا گیا ہے۔ اور جس کے نتیجے میں محکمہ تعلیم بیالیس ہزار آٹھ سو اکیس نئی اسامیاں وضع کی گئی ہیں۔ جناب سپیکر! یہ اگر اس سال کا نہیں تو کم از کم اس بجٹ کا سب سے بڑا جھوٹ ہے۔ ایک طرف تو حکومت یہ کہتی ہے کہ ہم انگریزی تعلیم کو پہلی جماعت سے رائج کرنے کے لیے بیالیس ہزار انگلش ٹیچر بھرتی کر رہے ہیں۔ دوسرے سانس میں وزیر خزانہ کہتے ہیں کہ ہم نے صوبے میں اس صدی کے آخر تک ہر فرد کو خواندہ بنانے کے لیے محکمہ تعلیم میں بیالیس ہزار نئی اسامیاں وضع کی ہیں۔ جناب سپیکر' یہ دو الگ مسئلے ہیں۔ انگریزی تعلیم کا حصول الگ مسئلہ ہے اور صوبے میں خواندگی کو بڑھانا الگ مسئلہ ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ حکومت کے پاس کوئی sense of direction نہیں ہے۔ انھوں نے اپنی ترجیحات ہی ترتیب نہیں دیں۔ چاہیے تو یہ تھا کہ وہ اس صوبے سے جہالت یا ناخواندگی کو ختم کرنے کے لیے اولین ترجیح دیتی۔ لیکن افسوس کا مقام ہے کہ اس حکومت نے انگریزی تعلیم کے حصول کو ترجیح دی ہے اور ناخواندگی کے مسئلے کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ جناب سپیکر' میں مختصر الفاظ میں موازنہ کرنا چاہتا ہوں مسلم لیگ کی حکومت کا' کہ ہم نے ناخواندگی کو ختم کرنے کے لیے اور شرح خواندگی کو بڑھانے کے لیے پرائمری ایجوکیشن پراجیکٹ چار ارب روپے کی لاگت سے شروع کیا۔ ہم نے گرلز پرائمری ایجوکیشن پراجیکٹ چار ارب روپے کی لاگت سے شروع کیا۔ ہم نے

مڈل سکولنگ پراجیکٹ بھی تقریباً چار ساڑھے چار ارب روپے کا جاری کیا۔ جناب سپیکر! ہم نے پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن بھی کروڑوں روپے کے سرمایے سے صوبے میں شرح خواندگی بڑھانے کے لیے اور سب سے بڑھ کر ہم نے اربوں روپے سوشل ایکشن پروگرام کے لیے مختص کر کے یہ پروگرام جاری کیا تھا۔ یہ ہمارے وہ منصوبے ہیں جن پر اگر موجودہ حکومت قابلیت یا ایک conviction کے ساتھ عمل کرے تو پھر بھی میں سمجھتا ہوں کہ ہم شرح خواندگی کو بڑھانے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ لیکن جناب سپیکر! بیالیس ہزار ٹیچر بھرتی کرنے سے شرح خواندگی میں اضافہ نہیں ہو گا۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے وزیر خزانہ ایک تیر سے دو شکار کرنا چاہتے ہیں۔ یہ ان کی قابلیت پر منحصر ہے کہ وہ بیالیس ہزار ٹیچرز سے انگریزی پڑھانے کا کام بھی لے لیں اور بیالیس ہزار ٹیچرز سے اس صدی کے آخر تک ہر فرد کو خواندہ بنانے کا کام بھی لے لیں۔ ہر پرائمری سکول میں دو ٹیچر جاتے ہیں۔ اس سے تو بہتر تھا کہ اکیس ہزار پرائمری سکول کھول دیتے۔ چاہے ان کے لیے عمارات نہ بنتیں۔ جتنے پراجیکٹس ہیں مرحلہ وار ہم سب سکولوں کو انہی پراجیکٹس کے تحت عمارات دے رہے ہیں۔ لیکن اکیس ہزار پرائمری سکول کھولے جا سکتے تھے۔ آپ اندازہ کریں' ایک طرف بیالیس ہزار ٹیچرز ہیں' ایک طرف اکیس ہزار پرائمری سکول ہیں۔ اس سے تو بہتر تھا کہ انگریزی کو پہلی جماعت سے متعارف کروانے کے بجائے اکیس ہزار نئے پرائمری سکول کھولے جاتے۔ جناب سپیکر! صورت حال اس وقت یہ ہے کہ صوبے میں اس وقت ستر فی صد بچے سکول جاتے ہیں۔ تیس فیصد بچے پڑھنے کے لیے سکول نہیں جاتے اور ان ستر فی صد بچوں میں سے پچاس فی صد پانچویں جماعت تک پہنچنے سے پہلے پہلے سکول چھوڑ جاتے ہیں۔ اس لحاظ سے صرف پینتیس فی صد بچے پرائمری پاس کرتے ہیں۔ چاہیے تو یہ تھا کہ وہ پینسٹھ فی صد بچے جو معاشی مجبوریوں کی بناء پر سکول نہیں جاتے یا سکول چھوڑ جاتے ہیں ان کی تعلیم و تربیت کا اہتمام ہوتا۔ لیکن افسوس کا مقام ہے کہ یہ حکومت ان پینسٹھ فی صد بچوں کو بھول کر پینتیس فی صد بچوں کو انگریزی تعلیم دلوانا چاہتی ہے۔

جناب سپیکر، بہت مہربانی۔

جناب عثمان ابراہیم: جناب سپیکر! میں ایک دو منٹ اور لوں گا۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، بہت زیادہ ہو گیا ہے۔ پھر آپ ہی کے دوست محروم رہ جائیں گے ایک طرح سے۔

جناب عثمان ابراہیم: بس جناب سپیکر! تھوڑی سی عنایت کریں آپ۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب عثمان ابراہیم: جناب سپیکر! گو یہ حکومت بہت دعوے کرتی ہے تعلیم کے سلسلے میں۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ گوجرانوالہ میں ہوم اکنامکس کالج قائم کیا جا رہا تھا۔ وہ گوجرانوالہ کے لیے نہیں تھا۔ پورے پنجاب کے لیے یہ کالج ہے اور پورے پنجاب کے ہر ڈویژن سے کوٹا مختص ہوتا ہے۔ وہ ایک approved scheme تھی جس کے لیے ڈیڑھ کروڑ روپیہ مختص کیا جا چکا تھا۔ جس کے لیے نو ایکڑ اراضی محکمہ تعلیم کو منتقل کی جا چکی تھی۔ لیکن اس کے باوجود بھی نہ رواں مالی میں اس پر کام شروع ہوا اور اس بجٹ میں اس سکیم کو یکسر طور پر نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ اس حکومت کی تعلیم دشمنی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ حکومت یہ دعویٰ کرتی ہے کہ ہم نے تعلیم کے ترقیاتی بجٹ کے لیے دو ارب پچیس کروڑ روپے رکھے ہیں۔ لیکن جناب سپیکر! ٹیکنیکل ایجوکیشن کے لیے صرف سات کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ جناب سپیکر! اس کے علاوہ ہماری خواہش تھی کہ میٹرک کا امتحان دینے کے بعد وہ صرف میٹرک کی سند لے کر عملی زندگی میں نہ جائیں۔ کیونکہ آپ کو علم ہے کہ تیس فی صد بچے معاشی ناہمواریوں کی بنا پر اپنی تعلیم کا سلسلہ نہیں جاری رکھ سکتے۔ جب ہم دیکھتے تھے کہ وہ صرف اپنی تعلیم کی ڈگری صرف لے کر گھومتے تھے تو ہمیں دکھ ہوتا تھا۔ ہمارا خیال تھا کہ ان کو ایک ایسا ہنر دیا جائے کہ وہ معاشرے میں اپنی سہولت سے خود باعزت طور پر اپنا مقام بنا سکیں۔ اس کے لیے ہم نے ایک ووکیشنل ٹریڈ سبجیکٹ کے اجراء کی سکیم بنائی تھی جس کے پہلے مرحلے میں ہم نے تین سو سکولوں کی لسٹ approve کی تھی جن میں ان subjects کا اجراء ہونا تھا اور ہم نے عملی طور پر

35 سکولوں میں اس سکیم کا اجراء کر دیا تھا اور ہر سکول کو ایک سال کے لیے جاری اخراجات کے لیے ایک لاکھ روپے کی رقم دی تھی۔ لیکن جناب سپیکر! یہ 93-1992ء کی بات ہے۔ اس کے بعد نہ تو اس سکیم کو 94-1993ء میں revive کیا گیا اور نہ ہی 95-1994ء کے بجٹ میں اسے ظاہر کیا گیا۔ جناب سپیکر! اگر واقعی یہ حکومت بے روزگاری کے خاتمے میں مخلص ہے تو انھیں ایسی سکیموں کو اپنانا چاہیے جس سے حکومت پر بے روزگار نوجوانوں کا دباؤ کم ہو گا۔

جناب سپیکر! میں آخر میں لاء اینڈ آرڈر پر ایک منٹ کی بات کرتا ہوں۔ اتفاق سے جناب گل نواز وڑائچ بیٹھے ہیں۔ 1975ء میں بھی میرے ساتھ تھے تو ہم ہمیشہ عوام کی ترجمانی کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ان کے جان و مال کا تحفظ کیا جائے گا۔ لیکن آج حکومت نے خود ہم سے مطالبہ کیا ہے کہ ہماری جان و مال کا تحفظ کیا جائے۔ جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ اس سے بڑی سیر حاصل بحث اتنے مختصر الفاظ میں جتنی گل نواز وڑائچ صاحب نے کی تھی' اتنی کسی نے بھی نہیں کی ہو گی۔ جناب سپیکر! بہت بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: محمد اکبر شاہ صاحب! شیخوپورہ۔

سید ظفر علی شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جناب عالی۔

سید ظفر علی شاہ: جناب سپیکر! ہمارے ملک میں پارلیمانی نظام ہے۔ مرکز میں وزیر اعظم اور صوبے میں وزیر اعلیٰ اور صوبے میں بھی پارلیمانی نظام ہے اور ہمارا دستور اس بات کی ضمانت دیتا ہے۔ آج کے لاہور کے leading papers میں نمایاں طور پر گورنر پنجاب صاحب کا ایک بیان شائع ہوا ہے جس میں انھوں نے کہا ہے کہ 27 جولائی کو صوبہ پنجاب میں بلدیاتی انتخابات نہیں ہو سکتے۔ اسی کے مقابلے میں وزیر اعلیٰ صاحب کا بیان چھپا ہے کہ ہر حال میں 27 جولائی کو------

سردار سکندر حیات خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

سید ظفر علی شاہ: سپیکر صاحب فرمائیں کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہے یا نہیں۔ آپ کوئی سپیکر ہیں؟

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں لا سکتے۔

سردار سکندر حیات خان: جب ایک پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہا ہو تو اُدھر سے چار چار پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس وقت آپ کو یاد نہیں آتا کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔

سید ظفر علی شاہ: میں کسی کے پوائنٹ آف آرڈر پر نہیں اٹھا سردار صاحب۔ آپ بہت بڑے پارلیمنٹیرین کے صاحبزادے ہیں۔ تشریف رکھیے۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: خواجہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ شاہ صاحب! آپ تو ماشاء اللہ منجھے ہوئے پارلیمنٹیرین ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ اس زیر بحث کا اس بات سے کیا تعلق ہے۔

سید ظفر علی شاہ: جناب سپیکر! بہت گہرا تعلق ہے۔ میں نے اسی لئے عرض کیا ہے اور جناب سردار صاحب کی بھی انفرمیشن کے لیے کہ ہمارا ملک 1973ء کے آئین کے نیچے govern ہو رہا ہے۔ پارلیمانی سسٹم ہے۔ میں تو ایم پی اے ہوں۔ میں ایک عام شہری کی بات کر رہا ہوں۔ میں ایک عام شہری کی حیثیت سے بھی عرض کرتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب کا سٹیٹمنٹ یہ کہہ رہا ہے کہ 27 جولائی کو ہر حالت میں انتخابات ہوں گے۔ صوبے کا گورنر یہ کہہ رہا ہے کہ 27 جولائی کو انتخابات نہیں ہو سکتے۔ میں لاء منسٹر صاحب کی موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اس پارلیمانی سسٹم میں جس میں collective responsibility ہوتی ہے' میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ میں وزیر اعلیٰ صاحب کی سٹیٹمنٹ پر اعتماد کروں یا گورنر صاحب کی سٹیٹمنٹ پر اعتماد کروں This is my question.

جناب سپیکر: آپ ان حضرات کی سٹیٹمنٹ پر اعتماد کیا کریں۔ اخبار پر اتنا اعتماد نہ کیا کریں۔

جناب امتیاز احمد: جناب سپیکر! جناب وزیر اعلیٰ صاحب نے یہاں پر کھڑے ہو کر

فرمایا تھا کہ ترقیاتی فنڈ دیں گے لیکن نہیں دیے تو کس پر اعتبار کریں؟

سید ظفر علی شاہ: غضب کیا کہ تیرے وعدے پر اعتبار کیا۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ لاء منسٹر صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟ سردار صاحب پہلے کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ سکندر حیات صاحب! آپ کو بھی موقع دیتے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

سردار سکندر حیات خان: جناب والا! ہمارے بھائی جو پرانے پارلیمینٹرین ہیں ان سے میں پوچھوں گا کہ یہ بجٹ سیشن ہے۔ یہ تحریک التوا ہے؟ کیا ان کا کچھ پرسنل مجروح ہوا ہے؟ یہ کس طریقے سے اٹھ کر بات کر رہے ہیں؟ اگر بجٹ سیشن ہوگا تو یہ اپنی تقریر میں بات کریں یا لوکل گورنمنٹ کے حوالے سے بات کریں۔ تحریک التوا دینا ہے یا کچھ اور دینا ہے تو اس کے باقاعدہ طریقے ہیں۔ یہ نہیں کہ کسی عالم اٹھیں اور کوئی بات کرنی شروع کر دیں۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں! جی' اسلم صاحب۔

جناب محمد اسلم چٹھہ: جناب والا! یہاں منسٹر صاحب کو مجبور کیا گیا ہے کہ وہ جواب دیں تو اس سے اس ہاؤس میں بڑی غلط روایت پڑے گی۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: اسلم صاحب بات کر رہے ہیں۔ جی' اسلم صاحب۔

جناب محمد اسلم چیمہ: جناب والا! اخبارات میں جو کچھ چھپنا ہے وہ ان کی مرضی ہے جو بات اخذ کریں۔ اس سے لاء منسٹر صاحب کو پتا نہیں ہے کسی نے کیا کہا تھا۔ اس کا باقاعدہ کوئی طریقہ ہونا چاہیے۔ اگر یہ انتخابات کے بارے میں چاہتے ہیں تو یہ کوئی مشورہ لائیں۔ کوئی تجویز لائیں۔ کوئی بات کریں۔ لیکن یہ کیسے ہو گا کہ آج میں نے یہ پڑھا وہ پڑھا اور لاء منسٹر جواب دیں تو یہ بالکل غلط ہے۔

جناب سپیکر: جی' آپ تشریف رکھیں۔ خواجہ صاحب آپ کچھ فرمانا چاہتے ہیں۔

خواجہ ریاض محمود: جناب سپیکر! میں آپ سے یہ درخواست کر رہا تھا کہ میں بار بار کھڑا ہوتا ہوں اور آپ اجازت نہیں دیتے۔ آپ ماشاء اللہ ادیب بھی ہیں۔ شاعر بھی ہیں۔ پنجاب کے

وزیراعلیٰ بھی رہے ہیں اور لاہور کے آپ ہمارے ایم پی اے بھائی بھی ہیں۔ لیکن ہم سے ذرا انصاف کیا کریں۔ ہم خدا نخواستہ کوئی ایسی بات نہیں کرتے یہ بھی ہمارے بھائی ہیں۔ ہم ان کی دل سے عزت کرتے ہیں۔ لیکن جو انصاف کے تقاضے اور رولز کے مطابق یہاں بات ہوتی ہے وہی ہم بات کرتے ہیں۔ میرے بھائی کھڑے ہوئے تھے اور انہوں نے آپ سے اجازت بھی نہیں لی اور بولنا شروع کردیا اور آپ بھی بولنے لگ پڑے۔ میںبار بار کھڑا ہوکر آپ سے اجازت چاہتا ہوں اور آپ اجازت نہیں دیتے اور کہتے ہیں بیٹھ جائیں۔ میرا مطلب ہے کہ یہ نا انصافی ہم سے اچھی نہیں ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔

چودھری محمود اختر گھمن: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ پوائنٹ آف آرڈر کر رہے ہیں۔

چودھری محمود اختر گھمن: جی' جناب والا! جس وقت آپ نے چودھری محمد اسلم صاحب کو اجازت دی تھی اس وقت یہ خود سو رہے تھے۔

جناب سپیکر: اتنا سخت لفظ نہ کہیے۔ میں نے اسلم صاحب کو بھی اجازت دی ہے (قطع کلامیاں) خواجہ صاحب تشریف رکھیے۔ دیکھے میں گزارش کروں گا ایوان سے' ساتھیوں سے کہ بجٹ پر بحث ہو رہی ہے۔ از راہ کرم اسے آگے بڑھائیے۔ اور جو آپ نے سوال اٹھایاہے اگر لاء منسٹر صاحب اس پر کوئی بات کرنا چاہتے ہیں تو کریں۔ اگر نہیں کرنا چاہتے تو میں بات کروں گا۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! یہ پوائنٹ آف آرڈر انہوں نے اخباری خبر کے حوالے سے منسوب کیا ہے۔ اخبار میں جو بھی خبر آتی ہے وہ اخبار کے جو ذرائع ہوتے ہیں ان کے حوالے سے بعض اوقات مصدقہ ذرائع سے کوئی مصدقہ خبر ہوتی ہے۔ بعض اوقات غیر مصدقہ ذرائع سے غیر مصدقہ خبر بھی اخبار میں شائع ہو جاتی ہے۔ بعض اوقات ذرائع مصدقہ ہوتے ہیں لیکن خبر غیر مصدقہ ہوتی ہے اور بعض اوقات کہا کچھ جاتاہے لیکن اخبارات میں پوری ذمہ داری ادا کرنے کے باوجود ہر بات پر تھوڑے سے ہیر پھیر کے ساتھ خبر کا ایسا

نفس مفہوم شائع ہوتا ہے جس کی وجہ سے ambiguity create ہوتی ہے۔ اسی حوالے سے بعض تحاریک کے بارے میں بھی یہ باقاعدہ طور پر اسمبلی کے رولز میں بتایا گیا ہے کہ محض اخباری خبروں کے حوالے سے تحاریک استحقاق یا تحاریک التوا قابل پذیرائی نہیں ہوا کرتیں۔ وہی صورت اس پوائنٹ آف آرڈر پر بھی لاگو ہوتی ہے۔ جہاں تک حکومت کی پالیسی کا تعلق ہے، حکومت اپنی پالیسی عوامی مفادات میں اور ان اداروں کے بہترین مفاد میں بناتی ہے اور اس وقت بھی چیف منسٹر صاحب نے جو کچھ کیا ہے۔ اس سلسلے میں یہ سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ کی پالیسی ہے اور اس کے بارے میں تاریخ اناؤنس کی گئی ہے۔ اس کے بارے میں اگر کوئی ایسی ناگزیر صورتحال پیدا ہوتی ہے جس کے بارے میں گورنر صاحب نے کچھ فرمانا ہوگا تو اس سلسلے میں میں نہیں سمجھتا کہ انہوں نے پریس کے ذریعے کسی تضاد کا کوئی ایزاد کیا ہے۔ یہ محض اخبار کی خبروں کے جو الفاظ ہیں اس کی بات ہے۔ حکومت نے اب تک جو بھی پالیسی بنائی ہے اس میں گورنر صاحب اسی طرح اپنے رولز اور آئین کے تحت جہاں تک ان کی ذمہ داریاں ہیں اور چیف منسٹر صاحب کی ذمہ داریاں ہیں وہ اپنے فرائض پورے افہام تفہیم کے ساتھ اپنا آئینی کردار ادا کررہے ہیں۔ یہاں پر کوئی ایسی صورتحال نہیں ہے جس کا آغاز جناب سید ظفر علی شاہ صاحب نے کیا ہے۔

رانا محمد اقبال خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی رانا صاحب۔

رانا محمد اقبال خان: جناب سپیکر! بات تو اتنی تھی کہ آیا وزیر اعلیٰ صاحب کا جو پہلا فرمان ہے کہ 27 جولائی کو الیکشن ہم نے کروانے ہیں اور گورنر صاحب کی جو سٹیٹمنٹ آئی ہے کہ اس موسم میں ان حالات میں الیکشن ممکن نہیں۔ ہم تو پوچھنا یہ چاہتے تھے جناب وزیر صاحب سے کہ آپ اس بات کی وضاحت فرمائیں کہ آیا گورنر صاحب کا وہ بیان درست ہے یا نہیں؟

سردار سکندر حیات خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! کیا آپ نے اجازت دی ہے؟ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ کیا یہ تحریک التوا پیش کی گئی ہے جسے آپ نے admit

کیا ہے جو بحث کے لئے آپ نے ہاؤس میں چھوڑ دیا ہے۔

جناب سپیکر، سردار صاحب! ایک منٹ۔ میں بات کر رہا ہوں۔ یہ اسمبلی ہے۔ یہاں لوگ دستور کے مطابق رولز اینڈ ریگولیشنز کے مطابق اپنے مینڈیٹ کے مطابق بات کرتے ہیں اور انہیں بات کرنے کا حوصلہ بھی ہونا چاہیے انہیں اجازت بھی ہونی چاہیے۔ اگر یہاں کوئی سوالات ایسے اٹھتے ہیں جو آئین سے تعلق رکھتے ہیں اور اختیارات سے تعلق رکھتے ہیں تو انپر بات کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر ہم اتنے زیادہ احساس ہو جائیں، حکومت اس طرح کا اگر رویہ اختیار کرے کہ کوئی بھی مسئلہ یہاں اٹھے تو اس کے بارے میں یہ رویہ ہو کہ یہ کیوں بات کی گئی ہے تو یہ یوں لگتا ہے کہ جیسے خدانخواستہ حکومت کے پاس اس کا کوئی جواز یا جواب نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) میرے خیال کے مطابق حوصلہ مندی سے ان سوالوں کو اٹھانا بھی چاہیے اور ان کا جواب بھی دینا چاہیے۔ یہاں ہم اسی لئے بیٹھے ہیں کہ بعض چیزیں عوام کے ذہنوں میں ہیجان، خلفشار یا غلط فہمی پیدا کر سکتی ہیں۔ اگر ہم ایک دوسرے کے ساتھ گفتگو کر کے ان کو سلجھا دیں اور بات کو صحیح رخ پر ڈال دیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ یہ اخبار میں جو بات آئی ہے۔ (قطع کلامی) آپ تشریف رکھیں۔ جب سپیکر! بول رہا ہو تو شائد اسی لئے موقع دینا چاہیے۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔

جناب سپیکر، میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک طریقہ بن گیا ہے کہ جس طرح سے ہم بہت زیادہ حساس ہو کر کسی بات کا، سوال کا جواب نہیں دیتے۔ اسی طرح اخبارات بھی کوشش یہی کرتے ہیں کہ کہیں سے پکڑ کر کوئی contradiction، کوئی تضاد پیدا کر کے دکھایا جائے جس سے یہ شبہ ہو کہ حکومت یا سیاستدانوں کے درمیان تضادات ہیں۔ اس لیے میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ایک بداعتمادی کی فضاء ملک میں بنتی چلی جاتی ہے۔ یہ ہم سیاستدانوں ہی کا کام ہے کہ ہم اس بد اعتمادی کی فضاء میں اعتماد اور بھروسہ پیدا کریں۔ میرے اپنے خیال کے مطابق اس معاملے میں کوئی شبہ نہیں ہونا چاہیے۔ پارلیمانی نظام حکومت میں حکومت کے چیف ایگزیکٹو چیف منسٹر ہوتے ہیں اور جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ گورنر صاحب کے حوالے سے کوئی بات چھپی ہے۔ ایک عام آدمی کے طور

پر' ایک انسان کے طور پر' ایک سوچے سمجھنے والے انسان کے طور پر عام گفتگو میں بہت سی باتوں کے اوپر انسان اظہار خیال کرتا ہے۔ اس اظہار خیال کو ایک پالیسی سٹیٹمنٹ کبھی نہیں سمجھنا چاہیے۔ گورنر صاحب نے اس معاملے پر کوئی پالیسی سٹیٹمنٹ نہیں دیا۔ جو بھی پالیسی سٹیٹمنٹ اب تک آیا ہے وہ چیف منسٹر صاحب کی طرف سے آیا ہے۔ اگر گورنر صاحب اس پر کوئی پالیسی سٹیٹمنٹ جاری کریں گے اور اس میں کوئی تضاد ہو گا تو اس پر پریشانی کا اظہار ہونا چاہیے۔ موجودہ صورت حال میں اس پر کسی پریشانی کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ اب اس کے بعد اس مسئلے پر کوئی بات نہیں ہو گی۔ اب میں دعوت خطاب دیتا ہوں جناب اکبر علی شاہ صاحب کو جو شیخوپورہ سے ہمارے ایم پی اے ہیں۔

جناب اکبر علی شاہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب سپیکر! آپ نے مجھے اس ہاؤس میں بولنے کا موقع دیا۔ میرے بھائی ابھی دو منٹ پہلے جو حکومت نے ایک نئی راہ اس صوبے میں دکھائی ہے کہ بی۔ اے ٹیچرز کو لا کر لوگوں کی تعلیم میں ترقی کے لیے کوشش کی ہے اس پر اعتراض کر رہے تھے۔

جناب سپیکر! ان لوگوں کو غریب لوگوں سے ہمدردی نہیں ہے۔ پچھلے پندرہ سالوں میں جتنے انڈر میٹرک لوگ تھے ان کو relax کر کے بیشمار بھرتیاں کی گئیں۔ وہ لوگ انڈر میٹرک جنھیں اب پ خود کو تو پڑھنی نہیں آتی تھی انھوں نے دوسروں کو کیا پڑھانا تھا۔ پنجاب میں جتنے بھی تعلیمی لحاظ سے سکول اور دوسرے ادارے بنے ہیں۔

جناب عثمان ابراہیم: پوائنٹ آف آرڈر۔۔

جناب سپیکر: عثمان ابراہیم صاحب! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب اکبر علی شاہ: جناب والا! انھیں اب بات سننی چاہیے۔ انھیں حوصلہ پیدا کرنا چاہیے۔

جناب سپیکر: ایک منٹ۔ انھیں پوائنٹ آف آرڈر پر موقع دیجیے۔ دیکھیے کیا کہتے ہیں؟

جناب عثمان ابراہیم: جناب سپیکر! فاضل رکن یہ وضاحت کریں کہ کیا چیز relax کر دیگئی۔ کیونکہ qualification تو relax نہیں ہو سکتی۔ چیف منسٹر بھی qualification relax نہیں کر سکتے۔ یہ کون سی چیز relax کہتے ہیں۔ انڈر میٹرک کی qualification تو

relax ہو نہیں سکتی۔ کیا چیز relax کر کے بھرتی کی گئی۔

سردار سکندر حیات خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف پرسنل ایکسپلینیشن----

جناب سپیکر: آپ کے بارے میں کسی نے بات کی ہے کوئی؟

سردار سکندر حیات خان: جناب سپیکر! انھوں نے ہماری حکومت کے بارے میں بات کی ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، وہ تو پرسنل ایکسپلینیشن تو نہیں۔

سردار سکندر حیات خان: پرسنل ایکسپلینیشن ہی ہے۔

جناب سپیکر: کیسے؟

سردار سکندر حیات خان: یہ relaxation کی بات کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں نہیں، آپ کی ذات پر کوئی بات کریں گے تو صحیح ہے۔

سردار سکندر حیات خان: یہ relaxation of rules کی بات کرتے ہیں۔ عمر اور تعلیم کی نہیں۔ ان کی حکومت کے اندر ہر قسم کے رولز relax کر کے تعلیم، عمر، عقل، صورت، سیرت سب کو relax کر کے انھوں نے لٹیرا پن اختیار کیا۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: دیکھیے آپ اجازت لیں۔ (قطع کلامی) دیکھیے گھمن صاحب! آپ کے دوست، آپ کے ساتھی، آپ کے ہمسائے محمد اکبر شاہ صاحب تقریر کر رہے ہیں۔ انھیں موقع دیجیے۔ ان کی حوصلہ افزائی کیجیے۔ جی چودھری اقبال صاحب۔

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! میں صرف جناب والا کی وساطت سے ایڈوائزر صاحب سے اتنا سمجھنا چاہوں گا یا پوچھنا چاہوں گا کہ کوئی ایک کیس صوبہ پنجاب میں یہ بتا دیں کہ جس میں qualification relax کی گئی ہو۔ ایک کیس صرف بتا دیں۔ تو ہم مان لیں گے کہ ہم نے غلط کاری کی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: اور اس کے لیے بیشک آپ مہلت لے لیجیے دو تین دن کی۔ (قہقہے)

سردار سکندر حیات خان: جناب سپیکر! میں باقاعدہ اپنے آنریبل ممبر کے ساتھ بیٹھوں

گا۔ صرف ایک نہیں ہزاروں کیسز ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں' دو چار ہی کافی ہیں۔

سردار سکندر حیات خان: جی دو چار ہی کو ان کے ساتھ میں بیٹھ جاؤں گا اور ان کو بتا دوں گا۔

جناب سپیکر: جی ہاں۔ ضرور ضرور۔

خواجہ ریاض محمود: بیٹھنے کی ضرورت نہیں۔ ریکارڈ لے کر آئیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ موقع دیجیے۔ خواجہ صاحب ایسے نہیں۔ دیکھیے آپ تو اچھے آدمی ہیں۔ آپ مہربانی فرمائیے۔جی' محمد اکبر شاہ صاحب۔

جناب محمد اکبر شاہ: جناب والا! میں نے صرف رولز اینڈ ریگولیشن کی relaxation کی بات کی تھی۔ اگر ان کے بس میں ہوتا تو یہ لوگوں کی عزتوں کو بھی relax کر کے بہت کچھ کر دیتے۔ یہ rules and relaxation تو کچھ بھی نہیں ہیں۔

جناب والا! اگر یہ مثال ہی لینا چاہتے ہیں تو اسی ہاؤس میں 1988ء میں غلام سرور خان صاحب کا ایک سوال تھا جس میں کل 89 نائب تحصیلدار بھرتی کیے گئے تھے' انھوں نے سوال کے جواب میں خود اپنی رپورٹ میں بتایا تھا' اس میں تقریباً 88 نائب تحصیلدار rules relax کر کے بھرتی کیے گئے تھے۔ صرف ایک بورڈ نے 1985ء سے لے کر 1988ء تک بھرتی کیا تھا۔ اگر ریکارڈ دیکھنا چاہتے ہیں تو یہ اسمبلی کا ریکارڈ دیکھ لیں۔ اس میں ایک نائب تحصیلدار ایسا بھی تھا جو انڈر میٹرک تھا اور اسے rules relax کر کے نائب تحصیلدار بھرتی کر دیا گیا تھا۔ یہ کون سی مثال چاہتے ہیں؟ یہاں تک یہ ایجوکیشن کی مثال ہے۔ اگر وہ ریکارڈ دیکھنا چاہتے ہیں تو غلام سرور خان صاحب کا وہ سوال 89-1988ء کی اسمبلی میں جو ہماری اسمبلی تھی اس کے ریکارڈ پر ہو گا۔ اس میں انھوں نے خود ان کی اس وقت کی گورنمنٹ نے جواب دیا تھا کہ 1989ء میں سے تقریباً 88 نائب تحصیلدار 1985ء سے 1988ء تک rules relax کر کے بھرتی کیے گئے تھے۔

جناب والا! جہاں تک relaxation کی بات میں نے کی ہے کہ تعلیم میں یہ

صرف اصل موقف کو ختم کرنا چاہتے ہیں تاکہ لوگوں تک موقف نہ پہنچ سکے۔ لیکن میں آپ کو بتا دوں کہ یہ جتنا بھی disturb کریں گے اتنا ہی زیادہ میں ٹائم لوں گا۔ میں بیٹھوں گا نہیں۔ پوری تقریر کر کے بیٹھوں گا۔

جناب والا!! اگر یہ مثال دیکھنا چاہتے ہیں تو تقریباً 300 سے زیادہ میں نے لسٹیں بنائی ہیں جن کے جعلی پی ٹی سی کے سرٹیفکیٹ ہیں اور جعلی میٹرک کی سندیں ہیں۔ اگر دیکھنا چاہتے ہیں تو وہ میں پیش کروں گا۔ انکوائری بھی ابھی چل رہی ہے۔

جناب سپیکر: جی ضرور پیش کیجیے۔

جناب اکبر علی شاہ: جناب والا! یہ چاہتے ہیں کہ جو گاؤں کے لوگ ہیں یا یہ جو کسان، غریب، جس طبقے کو یہ پیس رہے تھے۔ یہ چاہتے تھے کہ وہ کبھی بھی ترقی نہ کر سکیں۔ یہ جو میرے دوست اعتراض کرتے ہیں، ان سے پوچھیں ان کے اپنے بچے یا تو چیف کالج میں پڑھتے ہوں گے یا انگلش سکولوں میں پڑھتے ہوں گے تو ان غریب بچوں کا کیا قصور؟ اس قوم کا کیا قصور جو اس ملک میں بستے ہے؟ اور ہزاروں، لاکھوں، کروڑوں لوگ ہیں جو مایوس ہیں۔ جن کے بچے پانچویں سے اوپر نہیں جا سکتے صرف اسی وجہ سے کہ انھیں بچپن سے درست تعلیم نہیں ملتی جو انڈر میٹرک ماسٹر بھرتی ہو گا اس نے کسی بچے کو کیا پڑھانا ہے۔ اس کو تو اے بی سی پوری خود نہیں آتی تو اس نے بچوں کو کیا پڑھانا ہے؟ یہ پچھلے دس پندرہ سالوں میں سازش تھی اور آپ دیکھ لیں اور آپ دیکھ لیں کہ آج سے پچیس تیس سال قبل جتنے بھی بورڈوں میں فرسٹ آتے تھے وہ گاؤں اور دیہات کے ہوتے تھے۔ اب آپ پچھلے بیس سالوں کا ریکارڈ دیکھ لیں کہ گاؤں کا کوئی لڑکا بورڈ میں فرسٹ نہیں آیا اور اکثر سکولوں کے بچے اکثریت سے فیل ہوتے تھے۔ ان کی وجہ یہ تھی کہ بچپن سے ہی ان سے وہ استاد صرف لکڑیاں اکٹھی کروانا اور اپنے گھروں کے کام کروانے کے علاوہ کچھ نہیں پڑھاتے تھے تو انھوں نے آگے کیا جانا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس حکومت کا ایک عظیم کارنامہ ہی نہیں بلکہ ایجوکیشن میں غریب لوگوں کے لیے یہ ایک انقلاب ہے۔ احسان ہے کروڑوں عوام پر کہ انھوں نے کم از کم بی۔اے انگلش ٹیچر دیا کہ ہر بچہ شروع سے لے کر اے بی سی پڑھے گا اور ان کے بچوں کے برابر وہ بھی

تیاری کر سکے گا۔ بڑے لوگوں کے برابر وہ تیاری کر سکے گا۔ یہ اس گورنمنٹ کا ایک عظیم کارنامہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس لحاظ سے تعلیم میں اس سے بھی آگے چلے جانا چاہیے تھا۔ دو ارب تو کچھ بھی نہیں۔ چار پانچ ارب بھی تعلیم میں اس ملک کے لیے کم تھا۔ اب میں بجٹ پر آتا ہوں۔ جناب والا! جہاں تک بجٹ کا تعلق ہے۔ بجٹ کیسا بھی ہو ہمنے اسے پاس کروانا ہی ہے کیونکہ یہ ہمارا گروپ ہے اچھا ہو یا برا ہم نے اسے پاس کروانا ہی ہے۔ (قہقہہ)

لیکن جناب والا! یہ جو پارلیمانی نظام بنایا گیا ہے یہ کوئی اسلام کی اختراع نہیں۔ جناب والا! یہ یورپین ممالک کی اختراع ہے انہوں نے یہ نظام رائج کیا اور یہ اس لیے رائج کیا کہ تھوڑے تھوڑے علاقے کے نمائندے ہوں گے اور ٹیم ورک سے کام کیا جائے گا تاکہ ترقی ہو اور چونکہ جو مسائل ہیں وہ Chief Executive تک نہیں پہنچ سکتے وہ اس نظام کے ذریعے سے پہنچتے رہیں لیکن جناب والا! ہم نے اپنے دور میں یہی دیکھا ہے اور جب ہم پڑھتے تھے تو اس وقت بھی ہم نے اخباروں میں یہی پڑھا ہے اور میں جب سے اسمبلی کا دو بار ممبر ہوا ہوں جب بھی یہی دیکھا ہے کہ صرف یہاں پارٹی بازی چلتی ہے ایک اپوزیشن ہے ایک حکومتی پارٹی ہے انہوں نے ان پر تنقید کرنی ہے اور انہوں نے ان پر تنقید کرنی ہے۔ جناب والا! جہاں تک بیورو کریسی کا تعلق ہے وہ آرام سے پیچھے بیٹھ کر چٹکیاں لگاتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ یہ کیا کرتے ہیں۔ جناب والا! ان کی طرف کوئی توجہ نہیں دیتا۔ ہماری حکومت آئی ہے میں ذرا بھی نہیں جھجکوں گا کہ ہماری حکومت آئی ہے یہ یہی لوگ تھے جو میاں نواز شریف کی خدمت کر رہے تھے اور اب یہی لوگ ہماری حکومت کی خدمت کر رہے ہیں یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ جناب والا! پارلیمانی نظام کا مطلب وہ ہوتا ہے کہ مایوس لوگوں کو آگے لایا جائے ہماری حکومت نے اس بارے میں کبھی نہیں سوچا کہ وہ لوگ جنہوں نے بھی CSS کیا ہوا ہے اور وہ لوگ ابھی تک اسلام آباد میں کلرک بن کر بیٹھے ہوئے ہیں ان کا کیا قصور ہے انہیں یہاں لا کر کیوں نہیں آزمایا جاتا کہ وہ اس قوم کی کیا خدمت کر سکتے ہیں۔ جناب والا! یہ پارلیمانی نظام ہے یہ اسی جگہ پر چلتا تھا جہاں کے ستر فیصد لوگ ایماندار اور اچھے ہوں یہاں تو پاکستان کا خدا حافظ ہے جناب والا! نیچے سے لے کر اوپر تک بس خدا ہی حافظ ہے اور خدا ہی انہیں ہدایت دے۔ یہ

ایک دوسرے پر تہمتیں لگاتے ہیں۔ جناب سپیکر! آپ دیکھ لیں کہ ہمارے پاکستان کی بیورو کریسی میں تقریباً دو تہائی سے بھی زیادہ لوگ ایماندار نہیں ہیں میں دوسرا لفظ استعمال نہیں کروں گا تاکہ کسی کی دل آزاری نہ ہو لیکن جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ بیورو کریسی میں نوے فیصد سے زیادہ لوگ ایماندار نہیں ہیں لیکن ان کا نام ہی نہیں ہے اور ہمارے ہاں اگر ایک آدھ ایمانداری سے کام کرتا ہے تو اسے اتنا اچھالا جاتا ہے اور وہ لوگ بھی سارا دن دفتر میں بیٹھ کر ہمارا ہی ریکارڈ لگاتے ہیں۔ دوسرے جناب پارلیمانی نظام کا یہ مقصد ہوتا ہے کہ ایک جو رولنگ پارٹی ہوتی ہے اسے چاہیے وہ مل بیٹھ کر کام کرے اور ایک جیسا سلوک ہو۔ لیکن جناب والا! جس جگہ چھ ماہ تک Chief Executive سے ملاقات کا وقت ہی نہ ملے اور جہاں بھی یہ ملے وہاں پر بار بار گزارش کی جائے جناب والا! ایک دفعہ میاں صاحب کار میں بیٹھے تھے تو میں نے دروازہ پکڑ لیا اور میں نے کہا کہ ہمارا قصور کیا ہے اور کیوں ملاقات نہیں ہوتی میں نے ملاقات کے لئے اپنا نام کئی بار لکھوایا ہے لیکن ملاقات نہیں ہوتی تو جناب والا میاں صاحب نے کہا کہ ہر صورت میں پرسوں ملاقات ہو گی لیکن پرسوں میں تین ماہ لگ گئے تو جناب والا! کیا یہ پارلیمانی نظام ہے۔

جناب امتیاز احمد : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے فاضل رکن سے دریافت کروں گا کہ یہ کون سے میاں صاحب کی بات کر رہے ہیں۔ یہ منظور وٹو صاحب کی بات کر رہے ہیں یا چودھری الطاف صاحب۔

جناب محمد اکبر شاہ: جناب والا! میں منظور وٹو صاحب کی بات کر رہا ہوں کیونکہ اس وقت تو یہی وزیر اعلیٰ ہیں۔

جناب سپیکر: یہ انہی کی بات کر رہے ہیں۔

جناب محمد اکبر شاہ: آپ پہلے بات سن لیا کریں۔ اگر آپ حاضر دماغ نہیں ہوتے تو پھر اس میں میرا کیا قصور ہے آپ یہاں پر حاضر دماغ رہیے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! انہیں یہ نام اتنا پسند ہے کہ وہ بار بار سننا چاہتے ہیں۔

جناب محمد اکبر شاہ: جناب والا! میں پارلیمانی نظام کی بات کر رہا ہوں میں کسی پر کوئی

الزام نہیں لگا رہا میں تو صرف پارلیمانی نظام کی بات کر رہا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، شاہ صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیے۔

جناب محمد اکبر شاہ: جناب والا! میں عرض کر رہا ہوں کہ 91-92-93 میں' میں پیپلز پارٹی کا ایم۔پی۔اے تھا جناب ذوالفقار علی کھوسہ صاحب جو اپوزیشن کے اس وقت ڈپٹی پارلیمانی لیڈر ہیں جب وہ اقتدار میں تھے تو میں ان کے پاس کام کروانے کے لئے کچھ درخواستیں لے گیا تو انہوں نے مجھے کہا کہ آپ اپنے آپ ہی شرم کرو اپوزیشن میں بیٹھے ہو پھر بھی تم کام کروانے آ جاتے ہو تو میں نے کہا کہ شرم تو آپ کو نہیں آتی کہ پنجاب کے آدھے عوام کا ٹیکس لیتے ہو اور ان کے کام نہیں کرتے تو آپ لوگوں کو شرم نہیں آتی۔ جناب والا! میں اس سارے نظام کی بات کر رہا ہوں۔ میں شروع سے لے کر آخر تک بات کر رہا ہوں کہ پاکستان میں اس پارلیمانی نظام کا جو مقصد ہے اسے حاصل ہی نہیں کیا جاتا۔ اب رہا مسئلہ جناب کہ میں ایک ٹیم کی بات کر رہا تھا------

رانا محمد اقبال خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے ان کے پاس بیٹھے ہوئے حضرات سے گزارش کروں گا کہ وہ dictate کروا رہے ہیں۔ مہربانی سے یہ انہیں تقریر کرنے دیں وہ بار بار ان کو interrupt کر رہے ہیں ہم تو interruption نہیں کر رہے وہ کبھی کچھ کرتے ہیں اور کبھی کچھ کرتے ہیں۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! آپ پریشان نہ ہوں ہمسائے کا بہت حق ہوتا ہے۔

جناب محمد اکبر شاہ، جناب والا! میں پارلیمانی نظام کی بات کر رہا ہوں کہ یہ ایسا نظام ہے جس میں نہ کوئی انصاف ہو سکتا ہے جناب والا! کہاں پر دودھ گھی کی نہریں چلیں گی۔ چاہے ایک ہی پارٹی کیوں نہ ہو اور کہاں پانی کا ایک ٹھنڈا گلاس بھی نہ ملے تو جناب والا! یہ کیسا پارلیمانی نظام ہے۔ ایسے نظام کو بند کر دینا چاہیے جس نظام میں ایک آدمی تو ایک پارٹی کے لئے کافی مار کھاتا رہے لیکن اس کا کچھ نام بھی نہ ہو جناب والا!

سید ظفر علی شاہ، شاہ صاحب! اب آپ صحیح لائن پر آئے ہیں۔

آوازیں، پھر آپ مارشل لاء کو دعوت دے دیں۔

جناب محمد اکبر شاہ، جناب والا! یہ تو اب مارشل لاء کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ جب پیپلز

پارٹی کا دور آیا تھا تو اس وقت غریب اور متوسط طبقے کے لوگ یہاں اسمبلیوں میں بیٹھتے تھے یہ لوگ مارشل لاء کی پیداوار تھے اور مارشل لاء ہی نے انہیں اسمبلیوں میں بٹھایا اور آجبھی انہیں مارشل لاء ہی کا خواب آرہا ہے اور بار بار یہ مارشل لاء کا خواب دیکھتے ہیں انشاء اللہ تعالےٰ ان کا یہ خواب پورا نہیں ہو گا یہ جتنے مرضی خواب دیکھ لیں۔ جناب والا! میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں۔ میں نے صرف پارلیمانی نظام کی بات کی ہے -------

جناب سپیکر: شاہ صاحب! اب مہربانی سے وائنڈ اپ کیجیے۔

جناب محمد اکبر شاہ: جناب والا! سارے بیس منٹ تقریر کر رہے ہیں تو میں بھی بیس منٹ اپنی تقریر کروں گا۔

جناب سپیکر: آپ کے بیس منٹ ہو گئے ہیں۔ آپ کو اندازہ نہیں ہوا آپ کے بیس منٹ ہو گئے ہیں۔ مہربانی سے آپ جو ضروری بات کرنا چاہتے ہیں وہ کریں۔ آپ نے وعدہ کیا تھا کہ آپ بجٹ پر آئیں گے آپ تو بجٹ پر آ ہی نہیں رہے۔

جناب محمد اکبر شاہ: وہ تو میں نے کہہ دیا ہے کہ بجٹ تو ہم نے پاس کروانا ہی ہے چاہے کچھ بھی ہو۔ یہ چاہے غلط ہو یا صحیح ہو ہماری رولنگ پارٹی ہے اور اس نے اسے پاس کروانا ہی ہے۔ (قہقہہ)

لیکن کم از کم آواز تو ہو جناب والا! اور ہماری آواز تو سنی جائے۔ جناب والا! پچھلے دور میں جو بادشاہی نظام ہوتا تھا اس وقت صرف چند آدمیوں کی ایک ٹیم ہوتی تھی جو کام کرتی تھی لیکن اس میں نمائندے نہیں ہوتے۔ جناب والا! ہم لوگوں کی مجبوری یہ ہے کہ ہمارے پیچھے ایک لاکھ سے زیادہ عوام کی ایک ٹیم ہوتی ہے۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے فاضل ممبر کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے اپنی تقریر کے دوران کہا کہ ہم نے بجٹ پاس کرانا ہی کرانا ہے۔ آپ بات کرتے ہیں پارلیمانی جمہوریت' اور ان کا انداز تو مارشل لاء ڈکٹیٹر سے زیادہ سخت ہے کہ ہم نے کرانا ہی کرانا ہے آپ ذرا اس بات کی تصحیح فرما دیں۔ جناب سپیکر: یہ تو سٹائل کی بات ہے ناں! آفریدی صاحب۔ جب آپ بھی اپنا سٹائل دکھاتے ہیں تو اس سے بہت سی چیزیں دیکھنے والی ہوتی ہیں۔

میاں اظہر حسن ڈار: جناب والا! ہمارے شاہ صاحب جو کہتے ہیں کہ ہم نے پاس کروانا ہے وہ جمہوریت کی بات کرتے ہیں اور اپنی اکثریت کی بات کرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ جب ہاؤس میں بجٹ آئے گا اور چونکہ اس وقت اکثریت گورنمنٹ بنچز کی ہے تو اپوزیشن کے ووٹوں کے بغیر ہی ہم اسے اپنی اکثریت سے کامیاب کروالیں گے۔ ہم اسے پاس کروالیں گے۔

سید اکبر علی شاہ: جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ کسی دور میں شہنشاہوں اور بادشاہوں کی حکومت ہوتی تھی۔ اس میں صرف چند لوگوں کی ٹیم حکومت کرتی تھی۔ جو ان کے ساتھ ہوتی ہے۔ لیکن ان میں سے کسی کو مجبوری نہیں ہوتی۔ ہمیں افسوس یہ ہے کہ ہمیں مجبوری ہے کہ ہمارے پیچھے ایک ڈیڑھ لاکھ عوام لگے ہوئے ہیں۔ دن رات وہ ہم سے کام مانگتے ہیں۔ وہ ہمیں کہتے ہیں کہ بتاؤ آپ نے ہمارے لیے کیا کیا ہے۔ آپ حکومتی پارٹی میں ہیں تو ہم انہیں کیا جواب دے سکتے ہیں۔ یا تو پھر کوئی ایسا نظام بنائیں کہ ووٹ کام کیے بغیر خود بخود ہی مل جائیں۔

جناب سپیکر: آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

سید اکبر علی شاہ: ابھی میری تقریر کے دو منٹ باقی ہیں۔ میں دو منٹ میں بات ختم کرتا ہوں۔ جہاں تک میرے بجٹ پاس کرانے کے الفاظ کا تعلق ہے وہ میری اپنی رائے ہے کہ میرے دوست ہیں۔ ہم اکٹھی ٹیم ہیں' ہماری پارلیمانی پارٹی ہے۔ ہماری اپنی رائے ہے اس پہ وہ اعتراض نہیں کر سکتے اور نہ انہیں ایسا کرنے کا حق ہے۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے ہمارا قصور کیا ہے۔ ہمیں بتایا جائے یا تو پارلیمانی جمہوریت میں انصاف ہونا چاہیے۔ اکٹھے منصوبے بننے چاہییں۔ اگر ایسا نہیں ہوتا تو پارلیمانی جمہوریت کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ اس کا کوئی فائدہ نہیں رہتا۔ کم از کم ایک ٹیم یا ایک جماعت جو بنی ہوئی ہے وہ تو بیٹھ کے ایک مشورہ کرے۔ ان کی پالیسیوں پر ہمیں مشورہ دے۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری: انہوں نے تقریر میں اک بات کہی ہے چاہے ٹیپ چلا کے دیکھ لیں کہ بجٹ چاہے غلط ہو یا صحیح ہو ہم نے پاس کرانا ہی کرانا ہے۔ یعنی مطلب یہ ہے کہ غلط ہو یا صحیح ہو یہ بندھے ہوئے ہیں کہ انہوں نے پاس کرانا ہی

کرانا ہے۔ ان کا پھر کیا کردار ہے۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب' بات ختم کریں۔

سید اکبر علی شاہ، شکریہ جناب سپیکر! میں اپنی بات ختم کرتا ہوں۔ جناب والا!' میں پارلیمانی نظام پہ بات کرتے کرتے دور نکل گیا تھا۔ میرا کہنے کا مقصد یہ تھا کہ جو بھی حکومت آتی ہے وہ اپنے نمائندوں کو درست کرنے لگ جاتی ہے۔ بجائے اس کے کہ ان افسروں کو یا ان با اختیار افسران کو درست کرے اور عوام کے لاء اینڈ آرڈر کے مسائل یا دوسرے سلسلوں کو درست کر سکے اور طاقت سے حکومت کر سکے۔ پتا نہیں یہ اس نظامیں کیا خرابی ہے کہ وہ اپنے ہی نمائندوں کو درست کرنے لگ جاتی ہے۔ دوسرا جناب والا! لاء اینڈ آرڈر پہ بات ہو رہی تھی اور میرے فاضل بھائی نے کہا تھا کہ ہمارے ملک کا لاء اینڈ آرڈر بہت خراب ہو گیا ہے تو میں نے 1988ء سے 1993ء تک کے اخبارات پڑھے ہیں۔ وہ پڑھ کر دیکھ لیں۔ میرے خیال میں جتنے جرم اس دور میں ہوئے تھے آج اس سے آدھے ہیں۔ جہاں تک جرائم کا تعلق ہے وہ تو ہوتے ہی رہتے ہیں۔ ہر جگہ پہ جرائم ہوتے بھی ہیں اور اس کا تدارک بھی ہوتا رہتا ہے۔ میں صرف یہ عرض کرنی چاہتا ہوں۔ اپنی ٹیم اور اپنے لیڈران کرام سے یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ خدارا ہمیں درست کرنے کی بجائے بیوروکریسی کو درست کریں۔ ان آدمیوں کو درست کریں جو بیس بیس سال سے پاور فل بن کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ طاقتور بن کے بیٹھے ہوئے ہیں۔ جو کسی کی بات نہیں مانتے۔ ہم تو دس دس بیس بیس چکر لگاتے ہیں۔ ہمارے منسٹر بجائے اس کے کہ اپنے سیکرٹریوں کو یا اپنے عملہ کو درست کریں کہ کوئی شکایت نہ آئے وہ ہمیں ہی گائیڈ کرنے لگ جاتے ہیں کہ آپ ہی غلط کر رہے ہیں۔ میں یہ اپیل کرتا ہوں کہ خدارا کوئی ایسا آدمی ہے کہ جو ان کی طرف بھی دھیان دے اور انہیں لگام دے کہ وہ بھی بیٹھ کے عوام کی خدمت کریں۔ پچھلے سال سے میں حلفاً کہتا ہوں کہ کسی اے ایس آئی اور کسی سب انسپکٹر کو ہماری جماعت نے disturb نہیں کیا تو پھر ان سے لاء اینڈ آرڈر کیوں کنٹرول نہیں ہوتا۔ جو نہیں کر سکتے انہیں فوراً نکالیں وہ ان لوگوں کے رکھے ہوئے ہیں کہ جب میاں شہباز شریف کا کارڈ جاتا تھا تو فوراً اس پر عمل کرتے تھے۔ ابھی میں ایک مثال دیتا ہوں۔ میرے دوست بیٹھے ہوئے ہیں۔ ایک کنٹین کی میں نے

سفارش کی تھی اس پر ڈائریکٹر جنرل نے چھ ہزار ڈال دیا اور ایک کی انہوں نے سفارش کی تھی اس کو صرف ایک ہزار روپے ڈال کر کنٹین اس کے حق میں کر دی۔ جناب والا! یہ مثال ہے کہ حکومت میں رہتے ہوئے ہم سے یہ سلوک ہو رہا ہے۔ میں ان الفاظ کے ساتھ آپ سے اجازت چاہتا ہوں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: اب محمد منشاء بٹ صاحب خطاب فرمائیں گے۔

جناب محمد منشاء اللہ بٹ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ رب شرح لی صدری و یسرلی امری واحلل عقدۃ من السانی یفقہ قولی۔ تمام تعریفیں صرف خداوند تعالیٰ کے لیے جو تمام طاقتوں کا عزتوں کا اور رحمتوں کا مالک ہے اور جس کے حکم کے بغیر اس کائنات میں ایک پتا بھی حرکت نہیں کر سکتا۔ لاکھوں کروڑوں درود و سلام اپنے آقا اپنے ہادی' اپنے مرشد میری روح ان پہ فدا ہو۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔ جناب سپیکر! شکریہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ جب کسی بھی بجٹ کا جائزہ لینے کے لیے یہ دیکھنا ہوتا ہے کہ عام آدمی پر اس کے کیا اثرات ہوتے ہیں۔ میں نہایت افسوس سے یہ گزارش کروں گا کہ جب اس پیمانے پر اس بجٹ کا جائزہ لیا جائے تو عام آدمی کی مشکلات میں اضافہ ہوا ہے۔ جناب سپیکر! ایسے محسوس ہوتا ہے کہ حکومت کے پاس کام کرنے کا کوئی ایجنڈا نہ ہے اور کام صرف یہ ہے کہ نواز شریف کی حکومت کے دور میں جو منصوبے شروع کیے گئے انہیں ختم کیا جائے۔ حالانکہ طرز عمل یہ ہونا چاہیے کہ وہ منصوبے جو ملک اور قوم کے مفاد میں ہوں' خواہ کسی نے شروع کیے ہوں انہیں جاری رکھا جائے اور آگے بڑھایا جائے۔ محترم سپیکر صاحب! جو لوگ اس ملک اور اس قوم سے مخلص ہیں اور جو اس کی تعمیر و ترقی چاہتے ہیں جو اس کی مضبوطی چاہتے ہیں۔ جو لوگوں کا درد محسوس کرتے ہیں وہ لوگوں کے دلوں میں بستے ہیں۔ ان کے دلوں پر راج کرتے ہیں۔ تاریخ اور وقت بتائے گا کہ یہ جو منصوبے ختم کیے گئے ہیں وہ اس ملک اور قوم کے لیے آئندہ آنے والی نسلوں کے لیے کتنے اہم تھے اور کتنے ہی فائدہ مند۔ محترم سپیکر صاحب! زیر بحث بجٹ میں لاء اینڈ آرڈر کی مد میں 488 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے لیکن اس معزز ایوان کے تمام اراکین لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال کو اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ کسی شخص کی جان و مال اور عزت محفوظ نہیں ہے۔ رقم بڑھانے سے یہ مسئلہ حل نہیں ہو گا۔ اس سسٹم کو تبدیل

کرنا پڑے گا۔ اسے درست کرنے کے لیے ہمیں نظام کو بدلنا پڑے گا اور ہمیں کفایت شعاری کو اپنا شعار بنانا ہو گا۔ ہمیں پہلے سے مفلوک الحال عوام سے آئے دن قربانیاں مانگنے کی بجائے اپنے پاؤں دیکھ کر چادر میں ڈالنے ہوں گے اور جناب سپیکر! جب تک ہم غیر ترقیاتی اخراجات کو کم از کم سطح پر نہیں لائیں گے ہمارے debt servicing کے اخراجات جو موجودہ بجٹ میں 1270 کروڑ روپے سے تجاوز کر گئے ہیں بڑھتے ہی جائیں گے۔ تعمیر پنجاب میں کم انکم ہاؤسنگ، صحت، سوشل ویلفیئر اور مین پاور ٹریننگ کے لیے مختص کیے گئے وسائل میرے اندازے سے بہت ہی کم ہیں۔ انہیں بہت زیادہ ہونا چاہیے تھا اور محترم یہ جو 267 کروڑ روپے ڈویلپمنٹ کے نام پہ رکھے گئے ہیں ان کا ہیڈ میرے نزدیک صرف اور صرف ہارس ٹریڈنگ ہے۔ کیونکہ یہ صرف اس کے لیے استعمال ہوں گے۔ جناب سپیکر! اگر آپ تمام بجٹ کا مطالعہ کریں جو عام آدمی کی زندگی پر اثر انداز ہوتا ہے تو آپ کو سوائے مہنگائی کے کچھ اور کوئی چیز نظر نہیں آئے گی۔ آپ سیلز ٹیکس کو لے لیں، دوسرے ٹیکسز کو لے لیں، لوگوں کے لیے ضروریات زندگی مہیا کرنا، حاصل کرنا بہت زیادہ مشکل ہو جائے گا۔ میرے نزدیک یہ بجٹ نہ رفاہی ہے، نہ فلاحی ہے نہ ترقیاتی ہے اور بڑے افسوس سے کہہ رہا ہوں کہ نہ ہی یہ اسلامی ہے۔

جناب سپیکر! اب میں آپ سے اپنے حلقہ انتخاب کے بارے میں چند گذارشات کرنے کی اجازت چاہوں گا۔ میرا حلقہ انتخاب شہر اقبال، سیالکوٹ ہے ----

جناب محمد ریاض ستی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی فرمائیے۔

جناب محمد ریاض ستی: جناب والا! معزز رکن جو تقریر کر رہے ہیں یہ ساری تقریر اوپر سے پڑھ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، ایسا نہیں ہے۔ میں اس کو تسلیم نہیں کرتا۔ وہ صرف نوٹس consult کر رہے ہیں اور آپ توجہ دیں، وہ بہت اچھا بول رہے ہیں۔

جناب محمد منشاء اللہ بٹ: جناب سپیکر! میرا شہر، شہر اقبال ہے اور میرا حلقہ شہر اور چند مضافات جو اس کے ساتھ ملحق ہیں پر مشتمل ہے۔ جہاں یہ شہر، شہر اقبال کہلواتا ہے

وہاں میرے شہر کے لاکھوں فرزند پاکستان کا نام روشن کرنے کے لیے دنیا کے کونے کونے میں محوِ خرام رہتے ہیں اور اپنے ہاتھوں سے چھوٹی چھوٹی اشیاء بنا کر تمام دنیا میں export کر کے تقریباً 14 ارب روپے کا سالانہ زرمبادلہ حکومت پاکستان کو مہیا کرتے ہیں۔ لیکن میں نہایت افسوس سے یہ گزارش کر رہا ہوں کہ موجودہ بجٹ میں ہمارے شہر کو، میرے حلقہ انتخاب کو بالکل یکسر نظر انداز کیا گیا ہے۔ اس سے قبل جو ترقیاتی فنڈز دیے گئے تھے، ان کا جو حشر ہوا وہ آپ کو معلوم ہے۔ اسی ہاؤس میں آپ کی موجودگی میں وزیر قانون نے جو وعدہ کیا تھا وہ وعدہ آج تک ایفا نہیں ہو سکا۔ یہ ایک تاریخ رہے گی۔ اس اسمبلی کی تاریخ رہے گی کہ وزیر قانون نے آپ کی موجودگی میں یہ ارشاد فرمایا کہ جو ترقیاتی فنڈز ہیں وہ دیے جائیں گے لیکن وہ فنڈز آج تک نہیں ملے ۔ اور اب جو بجٹ آئندہ 95-1994ء کا آ رہا ہے اس میں بھی ہمارے شہر کو نظرانداز کیا گیا ہے۔ حالانکہ پچھلے سیلاب میں ہمارے شہر کی سڑکیں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گئیں سیوریج کا نظام، نکاسی آب کا نظام درہم برہم ہو گیا۔ میرے دیہاتوں میں کچی گلیاں اور کچی سڑکیں موجود ہیں۔ میرے عوام کا، پاکستان کے شہریوں کا یہ حق بنتا ہے کہ موجودہ حکومت انہیں بنیادی ضروریات زندگی مہیا کرے اور حق دار کو اس کا حق ملنا چاہیے۔ یہی اسلامی تعلیمات ہیں اور یہی جمہوریت کا نچوڑ ہے۔ ہم جب بھی بجٹ بناتے ہیں اپنے مسائل اور اپنے وسائل کو دیکھنے کی بجائے ہم لوگ صرف اور صرف بیرونی آقاؤں کو خوش کرنے کی خاطر بجٹ بناتے ہیں اور اسی سمت میں کام کرتے ہیں۔ حالانکہ ہمارے تمام مسائل کا حل، ہمارے تمام دکھوں کا مداوا صرف اور صرف خداوند تعالیٰ کے قانون میں ہے۔

پھونک ڈالو یہ زمین و آسمان مستعار
اور خاکستر سے آپ اپنا جہاں پیدا کرو

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! جب ہم کملی والے (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نظام اس ملک میں لائیں گے، جب ہم خداوند تعالیٰ کا قانون اس ملک میں لائیں گے، جب ہم اپنے تمام قوانین کو اسلام کے تابع بنائیں گے، اس کے مطابق بنائیں گے تو پھر ایک لمحہ ایسا آئے گا کہ آپ کی امن و امان کی صورت حال بھی ٹھیک ہو گی۔ آپ کی تعلیم، صحت اور انتظامیہ انشاء

اللہ تعالیٰ اس وقت ہی ٹھیک ہوں گی جب ہم خداوند تعالیٰ کا قانون اس معاشرے کے اندر، اپنے ملک کے اندر نافذ کریں گے اور ایک ایسا وقت آتا ہے کہ آسمان سے صدا آتی ہے" سلامٌ قولٌ مِن الربِ الرّحِیم " یہ دنیا جو جہنم کا نمونہ بنی ہوئی ہے پھر فردوس بریں میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ جناب سپیکر ! کاش ہمارے یہ تمام نمائندگان اس سمت سفر کا آغاز کریں جو خدا اور اس کے رسول(صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف جاتی ہے۔ جو ہمیں یتیموں اور بے آسرا لوگوں کے سروں پر ہاتھ رکھنا سکھاتی ہے۔ جو ہمیں بیوگان اور بزرگان کی خدمت کرنا سکھاتی ہے۔ جو ہمیں کفایت شعاری اور خود انحصاری کا سبق دیتی ہے۔ میاں محمد نواز شریف اسی سمت بڑھ رہا تھا اور یقین جانیے کہ ہم سب کے لیے آخرت اور دنیا کی فلاح صرف اور صرف اسی سمت کے اندر موجود ہے۔ پاکستان کا ہر شہری، ہر بچہ، ہر شخص روزانہ یہ دعا کرتا ہے، یہ تمنا کرتا ہے، یہ آرزو کرتا ہے کہ۔

کبھی اے حقیقتِ منتظر نظر آ لباس مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں میری جبین نیاز میں

شکریہ جناب سپیکر۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: محترم گل نواز وڑائچ صاحب۔

جناب گل نواز خان وڑائچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر ! سب سے پہلے میں آپ کا انتہائی درجہ مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا کہ میں اپنے خیالات کا اظہار کر سکوں۔ لیکن مجھے ایک افسوس ہے کہ یہ عرض داشت، یہ واقعات، یہ مظالم جس آدمی کو میں نے سنانے تھے وہ غائب ہے۔ اگر وہ اس وقت موجود ہوتا تو مجھے زیادہ خوشی ہوتی تاکہ یہ سب کچھ سن کر اس کے دل میں رحم آتا۔ جناب سپیکر! مجھے سمجھ نہیں آتی کہ میں ان کے لیے کیا الفاظ استعمال کروں۔

جناب سپیکر: آپ اچھے الفاظ استعمال کیجیے۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: میں اچھے الفاظ ہی استعمال کروں گا۔ میں تابع دار آدمی ہوں، بڑا خادم آدمی ہوں۔ میں نے جب بھی کی ہے خدمت ہی کی ہے۔ میں کیا عرض

کروں کیوں کہ میں سوچ رہا ہوں کہ وہ اپوزیشن لیڈر نہیں ہیں لیکن وہ اپوزیشن لیڈر کی کرسی پر آپ کی نوازش سے بیٹھ گئے ہیں تو میں ان کے لیے کیا الفاظ استعمال کروں آیا وہ اپوزیشن لیڈر ہیں یا وہ خود ساختہ اپوزیشن لیڈر ہیں؟

جناب سپیکر: آپ قائم مقام اپوزیشن لیڈر ہیں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب والا! قائم مقام تو تب ہوں گے جب انھوں نے قائم کیا ہو۔ قائم تو کسی نے کیا ہی نہیں ہے وہ تو خود ہی بیٹھے ہیں۔ انہیں شہباز شریف صاحب نے قائم تو کیا ہی نہیں ہے۔

میاں عبدالستار: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میاں عبدالستار صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

میاں عبدالستار: جناب سپیکر! گل نواز وڑائچ صاحب 1985ء میں بھی اسی اسمبلی کے ممبر رہے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کی باتوں سے خوشبو آنی چاہیے۔ اگر کوئی اختلاف کی بات انھوں نے کرنی ہے تو وہ بھی اچھے انداز سے کرنی چاہیے۔ چودھری پرویز الٰہی صاحب ہمارے قائد ہیں' وہ ہمارے قائم مقام اپوزیشن لیڈر ہیں۔ ان کے بارے میں اگر وڑائچ صاحب نے کوئی مخالفت کی بات بھی کرنی ہے تو وہ بھی اچھے انداز میں ہونی چاہیے۔ یہ ان کا جو طرز تکلم ہے یہ ٹھیک نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! ابھی گل نواز وڑائچ صاحب نے کوئی ایسی نازیبا بات نہیں کی۔ ہمیں امید رکھنی چاہیے۔ انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ وہ اچھے الفاظ میں بات کریں گے۔

جناب گل نواز وڑائچ: جناب والا! میرے محترم' میرے قابل احترام بھائی چودھری پرویز الٰہی صاحب میرے ضلع کے لیڈر ہیں اور جتنا انہیں میں جانتا ہوں آپ نہیں جانتے۔ جتنے انہوں نے ضلع گجرات میں مظالم کیے ہیں۔ اب اگر وہ ہوتے اور میں بتاتا تو ان کو سنکر آپ کے بال بالکل ہی ختم ہو جاتے۔ میرے بھائی میاں عبدالستار صاحب ان کی صفائی میرے سامنے نہ دیں۔ میں ان کا تابعدار ہوں۔ میں تو انہیں سمجھاتا ہوں کہ آپ خدا کے حضور میں کیا جواب دیں گے؟ میں مختصراً عرض کروں گا کیونکہ آپ نے مجھے وقت بہت

کم دیا ہے ۔ پہلی بات تو میں نے چودھری صاحب سے متعلق کی۔ اب یہ جو نواز شریف صاحب ہیں' میاں صاحب ہیں یہ میرے بڑے محترم تھے۔ میں ابھی تک ان کا احترام کرتا ہوں۔ ان کی شرافت کا ان کی مسکراہٹ کا۔ ان کے بارے میں چودھری صاحب نے جو کچھ فرمایا' جیسے مداح سرائی کی۔ یہ سب کچھ سن کر 88-1985ء کے تمام واقعات میری آنکھوں کے سامنے آ گئے۔ یہ وہی نواز شریف تھے جن کی جیپ انھوں نے کندھوں پر اٹھا کر اپنی کوٹھی میں ڈولی کی حیثیت میں ڈالی اور ٹھیک پندرہ دن بعد وہ اپوزیشن کے لیڈر بن گئے اور کہنے لگے کہ میں وزیر اعلیٰ بنوں گا' مجھے تمام نے بنا کر بھیجا ہے تو میں نے اس وقت کہا کہ میرے بھائی یہ نواز شریف' شریف آدمی ہے' ہمارا ان سے کوئی اختلاف نہیں ہے------

جناب ارشد عمران سلہری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی فرمائیے۔

جناب ارشد عمران سلہری: جناب سپیکر ا گل نواز وڑائچ صاحب کو چاہیے کہ وہ بجٹ پر بات کریں اور بجٹ جو ہے وہ چودھری پرویز الٰہی یا گجرات کا ضلع نہیں ہے۔ لہذا وڑائچ صاحب اس بجٹ پر بات کریں جو پیش کیا گیا ہے۔

چودھری محمد ریاض: پوائنٹ آف آرڈر' جناب والا! جس وقت میاں نواز شریف صاحب کی جیپ چودھری پرویز الٰہی صاحب نے اٹھائی اس وقت چودھری گل نواز صاحب نے بھی کندھا دیا ہوا تھا اور اسی ہاؤس میں 85 سے لے کر یہ بھی میاں نواز شریف صاحب کے گیت اس طرح گایا کرتے تھے جس طرح میں نہیں کہتا کہ کون گاتے ہیں۔ اب وہ پرویز الٰہی صاحب کی بات کر رہے ہیں---

جناب سپیکر: وہ تو اب بھی ان کے گیت گا رہے ہیں وہ ان کی تعریف کر رہے ہیں۔

چودھری محمد ریاض: کیا وہ چودھری صاحب کی تعریف کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: نہیں' میاں نواز شریف صاحب کی تعریف کر رہے ہیں۔ آپ تسلی رکھیں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب والا! میں خدا کو حاضر ناظر کر کے کہتا ہوں کہ میں

نے کندھا نہیں دیا تھا۔ مجھے پتا تھا کہ چند دن کے بعد یہی نواز شریف اور پرویز الٰہی آپس میں دشمن ہوں گے اور ان کا اختلاف ہو گا۔ اب بھی اللہ کے فضل سے بڑی جلدی اختلاف ہو گا کیونکہ دونوں آدمی ایسے ہیں جو اقتدار چاہتے ہیں۔ جب دونوں آدمی اقتدار چاہتے ہوں تو کبھی اکٹھے نہیں رہتے۔ میں نے نواز شریف صاحب کی بہت خدمت کی۔ مجھے یہاں وہ الفاظ دہرانا پڑتے ہیں۔ پرویز الٰہی صاحب میرے عزیز تھے۔ میں نے کہا کہ یہ اصول نہیں ہے کہ ہم نواز شریف صاحب کو چھوڑ دیں۔ یہ واقع مجھے سنانا پڑتا ہے۔ نواز شریف صاحب نے مجھے اقبال ٹاؤن میں ایک پلاٹ دیا۔ نواز شریف صاحب نے مجھے فلور مل کی منظوری دی اور خدا کے فضل سے میں نے نہ پلاٹ لیا اور نہ ہی مل لی۔ (نعرہ ہائے تحسین) میں وہ دوست نہیں ہوں اور یہ وہ دوست ہیں جو بنک لوٹتے ہیں۔ یہ وہ دوست ہیں جو ملیں لوٹتے ہیں۔ یہ وہ دوست ہیں جو سڑکوں کی اور ییلو کیب کی کمیشنیں لیتے ہیں۔ خدا کے فضل سے میں وہ دوست ہوں جو دوست کی عزت کرتا ہوں اور اس کی عزت بڑھاتا ہوں۔ میرے بھائی، نواز شریف صاحب میرے بڑے محترم ہیں، میں تمام حزب اختلاف والوں کو دست بستہ عرض کرتا ہوں کہ خدا کے لیے ان کی اتنی مداح سرائی نہ کریں۔ وہ وفادار نہیں ہیں۔ جتنی مار میں نے کھائی ہے کوئی نہیں کھا سکتا۔ قتل کا کیس برداشت کیا اور اڑھائی سال بعد میرا کیس سپیشل کورٹ میں گیا ہر عدالت کہتی تھی کہ یہ کیس سچا نہیں ہے۔ نواز شریف صاحب نے بطور وزیر اعظم خصوصی اختیارات استعمال کرتے ہوئے میرا کیس اڑھائی سال بعد سپیشل کورٹ میں بھیجا اور ابھی چل رہا۔ خدا کے فضل سے اس میں تمام گواہ بیٹھ گئے ہیں۔ کسی سے سفارش نہیں کرائی۔ میں وہ بات نہیں کہتا جو نواز شریف صاحب نے مجھے بلا کر کہی کیونکہ یہ میرے اور ان کے درمیان تھی۔ یہ میری خودداری ہے اور جب تک میں زندہ ہوں انشاء اللہ وہ خود داری قائم رہے گی۔ مجھے دنیا کی کوئی طاقت نہیں خرید سکتی یہ واقعات ہیں۔ جناب والا! پرویز الٰہی صاحب نے بڑے اعتراضات کیے ہیں۔ میں ان کے بارے میں بڑے مختصر انداز میں بیان کرتا ہوں کہ وہ میرے بھائی ہیں، میرے بزرگ ہیں۔ انھوں نے نیشنل کوآپریٹو فنانس کارپوریشن کو تین دفعہ لوٹا ہے۔ پہلے اس سے کروڑ ہا روپیہ قرض لیا۔ ذرا یہ ٹھنڈے دل سے سنیں یہ وہ باتیں ہیں جن پر

آپ کو بھی احساس کرنا ہو گا۔۔۔۔

شیخ محمد انور سعید: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! اس سے قبل بھی بہت ساری باتیں ہو چکی ہیں اور اس بارے میں کہا جا چکا ہے کہ اس ہاؤس کو چلانا ہے۔ ہم بار بار پوائنٹ آف آرڈر کر کے disturb نہیں کرنا چاہتے لیکن یہ جو بحث ہو رہی ہے۔ یہ بجٹ کے بارے میں ہے اس کے اعداد و شمار کے بارے میں ہے یہ ایک اہم اجلاس ہے۔ یہ بجٹ کے بارے میں اس کی اچھائی یا برائی اور اس کے جو تخمینہ جات ہیں اس کے بارے میں بیان کریں۔ چودھری پرویز الٰہی کوئی بجٹ نہیں ہے۔ کوآپریٹو سیکنڈل کوئی بجٹ نہیں ہے۔ میاں نواز شریف کوئی بجٹ نہیں ہے۔ اگر بجٹ کے حوالے سے ان کو درمیان میں لاتے تو بجٹ کی بات کرتے ہوئے لائیں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ نے پرویز الٰہی صاحب کی تقریر سنی تھی۔ اس میں کس کس شخص کا ذکر نہیں آیا۔ میری بات سنیے کہ سیاستدان جب بجٹ پر بات کرتا ہے تو وہ بھی سیاست کے حوالے سے کرتا ہے۔ سیاستدان تو جب بھی بات کرے گا آپ میری بات سنیے ناں۔ حوالے آ جاتے ہیں حوالے تاریخ کے بھی آ جاتے ہیں ماضی کے بھی آ جاتے ہیں حال کے بھی آ جاتے ہیں۔ اشخاص کے بھی آ جاتے ہیں۔ اپنی جماعت والوں کے بھی آ جاتے ہیں۔ مخالفوں کے بھی آ جاتے ہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ irrelevant ہوں۔ اگر irrelevant ہوں گے تو میں بیٹھا ہوں میں اسے irrelevant قرار دے دوں گا۔ آپ ذرا تحمل سے ان کی بات سنیں۔

شیخ محمد انور سعید: جناب والا! بجٹ اجلاس ہو رہا ہے اور وہ پرویز الٰہی پر بات کر رہے ہیں وہ ابھی بجٹ پر نہیں آئے۔

جناب سپیکر: یہاں پر آپ جتنی تقریریں سنیں گے آدھی تقریر کرنے کے بعد مقرر صاحب فرمائیں گے کہ اب میں بجٹ کی طرف آتا ہوں۔ یہاں پر یہ سب کا ایک طریقہ بنا ہوا ہے یہ چل رہا ہے تھوڑا سا تحمل کیجیے۔ میں وڑائچ صاحب سے بھی گزارش کروں گا کہ جنھیں آپ اپنا دوست بھی کہتے ہیں جنھیں آپ اپنا بزرگ بھی کہتے ہیں حالانکہ بزرگ آپ لگتے ہیں وہ آپ کے برخوردار لگتے ہیں۔ لیکن جنھیں آپ اپنا بزرگ بھی کہتے ہیں تو

پھر ان کے بارے میں ثبوت بھی دیجیے کہ آپ انھیں بزرگ سمجھتے ہیں۔ ذرا تھوڑا سا نرم چلیے۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب والا! بزرگ وہ ہوتا ہے جو زیادہ کاری گر ہو۔ میں کاری گر نہیں ہوں کبھی لوٹا نہیں بنا۔ کبھی کھایا نہیں تو اس لیے میں بزرگ نہیں ہوں۔ بزرگ وہ ہے جو کاری گر ہو تو میں محترم دوست کو عرض کروں کہ میں آپ کا پیغام پہنچا دوں گا کہ مجھے پرویز الٰہی کے خلاف کہنے سے آپ نے روکا۔ خدا کے لیے میری بات تو سنیں آپ کے فائدے کی ہے۔ کیا آپ نے پرویز الٰہی کی تقریر سنی ہے انھوں نے تو اپنی تقریر میں ہماری دھجیاں اڑا دی تھیں۔ جناب والا! میں ایک واقعہ سناتا ہوں کہ پرویز الٰہی نے تین دفعہ فنانس کارپوریشن کو لوٹا۔ پہلے کروڑ ہا روپے قرض لیے۔ جب وہ دیوالیہ ہو گئی اور اس کارپوریشن میں جن لوگوں کے پیسے تھے ان لوگوں کو اپنے اثر و رسوخ سے کہا کہ ہمیں invoices دے دو ہم آپ کو پیسے دے دیں گے۔ یہ بنک تو دیوالیہ ہو چکا ہے۔ آپ کو کچھ نہیں ملے گا اور لوگوں سے کروڑ ہا روپے لے کر بنک کو invoices دیں اس طرح اپنا قرض بھی اتار لیا اور بنک کے جو پراجیکٹ تھے ان پر بھی قبضہ کر لیا۔ اس بات پر بھی خوش نہ ہوئے۔ پھر گورنمنٹ نے عوام کو چیک دیے اور کہا کہ تمہیں لاکھ لاکھ روپے کے چیک دیتے ہیں جا کر کیش کراؤ اور اپنا قرض واپس لے لو۔ ان بے چاروں کو پنجاب بنک میں بھیجا تو پنجاب بنک والوں نے کہا کہ بھائی پیسے تو ہم نہیں دیں گے' اکاؤنٹ کھولو۔ انھوں نے کہا کہ ہمارا اکاؤنٹ تو ادھر بھی ہے یہاں پر اکاؤنٹ کیوں کھولیں تو جب وہ بنک سے واپس آئے تو چودھری صاحبان کے دلال مل پڑے اور کہنے لگے کہ لاکھ کا چالیس ہزار لینا ہے اور ہر چیک چالیس ہزار کا خریدا۔ معاف کرنا یہ پنجاب میں ہوا ہے اور میں پنجاب کے متعلق عرض کر رہا ہوں۔ میں اسی کے متعلق پنجابی میں ایک واقعہ آپ کو سناتا ہوں۔ غصہ نہ کرنا میں واقعات بتا رہا ہوں اور میں مظلوم ہوں اور خدا کے فضل سے میں جرأت والا ہوں اور اللہ سے مانگتا ہوں۔ کسی سے امداد نہیں چاہتا لیکن خدا کے فضل سے کسی سے ڈرتا بھی نہیں۔ میں مظلوم اس شکل میں ہوں کہ انھوں نے میرے ساتھ بڑے ظلم کیے اور میں ایسے کھڑا ہوں جیسے چٹان

ہو۔ خدا کی قسم جب تک زندہ ہوں چٹان کی طرح کھڑا رہوں گا۔ میں تھانے گیا۔۔۔۔

رانا محمد اقبال خان: جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتا ہوں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: رانا صاحب تہاڈے والد صاحب وی انجیں کردے سن تسیں بہہ جاؤ تے میری عرض سن لو۔

رانا محمد اقبال خان: جناب سپیکر! ہم چودھری صاحب کا بڑا احترام کرتے ہیں۔ ہمارے بزرگ ہیں۔ پرانے پارلیمنٹیرین ہیں۔ تھوڑا سا اعتراض اس بات پر ہے کہ بات سمجھ نہیں آ رہی۔ میرے خیال میں ان کا مائیک بند ہے۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: میں تمام باتیں لکھ کر آپ کو بھیج دوں گا۔

رانا محمد اقبال خان: محسوس نہ کیجیے میں آپ کا بہت احترام کرتا ہوں آپ میرے بزرگ ہیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! چودھری صاحب اتنے جوش و خروش سے سب کچھ کہہ رہے ہیں یوں لگتا ہے کہ آپ کو یہ ساری باتیں اتنی اچھی لگ رہی ہیں کہ آپ انھیں دوبارہ سننا چاہتے ہیں (قہقہے) میرا تو خیال تھا کہ ایک دفعہ ہی کافی ہے اور ان کو موقع دیا ہے شاید وہ آگے بڑھ جائیں اور بجٹ پر آجائیں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب والا! اب میں بجٹ کی طرف ہی آتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی بجٹ پر آجائیے آپ کا تھوڑا سا وقت رہ گیا ہے۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: لیکن جناب والا! میں یہ قصہ عرض کر لوں۔ میں رانا صاحب سے عرض کروں کہ ان کے والد صاحب میرے بڑے ہی محترم تھے ہم آپس میں بڑے دوست تھے۔

رانا محمد اقبال خان: چودھری صاحب میں بھی آپ کا بڑا احترام کرتا ہوں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: بڑی نوازش ہے اچھے خاندانوں کا یہی شیوہ ہوتا ہے۔ عرض یہ ہے کہ میں تھانے گیا تے تھانیدار اک بندے نوں مارے پیا میں کہیا کہ ایہنوں کیوں مارناں ایں تے اس نے کہیا کہ جدوں دا میں تھانیدار بنیاں میں ایس نوں پنجویں

واریں جیب کتر دیاں پھڑیا اسے تے میں اینوں آکھیا سی کہ جدن تائیں میں اتھے ہاں جیب نہ کتریا کرتے اج اینوں پنجویں واریں پھڑیا اسے تے میں سمجھیا کہ سپاہی مار دے نہیں میں آپے ای مارن لگاساں تا کہ جیب نہ کترے تے میں کہیا کہ پھر ہن تے اس نے کہیا کہ میں ہن قسم پائی اسے کہ ایس نوں نہیں مارنا میں کہیا کہ کیوں تے اس نے کہیا کہ ماردیاں ماردیاں اوہ میری جیب کتر گیا اسے اور اوہدا کرتا کتریا ہویا سی۔ جناب والا! اسے طرح پبلک ساڈی روندی اسے پئی بنک ساڈا پیسہ کھا گیا۔ لیکن او لوک رولا پاندے رہے تے اسے جیب کتر گئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا آپ ٹھنڈے دل سے سوچیں۔ میں اب تعلیم کی طرف آتا ہوں۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ جب بھی بجٹ کا اعلان ہوتا ہے مارکیٹ میں ہر چیز مہنگی ہو جاتی ہے۔ آپ ایمانداری سے فیصلہ کریں اس بجٹ کے بعد کسی چیز کی قیمت ایک دم نہیں بڑھی۔ کسی کو کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ اگر سیلز ٹیکس لگا بھی ہے تو ان لوگوں پر لگا ہے جو انچیزوں کو خریدنے کی استطاعت رکھتے ہیں۔ اس لحاظ سے یہ بجٹ ایک بہترین بجٹ ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس طرح آہستہ آہستہ چیزوں کا ریٹ کم بھی ہو جائے گا اور اگر سیلز ٹیکس کوئی دے گا بھی تو تھوڑا تھوڑا دے گا اس طرح گورنمنٹ کی ایک طرح سے امداد بھی ہو جائے گی۔ غریب آدمیوں کے لئے اچھے منصوبے بن جائیں گے۔ میرے ایک دوست فرما رہے ہیں کہ ہم ٹریڈرز کو قابو کریں گے۔ میں کہتا ہوں کہ ٹریڈرز کسی سے قابو ہوتے ہیں؛ وہ تو کوئی موٹر وے بنا لے گا سیلو کیپ سکیم شروع کرے گا۔ اس میں سے بھی کروڑوں روپے کمشن لے لے گا۔ اس کو آپ کیسے پکڑ سکتے ہیں؛ وہ تو باہر کے ملکوں سے کمشن لے لے گا۔

جناب والا! بے روزگاری کے لئے بے نظیر بھٹو صاحبہ اور میاں منظور احمد وٹو صاحب نے جو یہ قدم اٹھایا ہے کہ ایک تو پرائمری تک تعلیم کو لازمی کر دیا جائے۔ اس طرح ایک طرف تو لوگوں کو روزگار ملے گا دوسری طرف ملک میں تعلیم عام ہو گی تیسرا جب بچہ سکول جائے گا تو لازمی طور والدین اس کا خیال رکھیں گے اس کو کپڑے پہنائیں گے اور صاف ستھرا رکھیں گے۔ اس کے علاوہ انہوں نے جو انگریزی تعلیم لازمی

کی ہے یہ بھی ایک بہت اچھا اقدام ہے۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ اکثر دیہاتوں کے نوجوان مقابلے کے امتحان میں رہ جاتے ہیں اور شہروں کے نوجوان اعلیٰ پوسٹوں پر تعینات ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ مقابلے کے امتحان میں انگریزی کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ دیہاتوں کے بچے انگریزی تعلیم چھٹی جماعت سے جا کر شروع کرتے ہیں لہذا ان کی انگریزی کمزور رہ جاتی ہے۔ اس لئے میں یہ کہوں گا کہ حکومت نے یہ ایک انتہائی اچھا قدم اٹھایا ہے اور ہم پر احسان کیا ہے۔ میری آپ سے یہ بھی گزارش ہے کہ جو بات صحیح ہو اسے آپ صحیح کہو اور مخالفت برائے مخالفت نہ کرو اور ہر وقت واک آؤٹ کرنے کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہے اور میاں نواز شریف صاحب وفادار بھی نہیں ہیں۔ میں نے ان کے ساتھ بڑی دوستی نبھائی ہے لیکن ان سے وفا نہیں مل سکی بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ کوئی کاروباری آدمی وفادار ہو ہی نہیں سکتا....

جناب سپیکر: وڑائچ صاحب پانچ منٹ زیادہ ہو گئے ہیں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب والا! میں دو تین باتیں کرکے اپنی بات ختم کرتا ہوں۔

سید ظفر علی شاہ: point of objection جناب والا! میرے فاضل دوست جوش خطابت میں جو کچھ کہہ گئے ہیں اس طرح سے کسی طبقے پر اور وہ بھی اس کا نام لے کر یہ کہنا کہ تاجر طبقے میں تو وفا ہو ہی نہیں سکتی یہ مناسب نہیں ہے۔ اجتماعی طور پر قوم کے ایک طبقے کو کھڑے کھڑے اس طرح سے condemn کر دینا مناسب نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میں نے پہلے بھی جس دن شہروں کی بات ہو رہی تھی کہا تھا اسی طرح میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس بات کی احتیاط کرنی چاہیے۔ زندگی کے تمام شعبوں میں بہت اچھے لوگ موجود ہیں میں ہمیشہ اس بات سے اختلاف کرتا رہا ہوں جب لوگ یہ کہتے ہیں کہ زیادہ تر لوگ خراب ہو گئے ہیں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ مخلوق خدا کی اکثریت اچھی ہوتی ہے اور اسی لئے زبان خلق کو نقارہ خدا سمجھا جاتا ہے۔ اس لئے احتیاط کرنی چاہیے لوگوں کو برا کہتے وقت صوفیائے کرام کا بزرگان دین کا طریقہ کار کہ انسان کے خیر کو آواز دیتے تھے اور برے کے اندر سے بھی اچھائی کو باہر نکال کر لے آتے تھے۔ ہمیں اچھوں کو برا

کہنا چھوڑ دینا چاہیے۔ ہمارے ہاں یہ ایک رواج بن گیا ہے اور ہمارے علمائے کرام بھی اس روش پر چل نکلے ہیں کہ ایک دوسرے کو کافر قرار دینے کی ایک روش پڑ گئی ہے۔ ہم ایک اچھے بھلے مسلمان کو کافر قرار دینے کے راستے پر چل پڑے ہیں۔ اسی طرح اپنے معاشرے کے بڑے بڑے طبقات کے بارے میں ہم بڑے sweeping قسم کے statementsدیتے ہیں۔ ازراہ کرم میری اراکین اسمبلی سے دردمندانہ گزارش ہے کہ اپنی statements میں احتیاط کا دامن ملحوظ رکھا کریں اور میں جناب وڑائچ صاحب کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ خود اس بارے میں اپنا statementتبدیل کر لیں۔ ایک طبقے کے بارے میں، تمام تاجروں کے بارے میں یہ کہنا درست نہیں ہے۔ تجارت اسلام میں بہت افضل ہے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم خود تجارت کرتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تجارت کرتے تھے۔ تجارت کے بارے میں اس طرح کا رویہ اختیار کرنا میں سمجھتا ہوں کہ آپ خود پسند کریں گے کہ آپ اپنی statement میں مناسب تبدیلی کریں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب والا! تجارت کا تو ملک سے بھی بڑا تعلق ہے وہ ملک ترقی نہیں کر سکتا جب تک تجارت ترقی نہ کرے۔

سید ظفر علی شاہ: جناب والا! پہلے وہ اپنے الفاظ تو واپس لیں وہ تو وضاحت فرما رہے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، اب تو وہ تجارت کے حامی ہو گئے ہیں۔

ایک آواز: پارٹیاں تبدیل کرتے ہیں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب! پارٹی تبدیل کرنے والا میں نہیں۔ وکیل ای اے کم کردے ہیں۔

سید ظفر علی شاہ: جناب والا! پہلے تاجروں کی بات ہو رہی تھی اور اب یہ وکیلوں کو بھی پڑ گئے ہیں۔ یک نہ شد دو شد

چودھری گل نواز خان وڑائچ: آپ جو بار بار اٹھتے ہیں آپ کو اس طرح ہی بٹھانا ہے۔

جناب محمود اختر گھمن: جناب سپیکر! انہوں نے وکیلوں کے متعلق جو کچھ فرمایا ہے

اس پر میں بھی معترض ہوں۔

جناب سپیکر: احتیاط فرمائی جائے۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب والا! میں نے تمام وکیلوں کو نہیں کہا جو ایسے وکیل ہیں ان کو کہا ہے۔ جسے جیسے سوجھے بے شک سمجھ لیں۔ میں تو وکیلوں کا بڑا احترام کرتا ہوں یہ ہمیں مقدمے جیت کر دیتے ہیں۔ یہ تو میرے وکیل ہی ہیں جو مجھے بچا رہے ہیں میں اچھے وکیلوں کا بے حد احترام کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ تاجروں کا بھی احترام کرتے ہیں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب والا! میں اس طرف آ رہا ہوں۔ کسی بھی ملک کا انحصار تجارت پر ہوتا ہے اور تجارت کی وجہ سے ہی بے روزگاری ختم ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: اب آپ wind up کر لیں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: بس جناب! میں ختم ہی کرنے والا ہوں قریب آ گیا ہوں۔ میں ایک پرانا آدمی ہوں اس وقت کا آدمی ہوں جب ہندو کسی کو تجارت کرنے دیتا ہی نہیں تھا اور زمیندار کا خون چوستا تھا۔ ہم لوگ جب کبھی شادی ہوتی تھی تو اس ہندو سے قرضہ لیتے تھے لیکن وہ ہمیں تجارت کرنے نہیں دیتا تھا کہ آپ تو بڑے آدمی ہیں۔ میں ذہنی طور پر ان تجار کو دیکھتا رہا اور اس زمانے میں وہ تجار جو صرف اپنی فیکٹری لگاتا ہے

جناب سپیکر: یہ ہمیں اب پتا چلا ہے۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب والا! تاجر تو وہ ہے کہتے ہیں کہ اس ملک میں بڑی انڈسٹری لگی ہے۔ پرویز الہیٰ صاحب نے کہا کہ انڈسٹری کے لئے کچھ نہیں رکھا گیا۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہوں گا اور عرض کروں گا کہ میرے بھائی آپ نے بنک میں کچھ چھوڑا ہے کہ کوئی اور قرضہ لے سکے یا تجارت کر سکے۔ انہوں نے کارپوریشنوں میں کچھ چھوڑا ہے کہ غریب آدمی قرضہ لے کر کوئی فیکٹری لگا سکے اور انشاء اللہ ہم یہ فیکٹریاں لگائیں گے۔ لیکن وہ عوام لگائے گی یہ نہیں کہ چند خاندان اس ملک میں شوگر ملیں لگا لیں

اور چند خاندان ہی ٹیکسٹائل ملیں لگالیں۔ اگر جناب والا! آپ ان سے اعداد وشمار مانگیں اور خدا کو حاضر ناظر جان کر بتائیں جتنی ان کی پاکستان میں فیکٹریاں ہیں اس سے زیادہ ان دونوں بھائیوں کی باہر فیکٹریاں ہیں اور یہ ملک سے انصاف نہیں ہے پاکستان سے بھی انصاف نہیں ہے۔

جناب سپیکر: بہت بہت شکریہ۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب والا! بس دوچار سیکنڈ میں عرض کرتا ہوں کہ جو تجارت کرتا ہے میں اس کی بڑی عزت کرتا ہوں تجارت ہی تو ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ لیکن ان کی نہیں جو فیکٹریاں باہر لگاتے ہیں ملک میں نہیں لگاتے۔

جناب والا! اب میں ذرا زراعت کی طرف آؤں گا کہ یہاں پر گندم پیدا ہوتی تھی تو زائد تھی اور ہم باہر بھیجتے تھے۔ اب حیرت تو یہ ہے کہ گندم میں ایک دن میں کمی نہیں آتی۔ گندم کی ایک یا دو فصلیں تباہ ہوں گی تو تب جا کر چھ مہینے کے بعد پتہ چلتا ہے کہ گندم پیدا نہیں ہوئی۔ زمیندار کو وہ سہولت نہیں ملی' وہ پانی نہیں ملا' کھاد نہیں ملی' وہ بیج نہیں ملا' وہ ڈیزل نہیں ملا' وہ ٹریکٹر نہیں ملا تو پھر جاکے وہ گندم کی فصل کم ہوتی ہے یہ کمی ایک دن میں نہیں آئی۔ یہ تو کہتے ہیں کہ پیپلز پارٹی نے کمی کروائی ہے خدا نے بارش نہیں کی۔ یہ اللہ کریم کی نوازش ہماری عادات کی وجہ سے ہے۔ میں کسی پارٹی کی بات نہیں کرتا۔ من حیث القوم ہم میں وہ محبت' وہ شعور نہیں رہا' ہم میں وہ پیار نہیں رہا۔ اسی لیے اللہ کریم بھی ہم سے پیار نہیں کر رہا۔ بارش نہ ہونے کی وجہ سے پاکستان میں تمام رہنے والوں کو تکلیف ہے آؤ مل کے خدا کے حضور میں استدعا کریں کہ میرے مولا ہم گناہ گاروں کو بخش۔ ہم تو تیرے نام لیوا ہیں ہمیں زندہ رہنے دے۔ ہم تیرے نام کو زندہ رکھیں گے۔ جناب اکٹھے مل کے دعا کریں۔

جناب سپیکر: میری تجویز ہے کہ یہاں بات ختم کی جائے۔ نماز مغرب کا وقت بھی ہے۔ اب بارش کے لیے دعا کی جائے۔

(دعا)

"اے اللہ پاک تیرے عطا کئے ہوئے اس ملک میں تیرے نام لیوا محمد الرسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کے ماننے والے عاجزی سے یہ فریاد کرتے ہیں کہ ہمارے گناہ معاف فرما۔ ہم پہ اپنی رحمتوں کی' برکتوں کی بارش برسا۔ اللہ پاک تو غنی ہے ہم محتاج ہیں تیرے کرم کے بغیر ہمارا ایک لمحہ نہیں گزر سکتا۔ اے ہمارے رب۔ ہماری سن' ہماری تمام مصیبتوں میں' ہماری تمام تکلیفوں میں تو ہی ہمارا والی' مدد گار' حامی و ناصر ہے۔ اے رب العزت یہ زمین پیاسی ہے۔ اس کے کھیت پیاسے ہیں۔ اس کے مویشی اس کے انسان تیری رحمت کے۔ تیرے ابر کرم کے منتظر ہیں۔ اے رب العزت! آسمانوں سے رحمتوں کی' برکتوں کی بارش برسا۔ اس سرزمین کو سرسبز و شاداب کردے اور ہمارے دلوں کو جوڑ دے۔ ہم باہمی قوم بن کر تیرے عطا کئے ہوئے اس ملک کو مضبوط بنائیں۔ خوشحال بنائیں۔ پرامن بنائیں۔ آمین۔

(نماز مغرب کے لیے وقفہ کیا جاتا ہے۔ اب ہم ساڑھے سات بجے ملیں گے)

(اسمبلی کی کارروائی زیر صدارت جناب سپیکر 7 بج کر 49 منٹ پر وقفہ نماز کے بعد دوبارہ شروع ہوئی)

جناب سپیکر: اب ارشد عمران سلہری صاحب کی باری ہے۔ تشریف رکھتے ہیں؟ تشریف نہیں رکھتے۔ ایک آدھ منٹ انتظار کر لیتے ہیں۔ جناب ارشد عمران سلہری۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب والا! چند سیکنڈ دے سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی بسم اللہ۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب والا! میں مختصراً عرض کرنا کہ جنہاں صاحبان نے ساڈی حکومت تے اعتراضات کیتے نیں میں اونہاں نوں عرض کرنا کہ اونہاں دے لیڈر صاحبان نے چوہنیاں دے وچ زمین خریدی تے شفعہ دے قانون وچ ترمیم کر دتی۔ پہلے زمیندار زر پنجم دیندا سی اور سال دے بعد دیندا سی۔ اوہناں نے میعاد وی گھٹ کر دتی تے زر سوم کر دتا کہ زمیندار شفع نہ کر سکے۔ ایہہ زمیندار نال پیار سی جناب۔ لمیاں گلاں تے کافی نیں میں مختصر عرض کراں کہ ایس ملک نوں بچانا جے تے اکو صورت اے۔ تسی خدا نوں حاضر ناظر کر کے جنہاں بندیاں غلط طریقے نال جائیداداں بنائیاں نیں۔ غلط طریقے نال ایس ملک نوں لٹیا اے۔ اوہناں کولوں جائیداد ضبط کرو تے غریباں وچ تقسیم کرو۔

تد ایہہ ملک بچنا ورنہ کوئی نہیں بچے گا۔ کوئی نہیں بچے گا۔ کوئی نہیں بچے گا۔ بجٹ تے تقریراں جھوٹیاں کردے رہن گے۔ ایہو جیا بجٹ سوہناں آیا فیر وی ایہہ بولدے نیں اور اینہاں گھر جا کے دسناں ہوندا اسے پئی اسیں بول آئے آں۔ جہدوں تک ساڈے وچ مشاورت دا مادہ نہیں ہونے گا اوہدوں تک ایہہ ملک نہیں بچن لگا۔ ایس ملک نوں بچائیے رل کے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب تشریف رکھیے۔ پھر وہ تو تشریف نہیں لا رہے۔ تو راجہ ریاض احمد صاحب گورنمنٹ سائیڈ سے تشریف رکھتے ہیں۔

راجہ ریاض احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ پر تقریر کرنے کا موقع دیا ورنہ اکثر آپ کا میرے ساتھ سلوک سوتیلی ماں والا ہوتا ہے اور آج بھی جب مجھے ٹائم دیا تو اپوزیشن کے ارکان بھی جن کو میں کچھ کہنا چاہ رہا تھا۔ کچھ سنانا چاہ رہا تھا وہ اتنی تعداد میں نہیں ہیں اور میری بدقسمتی کہ وزیر خزانہ صاحب بھی ہاؤس میں موجود نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! سب سے پہلے میں محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کا اپنی طرف سے اور پنجاب کے باسیوں کی طرف سے اور مخدوم الطاف صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ پچھلے دو سال سے پنجاب کو جو مرکزی حکومت سے پنجاب کا حصہ نہیں ملا تھا اس دفعہ محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ نے بجٹ میں پچھلے دو سالوں کا حصہ بھی پنجاب کو دے دیا ہے اور اس چیز کی بھی یقین دہانی کرائی گئی ہے کہ اس کے بعد جو حصہ آئے گا اس میں بھی کافی مقدار میں پنجاب کو رقم دی جائے گی۔

جناب سپیکر! سب سے بڑی اس بجٹ میں جو بیروزگاری پنجاب میں ہے اس سے آپ بخوبی آگاہ ہیں اور آپ کے علم میں ہے۔ ہماری حکومت نے اور پنجاب حکومت نے پنجاب میں بے روزگاری کو ختم کرنے کے لیے تقریباً 43 ہزار نئی نوکریاں جو ہیں وہ پنجاب کے بیروزگار نوجوانوں کو اور پنجاب کے ان نوجوانوں کو جو تعلیم کے زیور سے آراستہ تھے اور روزانہ ہر دروازہ کھٹکھٹاتے تھے لیکن کسی جگہ ان کو ملازمت نہیں ملتی تھی۔ اس بجٹ میں حکومت پنجاب نے ان کے لیے روزگار مہیا کیا ہے۔ اس پر میں جناب مخدوم الطاف صاحب کو اور وزیر اعلیٰ پنجاب جناب منظور احمد وٹو صاحب کو خراج تحسین

پیش کرتا ہوں۔

جناب والا! پچھلے دور میں اگرچہ لوگ تعلیم حاصل کرتے رہے لیکن ظلم یہ ہوتا رہا کہ جن لوگوں نے پڑھ کر تعلیم حاصل کی ان کو روزگار مہیا نہ کیا گیا اور روزگار ان لوگوں کو مہیا کیا جاتا رہا جن کے پاس جعلی ڈگریاں تھیں، جن کی عمر ساٹھ ساٹھ سال تھی اور ان لوگوں کو روزگار مہیا کیا جاتا رہا جو نواز شریف صاحب اور ان کے ساتھیوں کے قریبی ساتھی تھے۔ لیکن پنجاب کے ان پڑھے لکھے نوجوانوں کی بدقسمتی ہے جن کو روزگار مہیا نہ کیا گیا۔ پنجاب حکومت نے اس دفعہ اس بجٹ میں بغیر کسی امتیاز کے پنجاب کے ان نوجوانوں کے لیے جنھوں نے تعلیم حاصل کی ہوئی ہے ان کے لیے روزگار کا موقع مہیا کیا ہے۔

جناب سپیکر! پنجاب حکومت نے اس بجٹ میں ایک اور جو خصوصی طور پر سراہنے والا کام ہے وہ یہ کیا ہے کہ جو بڑی بڑی گاڑیاں وزراء کے لیے اور جناب سپیکر کے لیے اور جناب وزیر اعلیٰ کے لیے خریدی جاتی تھیں جس پر پنجاب حکومت کے کروڑوں روپے خرچ آتے تھے اور جس پر ابھی بھی ایک ڈیمانڈ تقریباً 20 کروڑ روپے کی نئی گاڑیوں کے خریدنے کی کی گئی تھی لیکن میں پنجاب حکومت کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ اس نے نئی گاڑیوں کے خریدنے پر پابندی لگا دی ہے اور اس چیز کا پورے اس ہاؤس میں وعدہ کیا ہے کہ آئندہ کسی قسم کی کوئی بڑی گاڑی، کوئی پجارو، کوئی لینڈ کروزر وزراء کے لیے نہیں خریدی جائے گی۔

جناب سپیکر! یہ میرے فاضل دوست اپنی تقریروں میں پولیس پر اور پولیس کو دینے والے فنڈ پر زبردست احتجاج کرتے رہے ہیں۔ میں صرف ان کو یہ کہوں گا کہ صوبے میں امن و امان کی صورتحال کو بہتر بنانے کے لیے، صوبے میں امن و امان کو بہتر کرنے کے لیے جو رقم پنجاب پولیس کو دی گئی ہے اس پر احتجاج کرنے کی بجائے آپ اس چیز پر احتجاج کریں کہ پولیس میں وہ جو کالی بھیڑیں ہیں، پولیس میں وہ جو لوگ ہیں، پولیس میں وہ جو ڈاکو ہیں، جو آپ کے زمانے میں بھرتی کیے گئے ہیں، ان سب کی انکوائریاں ہوں۔ میں نے پہلے بھی ایک دن اپنی تقریر میں جناب سپیکر! آپ سے گزارش کی تھی کہ پنجاب میں اس سے پہلے بھی بہت سپیکر آئے ہیں اور آپ کے بعد بھی بہت

سپیکر آئیں گے لیکن آپ کا پنجاب پر ایک بہت بڑا احسان ہو گا کہ اگر آپ 1985ء سے لے کر 1994ء تک ہونے والی تمام بھرتیوں پر اس ہاؤس سے ایک کمیٹی تشکیل دے دیں جو کہ اس کی انکوائری کرے کہ جو جعلی ڈومیسائل پر اور جو جعلی سندوں کے ساتھ بھرتی کیے گئے شخص ہیں ان کو ملازمت سے برخواست کرے۔

جناب سپیکر! میرا تعلق فیصل آباد شہر سے ہے اور فیصل آباد شہر میں پچھلے کوئی دس بارہ سال نواز شریف کے ایک قریبی عزیز میئر رہے ہیں۔ اگر آپ کو کبھی فیصل آباد جانا ہو تو آپ کو اندازہ ہو سکتا ہے کہ فیصل آباد کو کس طرح لوٹا گیا۔ کس طرح فیصل آباد کو کھنڈرات میں بدل دیا گیا۔ میں پنجاب حکومت کا اور محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کا خصوصی طور پر شکریہ ادا کرتا ہوں کہ فیصل آباد شہر کی ڈویلپمنٹ کے لیے انھوں نے ماسٹر پلان دیا اور پنجاب حکومت اور محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کی کوششوں سے انشاء اللہ تعالیٰ فیصل آباد ایک سال تک شہر بن جائے گا۔ فیصل آباد میں جو بنیادی سہولتیں میسر نہیں تھیں وہ تمام بنیادی سہولتیں انشاء اللہ تعالیٰ ہم ایک سال میں میسر کر دیں گے۔

جناب سپیکر! یہاں پر وزیر قانون صاحب موجود ہیں۔ میں ان سے درخواست کروں گا کہ میری یہ گزارش جناب وزیر خزانہ تک پہنچا دیں کہ جناب وزیر قانون صاحب سے کہا جائے کہ میری بات کو غور سے سنیں۔

جناب سپیکر: چودھری محمد فاروق صاحب! وزیر قانون سے خصوصی درخواست ہے کہ راجہ ریاض احمد صاحب کی بات توجہ سے سنیں ورنہ وہ سوتیلی ماں کا طعنہ آپ کو بھی دے دیں گے۔ (قہقہے)

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب سے گزارش کروں گا کہ میرے ایک بھائی نے کل یہاں پر پنجاب کا ایک بہت بڑا مسئلہ اٹھایا تھا۔ میں نے اس وقت بھی بات کی تھی لیکن آپ نے منع کر دیا تھا۔ میں آج ایک دفع پھر اسی طرف آؤں گا کہ فیصل آباد ڈویژن میں ہمارے جو قائد حزب اختلاف ہیں ان کی دو شوگر ملیں ہیں اور پچھلے دو سال سے ان شوگر ملوں میں کاشتکاروں نے جو گنا دیا تھا اس کا پیسہ کاشتکاروں کو نہیں دیا گیا۔ ہم سب زمیندار ہیں اور یہ جو اپوزیشن میں ہمارے دوست بیٹھے ہوئے ہیں ان کا بھی زمیندار گھرانوں سے تعلق ہے۔ میں ان سے گزارش کروں گا کہ اس بات پر میری مخالفت کرنے کی بجائے میری حمایت کریں کہ اس ہاؤس سے ایک کمیٹی تشکیل دی جائے۔ ملک سلیم اقبال صاحب بیٹھے ہیں، اقبال خاکوانی صاحب بیٹھے ہیں، اور حکومت ارکان کو شامل کر کے

وزیر قانون صاحب کو شامل کر لیا جائے ایک کمیٹی تشکیل دی جائے جو جا کر ان شوگر ملوں کی چھان بین کرے۔ آپ جا کر دیکھیں کہ فیصل آباد ڈویژن کے ہزاروں کاشت کار، ہزاروں زمیندار، آپ کے بھائی جس جگہ سے آپ اس اسمبلی میں پہنچے ہیں، وہ آج تک پچھلے دو سال سے گنے کی قیمت لینے کے لیے دربدر دھکے کھا رہے ہیں اور ان کو گنے کی قیمت دینے کے لیے دونوں ملوں میں کوئی تیار نہیں ہے۔ میری آپ سے خصوصی طور پر گزارش ہے کہ آپ اس ہاؤس کی کمیٹی تشکیل دیں یا پھر ہمیں اجازت دیں کہ وزیر قانون صاحب، ملک سلیم اقبال صاحب اور تابش الوری صاحب۔۔۔۔

خواجہ ریاض محمود: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! جس کمیٹی کا یہ ذکر کر رہے ہیں یہ ضرور تشکیل دینی چاہیے لیکن اس میں یہ شرط رکھنی چاہیے کہ اگر یہ بات ثابت نہ ہوئی تو یہ یہ استعفٰے دے دیں گے۔ ان سے پہلے استعفٰے لکھوانا چاہیے۔ اس کے بعد کمیٹی تشکیل دینی چاہیے پھر انکوائری کے لئے وہاں پر جہاں یہ کہہ رہے ہیں ٹیم کو بھیجنا چاہیے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ چلیئے۔

راجہ ریاض محمود: جناب سپیکر! میں شوگر ملوں کا نام بھی quote کر دیتا ہوں چودھری شوگر مل جو گوجرہ کے پاس ہے اور رمضان شوگر مل جو چنیوٹ کے پاس ہے اگر ان ملوں نے کاشتکاروں کے پچھلے دو سال کے گنے کے پیسے نہ دینے ہوں تو میں اس ہاؤس میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں اس ایوان سے استعفٰے دے جاؤں گا۔ (تالیاں)

نہیں تو جناب خواجہ ریاض صاحب استعفٰے دیں گے۔ نہیں تو جناب سپیکر! میں ان سے استعفٰے لوں گا۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: شوکت صاحب! آپ تشریف رکھیں۔۔۔۔ آپ تشریف رکھیں۔ I call the House to order. سب حضرات تشریف رکھیں ڈار صاحب آپ بھی تشریف رکھیں۔

دیکھیے آپ اچھے خاصے چلتے چلتے پھر بھٹک جاتے ہیں خدا را اتنے جذبات میں نہ آئیے اور ہوش کا دامن مت چھوڑیے راجہ ریاض صاحب۔ ازراہ کرم آپ اپنی بات جاری رکھیے اور نرم لہجے میں گفتگو کریں۔ چلیے۔

راجہ ریاض احمد: جناب والا! میں نے کسی پر کوئی اعتراض نہیں کیا صرف آپ سے گزارش کی ہے اور آپ سے یہ بھی گزارش کی ہے کہ اس سے پہلے بہت سے سپیکر آئے

ہیں اور اس کے بعد بھی اس کرسی پر بہت سے لوگوں نے بیٹھنا ہے لیکن جناب آپ کی کسی بات کو لوگوں نے یاد رکھنا ہے وہ دو باتیں ہیں ایک تو جناب 1975ء سے لے کر 1994ء تک بھرتی ہونے والے تمام ملازمین کی انکوائری کروائیں اور دوسرے جو شوگر ملوں میں لوگوں نے گنا دیا تھا چلیئے میں یہ بات کہہ دیتا ہوں کہ جہاں بھی یہ گنا دیا تھا اگر کوئی مل اس کی payment نہیں کر رہی اس میں جناب کوئی اختلاف والی بات نہیں ہے یہ بھی زمیندار ہیں ہو سکتا ہے کہ ان کے کسی عزیز اور کسی رشتے دار کا گنا بھی وہاں گیا ہو اور اس کو payment نہ ملی ہو جناب والا اس میں میں نے کوئی ایسی بات نہیں کہی میری صرف اتنی سی گزارش ہے کہ کوئی ایسا طریقہ کار اختیار کر لیا جائے کہ جس طرح آپ بنک سے پیسے لیتے ہیں تو اس کا اسی دن سود والا میٹر down ہو جاتا ہے۔

میاں عمران مسعود : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ہمارے معزز رکن نے یہ فرمایا ہے کہ 1985ء سے لے کر 1994ء تک جو بھرتی کی گئی ہے اس کے بارے میں ایک سپیشل کمیٹی بنا دی جائے۔ تو جناب والا! میری آپ سے یہ درخواست ہو گی کہ یہ کمیٹی ضرور بنا دی جائے جس میں دونوں طرف سے ممبران ڈال دیں لیکن یہ کمیٹی سب سے پہلے انکوائری اسمبلی ہال سے شروع کرے۔ یعنی اسمبلی سیکرٹریٹ میں جو ملازمین کی بھرتیکی گئی ہے اس بارے میں میں ذرا ضرور چاہوں گا کہ یہ کمیٹی سب سے پہلے ان کی تفتیش کرے۔ بہت شکریہ۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! یہ کوئی چند سو یعنی دو یا تین سو ہو گی لیکن وہ جو چھ سو ایک اے۔ایس۔آئی بھرتی کئے گئے جن میں ڈکیت جن میں چور مصدقہ اور جن پر ابھی تک کیس رجسٹر ہیں اور جو 52,52 سال کے سات سو تحصیل دار بھرتی کئے گئے ہیں اور وہ ابھی تک surplus ہیں اور عشر اور زکوٰۃ سے ان کو تنخواہ دیتے رہے ہیں یہ کہتے ہیں کہ ان کو چھوڑ دیں اور ان سو آدمیوں کو پکڑ لیں۔ چلو ادھر تو سو غریب آدمیوں کو کوئی روزگار مل گیا۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی آپ تشریف رکھیں۔

میاں محمد افضل حیات: جناب والا! جہاں تک مجھے علم ہے میں آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ اسمبلی کے ملازمین اور اسمبلی کے سٹاف کو ایوان میں discuss نہیں

کیا جا سکتا۔ اس کے لئے ویسے کمیٹیز بنی ہوئی ہیں جو اپنی کاروائی کرتی ہیں۔ ہاؤس کمیٹی بھی ہے فنانس کمیٹی بھی ہے لیکن اس کی ہاؤس میں کبھی بھی discussion نہیں ہوتی۔ میں نے صرف اتنی ہی گزارش کرنی تھی۔

سید ظفر علی شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! جب سے یہ اسمبلی معرض وجود میں آئی ہے اس وقت سے یہ سننے میں آ رہا ہے کہ جناب 85ء میں یہ ہو گیا بارہ سال پہلے یہ ہو گیا پانچ سو تحصیل دار بھرتی ہو گیا 636 اے۔ایس۔ آئی بھرتی ہو گئے۔ جناب سپیکر! نو مہینے ہوگئے ہیں کہ ان کی مرکز میں بھی حکومت ہے اور صوبے میں بھی حکومت ہے قانون بھی موجود ہے تو جناب والا! آج تک اس جعلی تحصیل دار کو جو qualify نہیں کرتا تھا اور اس تھانیدار کو جو qualify نہیں تھا اس کو suspend کرنے میں اسے معطل کرنے میں اسے گرفتار کرنے میں اور dismiss کرنے میں کیا چیز مانع تھی۔ آج تک یہ کیا کر رہے ہیں انہوں نے روزانہ کا وتیرہ بنایا ہوا ہے کہ پانچ سو بھرتی ہو گئے۔۔۔۔۔۔

وزیر زکوٰۃ و عشر: جناب والا! شاہ صاحب ہمارے فاضل دوست اور پنڈی سے ان کا تعلق ہے ان کی اطلاع کے لئے میں عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ سابقہ دور میں ہمارے ڈسٹرکٹ پنڈی میں بہت سارے ایسے تحصیلدر نائب تحصیلدر اور اے۔ ایس۔ آئی بھرتی ہوئے تھے جن کی عمریں بھی زیادہ تھیں جن کی qualification بھی کم تھی مگر ان کو rules relax کر کے بھرتی کیا گیا تھا میرے حلقے میں چیف منسٹر پنجاب کے حکم سے اور رولز relax کر کے ایک ایسے بندے کو تحصیلدار بنایا گیا ہے جو میٹرک بھی فیل تھا ایف اے بھی فیل تھا اور بی اے فیل تھا۔ جناب کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ ہم نے اسے suspend بھی کروایا ہے اور اس پر پرچہ بھی کروایا ہے اور اس کے خلاف کاروائی بھی ہو رہی ہے۔ (قہقہہ)

سید ظفر علی شاہ: جناب سپیکر! آپ نے اندازہ لگا لیا ہو گا کہ اس سچ میں کتنی صداقت ہے۔

وزیر زکوٰۃ و عشر: جناب سپیکر! میں اسمبلی کے فلور پر کھڑا ہو کر یہ بات کر رہا ہوں اور میں یہ documentary proof دینے کے لئے تیار ہوں کہ وہ بندہ suspend ہو چکا ہے اس کے خلاف پرچہ درج ہو چکا ہے اور وہ چند دن جیل میں گزار چکا ہے اور شاہ صاحب کے علم میں یہ بات نہیں۔

جناب سپیکر: سرور صاحب! آپ میری بات سنیے۔ اگر وہ میٹرک فیل تھا تو وہ ایف۔اے میں کیسے appear ہو گیا اگر وہ ایف۔اے فیل تھا تو وہ بی۔اے کیسے appear ہو گیا۔

وزیر زکوٰۃ و عشر: جناب سپیکر! میں یہی عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ یہ اتنے ماہر تھے یہ اتنے فنکار تھے کہ انہوں نے تمام جعلی documents دیئے تھے۔ پاس تو اس نے ایف۔اے بھی نہیں کیا۔ پاس اس نے میٹرک بھی نہیں کیا لیکن اس نے documents بی۔اے۔ ایف۔اے اور میٹرک کے لگائے ہیں اس نے ایک تو double forgery کی اور پھر غلط documents پر اس نے نوکری حاصل کی ہے اس کے خلاف double forgery کا پرچہ ہوا ہے۔

جناب سپیکر: ظفر علی شاہ صاحب نے ایک بڑا اچھا پوائنٹ اٹھایا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کے بڑے سرکردہ حضرات یہاں تشریف رکھتے ہیں ورزاء کی ایک اچھی خاصی تعداد یہاں بیٹھی ہے اگر واقعی ایسا ہوا ہے کہ ہزار ہا لوگ qualification کم ہونے کے باوجود اور عمریں زیادہ ہونے کے باوجود غلط طور پر بھرتی کئے گئے ہیں تو ایسی کونسی چیز مانع ہے کہ آپ ان کو suspend نہیں کرتے اگر یہ بات آپ کے ریکارڈ پر ہے آپ کے علم میں ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس شکایت کو تاقیامت جاری رکھنے کی بجائے اس کا ازالہ اور اس کا تدارک کیوں نہ کر دیا جائے۔

(اپوزیشن کے ارکان کی طرف سے تالیاں)

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ ایک پاور رولز relax کرنے کی ہوتی ہے جو وزیر اعلیٰ صاحب کے پاس موجود تھی۔ بڑے ماہرانہ طریقے سے انہوں نے ہر بات میں in relaxation of all rules کر کے یہ کیا ہے اور اس بات پر جناب اخباروں میں ایک کارٹون آیا کہ ایک دلہن سجی سجائی اخبار میں بیٹھی ہے اور ایک آدمی آیا جو بڑا بوڑھا ہے وہ اسے دیکھ کر چونک جاتی ہے کہ یہ بوڑھا آدمی ہے تو وہ کہتا ہے کہ فکر نہ کریں میں چیف منسٹر صاحب سے age relaxation کا certificate لایا ہوں اور جناب یہ 85-88 کی بات ہے ہر چیز میں رولز relax کر کے اسے کیا ہوا ہے۔ اس کے بعد قانونی چارہ جوئی ہے اس کے بعد جناب والا اب اتنا عرصہ گزر گیا ہے کہ ان کے adhoc period کو وہ confirm کرتے گئے اور وہ regularize ہو چکے ہیں اب ان کو نکالنا الٹا

ایک وبال جان ہے تو یہ چیز اس میں مانع ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر: اگر in relaxation of all rules ایک باون سال کا نائب تحصیلدار بھرتی ہو سکتا ہے۔ کارٹون والا یہ چکر ہے۔

جناب سپیکر: چیمہ صاحب! کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

وزیر اوقاف: جناب! جیہڑے غلط بھرتی ہوئے ہوئے نیں اوہ اک منٹ وچ نکل سکدے نیں لیکن بھائی جان نواز شریف تے بھائی جان شہباز شریف کہندے نیں کہ اسیں سڑکاں تے نکل آواں گے۔ تہاڈے خلاف تحریک چلاواں گے۔ اسیں ویکھ رہے آں کہ ایہہ تحریک کنی کوں چل جاندی اے اوس توں بعد جنے بد دیانت تے جنے غلط بندے بھرتی کیتے نیں انشاء اللہ تعالیٰ میں ایوان دے فلور تے کہہ رہیا واں کہ اوہ سارے بندے اسیں کڈھ دیاں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: شوکت داؤد صاحب۔

جناب شوکت داؤد: جناب سپیکر! میں افسوس سے کہوں گا کہ چاہیے تو یہ کہ ہم اپنی موجودہ کارکردگی کو سامنے لائیں اگر ہم لا سکتے ہیں، بجائے اس کے کہ ایک ہی وتیرہ اپنایا ہوا ہے کہ پچھلے دور میں یہ ہوا پچھلے دور میں وہ ہوا۔ یہ ان کی مرضی ہے۔ ہم ان کو روک نہیں سکتے۔ میں کل آپ کو ایک آرڈر لا کے دکھاؤں گا کہ جو گورنر صاحب نے اسی دور میں کیے گئے ہیں۔ اس کے مطابق rules relax کر کے بھرتی کی گئی ہے۔ اور اس کے علاوہ بیشمار بھرتیاں اب بھی وفاقی حکومت میں ہو رہی ہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ میرے ان بھائیوں کو پتا نہیں۔ میرے خیال میں پتا نہیں کتنے جیالے اب بھی بھرتی ہو رہے ہیں۔ میں نے ضمنی بجٹ پر تقریر میں یہ نشاندہی کی تھی اور اس میں واضح طور پر میں نے کہا تھا کہ اڑھائی سو آدمیوں کو قواعد میں نرمی کر کے ایئر فورس میں بھرتی کیا گیا ہے۔ اور میں وہ آرڈر آپ کو دکھا سکتا ہوں۔

وزیر زکوٰۃ و عشر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی سرور صاحب۔

وزیر زکوٰۃ و عشر: جناب والا! میرے فاضل دوست نے بات کی ہے کہ صوبائی حکومت میں بھی رولز میں نرمی کر کے لوگوں کو بھرتی کیا جا رہا ہے اور وفاقی حکومت میں بھی

کیا جا رہا ہے ۔ جناب سپیکر! حکومت پنجاب نے بڑا واضح طور پر اس بات کا اعلان کیا ہے کہ بھرتیوں پر پابندی جولائی میں ختم ہو گی ۔ اس سے پہلے کسی کو بھرتی ہی نہیں کیا گیا۔ اور قواعد میں نرمی کر کے بھرتی کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔ جہاں تک حکومتی پالیسی کا تعلق ہے ' حکومت بڑے واضح لفظوں میں یہ جتا چکی ہے کہ تمام بھرتیاں میرٹ کی بنیاد پر ہوں گی ۔

جناب سپیکر، شوکت داؤد صاحب! آپ کے پاس جو ثبوت ہے وہ کل لا کر دکھائیے۔ راجہ صاحب کوشش کیجئے ' وائنڈ اپ کیجئے ۔

راجہ ریاض احمد، جناب سپیکر! آپ نے ابھی فرمایا تھا کہ اگر وہ لوگ رولز میں نرمی کرا کر یا جعلی سندوں پہ بھرتی ہوئے ہیں آپ ان کے خلاف کارروائی کیوں نہیں کرتے ۔

جناب والا ' ہم ان کے خلاف کارروائی کریں گے لیکن ہم کہتے ہیں کہ ان کو ساتھ شامل کر لیں ۔ کیونکہ ان کے قریبی عزیز ہیں ' ان کے بھائی ہیں ' ان کے بھتیجے ہیں ۔ انہوں نے شور مچانا ہے ۔ اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ یہ ساتھ شامل ہو جائیں اور جب یہ اپنے ہاتھوں سے انہیں نکالیں گے تو یہ یہاں پہ شور بھی نہیں مچا سکیں گے ۔ اس لیے میں نے یہ گزارش کی تھی ۔

جناب والا! میری وزیر قانون سے یہ بھی گزارش ہے کہ پچھلے سال جون کے مہینے میں رمضان شوگر مل میں تقریباً ایک ہزار کے قریب کاشتکار اکٹھے ہوئے ۔ اور انہوں نے گنے کی پیمنٹ نہ کرنے پر ہنگامہ کیا۔ اور وہاں پر پولیس نے لاٹھی چارج کیا۔ اور کچھ لوگوں کے خلاف اپنے گنے کی قیمت مانگنے اور شور شرابا کرنے اور مل کو نقصان پہنچانے کے جرم میں مقدمہ درج ہو گیا۔ میں وزیر قانون سے گزارش کروں گا کہ جو کاشتکاروں اپنے گنے کی قیمت حاصل کرنے کے مطالبے کے لیے جو لوگ اکٹھے ہوئے تھے ان کے خلاف جو نواز شریف کے ایما پر مقدمہ درج ہوا اس مقدمے کو واپس لیا جائے ۔

چودھری شوکت داؤد: جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر ۔ میرے بھائی راجہ صاحب کو یہ معلوم نہیں ہے کہ شوگر ملز کے بارے میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو بڑے اختیارات حاصل ہوتے ہیں ۔ وہ ان کے اکاؤنٹ freeze کر سکتے ہیں۔ شوگر ملز ایکٹ میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو یہ پاور حاصل ہے ۔ ان کے اپنے ڈی سی ہیں ' ان کے اپنے ایس پی ہیں ۔ اتنی

لمبی چوڑی بحث کی ضرورت نہیں ہے ۔ ڈی سی کو کہیں کہ وہ کیوں نہیں پیمنٹ کرواتے ۔ ان کے اکاؤنٹس freeze کریں۔ ہم اس حق میں ہیں کہ جن کاشتکاروں کو پیمنٹ نہیں ہوئی ان کو بلا تفریق ہونی چاہیے ۔ چاہے کسی کی بھی شوگر مل ہو ۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں ۔

راجہ ریاض احمد: پنجاب حکومت نے محکمہ تعلیم میں جو خصوصی طور پر اضافہ کیا ہے۔ 7. 36 فیصد۔پنجاب حکومت کا یہ فیصلہ ہے کہ ہر بچے کو تعلیم دی جائے تاکہ وہ تعلیم کے زیور سے آراستہ ہو اور اس میں شعور پیدا ہو کہ میں نے اپنے ووٹ کا استعمال کس طرح کرنا ہے ۔ اس کا ووٹ خریدا نہ جا سکے ۔ اور اس کے ووٹ کے غلط استعمال سے نواز شریف جیسے لوگ لیڈر نہ بن سکیں۔ اس لیے حکومت پنجاب اس چیز پر بھرپور زور دے رہی ہے کہ تعلیم کو عام کیا جائے اور تعلیم زیادہ سے زیادہ کی جائے ۔

جناب والا! آخر میں آپ کی وساطت سے یہ مطالبہ کروں گا کہ فیصل آباد شہر میں ہائیکورٹ کا بنچ قائم کیا جائے اور فیصل آباد میں خواتین کی یونیورسٹی بنائی جائے ۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ مہربانی ۔

جناب سپیکر: دو رولنگز pend تھیں۔ اب میں وہ پڑھنا چاہتا ہوں۔

پوائنٹ آف آرڈر

محکمہ خزانہ کی جانب سے ادائیگیوں پر عائد کردہ پابندی سے اراکین کی تنخواہوں کا استثنیٰ

MR SPEAKER: Muhammad Wasi Zafar MPA, has raised a point of order that the payment of accommodation allowance admissible to the MPAs has been stopped by the Accountant-General, Punjab, persuant to the Government of Punjab, Finance Department's Teleprinter Message No. IT(FD)3-6/92, dated 22nd June, 1994. The Assembly Secretariat has taken up the matter with the Finance Department as also with the Accountant-General, Punjab. In fact, the said Teleprinter Message does not have the effect of stopping

payment of salary and allowances admissible to MPAs. Finance Department, vide its letter No. IT-(FD)3-6/92, dated 23rd June, 1994, has further clarified the matter to the Accountant-General, Punjab the point of order is disposed accordingly.

پرائیویٹ ممبرز ڈے کے لیے مقرر کردہ متبادل دن میں وقفہ سوالات مہیا نہ ہونا

MR SPEAKER: Ruling on a point of order raised by Rana Aftab Ahmed Khan, MPA, regarding exclusion of question hour on Saturday fixed for private members' day.

On 18th June, 1994, Rana Aftab Ahmed Khan, MPA, raised a point of order that since the Saturday had been fixed as private members' day, the question hour should have been included therein as admissible on a private members' day.

In consultation with the Government and the Opposition, Saturday, the 18th June, 1994, had been fixed for private members business in lieu of Tuesday, the 21st June, 1994, which had been allotted for general discussion on the budget in terms of rule 23 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab. According to item (b) of the proviso to rule 35 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, "there shall be no question hour on a Thursday, Friday, Saturday or a holiday if the sitting of the Assembly is held on such a day". Rule 23 ibid has

fixed Tuesday for private members' business. The said rule also provides that "if any Tuesday is appointed by the Governor for the presentation of the Budget or is allotted by the Speaker for any stage of the Budget referred to in rule 110, a day in lieu of such Tuesday shall be set apart by the Speaker for private members' day. The question that arises for consideration is whether or not the provision of item(b) of the proviso to rule 35, which excludes the question hour on a Saturday, will remain applicable in case a Saturday is set apart by the Speaker for private members' business under rule 24.

Strictly speaking, under rule 24(2), the private members' business includes only Resolutions and the Bills The question hour is not specifically related to a private members' day but is an independent item of the agenda which can be included on the day fixed for the government business as well as on the day fixed for the private members' business. As such, the specific provisions of the Rules of Procedure, as contained in rule 35(b), dealing with the allotment of days for questions will strictly apply regardless of the fact whether on such a day government business or private members' business is transacted.

Thus, under the rules, there could be no Question Hour on

Saturday, the 18th June, 1994.

میزانیہ بابت 95-1994ء پر بحث

(.....جاری)

جناب سپیکر : اب ارشد عمران سلہری صاحب کو موقع دیا جاتا ہے کہ وہ بجٹ پر اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں۔

جناب ارشد عمران سلہری: جناب سپیکر ! اس سے پیشتر کہ میں جاری بجٹ پر کوئی بات کروں میں آپ کی اجازت سے ٹاؤن شپ جو کہ میرا علاقہ ہے کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گا۔ جناب والا! میرے پاس یہ 16 تاریخ کا اخبار ہے جس میں لکھا ہے کہ ٹاؤن شپ خواجہ طارق رحیم اور جہانگیر بدر کے درمیان چپقلش کی وجہ سے آفت زدہ علاقہ بن گیا ہے۔ جہانگیر بدر گروپ آبادی کو محکمہ ہاؤسنگ اور خواجہ طارق رحیم گروپ اسے ایل۔ ڈی۔ اے کے حوالے کرنا چاہتا ہے۔ مکین کھینچا تانی سے بری طرح پس رہے ہیں۔ جناب سپیکر ! اس سے پہلے بھی میں نے آپ کی وساطت سے وزیر ہاؤسنگ کی توجہ علاقہ ٹاؤن شپ کے مسائل کی جانب دلائی تھی لیکن اس پر ابھی تک کوئی عمل درآمد نہیں ہوا۔ ٹاؤن شپ کا جو علاقہ ہے وہ نہ تو ہاؤسنگ کے پاس ہے اور نہ ہی ایل ڈی اے والوں کے پاس ہے۔ وہاں پر ہاؤسنگ کا ایک ایسا دفتر ہے کہ جس پر تین تالے لگے ہوئے ہیں۔ ایک ایل ڈی اے نے لگایا ہے ' دوسرا ہاؤسنگ نے اور تیسرا ہمارے سینیٹر جناب جہانگیر بدر صاحب نے لگایا ہوا ہے۔ آپ آج بھی جا کر ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ آپ یقین کیجیے کہ وہاں پر لوگوں کو پینے کا پانی تک میسر نہیں ہے۔ لوگ تیمم کر کے نماز ادا کر رہے ہیں۔ میں نے پہلے بھی ٹاؤن شپ کے علاقے کے مسائل کی طرف توجہ دلائی تھی کہ خدا کے لیے اس علاقے کے مسائل کو حل کیجیے۔ اور میں نے کہا تھا کہ جب نگران حکومت نے اس علاقے کو ایل ڈی اے کے حوالے کر دیا تھا تو اس کی گرانٹ کو release کر دیا

جائے ۔ تاکہ وہاں کی سڑکیں ' سیوریج اور پینے کا پانی اس علاقے کے مکینوں کو دستیاب کرایا جا سکے ۔ ان دو بڑوں کی لڑائی میں اس علاقے کے مکین پس رہے ہیں ۔ نہ جانے اس میں کس کے کیا مفادات ہیں ۔ تو میری آپ سے یہ درخواست ہے کہ ٹاؤن شپ کے علاقے پر حکومت پنجاب خصوصی توجہ دے ۔ بے شک آپ اس کے لیے کوئی خصوصی ٹیم مقرر کر دیں ' کوئی کمیٹی بنا دیں جو وہاں پر جا کر اس علاقے کے مسائل دیکھے ۔ کیونکہ اس علاقے میں لوگوں کو پینے کا پانی تک میسر نہیں ہے ۔ اور اس دفتر پر جو تالا لگا ہوا ہے خواہ وہ کسی بھی شخص نے لگوایا ہے اسے فوری طور پر کھلوایا جائے۔

جناب سپیکر: ارشد عمران سلہری صاحب ٹاؤن شپ کے جس مسئلے کی طرف توجہ دلا رہے ہیں میں وزیر ہاؤسنگ سے درخواست کرتا ہوں کہ از راہ کرم اس پر خصوصی توجہ دیں ۔ اور اگر وہاں عوام کو کوئی مشکلات ہیں تو وہ دور کریں۔

وزیر ہاؤسنگ (ملک مشتاق احمد اعوان) : جناب سپیکر ! میں اس سلسلے میں اپنے بھائی کے لیے ' فاضل دوست کے لیے تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں ۔ جہاں تک ان کا یہ کہنا کہ وہاں پر پاکستان پیپلز پارٹی کے کسی عہدیدار نے تالے لگائے ہیں ۔ ہم نے اس کی مکمل چھان بین کروائی ہے ۔ جس سے یہ پایا گیا کہ وہاں پر دو rival گروپ تھے ۔ جن میں سے ایک نے قانون کو ہاتھ میں لیتے ہوئے وہ تالے لگائے ۔ اس میں جہانگیر بدر' پارٹی کے کسی فرد یا حکومتی پارٹی کے کسی فرد کا تعلق نہ ہے ۔ میں اس معزز ایوان کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ نے ٹاؤن شپ کے لیے 5 کروڑ روپے کی امداد کا اعلان کیا جو کہ ایل ڈی اے کو hand-over ہو چکے ہیں ۔اور اس میں واسا' سیوریج ' supply of water پر پوری توجہ دے رہی ہے ۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ یہ سکیم ہاؤسنگ کے پاس رہے یا ایل ڈی اے کے پاس رہے تو میں اس معزز ایوان کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ ہم نے اس سلسلے میں حال ہی میں دو تین میٹنگز کی

ہیں ۔اور اس کا حتمی فیصلہ 27/28 تاریخ کو ہو جائے گا لیکن ساتھ ہی ساتھ میں اس تنظیم کی طرف بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ جس نے وہاں پر قانون کو ہاتھ میں لینے کے لیے، جس میں ہمارے چند سیاسی حریفوں کا تعلق بھی ہو سکتا ہے انھوں نے ان تالوں کو زبردستی توڑنے کی دھمکی دی ہے ' اشتہارات تقسیم کیے ہیں اور انھوں نے قانون کو ہاتھ میں لینے کے لیے ایک 28 تاریخ مقرر کی ہے ۔ تو میں یہی عرض کروں گا کہ اس سلسلے میں حکومت پوری طرح آگاہ ہے اور ہم خود ان تالوں کو جا کر کھولیں گے ۔اور رجسٹر وغیرہ نکلوائیں گے اور وہاں کے مکینوں کے ساتھ انصاف کیا جائے گا۔ حکومت کی طرف سے محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ نے پہلے ہی ان کو 5 کروڑ روپے کی رقم دے دی ہے ۔ اور موقع پر کام شروع ہو چکا ہے ۔

جناب سپیکر: سلہری صاحب آپ اپنی گفتگو جاری رکھیں ۔

جناب ارشد عمران سلہری: جناب سپیکر ! آپ کی اجازت سے میں وزیر ہاؤسنگ صاحب نے ابھی جو بات کی ہے دو منٹ میں اس کا جواب دینا چاہتا ہوں ۔ جناب والا ! ایک بات تو یہ ثابت ہو گئی کہ وہاں گورنمنٹ کے دفتر پر تین تالے لگے ہوئے ہیں ۔ یہ بات میں on the floor of the House کر رہا ہوں کہ وہاں پر ایک تالا باقاعدہ جہانگیر بدر صاحب کے نام پر لگایا گیا۔

جناب شاہد ریاض ستی: کیا اس تالے پر جہانگیر بدر صاحب کا نام لکھا ہوا تھا۔

جناب ارشد عمران سلہری: اس تالے کے ساتھ جہانگیر بدر صاحب کے نام کی چٹ لگی ہوئی تھی ۔ جناب سپیکر ! ابھی وزیر موصوف نے یہ فرمایا ہے کہ ہم نے ٹاؤن شپ کے لیے 5 کروڑ روپے release کر دیے ہیں ۔ ضمنی بجٹ میں ایک کروڑ روپے کی گرانٹ ٹاؤن شپ کے حوالے سے water supply ' سیوریج اور سڑکوں کے لیے پاس کی گئی ہے لیکن میں اپنے بھائی سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ وہاں جا کر خود موقع ملاحظہ فرمالیں ۔

آپ نے تو پانچ کروڑ روپے کا کہا ہے ۔ آپ وہاں پر صرف ایک آئٹم پینے کا پانی لے لیں ۔ آپ یہ دیکھیں کہ وہاں پر پینے کے پانی کے لیے کتنے پیسے خرچ ہوئے ہیں ۔ ٹاؤن شپ میں ابھی تک اس حوالے سے کوئی ترقیاتی کام شروع نہیں ہوا ۔ لیکن پھر بھی اگر آپ نے فنڈز release کر دیئے ہیں تو میں آپ کا مشکور ہوں، علاقے کی عوام آپ کی مشکور ہے لیکن آپ وہاں پر کام بھی فوری طور پر شروع کروائیں ۔

وزیر ہاؤسنگ: جناب سپیکر ! میں اسی حوالے سے عرض کروں گا کہ پانچ کروڑ روپے کی جو رقم ہے وہ hand-over ہو چکی ہے اور اس پر کام بھی عنقریب شروع ہونے والا ہے ۔ میں اپنے بھائی کو یقین دلاتا ہوں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ارشد عمران سلہری: جناب سپیکر ! ابھی وزیر موصوف نے یہاں پر کسی تنظیم کے حوالے سے بات کی ہے تو میں بھی آج اسی حوالے سے اس floor کا سہارا لے کر بات کر رہا ہوں ۔ جناب والا ! یہ میرا حلقہ ہے ۔ وہاں پر دیواریں لکھی گئی ہیں، پمفلٹ تقسیم کیے گئے ہیں اور اس علاقے کی سماجی اور دوسری تنظیموں نے اکٹھا ہو کر اس دفتر کے تالے توڑنے کے لیے کوئی دن مقرر کیا ہے ۔ تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ حکومت 9 ماہ سے آئی ہوئی ہے اور یہ کیا کر رہی ہے ؟۔ اس سے پیشتر بھی میں دو مرتبہ اسی فلور پر ہاؤس کے نوٹس میں یہ بات لا چکا ہوں ۔ تو حکومت نے اس کا کیا، کیا ؟ جب انہوں نے دیکھا کہ وہاں پر ٹاؤن شپ کے مسائل کے حوالے سے ایک تحریک چلنے والی ہے تو آج وزیر موصوف ہم کو یہاں پر یہ یقین دلا رہے ہیں کہ ہم 28 کو تالا کھول دیں گے۔ جناب سپیکر! اس کے علاوہ واسا اور ایل ڈی اے کے حوالے سے علامہ اقبال ٹاؤن میں بھی اسی طرح کے مسائل ہیں ۔ پرسوں میں نے وہاں ایک جنازے میں شرکت کی ۔ آپ یقین کیجیے وہاں مغرب کی نماز کے وقت وضو کرنے کے لیے بھی پانی نہیں تھا اور

بعض احباب نے اسی طرح وضو کیے بغیر ، تیمم کر کے نماز جنازہ میں شرکت فرمائی تو میں ایل ڈی اے اور واسا حکام سے آپ کی وساطت سے گزارش کرتا ہوں کہ علامہ اقبال ٹاؤن کے جن بلاکوں میں پانی کا مسئلہ ہے اس بجٹ میں خصوصی طور پر توجہ دے کر وہاں پر پینے کے پانی کے مسئلے کو حل کیا جائے۔

جناب سپیکر ! بہت شکریہ آپ کا کہ آپ نے مجھے بجٹ پر بات کرنی کی اجازت دی ہے جناب والا! جب بجٹ آتا ہے تو اس کے اثرات ڈائریکٹ عوام کے اوپر پڑتے ہیں بجٹ در حقیقت عوام کے لیے خوشحالی اور امن کا پیامبر ہونا چاہیے۔ لیکن ہمارے ملک کے اندر جب بھی بجٹ آتا ہے سٹر کا ہو یا صوبے کا ہو عوام کے ذہنوں پر ایک خوف طاری ہوتا ہے کہ نہ جانے سابقہ ٹیکسوں میں کس قدر اضافہ ہو گا نئے کتنے ٹیکس لگیں گے ۔ اس سال افراط زر کس حد تک پہنچ جائے گی۔ جناب والا ' ہمارا بجٹ اجلاس ایک رسمی کارروائی بن کر رہ گیا ہے کہ جس میں حزب اختلاف بجٹ کے اوپر تعمیری تنقید کرتی ہے بجٹ کے اندر جو خامیاں ہیں حزب اختلاف اس کو سامنے لاتی ہے اور حکومتی بنچز والے اپنے بجٹ کے حق میں بولتے ہیں اس کے علاوہ کہ یہاں پر حزب اختلاف کی طرف سے یا حزب اقتدار کی طرف سے صوبے کی بہتری کے لیے عوام کی بہتری کے لیے جتنے بھی دلائل آتے ہیں ان پر عمل در آمد نہیں ہوتا ۔ اس سے پہلے جیسے میرے فاضل دوست اکبر شاہ صاحب کہہ رہے تھے کہ بجٹ جیسا بھی آیا ہے ہم نے پاس کرنا ہے بے شک آپ کے پاس اکثریت ہے آپ بجٹ ضرور پاس کیجیے ۔ تو جناب والا میں یہ کہوں گا کہ ہر آنے والی حکومت تمام الزامات خواہ معاشی ہوں یا کسی اور لحاظ سے ہوں جانے والی حکومت پر ڈالتی آئی ہے یہ بھی ہماری ایک روایت بن گئی ہے ۔ ہمیں یہ چاہیے کہ جو خامیاں سابقہ حکومتوں نے کی ہیں ہم وہ نہ کریں اور اگر ہو چکی ہیں تو ان کا ازالہ کرنا چاہیے ۔ لیکن یہاں پر سوائے اس کے کہ ہم بجٹ برائے بجٹ اور ایک دوسرے کے اوپر تنقید

کر کے گھروں میں واپس چلے جاتے ہیں لیکن تعمیری بات کم نظر آئی ہے ۔ جناب والا ' دوستوں نے بجٹ کے تقریباً ہر پہلو پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی ہے جنرل ایڈمنسٹریشن پر پولیس پر اور دوسرے محکموں پر بہت لمبی بات ہو سکتی ہے لیکن میں صرف بجٹ کے اعداد و شمار پہ بات کروں گا ۔ جناب والا ' میں یہ بھی آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب ہمیں بجٹ کی کاپیاں مل گئی ہیں تو یقیناً وزیر اعلیٰ پنجاب کو بھی اب بجٹ کی کاپی مل چکی ہو گی تو اس وقت وزیر خزانہ کو اور وزیر اعلیٰ پنجاب کو ہاؤس کے اندر موجود ہونا چاہیے تھا بہر حال جناب والا ' پنجاب کا مجموعی بجٹ 70 ارب کا ہے جس میں total general revenue receipts 60 ارب کی ہیں ۔ total general capital receipts 10 ارب 40 کروڑ کی ہیں تو اس طرح پنجاب کا یہ بجٹ 70 ارب روپے بنتا ہے جس کو وزیر خزانہ نے 2 ارب 50 کروڑ کا فاضل بجٹ قرار دیا ہے ۔ جبکہ حقیقت میں یہ بجٹ 4 ارب روپے خسارے کا بجٹ ہے ۔ جناب والا ' میں آپ کی اجازت سے اس کو یہاں prove کروں گا کہ یہ بجٹ 4 ارب خسارے کا بجٹ ہے ۔ جناب والا ' سب سے پہلے یہ کہ ہمارے ملازمین کی تنخواہوں میں وفاقی حکومت نے جو 20 فی صد اور 35 فی صد کے حساب سے اضافہ کیا ہے اور اس اضافی تنخواہ کی رقم 5 ارب روپے بنتی ہے ۔ جناب والا ' میں آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو 5 ارب increase بنتی ہے یہ ہماری annual budget statement میں کہاں درج ہے ؟ یہ نوٹ کیا جائے کہ یہ 5 ارب روپیہ جو کہ پنجاب کے ملازمین کی اضافی تنخواہ ہے اس بجٹ کے اندر کہیں بھی شامل نہیں ہے ۔ جناب والا ' وزیر خزانہ نے 2 ارب 50 کروڑ کا فاضل بجٹ قرار دیا۔ 5 ارب جو ہمارے ملازمین کی اضافی تنخواہ ہے وہ اس میں درج نہیں ہے اس کو اس سے منہا کر لیجیے تو اسی میں سے اڑھائی ارب روپے خسارے کا نکل آیا ۔ ہمارے پاس revenue surplus 207 ارب ہے ۔ deficit in capital account 101 ارب ہے اور actual surplus

105 ارب بنتا ہے ۔ اس کے بعد اس بجٹ کو اڑھائی ارب روپے کا فاضل بجٹ اس طرح قرار دیا گیا کہ 105 ارب جو actual surplus ہے ۔ اس میں net public account 14 ارب ہے یعنی 140.33 کروڑ بنتا ہے یہ شامل کر کے اڑھائی ارب روپے فاضل بجٹ قرار دیا گیا ۔ جب کہ جو net public account ہے یہ کہیں سے revenue نہیں آتا یہ آمدن نہیں ہے یہ ملازمین کا پیسہ ہے ۔ حکومت اس کو as a custodian operate کرتی ہے اور اس کو واپس کرنا ہوتا ہے یہ ملازمین کی امانت ہے اس کو شامل کر کے اڑھائی ارب روپے کا فاضل بجٹ قرار دیا گیا ۔ جناب والا ' اس کے بعد میں یہ کہوں گا کہ بیورو کریسی اس طرح کی ہیرا پھیریاں صرف اس لیے کرتی ہے کہ surplus budget تیار کر کے سیاسی حکومت کو خوش کر سکے ۔لیکن موجودہ حکومت خاص طور پر مرکزی حکومت اور وزیر اعظم خود یہ کہہ چکی ہیں کہ ہم ملک کی معاشی صورت حال کو حقیقت پسندانہ نگاہ سے پیش کرتے ہیں ۔ وفاقی وزیر خزانہ نے یہ اعتراف کیا کہ ہم وفاقی بجٹ کی بیلنس شیٹ کو درست کریں گے ۔ جناب والا ' میں یہاں پر مخالفت برائے مخالفت نہیں کر رہا بلکہ میں یہاں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ counstitutional document ہے اس کے اندر جو غلطیاں ہیں ان کو دور کیا جائے ۔ اس کے اندر violation ہوئی ہے یہ constitutional document ہے اس میں درستگی کی جائے ۔ جناب والا ' میری صرف یہ گزارش ہے کہ یہ بجٹ surplus نہیں ہے یہ deficit budget ہے ۔ جیسے سابقہ حکومتیں deficit budget کو deficit لاتی تھیں اس حکومت کو بھی چاہیے تھا کہ اگر یہ deficit budget ہے تو اسے deficit پیش کریں ۔ پنجاب کے عوام کو بتائیں کہ ہمارے اتنے اخراجات تھے اور ہمارا اتنا revenue ہے لیکن یہاں پر رقموں کی ہیرا پھیری کر کے اس بجٹ کو surplus ظاہر کیا گیا ہے ۔ جناب والا ' آپ کے سامنے facts and figures کے ساتھ بات کرتا ہوں کہ وائیٹ پیپر کے صفحہ نمبر 2 پر revenue budget

کے head کے نیچے اگر آپ budget at a glance کو دیکھیں تو اس کے نیچے ایک foot- note لکھا ہوا ہے جس میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ میزانیہ 94-1993 55 کروڑ گھاٹے میں تھا اور حکومت نے اخراجات پر 5% کٹ لگا کر 408 کروڑ روپے فاضل بجٹ دیا یہ صفحہ نمبر 2 کے foot-note پر لکھا ہوا ہے اور اس foot- note کے مطابق یہ surplus صرف خیالاتی اور تصوراتی ہے ۔ جناب والا ' کیا میزانیہ میں کوئی رقم notional ہو سکتی ہے ؟ تصوراتی ہو سکتی ہے ؟ میں نے لاہور کارپوریشن کے بجٹ بھی دیکھے اور میں نے فنانس کے اکثر ماہرین سے بھی پوچھا کہ یہ notional کیا ہے تو مجھے کسی نے بھی نہیں بتایا ۔ بجٹ کے اندر تصوراتی یا معلق ' ہوا میں یا notional کوئی چیز نہیں ہے ۔ جناب والا ' حساب کتاب کا ایک بنیادی اصول ہے کہ جو رقم خرچ ہوتی ہے وہ خرچ کی مد میں آتی ہے اور جو نہیں آتی وہ saving ہوتی ہے ۔ لیکن یہ notional کیا ہوتا ہے شاید آپ مجھے اس بارے میں آگاہ کر سکیں کہ بجٹ کے حوالے سے فنانس کے حوالے سے notional کی کیا تعریف ہے ۔ چلیں اگر انہیں تصوراتی surplus 4 ارب روپے مل گیا ہے اور وائٹ پیپر کے صفحہ نمبر ۲ کی وضاحت کے مطابق انہوں نے 67 کروڑ واپڈا کو دے دیا اور باقی کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ سٹیٹ بنک کو دے دیا جائے گا ۔ جناب سپیکر اتنی کثیر رقم کو acount for بھی تو کیا جانا چاہیے اس کو بھی اس بیلنس شیٹ میں درج تو کرنا چاہیے ۔

جناب سپیکر: اب آپ wind up کیجئے گا ۔

جناب ارشد عمران سلہری: جناب والا! میں بجٹ پر بات کر رہا ہوں اور اعدادوشمار کے ساتھ بات کر رہا ہوں ۔ جتنی بھی میرے دوستوں نے یہاں تقاریر کی ہیں انہوں نے اپنے خیالات اور سوچ کے مطابق کی ہیں ۔ اس لئے میں جناب والا میں یہ اجازت چاہوں گا کہ میرے پاس تین آئیٹموں کے اعدادوشمار ہیں ان کو مجھے ہاؤس کے سامنے پیش کرنے

کی مہلت دیں۔

جناب سپیکر، میں بڑی خوشی سے ایسا کروں لیکن ایک محدود وقت ہے آپ ذرا مختصر کیجئے

جناب ارشد عمران سلہری: جناب والا! اس کے بعد سالانہ ترقیاتی پروگرام ہے جسے اس حکومت نے تعمیر پنجاب کا نام دیا ہے That is full of anomolies جناب والا! صفحہ نمبر 56 جہاں پر تعمیر پنجاب پروگرام ہے۔ جس میں resource allocation 10 ارب روپے ہیں۔ development expenditure 12 ارب روپے اور یہ surplus جو ہے سابقہ یعنی پچھلا جو consolidated fund میں تھا وہ اڑھائی ارب روپے تھا۔ جناب والا! یہاں پر ۱۰ ارب روپے کے ترقیاتی وسائل ہیں اور 12 ارب روپے ترقیاتی منصوبوں پر خرچ ہو رہا ہے آپ اس کو ایڈجسٹ کر کے دیکھ لیں۔ پھر اس کے بعد ۱۰ ارب روپے کے resources میں 2 ارب اور ۱۰ کروڑ روپیہ کا قرضہ بھی اس میں شامل کیا گیا ہے۔ جناب سپیکر یہ قرضہ جو ہے یہ بھی آمدن نہیں ہے۔ یہ ہمیں کہیں سے ملتا ہے اور ہم نے اسے خرچ کر دینا ہوتا ہے۔ جناب سپیکر اس طرح سے اس بجٹ کے اندر جو کہ ایک constitutional document ہے اس کے اعدادوشمار میں ہیرا پھیری کر کے اس بجٹ کو فاضل بجٹ قرار دیا گیا ہے۔ جناب سپیکر ڈویلپمنٹ پروگرام میں فیڈرل assistance ہوتی ہے۔ صوبے کا حصہ ہوتا ہے لیکن اس میں اس قرضے کو شامل کر کے اس بجٹ کو ۱۰ ارب اور 28 کروڑ روپے کا ظاہر کیا گیا ہے۔ اور اگر آپ اس میں سے ۲ ارب اور ۱۰ کروڑ روپے کا قرضہ نکال لیں تو آپ کے سامنے یہ رقم آجائے گی کہ بقایا یہ کتنی بنتی ہے۔ اسی طرح جہاں تک مجھے یاد آتا ہے کہ مورخہ 10-6-1994 کو ڈیلی دی نیوز میں یعنی جب 9-6-1994 کو وفاق کا بجٹ پیش کیا گیا تو اس میں پنجاب کے لئے ۱۰ ارب روپیہ ڈویلپمنٹ پروگرام کے لئے وفاق نے دیا۔ جناب والا یہ وفاق کا حصہ ہو گیا صوبے کا حصہ

اڑھائی ارب روپیہ اور اس میں پنجاب کا جو آپ surplus اڑھائی ارب روپے show کر رہے ہیں اس کو بھی شامل کر لیں تو اس طرح سے یہ ۱۵ ارب روپے بنتا ہے۔ تعمیر وطن پروگرام کے لئے ۱۰ ارب روپے وفاق کا اڑھائی ارب روپے صوبے کا اور اڑھائی ارب جو surplus ہے یہ ٹوٹل 15 ارب روپے بنتا ہے۔ جناب سپیکر! اس بیلنس شیٹ میں مجھے دکھا دیجئے کہاں پر یہ درج کیا گیا ہے۔ جناب والا اس 15 ارب روپے میں ۲ ارب روپے قرضے کا ڈال لیں تو یہ رقم 17 ارب روپے بنتی ہے لیکن اس بیلنس شیٹ میں وہ بھی کہیں نظر نہیں آرہی۔ جناب والا میرے حساب سے پنجاب کے پاس ۱۷ ارب روپے ہے۔ آپ کے بجٹ کے اندر جو اعداد وشمار دیے گئے ہیں میں اس کے حوالے سے بات کر رہا ہوں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بجٹ بنانے والے یا تو ان پڑھ تھے یا پھر تجربہ کار نہیں تھے جنہوں نے اس کے اندر اعدادوشمار کی ہیرا پھیری کرکے اور پنجاب کے عوام کو 1994-95ء کو notional بجٹ بنا کر دیا ہے۔ جناب والا میں یہ بھی جانتا ہوں کہ بجٹ مخدوم الطاف صاحب نے نہیں بلکہ بیورو کریسی نے بنایا ہے مجھے مخدوم صاحب سے ہمدردی ہے کہ یہ ان کو let down کرنے کا بہترین طریقہ ہے۔ اگر ان کے پاس کوئی تجربہ کار بیورو کریٹ نہیں تھا تو وہ باہر سے معین قریشی صاحب سے منگوا لیتے۔ جناب والا میں صرف دو منٹ آپ سے مزید چاہوں گا کیونکہ میں بجٹ سے باہر بالکل نہیں جا رہا۔...

...

جناب سپیکر: لیکن آپ وقت سے باہر جا رہے ہیں۔

جناب ارشد عمران سلہری: جناب سپیکر! شکریہ آپ کا میں جلدی اپنی بات ختم کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ جناب والا یہاں پر اس بجٹ کو پیش کرکے اگر بات گھوڑے کے رنگ بدلنے کی ہوتی تو خیر تھی لیکن یہاں گھوڑے کو گدھا بنا کر پیش کیا جا رہا ہے۔ جناب والا میں نے جو گزارشات پیش کی ہیں ان کا مقصد محض یہ ہے کہ ایوان اقتدار

کو حکومت کا ڈھنگ تو آئے ۔ جناب والا اگر انہیں حکومت کرنے کا موقع مل ہی گیا ہے تو صحیح انداز سے کریں ۔ حساب کتاب کی ہیرا پھیری نہ کریں ۔ ہیرا پھیری سے سیاسی حکومت کے قدم کبھی بھی مضبوط نہیں ہوتے ۔

جناب سپیکر: آپ کا بے حد شکریہ ۔

جناب ارشد عمران سلہری: جناب والا! صرف ایک منٹ ۔ میرا ایک پوائنٹ رہ گیا ہے ۔ جناب والا پورے پنجاب کے اندر جتنے بھی ہمارے ڈپٹی کمشنر صاحبان ہیں وہ اسلحہ لائسنس کے سلسلے میں پانچ سو روپے یا ہزار روپے ڈویلپمنٹ چارجز کے طور پر وصول کر رہے ہیں ۔ جناب والا! یہ گورنر وزیر اعلیٰ اور محکمہ مال کی منظوری کے بغیر لے رہے ہیں ۔ جناب والا اس مد میں عوام سے کروڑوں روپے وصول کیا جا رہا ہے اور یہ رقم جناب ڈپٹی کمشنر کے پرسنل اکاؤنٹ میں جمع ہوتی ہے ۔ یہ ایک بوگس ہیڈ بنایا ہوا ہے جس میں پنجاب کے عوام کا کروڑوں روپیہ موجود ہے ۔ جناب والا میری آپ سے اس حوالے سے یہ گزارش ہے کہ رقم جو ڈپٹی کمشنر صاحبان پنجاب کے عوام سے اس مد میں وصول کر رہے ہیں اس کا باضابطہ طور پر آڈٹ کروایا جائے بلکہ مناسب تو یہ ہے کہ وہ اکاؤنٹ حکومت پنجاب کا اکاؤنٹ ہونا چاہیے اور کسی شخص کا پرسنل اکاؤنٹ نہیں ہونا چاہیے ۔جناب والا میں آپ کا انتہائی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ پر بات کرنے کا موقع دیا ۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی ۔ جو نام مجھے دیے گئے ہیں اس کے مطابق سردار امجد حمید دستی صاحب کا نام ہے وہ اس وقت تشریف نہیں رکھتے ۔ مسٹر محمد طارق انیس ۔ (تشریف نہیں رکھتے) خواجہ ریاض محمود (تشریف نہیں رکھتے) عبیداللہ شیخ صاحب ۔ بعد میں بات کرنا چاہتے ہیں ۔ حاجی محمد اقبال خان خاکوانی ۔

شیخ محمد انور سعید: پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا میں آپ سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں اور آپ کی توجہ اس بات کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ ہمارے معزز اراکین اسمبلی اور وزراء

کرام سے ملاقات کرنے کے لئے سینکڑوں ملاقاتی اور کام کروانے والے ضرورت مند لوگ آتے ہیں جو اسمبلی کے باہر اس جلتی ہوئی دھوپ میں بغیر کسی سایہ کے اور بغیر کسی بیٹھنے کی جگہ کے وہ لوگ سارا سارا دن کھڑے رہتے ہیں۔ جناب سپیکر میری گزارش یہ ہے کہ ان کے لئے کوئی ایسا معقول بندوبست کیا جائے کہ ان کو اس تپتی ہوئی دھوپ سے نجات مل سکے۔ باہر نہ تو کوئی بیٹھنے کا انتظام ہے اور نہ ہی کوئی سایہ کا انتظام ہے اور وہ لوگ اس گرمی میں پریشانی کے عالم میں سارا سارا دن کھڑے رہتے ہیں کیونکہ اسمبلی چیمبرز میں تو ان کو آنے کی اجازت نہیں ہوتی۔

جناب سپیکر، اگر ہر رکن کے ساتھ ایک ممبر بھی آجائے تو آپ سوچئے کہ 248 لوگ اسمبلی کے اندر آجائیں گے۔ میں اس سلسلے میں اکثر پوچھتا ہوں کہ آپ سے بات کروں گا۔ آپ کی سیکورٹی اور اسمبلی کے وقار کے لیے یہ ضروری ہے کہ جب اسمبلی میں اجلاس ہو رہا ہو تو صرف وہی حضرات اس میں تشریف لائیں جنہوں نے اس میں participate کرنا ہے اور اگر کچھ لوگ وزراء صاحبان سے ملنے کے لیے آنا چاہتے ہیں تو اس کے لیے ان کے پاس باقاعدہ اجازت نامہ ہو اور وہ ان کے کمروں میں آکے بیٹھیں اور وہاں ان کا انتظار کریں۔ یہ جو ہمارے عام دوست تشریف لاتے ہیں۔ یہ سارا سارا دن باہر جلتے ہیں یا وہ اندر برآمدوں میں کھڑے ہو کر شور اور ہنگامہ کرتے ہیں۔ جس میں انہیں چیک کیا جاتا ہے تو تب بھی پریشانی ہوتی ہے۔ اور ہمارے ممبر صاحبان نے ایک طریقہ بنایا ہے کہ جو کوئی ان سے کہتا ہے کہ صاحب میں ذرا اندر جانا چاہتا ہوں تو وہ کہتے ہیں کہ چلو۔ میرے ساتھ چلو۔ وہ خود بھی نہیں جانتے کہ کس کو اندر لا رہے ہیں۔ اس سے سیکورٹی کا problem آتا ہے' اس سے وقار کو بھی ٹھیس پہنچتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود اسمبلی کے ممبر عوام کے نمائندہ ہیں اور عوام ان کی تلاش میں ان کے ذریعے اپنے کاموں کے لیے یہاں آتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جہاں تک باہر کھڑے ہونے کا بندوبست ہے' باہر تو ہو نہیں

سکتا، سڑک تو نہیں رو کی جاسکتی، وہاں کچھ انتظام نہیں کیا جاسکتا۔ اس بات پر غور کر لیا جاتا ہے اور میں اس پر غور کرنے کے لیے تیار ہوں۔ اگر اسمبلی کے پیچھے لان میں کوئی ان کا انتظام کیا جاسکے تو اس پر غور کر لیتے ہیں۔

سید ظفر علی شاہ: جناب والا! نے جو اندر کی سیکورٹی کے بارے میں بات کی وہ درست ہے آپ کسٹوڈین ہیں اس میں بلڈنگ کی، ایم پی اے حضرات کی اور وزراء کی سیکورٹی ضرور کی جائے درست ہے۔ لیکن جناب والا۔ جو لوگ باہر سے آتے ہیں، سائل آتا ہے اس کے لیے ٹینٹ وغیرہ لگا دیئے جائیں اور برف کے سادے پانی کا اتنی گرمی میں بندوبست کر دیا جائے یہ بندوبست چاہے پیچھے لان میں کردیں۔ بیچارے سائل ہوتے ہیں جن کا کوئی بھی ایم پی اے واقف نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر: جی اس پر غور کر لیتے ہیں۔

سید ظفر علی شاہ: شکریہ جناب۔

جناب سپیکر: جناب خاکوانی صاحب۔ حاجی محمد اقبال خان خاکوانی۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد اللہ رب العالمین والصلواۃ والسلام علیٰ اشرف الانبیاء والمرسلین۔ جناب والا! میں آپ کا ممنون ہوں کہ آج آپ نے بجٹ پر مجھے اپنی کچھ معروضات پیش کرنے کا موقع دیا۔ جناب سپیکر میں پہلی مرتبہ اس ایوان میں الیکٹ ہو کر آیا ہوں۔ بطور ایک student کے میں جو کچھ سمجھ سکا ہوں وہ یہ کہ حکومتی ارکان کا یہ استحقاق ہے کہ وہ اپنی فہم اور فراست کے ساتھ بجٹ کو بنائیں اور اس کو پیش کریں۔ لیکن ایک معقول وقت اس ایوان کو بحث کے لیے دیا جاتا ہے کہ مبادا، حزب اقتدار کی طرف سے یا حزب اختلاف کی طرف سے کچھ ہمارے دوست ایسے نکات اٹھائیں جن کو اس بجٹ دستاویز میں شامل کرکے کوئی مناسب رد و بدل کرلیا جائے۔ لیکن میں معذرت کے ساتھ کہوں گا کہ وتیرہ یہ ہے کہ جو بجٹ بنایا جاتا ہے اس کو

مقدس کتاب سمجھ کر من و عن اسی طرح ہی اتفاق کر لیا جاتا ہے۔ اب اس کا مطلب تو یہ ہوا جناب والا۔ یہ جو آٹھ دس دن تک دونوں طرف سے ارکان بحث کرتے ہیں وہ تو لاحاصل ہے۔ کیونکہ میں نے کل بھی نشاندہی کی تھی اور آپ نے اس پر کمال شفقت سے اپنے comments دیئے تھے۔ کہ یہ ارکان کا استحقاق ہے کہ وزیر خزانہ یہاں موجود ہوں۔ تاکہ وہ ہمارے نوٹس لیں پھر وہ اس کو اگر مناسب سمجھیں تو فائنل بجٹ میں شامل کریں۔ لیکن ان کی دلچسپی کا یہ عالم ہے کہ وہ ایک منٹ کے لیے بھی آج تشریف نہیں لائے اور کل بھی نہیں تھے۔ بہرحال اس بجٹ کے حوالے سے جو حکومت نے پیش کیا ہے۔ میں یوں کہوں گا کہ جس طرح کسی مہم کو سر کرنے کے لیے کچھ لوگ اکٹھے اور نامساعد حالات کے باوجود جب وہ اپنی مہم کو سر کر لیتے ہیں تو دوسرے دن اخبارات کی شہ سرخی کچھ یوں ہوتی ہے کہ تمام رکاوٹوں کے باوجود چوٹی سر کر لی گئی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جس کا مظاہرہ پچھلے دنوں میاں نواز شریف نے بھی کیا کہ تمام حکومتی رکاوٹوں کے باوجود چوٹی کو سر کر لیا گیا۔ لیکن میرے خیال میں حکومتی ارکان نے اس بجٹ کو مہم کے طور پر لیا۔ اور اس کو سر کرنے کے لیے انہوں نے بھرپور کوشش کی۔ لیکن اس کے اعداد و شمار دیکھ کر کم از کم میں تو اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ان کی یہ مہم ناکام ہوئی۔ میرے پاس نہایت ہی محنت کے ساتھ تیار کیے ہوئے یہ اعداد و شمار ہیں۔ جناب والا۔ جنوبی پنجاب جہاں سے میرا تعلق ہے۔ اس میں اور اپر پنجاب میں بجٹ کی تقسیم میں اتنا فرق ہے کہ واقعی راجہ ریاض صاحب کی وہ بات کہ سوتیلی ماں جیسا سلوک ہو رہا ہے۔ جناب والا اندازہ لگائیں کہ دیہات کو بجلی اور پانی کی فراہمی کے لیے 128 کروڑ 45 لاکھ روپے مختص کئے گئے۔ اپر پنجاب کے لیے 92 کروڑ 33 لاکھ روپے اور جنوبی پنجاب کے لیے 36 کروڑ 12 لاکھ روپے رکھے گئے۔ اپر پنجاب کے 12 اضلاع ہیں اور جنوبی پنجاب کے 18

اضلاع ہیں۔ 18 اضلاع کے لیے 36 کروڑ روپے اور 15 اضلاع کے لیے 92 کروڑ روپے۔ تعلیم کے لیے 151 کروڑ 70 لاکھ روپے مختص کیے گئے۔ جس میں سے اپر پنجاب کے لیے 113 کروڑ روپے اور جنوبی پنجاب کے لیے صرف 38 کروڑ روپے مختص کیے گئے۔ صحت کے لیے 87 کروڑ روپے، جس میں سے 66 کروڑ روپے اپر پنجاب کے لیے 21 کروڑ روپے جنوبی پنجاب کے لیے رکھے گئے۔ نجی ہسپتالوں کے لیے 3 کروڑ 25 لاکھ روپے، اس میں سے 2 کروڑ 35 لاکھ روپے اپر پنجاب کے لیے اور صرف 90 لاکھ روپے جنوبی پنجاب کے لیے رکھے گئے۔ اسی طرح آبپاشی کے لیے 31 کروڑ 4 لاکھ روپے مختص کیے۔ جس میں سے 22 کروڑ روپے اپر پنجاب کے لیے اور صرف 9 کروڑ روپے جنوبی پنجاب کے لیے رکھے گئے۔ اسی طرح کھیت سے منڈی تک سڑکیں، 57 کروڑ روپے میں سے 44 کروڑ روپے اپر پنجاب کے لیے اور صرف 4 کروڑ روپے جنوبی پنجاب کے لیے رکھے گئے۔ جناب والا! سائیکلوں کی تقسیم۔ 2 کروڑ 75 لاکھ روپے اس کے لیے رکھے گئے، تمام کا تمام فنڈ اپر پنجاب کے لیے ہے جنوبی پنجاب کے لیے ایک ٹیڈی پیسہ نہیں ہے۔ صنعتی کارکنوں کی بچیوں کا سوشل فنڈ جو کہ ان کی شادیوں کا فنڈ ہے 2 کروڑ 15 لاکھ روپے رکھے گئے یہ تمام فنڈ اپر پنجاب کے لیے، جنوبی پنجاب کے لیے ایک ٹیڈی پیسہ نہیں رکھا گیا۔

سردار محمد حسین ڈوگر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

سردار محمد حسین ڈوگر: جناب والا! خاکوانی صاحب اپر پنجاب اور جنوبی پنجاب کا ذکر کر رہے ہیں۔ ہم تو پنجاب کو بس صرف پنجاب ہی سمجھتے ہیں۔ پنجاب کے تمام شہروں اور دیہاتوں کو پنجاب کا ہی حصہ سمجھتے ہیں۔ یہ ذرا وضاحت فرمائیں کہ یہ پنجاب کے اندر تفریق ڈالنا چاہتے ہیں۔ پہلے تو کہتے تھے کہ جاگ پنجابی جاگ۔ اب یہ کہیں گے کہ جاگ شمالی پنجاب۔ تو اس طرح کی باتیں ایوان کے اندر نہیں کرنی چاہئیں۔ اور انہیں پورے پنجاب

کی نمائندگی کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ جو کچھ کہہ رہے ہیں یہ اس وقت بالکل درست ہوتا ہے جب پورے صوبے کے تمام علاقوں کے ساتھ یکساں انصاف ہوتا ہے۔ جس طرح کسی طبقے کے ساتھ محرومی ہو، کسی شخص کے ساتھ محرومی ہو تو وہ غلط ہے۔ اسی طرح اگر کسی بھی علاقے کے ساتھ ترقی کے معاملات میں محرومی کا احساس پیدا ہوتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات بھی صوبائی یکجہتی کے لیے اور ملکی یکجہتی کے لیے نامناسب ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) اس لیے جو بات آپ چاہتے ہیں، اگر آپ چاہتے ہیں کہ پنجاب کے اندر ایکا پھولے پھلے تو پھر پورے پنجاب کے تمام ضلعوں کے تمام عوام کو یہ احساس ہونا چاہئے کہ اس صوبے کے وسائل اور اس کے اقتدار میں ہم برابر کے شریک ہیں۔ خاکوانی صاحب آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی: شکریہ جناب سپیکر! میں جس علاقے سے تعلق رکھتا ہوں اگر میں اس علاقے کے مسائل کی نشان دہی نہ کروں اور بجٹ میں آپ نے جو سالانہ ترقیاتی رقوم رکھی ہیں اگر اس کی طرف آپ کی توجہ نہ دلاؤں میں سمجھتا ہوں کہ میں مجرم ہوں۔ باقی پاکستان کا کوئی بھی کونہ پنجاب بالخصوص اور بالعموم پاکستان کا کوئی کونہ ہمیں اپنی جان سے عزیز ہے۔ کیونکہ پاکستان ہے تو ہم ہیں۔ ہماری شناخت ہے، وگرنہ۔

ہماری داستاں تک بھی نہ ہو گی داستانوں میں

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اسی طرح ایک حیران کن فگر آپ دیکھیں کہ صنعتی کارکنوں کے بچوں کی تعلیم کے لیے بائیس کروڑ روپے مختص کیے گئے ہیں جس میں سے بیس کروڑ اس لاکھ روپیہ اپر پنجاب اور صرف ایک کروڑ بیس لاکھ روپے جنوبی پنجاب۔ یہ آپ کے بجٹ کے اعداد و شمار ہیں۔ چونکہ میں پچھلے ادوار میں اس ہاؤس کا ممبر نہیں تھا، مجھے حق

بھی نہیں پہنچتا کہ کسی پر انگلی اٹھاؤں۔ تاریخ میں ہم سے پوچھا جائے گا کہ اس دور میں آپ نے کیا کیا تھا؟ تو جناب والا' اتنی محرومیاں یہ جو آپ دے رہے ہیں یہ بالآخر نفرتوں میں بدلتی ہیں اور پھر وہ نفرتیں خدانخواستہ خدانخواستہ پھر علیحدگی کا سبب بنتی ہیں۔ میں آپ کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ ان اعداد و شمار کی روشنی میں اگر ہو سکے تو ان میں ترامیم کیجیے' کیونکہ جنوبی پنجاب کے وہ اضلاع ڈیرہ غازی خان' ملتان' جھنگ 'بہاول پور' رحیم یار خان' بہاول نگر تمام وہ اضلاع ہیں جو ترقی کے میدان میں پر پنجاب سے بہت پیچھے ہیں۔ چاہیے تو یہ تھا کہ آپ ان کی اشک شوئی کے لیے' ان کی بہتری اور ترقی کے لیے زیادہ رقوم رکھتے۔ لیکن آپ نے بھی وہی کام کیے ہیں جو نہیں کرنے چاہییں تھے۔

جناب والا! میں ایک تجویز نہایت عاجزی کے ساتھ آپ کی وساطت سے حکومتی ارکان تک پہنچانا چاہوں گا کہ ذرا چشم تصور سے دیکھیے کہ ایک لیڈی ٹیچر جو ایک دو بچوں کی ماں بھی ہے۔ اس کا خاوند بھی ہے' اس کے والدین بھی ہیں۔ اور جس شہر میں وہ رہتی ہے وہاں سے اس کا تبادلہ اگر پچاس میل کے فاصلے پر کر دیا جائے تو ذرا اندازہ لگائیے کہ اس کے ساتھ کیا واقعات پیش آتے ہیں۔ میں پورے ہاؤس کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ قانون میں ایسی ترمیم کر دیجیے کہ جو لیڈی ٹیچر جس شہر سے تعلق رکھتی ہو اس کا تبادلہ یا اس کی پوسٹنگ اسی شہر میں ہونی چاہیے۔ لیکن اگر پچاس پچاس ساٹھ ساٹھ میل کے فاصلے پر وہ عورت بے چاری جائے گی تو اس کے ساتھ جو سلوک ہو گا وہ آپ اندازہ لگا سکتے ہیں اور آج اتنی بے دردی سے محض کہ یہ اقبال خاکوانی کا چونکہ حلقہ ہے 'یہ رامے صاحب کا حلقہ ہے' اتنی بے دردی سے تبادلے ہو رہے ہیں کہ ہماری ذات کو براہ راست تو خیر جو نقصان ہو گا سو ہو گا لیکن ان بےچاروں کے ساتھ کہ وہ بھی تو باشندے ہیں۔ آپ کو ان کا بھی خیال اسی طرح رکھنا چاہیے' اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ

پورے پنجاب کے حکمران ہیں۔

جناب والا! میں چونکہ کوئی غیر متعلقہ بات کرنا نہیں چاہتا' میں آخر میں ملتان کے حوالے سے ایک بات کروں گا۔ ملتان کی صوبے کی چار سیٹیں ہیں۔ شہر کی چار سیٹیں ہیں۔ اتفاق سے ہم چاروں مسلم لیگی ارکان وہاں سے منتخب ہو کے آئے ہیں۔ جناب سپیکر' یقین کیجیے کہ پورے پچھلے ایک سال سے قسم کے طور پر بھی ایک روپیہ بھی وہاں نہیں گیا۔ کیا اس پورے مدینتہ الاولیاء کو یہ سزا دی جا رہی ہے کہ آپ نے مسلم لیگ کے ارکان کو کیوں وہاں سے منتخب کیا؟ کیا وہاں پیپلز پارٹی کو چاہنے والے لوگ نہیں بستے؟ کیا وہاں کوئی نیوٹرل افراد نہیں بستے؟ اگر پچاس لاکھ روپیہ فی constituency کے حساب سے دیکھا جائے تو دو کروڑ روپے پچھلے سال اگر ملتے تو کم از کم کچھ تو اشک شوئی ہو جاتی۔ جو سڑکوں کا برا حال ہے' جو سیوریج کا برا حال ہے' جو شہر میں ترقیاتی تمام چیزیں رکی ہوئی ہیں۔ کم از کم کچھ تو کام آگے بڑھ جاتا۔ لیکن محض سیاست کی بھینٹ چڑھا دیا گیا ہے۔ کیا اس طریقے سے اقبال خان یا کوئی اور وٹو صاحب کے کیمپ میں آ جائے گا؟ ناممکن ہے۔ اس طرح بے شک آپ نہ رکھیں۔ لیکن میں گزارش کروں گا کہ جہاں آپ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ آپ پورے پنجاب کے حکمران ہیں تو وہاں ملتان کو اس کا مقام کے حساب سے اس کا حصہ دیجیے۔ ملتان کے عوام نہایت خلوص اور خندہ پیشانی کے ساتھ آپ کو ہمیشہ ویلکم کریں گے۔ لیکن اس طریقے سے اگر آپ نے عمل کیا تو میرے خیال میں چار سیٹیں اگلے سال۔ چودھری فاروق صاحب' اگلے سال پھر آپ وہاں آ نہیں سکیں گے۔ یہ میں آپ کو واضح طور پر بتا رہا ہوں۔ ملتان مدینتہ الاولیاء ہے' بزرگوں کی بستی ہے۔ مہربانی فرمائیں' اس کو مقام کے حساب سے ترقیاتی رقوم دیجیے۔

جناب والا! آخر میں' بابا خواجہ غلام فرید صاحب رحمتہ اللہ علیہ کوٹ مٹھن والے کے بارے میں عرض کروں گا' وہاں مزار کی حالت زار یہ ہے کہ کسی بھی وقت' یہ میں

واللہ آپ کو ذاتی مشاہدے کی بناء پر کہہ رہا ہوں کہ وہ ایک تاریخی مزار ہے' کسی بھی وقت وہاں حادثہ پیش آ سکتا ہے' کیونکہ اس کے جو تاریخی گنبد ہیں' ان میں اتنی اتنی دراڑیں پڑ چکی ہیں۔ اور یقین کیجیے کہ وہاں اس مزار سے جو اوقاف کی آمدنی ہے وہ کروڑوں میں ہے۔ حکومت کو پلے سے کچھ خرچ نہیں کرنا پڑتا۔ آپ اندازہ لگائیں کہ اس مزار کی حالت یہ ہے کہ وہاں زائرین کے لیے پینے کا پانی نہیں ہے' رہائش کا انتظام نہیں ہے' کوئی سایہ دار جگہ نہیں ہے۔ لیکن دیوانہ وار لوگ وہاں جاتے ہیں اور کروڑوں روپے کی وہاں آمدنی ہے۔ چونکہ حکومت نے اس کو اوقاف کی تحویل میں دیا ہوا ہے۔ خواجہ غلام فرید صاحب کا تصوف اور ہمارے ادب میں جو contribution ہے ' کیا ان کا اتنا بھی حق نہیں کہ ان کے مزار کی مرمت ہی کرا دی جائے؟ شکریہ۔

جناب سپیکر: آپ کا بہت شکریہ۔ آپ نے ایک اہم بات کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اتفاق سے اس وقت چیمہ صاحب تشریف نہیں رکھتے۔ آپ بھی' اور میں بھی اور جو دوست یہاں تشریف رکھتے ہیں وہ بھی' ان کی توجہ اس طرف دلائیں اور خواجہ فرید صاحب کے مزار کی فوری طور پر مناسب مرمت ہونی چاہیے۔ اس کے بعد چودھری محمد حنیف خان ـــــ سید افضال علی شاہ۔ نو تو بج گئے ہیں۔ آپ کی اجازت ہے تو ہم آگے چلتے ہیں۔ دس بجے تک بھی چل سکتے ہیں' اجلاس پانچ بجے شروع ہوا تھا۔ لیکن اگر آپ دوست چاہتے ہیں تو پھر ہاؤس کی مرضی اس میں کر لیتے ہیں۔ دوست بیٹھے ہیں۔ اگر دل لگ رہا ہے تو ایک گھنٹا اور اجلاس کر لیتے ہیں۔ جی۔

وزیر قانون: ایسا ہے کہ بعد ازاں صورت حال ایسی ہو جائے گی کہ دوست' فاضل ارکان کہیں گے کہ ہمیں تقریر کے لیے وقت نہیں ملا۔ اس لیے مناسب یہ ہے کہ جن حضرات کے نام آئے ہوئے ہیں ان کے نام پکارے جائیں اور انھیں تقریر کے لیے آج موقع فراہم کیا جائے۔ بصورت دیگر جب کٹ موشنز پر ووٹنگ کا وقت آئے گا' یا بجٹ پر

ووٹنگ کا وقت آئے گا تو اس وقت یہی اعتراض اٹھے گا کہ ہمیں تقریر کے لیے وقت ہی نہیں دیا گیا۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب' اب آپ کھڑے ہیں تو آپ سے پوچھ لیں ۔ کمیٹیوں کے بارے میں آپ نے فرمایا تھا کہ تئیس کو آپ اس کے بارے میں فیصلہ کر دیں گے۔ تو مجھے کھوسہ صاحب نظر نہیں آ رہے۔ تو آپ کا آپس میں کوئی سمجھوتا طے پا گیا ہے جو دستخط ہونے تھے دونوں سائیڈوں کے اس کی کیا پوزیشن ہے؟

وزیر قانون: جناب سپیکر! نام تو میرے پاس تیار ہیں ۔ اور ایوان میں اس وقت رکھنے کی پوزیشن میں ہوں۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ سردار ذوالفقار علی خان کی عدم موجودگی میں یہ نام رکھنا مناسب نہیں ہے ۔ اس لئے آپ اس پر رولنگ فرمادیں ۔

جناب سپیکر: اسے کل کے لئے ملتوی کرتے ہیں اس لئے کہ کھوسہ صاحب کا انتظار ہی زیادہ مناسب ہے ۔ امید ہے وہ کل ضرور تشریف لے آئیں گے۔

وزیر قانون: ٹھیک ہے جناب سپیکر ۔

جناب سپیکر: چودھری محمد منشاء سندھو صاحب ۔(قطع کلامیاں) اگر آپ سمجھتے ہیں تو جاری رکھتے ہیں۔ لیکن ہاؤس کی مرضی یہی لگتی ہے کہ کارروائی جاری نہ رکھی جائے ۔ لہذا ہاؤس کی کارروائی کل جمعہ شام چار بجے تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی کل جمعہ شام 4 بجے تک کے لئے ملتوی ہو گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا دسواں اجلاس)

جمعہ' 24 - جون 1994ء

(آدینہ' 13 محرم الحرام' 1415ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس ' اسمبلی چیمبر' لاہور میں 5 بجے شام منعقد ہوا - جناب سپیکر محمد حنیف رامے کرسی صدارت پر متمکن ہوئے -

تلاوت کی سعادت قاری غلام رسول نے حاصل کی -

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ
وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ
يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ ۝ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ
مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ
بِاَمْرِهٖ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ۝

سورہ ابراھیم - آیات 31 تا 32

جو میرے خاص ایمان والے بندے ہیں ان سے کہہ دیجیے کہ وہ نماز کی پابندی رکھیں اور ہم نے جو کچھ ان کو دیا ہے اس میں سے پوشیدہ اور آشکارا خرچ کیا کریں ایسے دن کے آنے سے پہلے پہلے جس میں نہ خرید و فروخت ہو گی اور نہ دوستی ہو گی۔ اللہ ایسا ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اور آسمان سے پانی برسایا پھر اس پانی سے پھلوں کی قسم سے تمہارے لیے رزق پیدا کیا اور تمہارے نفع کے واسطے کشتی کو مسخر بنایا تاکہ وہ خدا کے حکم سے دریا میں چلے اور تمہارے نفع کے واسطے نہروں کو مسخر بنایا۔

وما علینا الا البلاغ

چودھری تنویر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! کل میری باری آنے لگی تھی لیکن وقت ختم ہو گیا تھا تو میں گزارش کروں گا کہ آج مجھے موقع دیا جائے۔

جناب سپیکر، کل آپ کی تقریر مکمل نہیں ہو سکی تھی؟

چودھری تنویر خان، جناب والا! کل ٹائم نہیں مل سکا تھا کیونکہ ٹائم ختم ہو گیا تھا۔ کل ظفر علی شاہ صاحب نے بھی تقریر نہیں کی اور میرا نمبر بھی نہیں آیا۔ تو جو pending لسٹ ہے اس میں میرا نام ہے۔

جناب سپیکر، آپ اطمینان رکھیے' جو pending لسٹ ہے ان سب کو موقع دینے کی کوشش کریں گے۔ میری گزارش سن لیجیے۔ گزارش یہ ہے کہ جتنے بھی حضرات یا خواتین تقریر کرنا چاہیں وہ از راہ کرم اپنے نام جناب سیکرٹری کو دے دیں تاکہ ایک مربتہ اندازہ ہو جائے کہ کتنے لوگوں نے بولنا ہے اور ہمارے پاس اب کتنا وقت ہے۔

چودھری تنویر خان، جناب والا! کل کی لسٹ میں میرا نام تھا۔

جناب سپیکر، میں عرض کر رہا ہوں ناں۔ آپ تشریف رکھیں' میں نے آپ کی بات سن لی ہے' آپ کو موقع دیتے ہیں۔خواتین و حضرات! جتنے اراکین نے تقریر کرنی ہے' خواتین تشریف نہیں رکھتیں پریشان نہ ہوں لیکن چونکہ وہ ممبر ہیں اس لیے میں ان کے نام لے رہا ہوں۔ وہ اپنا نام دے دیں تا کہ پتا چل جائے کہ کل کتنے لوگ ہیں جنھوں نے تقریر کرنی ہے؟ اور ہمارے پاس کل کتنا وقت ہے جس کے دوران انھوں نے تقاریر مکمل کرنی ہیں۔ پھر ووٹنگ کے دن آجائیں گے' کٹ موشنز کے دن آجائیں گے اس میں پھر تقاریر نہیں ہو سکیں گی۔ کچھ لوگوں کو کٹ موشنز پر بھی بولنے کا موقع ملے گا۔ تو میں حزب اختلاف کے دوستوں سے خاص طور پر درخواست کرتا ہوں کہ وہ از راہ کرم' کچھ اس انداز سے پلاننگ کر لیں کہ کچھ لوگوں کو کٹ موشنز پر بات کرنے کا موقع مل جائے اور اس طریقے سے یہ وقت بہتر سے بہتر طور پر utilise ہو سکے۔ اب تحاریک استحقاق کا وقت ہے۔

جناب ایس اے حمید، پوائنٹ آف آرڈر' جناب والا! اسمبلی کی پروسیڈنگز انتہائی قیمتی دستاویزات ہیں لیکن 1991ء تک debate لائبریری میں موجود ہے اس کے بعد کی نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت ہی اہم اور ضروری مسئلہ ہے اگر debate کے بارے میں consult کرنا ہو تو کوئی meterial موجود

نہیں۔ تو میری درخواست ہے کہ اب جب کہ اسمبلی میں computers لگ چکے ہیں تو کسی نہ کسی طریقے سے جتنی بھی pending debates ہیں ان کو فوری طور پر جلد کی شکل میں مکمل ہونا چاہیے۔

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر، آپ کا شکریہ' آپ نے ادھر توجہ دلائی۔ سیکرٹریٹ اس سلسلے میں پوری کوشش کر رہا ہے کہ ہم up to date ہو جائیں اور اس سلسلے میں کمپیوٹروں سے جتنی بھی مدد لی جا سکے گی وہ بھی ضرور لی جائے گی۔ سید ظفر علی شاہ کی تحریک استحقاق ہے جو ریلوے کے کرائے کے سلسلے میں ہے اسے pend کیا گیا تھا۔ میں نے اس کی admissibility کے بارے میں کہا تھا کہ بعد میں فیصلہ کریں گے۔ میرا خیال ہے کہ اس پر کچھ facts اور معلوم کرنے چاہییں۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ facts آ جائیں اور ریلوے کی طرف سے ایک واضح جواب آ جائے کہ ان کا کیا مؤقف ہے؟ جو جواب آیا ہے وہ unsigned ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ان کا official جواب آ جائے تب میں اس پر اپنی رولنگ دوں۔

سید ظفر علی شاہ، شکریہ جناب والا۔

جناب سپیکر، محترم رانا محمد اقبال خان کی تحریک استحقاق پر یہ سوچا گیا تھا کہ اس کا فیصلہ بعد میں کر لیں گے۔ جناب لاء منسٹر! آپ نے اس سلسلے میں کوئی کارروائی کی ہے؟

وزیر قانون، جی جناب سپیکر! میں نے جس طرح ایوان میں یقین دہانی کرائی تھی اس کے نتیجے میں میں نے فاضل رکن اور مذکورہ پولیس آفیسر کو بٹھایا تھا اور اس سلسلے میں فاضل محرک نے کھل کر اپنا مؤقف بیان کیا۔ جناب والا' معاملہ حل کر کے افہام و تفہیم کی فضا پیدا کی گئی ہے اور متعلقہ پولیس آفیسر کو فاضل محرک کی موجودگی میں حکومت کی طرف سے ہدایات دی گئی ہیں اور انھیں واضح کر دیا ہے کہ انھیں اراکین اسمبلی کا احترام کرنا ہے اور ان کے آفس کے اور ایوان کے decorum کے مطابق انھیں ان پر توجہ دینی چاہیے ---

جناب سپیکر، انھوں نے کچھ معذرت بھی کی ہے؟

وزیر قانون، جی اس نے معذرت کی ہے اور فاضل رکن بھی ایوان میں موجود ہیں۔ مجھے امید ہے کہ وہ اپنی تحریک پر stress نہیں کریں گے اور اس پر زور نہیں دیں گے۔

جناب سپیکر، رانا صاحب آپ کا کیا مؤقف ہے؟

رانا محمد اقبال خان ، جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب نے کل متعلقہ آفیسر کو طلب کیا تھا اور مجھے بھی وہاں مدعو کیا گیا۔ بہر حال انھوں نے اپنی غلطی کو تسلیم کرتے ہوئے معذرت کی۔ اس لیے میں اس پر مزید زور نہیں دینا چاہتا۔

جناب سپیکر، آپ کا بہت شکریہ۔ سید ظفر علی شاہ! ایک تحریک استحقاق کے بعد دوسری بھی آج آ سکتی ہے؟

سید ظفر علی شاہ، جناب والا' اس پر تو آپ کا فیصلہ آنا ہے۔ یہ اس سے متعلقہ نہیں۔

جناب سپیکر، جی ہاں۔

سید ظفر علی شاہ، آج میری یہ تحریک استحقاق ہے۔

جناب سپیکر، جی فرمائیے۔

ٹیلی ویژن کوریج میں حزب اختلاف کو نظر انداز کرنا

سید ظفر علی شاہ، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 18 جون 1994ء کو صوبائی اسمبلی کی بلڈنگ کے کانفرنس ہال میں ہونے والی صحافیوں کی تقریب جس میں جناب سپیکر' جناب ڈپٹی سپیکر کے علاوہ حکومت کی جانب سے چودھری محمد فاروق وزیر قانون اور حزب اختلاف کی طرف سے سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ نے نمائندگی کی اور تقریب سے خطاب کیا۔ تقریب کی تمام کارروائی کو بذریعہ T.V کیمرہ نہ صرف محفوظ کیا گیا بلکہ مورخہ 19 جون 1994ء کو اس تقریب کی خبر کو ٹیلی ویژن نے اپنے 6 بجے شام کی خبروں میں Telecast کیا اور اس خبر نامے میں ماسوائے جناب ذوالفقار علی خان کھوسہ کے سب حضرات کو یعنی جناب سپیکر! ڈپٹی سپیکر' اور وزیر قانون کو تقریر کرتے ہوئے بھی دکھلایا گیا اور ان کا نام بھی لیا گیا۔

جناب سپیکر ٹیلی ویژن لاہور کے اس دیدہ دانستہ جانبدارانہ فعل سے نہ صرف جناب کھوسہ بلکہ اس ایوان کی تمام حزب اختلاف کا اور تمام معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر، شارٹ سٹیٹمنٹ۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! یہ بھی ایک اسی طرح کی دوستانہ تقریب تھی جیسے آج منعقد ہوئی ہے۔ یہ ایک بھائی چارے کی تقریب تھی آپس میں مل بیٹھنے یعنی حزب اقتدار اور حزب اختلاف کی باہمی تقریب تھی جس کا ذکر آپ آج بھی فرما رہے تھے کہ اس طریقے سے پیار بڑھتا ہے۔ جناب سپیکر! مجھے یہ سمجھ نہیں لگی کیونکہ اس سے پہلے بھی ٹیلی ویژن پر بہت کچھ کہا جا چکا ہے۔ ٹیلی ویژن ایک قومی ادارہ ہے۔ آخر ایسے کون سے لوگ وہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں کون سا ذہن وہاں پر بیٹھا ہوا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ ایک کیمرہ مین جس بے چارے نے پورا دن ضائع کیا اور یہاں پر گھنٹہ دو گھنٹے رہا بھی اور کوریج بھی کی اور پھر کوئی اس نے کیمرہ ٹرک کیا ہو۔ جناب سپیکر! میں اس لیے یہ عرض کر رہا ہوں کیونکہ بظاہر یہ معمولی بات ہے لیکن جناب ذوالفقار علی خان کھوسہ اس وقت حزب اختلاف کی نمائندگی کر رہے تھے۔ حزب اختلاف اس پارلیمانی سسٹم کا اور اسمبلی کا بھی اہم جز ہے۔ مجھے یہ سمجھ نہیں لگی کہ باقی تمام حضرات کے نام بھی لیے گئے یا تو پوری کی پوری خبر نہ آتی کہ کوئی وقت نہیں ملا ہو گا یا کوئی ایڈوائس آ گئی ہو گی۔ لیکن اسے جناب سپیکر! میں کیا سمجھوں اور میں یہ بھی ماننے کے لیے تیار نہیں کہ پاکستان کی وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ نے یہ آرڈر کیا ہو کہ خبردار کھوسہ صاحب کا فوٹو نہیں آنا چاہیے اور میں یہ بھی ماننے کے لیے تیار نہیں کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے یہ آرڈر کیا ہو کہ خبر دار کھوسہ صاحب کا نام یا تصویر نہیں آنی چاہیے۔ جناب سپیکر! یہ بہت ہی اہم مسئلہ ہے' کیونکہ روزانہ اس قسم کے واقعات ہوتے ہیں اور پھر انہی واقعات سے تلخی بڑھتی ہے اور قومی اداروں سے اعتماد اٹھتا ہے۔ میری جناب سے یہ درخواست ہے کہ اس معاملے کا نوٹس لیا جائے اور اس بات کی تحقیق کی جائے کہ کیا کیمرہ مین نے راستے میں قینچی لگا دی یا وہاں پر کسی ایڈیٹر نے ایسا کیا؟ یا وہاں پر کسی جیالے نے یہ سب کچھ کر دیا؟ اس لیے میری یہ استدعا ہے کہ اس معاملے کو اہمیت دیتے ہوئے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر، I call the house to order. جناب وزیر قانون! آپ کچھ فرمانا چاہیں گے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! رول 55 کے تحت تو یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ معاملہ بہت اہم ہے اور ایک ایسی تقریب کو جس میں اپوزیشن اور حکومت کے اراکین بھی موجود ہوتے ہیں افہام و تفہیم کی جو فضا ہے' اس کو ٹیلی ویژن پر دکھانا ایک اچھی بات ہے بلکہ ہماری پارلیمانی روایات میں مثبت اضافہ ہے۔ اور مجموعی طور پر پارلیمانی روایات کو چلانے میں مدد مل سکتی

ہے۔ اس لیے میری یہ خواہش ہے کہ اس قسم کی تقریبات کو telecast کیا جانا چاہیے - کسی تقریب کا telecast کیا جانا بے شک ہمارا استحقاق نہیں۔ یہ ان کی مرضی ہے کہ وہ کسی تقریب کو telecast کریں یا نہ کریں لیکن ایک ایسی تقریب جس میں حزب اقتدار اور حزب اختلاف دونوں شامل ہوں اس میں حزب اختلاف خاص طور پر جیسا کہ میرے معزز دوست نے فرمایا کہ جناب ذوالفقار علی خان کھوسہ جو اس وقت حزب اختلاف کی نمائندگی کر رہے تھے ان کو اس تقریب میں نہیں دکھایا گیا اس سے یقیناً ایسی صورت حال سامنے آتی ہے جیسے کہ امتیازی سلوک کیا گیا ہے۔ یہ ٹیلی ویژن حکام کا مناسب رویہ نہیں اور جس مثبت سوچ کے تحت یہ تقریب منعقد کی گئی تھی اس کی روح کے تحت اسے telecast کیا جانا چاہیے تھا۔ میں جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے یہ استدعا کرتا ہوں کہ ٹیلی ویژن حکام کو اپنا رویہ بدلنا چاہیے۔ اگرچہ فنی لحاظ سے یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی اس کے باوجود میں آپ کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ اس معاملے کو resolve کرنے کے لیے اور ایسی صورت پیدا کرنے کے لیے جس کا ذکر سید ظفر علی شاہ نے کیا ہے۔ آپ کے آفس نے پہلے بھی اس معاملے میں اہم رول ادا کیا ہے اور ٹیلی ویژن والوں نے اپنی روش بدل لی تھی۔ اس معاملے کو استحقاق کمیٹی میں بھیجے بغیر اگر آپ اس معاملے کو resolve کر سکیں تو شاید یہ زیادہ بہتر ہو گا۔ جناب والا! میں تو اس تحریک کی مخالفت بھی کرنا بہتر نہیں سمجھتا لیکن یہ رول 55 کے تحت باضابطہ نہیں۔

جناب سپیکر، ایوان کو معلوم ہے، کہ اس سے پہلے بھی ٹیلی ویژن کے سلسلے میں کچھ شکایات پیدا ہوئی تھیں۔ میں نے اس تحریک استحقاق کے بعد اور اس کے علاوہ بھی جو شکایات میرے پاس آئی تھیں جس کا موضوع یہ تھا کہ ٹیلی ویژن میں خبرناموں کی صورت میں جو انفارمیشن پنجاب اسمبلی کے بارے میں دی جا رہی ہے وہ ناکافی ہے۔ پورا دن بلکہ اگر ایک دن میں دو اجلاس بھی ہوں تو صرف پانچ سیکنڈ میں یہ خبر دی جاتی ہے کہ پنجاب اسمبلی کا اجلاس ہوا اور سات ممبروں نے تقاریر کیں ان کے نام بھی نہیں لیے جاتے ۔ مجھے جب سید ظفر علی شاہ کی طرف سے تحریک استحقاق موصول ہوئی اور جس طرح کی شکایات دوستوں نے مجھ تک پہنچائیں تو میں نے فوری طور پر لاہور ٹیلی ویژن کے جنرل منیجر جناب محمد انور سے اور پاکستان ٹیلی ویژن کے منیجنگ ڈائریکٹر جناب فرہاد زیدی سے رابطہ قائم کیا۔ جو باتیں مجھے بتائی گئی ہیں ان میں نمبر ایک تو یہ ہے کہ انہوں نے اس بات پر معذرت کی کہ تقریب

کی جو کوریج کی گئی جس میں حزب اقتدار کے ساتھ تعلق رکھنے والے دوستوں کو تقریریں کرتے ہوئے دکھایا گیا ان کے نام بھی لیے گئے اور اس میں محترم کھوسہ صاحب کا نام نہیں لیا گیا یا انہیں دکھایا نہیں گیا اس پر تو انہوں نے واضح الفاظ میں میرے ساتھ معذرت کی اور میں نے اس پر واضح الفاظ میں سرزنش کی۔ جہاں تک وقت کا معاملہ ہے یہ بتایا گیا اور میں اب ہاؤس کو اعتماد میں لے رہا ہوں کہ محترمہ بے نظیر کے حکم سے خبر نامے کے بارے میں یہ طے کیا گیا ہے کہ خبر نامہ بہت طویل ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات چالیس پینتالیس منٹ اور یہ بات ریکارڈ پر موجود ہے کہ بعض اوقات پچپن منٹ تک بھی خبرنامہ چلا جاتا ہے۔ تو اتنے طویل خبر نامے پر محترمہ نے یہ حکم دیا کہ اسے آدھے گھنٹے سے آگے نہیں بڑھنا چاہیے اور بیس پچیس منٹ میں اسے ختم ہو جانا چاہیے جیسا کہ دنیا کے اکثر خبر نامے ہوتے ہیں۔ اس سلسلے میں بہت سی جگہوں پر کانٹ چھانٹ کا عمل شروع ہوا اور ان کا کہنا ہے کہ اس سلسلے میں اسمبلیوں کی کارروائی بھی زد میں آئی۔ کیونکہ باقی صوبائی اسمبلیوں کے بجٹ اجلاس بھی ہو رہے ہیں اور مرکز میں بھی بجٹ اجلاس ہو رہا ہے بلکہ اس وقت آزاد کشمیر کی اسمبلی بھی عمل میں ہے اس لیے تمام کی تمام پانچوں اسمبلیوں کی طویل کوریج نہیں ہو سکتی۔ پھر بھی میں نے انہیں سرزنش کی کہ اگر اسمبلی کی کارروائی ہوتی ہے چھ کروڑ عوام کی نمائندہ اسمبلی ایک کاروائی کر رہی ہے اور 248 اراکین کی وہ اسمبلی ہے تو ظاہر ہے کہ اس کے سائز کے مطابق اور اس کی اہمیت کے مطابق قومی خبر نامے میں جگہ دینی چاہیے۔ اور اگر آپ نے اس خبر کو مختصر بھی کرنا ہے تو کم از کم آپ کو اتنا تو چاہیے تھا کہ جن حضرات نے تقریریں کی تھیں ان کے اسمائے گرامی آپ ضرور لے لیتے تاکہ کچھ تو اندازہ ہوتا کہ جو لوگ لاکھوں عوام کی نمائندگی کرتے ہیں وہ ان کی ترجمانی کا حق ادا کرنے کے لیے اسمبلی میں کھڑے ہو کر ان کے حقوق کی آواز اٹھا رہے ہیں۔ اس پر بھی انہوں نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ اس کمی کو دور کریں گے۔ میں نے بھی انہیں ایک تجویز پیش کی کہ پنجاب اور خاص طور پر لاہور کا جو ٹیلی ویژن سٹیشن ہے جو پنجاب کو cover کرتا ہے یہاں پر ایک خاص پروگرام شروع کیا جائے کہ جن دنوں میں اسمبلی چل رہی ہو کوئی دس پندرہ منٹ کا ایک سپیشل پروگرام روزانہ کر دیا جائے تاکہ اگر قومی خبر نامے میں یہ نہیں آ سکتا تو کم از کم پنجاب کی حد تک عوام کو یہ پتا چلے کہ ان کے نمائندوں نے آج اسمبلی میں کیا کارروائی کی؟ اس پر بھی انہوں نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ سنجیدگی سے اس پر غور کریں گے اور میں آپ سے یہ وعدہ کرتا ہوں

کہ میں اس بات کو ان کے ساتھ مزید take up کروں گا۔ میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ فنی لحاظ سے یہ تحریک استحقاق نہیں بن رہی لیکن جو کاروائی میں نے کی ہے اس سے اس کا وہ مقصد پورا ہو جائے گا جس مقصد کے تحت محترم ظفر علی شاہ نے یہ پیش کی ہے۔ میں ان سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ میری اس وضاحت کے بعد وہ اس پر مزید زور نہ دیں۔

سید ظفر علی شاہ: درست ہے۔ میں اسے پریس نہیں کرتا۔

جناب سپیکر، مہربانی۔ جناب ایس اے حمید صاحب! آپ کی تحریک استحقاق تو آپ کے حکم کے مطابق circulate کر دی گئی۔ آپ نے ایوان میں اکثر اس کے بارے میں آواز اٹھائی تھی، میں نے وعدہ کیا تھا کہ آپ تشریف لائیں گے تو یہ مسئلہ بھی حل ہو جائے گا۔ چنانچہ یہ تحریک استحقاق آ گئی۔ میں آپ کو تجویز کر رہا ہوں۔ لیکن آپ آج بھی یہ پڑھ سکتے ہیں۔ چونکہ یہ خاص طور پر specifically فنانس منسٹر کے متعلق ہے۔ اگر آپ پسند کریں تو اس کو اگلے دن پر رکھ لیتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کی موجودگی میں پڑھی جائے، تو ٹھیک ہے۔ اگر آپ آج ہی پڑھنا چاہیں تو میں اجازت دیتا ہوں۔

جناب ایس اے حمید: جناب والا! میرا خیال ہے کہ میں اس کو پڑھ دیتا ہوں۔ اگر لاء منسٹر اس بارے میں جواب دینا چاہیں تو ٹھیک ہے، ورنہ کل اس کا جواب وزیر خزانہ دیں گے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے آپ پڑھ دیں۔

ہیلی کاپٹر کی خرید کے بارے میں وزیر خزانہ کی غلط بیانی

جناب ایس اے حمید: شکریہ جناب والا! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں۔ جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے معاملہ یہ ہے کہ۔

"روزنامہ دی نیشن لاہور" کی اشاعت مورخہ 14۔ جون 1994ء میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ پنجاب کے وزیر خزانہ مخدوم الطاف نے اس معزز ایوان میں برملا یہ اعلان کیا تھا کہ اگر حکومت کی طرف سے کوئی فضول خرچی کی گئی تو وہ اپنے عہدہ سے مستعفی ہو جائیں گے۔ مگر ان کے اس دعوے کے برعکس حکومت پنجاب آٹھ سیٹوں والا ایک ہیلی کاپٹر خرید رہی ہے۔ اور اس سلسلے میں ایک غیر ملکی فرم سے بات چیت جاری ہے۔ اس ہیلی کاپٹر کی قیمت کا تخمینہ 300۔ ملین روپے لگایا گیا ہے۔ یہ معاہدہ

اس کے علاوہ ہے جس کے تحت حکومت نے BJ400 Air craft خرید کیا' جس کی قیمت 260 ملین روپے ہے۔ ہیلی کاپٹر کی خرید کے لیے نیشنل بنک آف پاکستان لاہور کی مین برانچ میں 5 لاکھ روپے کی رقم بطور L.C جمع کروا دی گئی ہے۔ روپے کی قیمت میں کمی کی وجہ سے اور زیادہ قیمت بھی ادا کرنی پڑے گی۔ مگر پنجاب کے وزیر خزانہ اپنے اعلان کے باوجود مستعفی نہیں ہوئے۔ وزیر اعظم پاکستان کی ہدایات کے برعکس اور وزیر خزانہ کی طرف سے یقین دہانی اور وزیر اعلیٰ کی طرف سے فضول خرچی کی وجہ سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر، جی شارٹ اسٹیٹمنٹ دے لیں۔

جناب ایس اے حمید، مختصر بیان۔

جیسا کہ تحریک استحقاق میں یہ بات بڑی واضح ہے' کہ ایک BJ400 Air Craft جس کی مالیت 36 کروڑ روپے بنتی ہے ۔ اور اس کے بعد ایک ہیلی کاپٹر جس کی مالیت تقریباً 30 کروڑ روپے ہے اس کا آرڈر دیا گیا ہے۔ جناب والا! اس سے قبل حکومت پنجاب کے تصرف میں ایک جہاز موجود ہے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ جہاز پرانا ہوچکا ہو' اور اس کو تبدیل کرنے کی ضرورت ہو۔ جناب والا! جہاز کے استعمال یا اس کی ضرورت کے بارے میں میں کسی طوالت میں نہیں جانا چاہتا۔

جناب والا! بات یہ ہے کہ اگر پچھلا جہاز پرانا ہوچکا ہے تو اس کے لیے ایک نئے جہاز کا آرڈر دیا جاچکا ہے۔ اس کے بعد 30 کروڑ روپے سے ایک ہیلی کاپٹر خریدنے کا بادی النظر میں کوئی جواز نظر نہیں آتا۔ اور حکومت پنجاب چونکہ پہلے ہی مالی بحران کا شکار ہے۔ پھر کبھی ایمرجنسی میں اگر جہاز کام نہیں آتا' ہیلی کاپٹر کی ضرورت ہوتی ہے تو آرمی سے ہیلی کاپٹر لیا جاسکتا ہے' ایمرجنسی کی صورت میں اس سے کام لیا جاسکتا ہے۔ جناب والا! ایک قصبہ جس کے پچاس فیصد عوام کو پانی جیسی اہم سہولت بھی نہیں ملی اور ان کو بنیادی سہولیات سے بھی محروم ہونا پڑ رہا ہے۔ اگر priorities کو ہی مقرر کرنا ہے تو پہلے ان علاقوں کے محروم لوگوں کو بنیادی سہولیات بہم پہنچانا چاہیے تھیں۔ سابق وزیر اعلیٰ بھی پرانے جہاز سے استفادہ کرتے رہے ہیں۔ جناب والا! پھر ہر وقت تو جہاز کی ضرورت بھی نہیں ہوتی۔ لیکن یہ مان لیا کہ انہیں ایک جہاز چاہیے تھا اور انہوں نے ایک جہاز لے لیا۔ اب دوسرا ہیلی کاپٹر لینے کا کوئی جواز نہیں ۔ جناب والا 30 کروڑ روپے کی رقم ہیلی کاپٹر پہ اور 26 کروڑ

روپے کی رقم جہاز پر' یہ 56 کروڑ روپیہ تقریباً 110 فائلوں کے حلقوں میں اگر آپ ڈویلپمنٹ کا کام کروائیں۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ نصف پنجاب میں تقریباً تین ساڑھے تین کروڑ کی آبادی کے حلقوں میں یہ ترقیاتی کام ہوسکتے ہیں۔ لیکن ان ترقیاتی کاموں کو پس پشت ڈال دیا گیا ہے۔ اور ایک ہیلی کاپٹر کا آرڈر دے دیا گیا ہے۔ جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ وقت کی ضرورت بھی ہے' یہ حالات کا تقاضا بھی ہے یہ چیزیں تو اسی لیے بنی ہیں کہ انہیں استعمال کیا جائے۔ میں آپ کی بات کی بالکل تائید کرتا ہوں۔ لیکن جب اس کا وقت آئے تو اس کو استعمال کرنا چاہیے۔ ہمارے پاس پہلے ہی ایک ہیلی کاپٹر اس وقت Tourism Deptt. کے پاس ہے جس کے لیے حالیہ بجٹ میں ایک کروڑ 4 لاکھ روپے اس کی maintenance پر خرچ ہوا ہے۔ اس کی مرمت پر خرچ ہوا ہے۔ اور یہ وہی ہیلی کاپٹر ہے جس کو سابق وزیر اعلیٰ غلام حیدر وائیں کبھی کبھی استعمال کرتے تھے۔ تو جب ایک ہیلی کاپٹر Tourism Deptt کے پاس موجود ہے اس کو استعمال میں لایا جا سکتا تھا پھر ایک نیا جہاز بھی آچکا ہے یا چند دنوں میں آنے والا ہے تو پھر جناب والا! ایک نیا ہیلی کاپٹر خریدنے کا کوئی جواز نہیں۔ میری یہ درخواست ہے کہ آپ اس کو ہمدردانہ طور پر لیں' حکومت کے مفاد میں لیں۔ صوبے کے عوام کو بنیادی سہولتیں فراہم کرنے کے لیے ہمیں فنڈز نہیں دیے گئے اور جناب والا! اس مرتبہ بھی ہمارے لیے کوئی فنڈز نہیں ہیں۔ صوبے کے عوام کے لیے فنڈز نہیں اور جو وزیر اعلیٰ صوبے کے آدھے عوام کو فنڈز سے محروم رکھے گا یہ نقصان اس کا اپنا ہے' اس کی اپنی حکومت کا نقصان ہے۔ اس پر ان کو غور کرنا چاہئے۔ اگر انہوں نے سیاست کرنی ہے تو پھر پورے صوبے کے عوام کا حق ہے کہ انہیں فنڈز ملیں۔ کیونکہ جو بھی وزیر اعلیٰ بنتا ہے وہ پورے صوبے کا وزیر اعلیٰ بنتا ہے۔ وہ آدھے صوبے کا وزیر اعلیٰ نہیں بنا۔ تو میری یہ درخواست ہے کہ آپ اپنا ذاتی اثر و رسوخ استعمال کریں۔ وزیر خزانہ نے جو تقریر کی تھی ان کی باتوں سے سچائی کی خوشبو جھلکتی تھی اور وہ چاہتے تھے کہ فضول خرچی سے کسی طرح اپنے آپ کو بچائیں۔ وزیر قانون بھی یہ بات فرماتے ہیں کہ ہم فضول خرچی نہیں کرنا چاہتے۔ جناب والا! مزید یہ کہ یہاں پر 30 کروڑ روپے کے ایک ٹیکس لگا دیے گئے اور 41 کروڑ روپے کے ٹیکس جو صفحہ 16 پر سات فیصد increase کرکے لگا دیے گئے۔

جناب سپیکر، حمید صاحب! آپ کا یہ مختصر بیان کافی لمبا ہو گیا ہے۔ آپ کی وضاحت ہو گئی۔ میں نے موقع دے دیا ہے۔

جناب ایس اے حمید، شکریہ بڑی مہربانی۔

جناب سپیکر، جناب لاء منسٹر میں نے وزیر خزانہ صاحب سے بات کی تھی ویسے وہ خود بھی جواب دینا چاہتے ہیں۔ اگر آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں تو آپ کہیں۔

وزیر قانون، جناب والا! آپ کی نوازش کہ آپ نے تحریک استحقاق کے معاملے میں موقع فراہم کیا۔ میں جواب دیتا ہوں اگر وہ اس سے مطمئن نہ ہوں تو یقیناً آپ کو وزیر خزانہ کو زحمت دینی چاہیے۔ لیکن اگر میں رولز کے مطابق اپنا جواب دے دوں اور اس تحریک استحقاق کو explain کر دوں تو پھر مجھے امید ہے کہ آپ ضرور اس کو accordingly dispose of کریں گے۔

جناب والا! فاضل محرک نے جس انداز میں وزیر خزانہ کی سٹیٹمنٹ کو لیا ہے وہ محض ایک سیاسی نقطہ نظر ہے۔ اور سیاسی نقطہ نظر میں اختلاف ہونا کوئی غلط بات نہیں۔ لیکن اس میں جو حقائق بیان کیے گئے ہیں وہ بھی جناب والا! درست نہیں ہیں۔ اور صرف لفظوں کے ہیر پھیر کے ساتھ اصل تحاریک کے حوالے سے اس تحریک کا نفس مضمون بنانے کی بجائے محض اخباری خبر کو انہوں نے سامنے رکھ کر یہ ساری تحریک استحقاق adopt کی ہے۔ اور حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ فاضل محرک خود فرماتے ہیں کہ 14 جون 1994ء کے اخبار میں یہ خبر شائع ہوئی۔ اور جون میں ہی جناب وزیر خزانہ نے ایوان میں یہ بات کی کہ ٹھیک ہے حکومت فضول خرچی نہیں کرے گی۔ اور اس حوالے سے اپنی ذمہ داری کو مزید یقینی بناتے ہوئے' اپنے فرائض کی ادائیگی کے لیے' اپنے منصب کی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لیے جناب وزیر خزانہ نے برملا ایوان میں یہ بات کہی کہ وہ اپنے منصب کو اپنی ذمہ داریوں کو بطریق احسن ادا کرنے کے لیے یہاں پر فضول خرچیاں نہیں ہونے دیں گے۔ اور حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے وہ فضول خرچیاں نہیں کرے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ جناب وزیر خزانہ کے بیان کے مطابق اس وقت بھی ہماری حکومت عملی طور پر ایسے اقدامات کر رہی ہے اور کیے جا رہے ہیں ہم فضول خرچی کو روک کر economy کو بچا کر صوبے کی تعمیر و ترقی کے لیے یہ وسائل بروئے کار لا رہے ہیں اور لانا چاہتے ہیں۔ جناب سپیکر! اس سلسلے میں حکومت اپنی ذمہ داریاں پوری کرے گی۔ جس جہاز کے معاہدے کا انھوں نے ذکر کیا ہے' یہ 14 جون سے بہت پہلے کی بات ہے۔ میں آپ کی توجہ کے لیے بھی اور ایوان کے ریکارڈ کے لیے بھی اسمبلی کے ایوان میں ایگریمنٹ کی کاپی رکھنے کے لیے تیار ہوں یہ جہاز کا معاہدہ 10 اپریل 1994ء کو ہوا ہے کہ یہ 10۔اپریل 1994ء کو

ایگریمنٹ ہوا تھا جس کے تحت جو جہاز خریدا جا رہا ہے اس کے بعد حکومت پنجاب نے قطعی طور پر کسی ہیلی کاپٹر کا کوئی معاہدہ نہیں کیا۔ اس لیے یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی۔ اخباری تحریک اور جناب وزیر خزانہ کے بیان کے بعد انھوں نے جہاز کے معاملے کا ذکر کیا ہے جس کی وجہ سے ان کا استحقاق مجروح ہونا منسوب کیا گیا ہے' ایسا معاہدہ ہی نہیں ہوا۔ لہٰذا استحقاق مجروح ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ البتہ پہلا جو جہاز خریدا گیا ہے' اس حوالے سے کوئی بات ہو گی تو موقع آنے پر اس بارے میں بات کی جا سکتی ہے۔ لہٰذا وزیر خزانہ نے جو کہا' انھوں نے اپنے فرائض کے تحت درست کہا۔ حکومت ان کے فرمان کے مطابق عمل کر رہی ہے۔ آئندہ بھی عمل کرے گی۔ ان کے اس بیان سے ایوان کا استحقاق قطعی طور پر مجروح نہیں ہوا۔

جناب سپیکر، میں اس تحریک کی admissibility اس وقت تک کے لیے ملتوی کرتا ہوں جب وزیر خزانہ موجود ہوں۔ اگر وہ بھی اس سلسلے میں کچھ کہنا چاہیں گے تو اس کے بعد اس کی admissibility کا فیصلہ کیا جائے گا۔ اب اس پر بات نہیں ہو سکتی۔ جناب ایس اے حمید ' آپ کی ایک اور تحریک استحقاق ہے۔ وہ فنی اعتبار سے آج پیش تو نہیں ہو سکتی۔ لیکن چونکہ میں نے اس پر ظفر علی شاہ کی تحریک کے ساتھ ہی بات کی ہے ' اس کا ذکر بھی میں نے کیا تھا کہ آپ نے ہی مجھے یہ خبر دی تھی اور آپ کی تحریک سے مجھے خبر ملی تھی کہ ٹیلی ویژن والوں نے اس طرح کی خبر نشر کی ہے۔ چونکہ میں نے اس کو بھی ٹیک اپ کیا تھا اور ان لوگوں نے اس کے تدارک کا وعدہ کیا ہے۔ تو میں یہ سوچتا ہوں کہ اسے بھی dispose of سمجھا جائے۔۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! مجھے اس بارے میں اطلاع تو کوئی نہیں۔ لیکن ٹیلی ویژن کو بار بار جگانے کے لیے یہ ضروری ہے کہ میری یہ تحریک بھی اپنی باری پر آئے۔

جناب سپیکر، آپ کی یہ تحریک استحقاق جیسے ہی ملی ہے اسی وقت میں نے یہ کیا۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! آپ نے ایکشن لیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ لیکن آپ نے پہلے بھی دو دفعہ ایکشن لیا۔ اس کے باوجود ان کا وتیرہ یہی ہے کہ تین چار سیکنڈ خبر نشر کرتے ہیں۔جیسے آپ نے فرمایا ہے ----

جناب سپیکر، اس کا وہ تدارک کریں گے ۔ اس لیے اس کو dispose of سمجھا جاتا ہے۔

میزانیہ بابت 95 - 1994 پر بحث (-----جاری)

جناب سپیکر، اب ہم سرکاری کارروائی کا آغاز کرتے ہیں۔ میزانیہ بابت سال 95-1994ء پر عام بحث کا دوبارہ آغاز ہوتا ہے ۔ میں سید ظفر علی شاہ کو دعوت خطاب دیتا ہوں۔ شاہ صاحب! مقابلہ سخت ہے اور وقت کم ہے۔ اب دس دس منٹ پر گزارا ہوگا۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! میں کوشش کروں گا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آج پنجاب حکومت کی طرف سے پیش کیے جانے والے بجٹ پر عام بحث میں مجھے موقع دیا جا رہا ہے۔ جناب سپیکر! ہم اس سے پہلے قوم کے خادموں کے پیش کیے ہوئے بجٹ دیکھتے رہے' پڑھتے رہے' سنتے رہے' داد دیتے رہے' تنقید کرتے رہے۔ مگر آج جناب سپیکر! قوم کے مخدوموں کا بجٹ' وفاقی سطح پر اور صوبائی سطح پر پیش ہے آج آپ کی وساطت سے اس پر اظہار خیال کی کوشش کروں گا' جس طرح جناب نے فرمایا ہے کہ کم سے کم وقت میں اپنا نقطہ نگاہ پیش کر سکوں۔ کافی تفصیلی بحث ہو چکی ہے۔ ہمارے لیڈر آف اپوزیشن چودھری پرویز الٰہی نے بھی اس پر کافی روشنی ڈالی' میں کوشش کروں گا کہ تکرار نہ ہو' اور جو باتیں معزز ایوان میں کہی جا چکی ہیں ان کو دہرایا نہ جائے۔

جناب سپیکر! میں نے اس لیے کہا ہے کہ قوم کے مخدوموں کا بجٹ کہ 9 تاریخ کو مرکز میں بڑے میاں کا بجٹ تھا اور 10 تاریخ کو پنجاب اسمبلی میں چھوٹے میاں جناب مخدوم الطاف احمد وزیر خزانہ پنجاب نے بجٹ پیش کیا۔ یہ بات چھوڑتے ہوئے کہ بڑے میاں تو بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ۔وہ جب بجٹ پیش کر رہے تھے۔ انھوں نے اپنی بجٹ تقریر میں۔۔۔

جناب سپیکر، کیا آپ ان کی صحیح عمریں بتانا چاہتے ہیں؟

سردار سکندر حیات خان، وہ چھوٹے ہیں' یہ بڑے ہیں۔ جب میں بولتا تھا' یہ اٹھتے تھے۔ میں کہوں گا' تو بولے گا کہ بولتا ہے۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! میں کل بھی عرض کر رہا تھا کہ سردار شوکت حیات میرے بزرگ ہیں۔ یہ بہت بڑے پارلیمنٹیرین کے بیٹے ہیں۔ یہاں تک کہ میں بھی ان کا شاگرد ہوں۔ میں بڑے افسوس سے یہ کہتا ہوں کہ جب میں یہ کہہ رہا ہوں کہ بڑے میاں تو بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان

اللہ، تو مجھے پتا ہے کہ مخدوم شہاب الدین کی عمر ان سے چھوٹی ہے۔ بڑے میاں سے مراد آپ کی بڑی حکومت ہے۔ اور چھوٹے میاں سے مراد آپ کی چھوٹی حکومت ہے۔ جناب خان صاحب۔

جناب سپیکر! ہمارے وزیر خزانہ نے اپنی تقریر کے شروع میں بجٹ پیش کرتے ہوئے یہ بات کہی کہ ہمارے ملک کو بیرونی امداد نہیں مل رہی۔ ان کی تقریر ملاحظہ فرمالیں۔ بیرونی امداد نہیں مل رہی۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں یہ بات انھوں نے درست کہی ہے۔ لیکن کیا میں آپ کی وساطت سے اور پھر وزیر خزانہ کی وساطت سے بھی ان کی دونوں حکومتوں سے یہ پوچھ سکتا ہوں کہ آج بیرونی امداد کیوں، نہیں مل رہی؟ جناب سپیکر! جس ملک کی بیرونی امداد بند ہو جاتی ہے یہ واضح بات ہے کہ بیرونی دنیا سے ان کے تعلقات ٹھیک نہیں ۔جناب سپیکر! ہمارے وزیر خارجہ کے بارے میں ہماری وزیر اعظم صاحبہ نے، جن کی کابینہ کے وہ رکن ہیں، جس وزیر خارجہ کے بارے میں اس کی اپنی ہی وزیراعظم نے یہ کہا ہو کہ جناب وزیر خارجہ، آپ پر تین ماہ کی پابندی ہے کہ آپ کوئی سٹیٹمنٹ نہیں دے سکتے۔ جس ملک کی وزیراعظم تین ماہ کے لیے وزیر خارجہ کی زبان بندی کر دے، میں یہ کیسے توقع رکھوں کہ اس کے بیرونی دنیا سے تعلقات بہتر ہوں گے۔ اور اپنے ملک کے لیے وہ کوئی امداد لے کر آئے گا، اور اپنے ملک کے لیے کوئی خوش حالی کی بات لے کر آئے گا۔ جناب سپیکر! میں اس لیے یہ کہہ رہا ہوں کہ وزیر خزانہ نے اگر اپنے بجٹ کا یہ سہارا لیا کہ بیرونی امداد نہیں آ رہی، اور یہاں پر یہ بات بھی میں کہتا چلوں، کیونکہ خارجہ پالیسی کے حوالے سے میں یہ بات کر رہا ہوں۔ جناب سپیکر! کبھی کبھی میرے، بلکہ ہر شہری کے ہر سیاسی کارکن کے ذہن میں یہ بات آتی ہے کہ آخر کیا وجہ ہے کہ امریکہ اور اس کے حواریوں کو ہم نے کیا تکلیف دی ہے جب کہ ہماری سرحدوں پر ہمارا ہمسایہ ملک تو بہت بڑی ایٹمی طاقت بن چکا ہے کل ہی ہمارے صدر محترم کہہ رہے تھے کہ وہ تو پرتھوی میزائل اور ایٹمی میزائل تک پہنچ چکا ہے اور اس سے بھی آگے بڑھ رہا ہے، لیکن امریکہ کو اس بات کی بڑی تکلیف ہے کہ پاکستان nuclear technology میں کیوں آگے جا رہا ہے؟ جناب سپیکر! اور وجوہات بھی بہت ساری ہوں گی لیکن ایک وجہ جس کا مجھے بھی اندازہ ہوا کہ شاید ان کے دماغ میں یہ بات بھی آتی ہو۔ لیکن میں اگلے دن اس لیے سوچ رہا تھا کہ میں نے اچانک ٹی وی پر دیکھا کہ امریکہ کے سابق صدر جمی کارٹر عام شہری کی طرح گمنام زندگی بسر کر رہا ہے۔ مگر امریکہ کا sitting President اپنے سابق صدر کو اتنی اہمیت دیتا ہے کہ اس کو شمالی کوریا اور جنوبی کوریا کے معاملات میں ایک

messenger کی حیثیت سے بھیجتا ہے۔ جناب سپیکر! ہمارے ملک میں 'sitting Prime Minister سابق پرائم منسٹر کے ساتھ کیا کرتا ہے کہ اس کی دیواروں کو جا کر گرا دیتا ہے۔

جناب سپیکر! امریکہ امداد دینے سے پہلے neuclear policy پر بات کرنے سے پہلے یقیناً یہ سوچتا ہوگا۔۔۔

سردار سکندر حیات خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی۔ پوائنٹ آف آرڈر آ گیا۔

سردار سکندر حیات خان، جناب والا! میرے فاضل بھائی جب کوئی facts بیان کررہے ہوں تو سچ بات کریں۔ دیواریں نہیں گرائی گئیں' وہ ناجائز جنگلے تھے جو گرائے گئے ہیں۔ وہ ماڈل ٹاؤن سوسائٹی کی شکایت پر گرائے گئے ہیں۔(قطع کلامیاں)

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! میں سردار صاحب کا مشکور ہوں کہ دیواریں نہیں جنگلے گرائے گئے ہیں۔ ناجائز تجاوزات گرائے گئے ہیں۔ میں یہ بات بھی مان لیتا ہوں۔ تو کیا پاکستان کے منتخب وزیر اعظم کا یہ ظرف رہ گیا ہے کہ اسے پوری بارہ کروڑ کی آبادی میں ہونے والے تمام جرائم اور بددیانتیوں میں صرف سابق وزیر اعظم کی دیواریں نظر آئی تھیں؟ اس کی encroachments نظر آئی تھیں؟ (قطع کلامیاں) کیا بات کرتے ہیں آپ؟

جناب سپیکر، رانا آفتاب احمد خاں۔

رانا آفتاب احمد خاں، جناب سپیکر! میں یہ سید ظفر علی شاہ کے ریکارڈ کی درستگی کے لئے بتانا چاہتا ہوں کہ جب encroachments فیصل آباد شہر میں ختم ہوئیں تو اس میں 1947ء کی encroachments بھی ختم کر دی گئیں۔ اس میں ہماری پارٹی کے ایک ایم پی اے کا اپنا پٹرول پمپ بھی ختم کردیا گیا۔ پورے شہر میں ہی نہیں بلکہ پاکستان بھر میں encroachment ختم کی گئی۔ ہم یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اگر بڑے آدمی کو پکڑا جا سکتا ہے تو چھوٹوں کو تو آرام سے پکڑا جا سکتا ہے۔ ان کو حوصلہ کرنا چاہیے۔

میاں عبدالستار، پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، چودھری محمد وصی ظفر۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب سپیکر! میں ریکارڈ کی درستگی کے لئے عرض کرتا ہوں کہ یہ حکومت پنجاب نے گرایا ہے۔ ان کو تو وزیر اعظم فوبیا ہو چکا ہے۔ یہ تو پنجاب حکومت نے ناجائز قبضے گرائے ہیں۔

جناب سپیکر، بیٹھیے۔ تشریف رکھیے۔ سردار سکندر حیات خان۔

سردار سکندر حیات خان، جناب والا! میرے فاضل بھائی نے بہت جوش میں آ کر کہا کہ وہاں کلنٹن نے یہ کہا' کارٹر کو بلایا۔ یہ اچھی بات ہے۔ ہماری وزیراعظم نے بھی ان کو offer کیا کہ آئیں ہم مل بیٹھ کر باتیں کریں۔ ہمارے پریذیڈنٹ نے بھی ان کو کہا کہ آئیں مل بیٹھ کر باتیں کریں اور پاکستان کے مسائل کو اکٹھے حل کریں۔ لیکن یہ اگر بات کرتے ہیں تو انہیں یہ پتا ہے کہ امریکہ میں یا کسی اور ملک میں پرائم منسٹر ناجائز قابض نہیں ہوتے۔ وہ پاکستان کی طرح عوام کی زمین پر ناجائز قابض نہیں ہوتے۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں) آپ تشریف رکھیں۔ جی چیمہ صاحب۔ (قطع کلامیاں) مہربانی کیجیے۔ یہ زبان ایک نعمت ہے بہتر ہے کہ اسے سنبھال کے رکھا جائے۔ بڑی پیاری چیز ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوقات میں انسان کو عطا کی ہے اسے بہتر طریقے سے استعمال کرنا چاہیے۔ (قطع کلامیاں)

جناب طارق بشیر چیمہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، چیمہ صاحب آپ پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہوئے ہیں۔ میں آپ کو موقع دوں گا۔ میں ہمیشہ آپ کو موقع دیتا ہوں۔

جناب طارق بشیر چیمہ، جناب سپیکر! میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ کتنی بدقسمتی کی بات ہے کہ یہاں پنجاب کا بجٹ زیر بحث ہے یہ لوگ اس بجٹ کو زیر بحث لانے میں کتنے serious ہیں آپ ان کی گفتگو سے اندازہ لگالیں۔ ابھی ہمارے بھائی سید ظفر علی شاہ فرما رہے تھے کہ وزیر اعظم پاکستان کو پورے ملک میں صرف سابقہ وزیر اعظم کی ناجائز تجاوزات نظر آئی ہیں۔ لیکن جس طرح میرے بھائی سردار سکندر حیات نے فرمایا ہے کہ یہ کتنی بدقسمتی کی بات ہے کہ پوری دنیا

میں یہ واحد مثال ہے کہ اس طرح کی ناجائز تجاوزات کی گئیں۔ ناجائز تجاوزات کی ایک غریب آدمی یا ایک بددیانت آدمی سے تو توقع کی جاسکتی تھی لیکن ایک سابق وزیر اعظم سے ایسی حرکت کی امید نہیں تھی۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آپ توجہ سے سنیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ ایک بد دیانت آدمی سے توقع کی جا سکتی ہے۔ وہ آپ کے کسی لیڈر کے بارے میں بات نہیں کر رہے ہیں۔ آپ تسلی رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب طارق بشیر چیمہ، جناب والا! یہ کہا جا رہا ہے کہ ان کے ساتھ ظلم ہو رہا ہے۔ ناانصافی ہو رہی ہے۔ جناب والا! آپ سے بہتر کون جانتا ہے۔ پچھلے تین سال دور کی تاریخ اٹھالیں جو کچھ پاکستان پیپلز پارٹی کے کارکنوں کے ساتھ یہ کرتے رہے یا ہر اس شخص کے ساتھ کرتے رہے جس نے حکومت کے ظلم کے خلاف آواز اٹھائی۔

جناب سپیکر، آپ اپنے پوائنٹ تک محدود رہیے۔ آپ کی بات ہو گئی ہے آپ تشریف رکھیں۔

جناب طارق بشیر چیمہ، آپ کی مہربانی۔ بہت شکریہ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی۔ جناب ذوالفقار علی خاں کھوسہ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! ابھی فاضل رکن اسمبلی نے سابق وزیراعظم میاں محمد نواز شریف کی ناجائز تجاوزات کا ذکر کیا ہے۔ جناب والا! میں ریکارڈ کی درستگی کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب کی انتظامیہ کی طرف سے ماڈل ٹاؤن سوسائٹی کو درخواست گئی کہ ان کے حفاظتی انتظام میں ہمیں دقت ہوتی ہے اور یہاں جنگلا بنانے کی اجازت دی جائے۔ یہ ریکارڈ کا حصہ ہے۔ گورنمنٹ کے پاس ریکارڈ موجود ہے۔ اگر فاضل رکن پڑھ نہیں سکے تو یہ اپنی حکومت سے وہ ریکارڈ منگوا کر پڑھ لیں۔ ریکارڈ کی درستگی کر لی جائے۔ سوسائٹی کی طرف سے اجازت کے بعد یہ جنگلا construct کیا گیا۔

جناب سپیکر، اور یہ بھی ریکارڈ کا حصہ ہے۔ آپ تشریف رکھیں میں بات کر رہا ہوں۔ کہ جب یہ واقعہ ہوا تو محترم جناب نواز شریف کی طرف سے یہ کہا گیا کہ جنھوں نے یہ جنگلے بنائے تھے وہ اٹھا کر لے گئے ہیں۔ اگر انہیں اس پر کوئی اعتراض نہیں تو نہ آپ اعتراض کیجیے اور نہ وہ اعتراض کریں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! وہ جنگلا حکومت نے بنایا تھا۔ میاں نواز شریف نے نہیں

بنایا تھا۔

جناب سپیکر، جی بالکل ٹھیک ہے۔

سردار ذوالفقار علی خاں کھوسہ، جناب والا! اگر ان کی سمجھ میں نہیں آتا تو اب یہ بات سمجھ لیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، میں نے اس بات کو نپٹا دیا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

میاں فضل حق ، جناب والا! میں بھی ماڈل ٹاؤن میں رہتا ہوں تو میں عرض کرتا ہوں کہ جو تجاوزات ہٹائی گئی ہیں اس کی پوزیشن یہ ہے کہ کیونکہ گورنمنٹ آف پنجاب کی طرف سے لگے تھے وہ اب ہٹائے گئے۔ اس کے علاوہ پورے ماڈل ٹاؤن میں جو internal parks تھے یعنی ہر بلاک میں پارک بنے ہوئے ہیں اور ان کے جنگلے گورنمنٹ کی طرف سے لگے ہوئے ہیں۔ جو زیادتی سوسائٹی اور ایل ڈی اے نے کی کہ جو جنگلے وہاں رہنے چاہییں تھے وہ بھی اکھاڑ کر لے گئے۔ اور اب خبر یہ ہے کہ جناب کمشنر لاہور نے یہ فرمایا ہے کہ وہ جو پارک ہے اس کے جنگلے ہم دوبارہ لگائیں گے۔ اب آپ اندازہ کیجیے کہ ایکشن میں کیا malafide تھی کہ انہوں نے یہ بات کی ہے۔ میں ریکارڈ کی درستگی کے لیے یہ بتانا چاہ رہا ہوں کہ جو جنگلے باہر حفاظت کے لیے لگائے تھے وہ اٹھا کر لے گئے لیکن جو کارنر کا پارک تھا اس پر سے جنگلے غلط اکھاڑے گئے ہیں۔ وہ اکھاڑے جانے نہیں چاہییں تھے کیوں کہ سارے ماڈل ٹاؤن میں لگے ہوئے ہیں۔ اور جو نئے چیف منسٹر صاحب بنے ہیں ان کے پارک کے سامنے بھی لگے ہیں۔

جناب سپیکر، جو صحیح اکھاڑے گئے ہیں ان پر اطمینان کا اظہار کر لیا جائے اور جو غلط اکھاڑے گئے ہیں ان کے بارے میں تسلی کر لی جائے کہ وہ نہ اکھاڑے جائیں۔ جناب ظفر علی شاہ۔

سید تابش الوری، جناب والا! آئندہ کے لیے انہیں تنبیہ کر دی جائے کہ یہ جو ہر دفعہ کہا جاتا ہے کہ 72 کنال پر میاں نواز شریف نے تجاوز کیا ہوا تھا یہ واقعتاً غلط ہے۔ یہ صریحاً غلط بیانی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ خود حکومت نے وہ جنگلا تعمیر کیا۔ خود حکومت نے وہ جنگلا ہٹا لیا۔ مجھے بتایا جائے کہ روزانہ پھر اس بنیاد پر ایسی الزام تراشی کیوں ہوتی ہے؟ دوسرا میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ جناب' انکوائری کی جائے کہ سردار سکندر حیات کی سیٹ پر کوئی سپرنگ تو نہیں لگا ہوا؟ وہ بیٹھ نہیں سکتے۔ ہر دو منٹ کے

بعد کھڑے ہو جاتے ہیں۔

جناب سپیکر، میرا خیال ہے کہ ۔۔۔۔۔

جناب طارق بشیر چیمہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔۔۔

جناب سپیکر، میں بات کر رہا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں بات کر رہا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

I call the House to order. یہ بحث جہاں تک پہنچی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس سے آگے اسے نہیں لے جانا چاہیے۔ آپ نے اپنے طور پر ریکارڈ درست کرنے کے لیے جو کچھ یہاں بیان کیا ہے وہ ریکارڈ کا حصہ بن گیا ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ آئندہ اس سلسلے میں وہی بات کی جائے گی جو حقائق کے مطابق ہے۔ جناب ظفر علی شاہ۔

جناب طارق بشیر چیمہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی آپ کا پوائنٹ آف آرڈر اگر سابقہ کسی بات پر ہے تو نہیں۔

جناب طارق بشیر چیمہ، جناب سپیکر! میں تھوڑی سی ریکارڈ کی درستگی کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے ایک منٹ دیا جائے۔ سردار ذوالفقار کھوسہ اس ایوان کے فاضل رکن ہیں۔ انھوں نے فرمایا ہے کہ پنجاب حکومت نے وہ جنگلے لگائے۔ پنجاب حکومت نے گرا دیے۔ اگر ہم انہی کی بات کو تسلیم کر لیں تو پھر یہ پچھلے ایک ماہ سے چیخ و پکار کس سلسلے میں ہو رہی ہے؟ (قطع کلامیاں)

دوسری بات ریکارڈ کی درستگی کے لیے یہ بھی ہے کہ پنجاب حکومت نے وہ جنگلے اگر ان کی حفاظت کے لیے لگائے تھے تو وہ لکھوکھا روپے کے فنڈ کے ساتھ وہ کرکٹ کی پچ اور فلڈ لائٹس کس نے لگوائی تھیں؟ جہاں پر سابق وزیر اعظم کے صاحبزادہ صاحب کرکٹ کا شوق فرمایا کرتے تھے وہ لائٹیں آج بھی لگی ہوئی ہیں اور لکھوکھا روپے پنجاب کے غریب عوام کے اس پر ضائع ہوئے ۔۔۔

جناب والا! ان سے پوچھا جائے کہ وہ کرے کس نے تعمیر کروائے تھے؟

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! کیا پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر کرنے کی اجازت ہے؟

جناب سپیکر، نہیں، تقریر کی اجازت نہیں۔

جناب طارق بشیر چیمہ، جناب والا! ہم ریکارڈ کی درستگی کی بات کر رہے تھے۔ وہ لائٹیں آج بھی لگی ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ ریکارڈ درست کر لیا جائے گا۔ ریکارڈ درست ہو گیا۔جی رانا سہیل۔

رانا سہیل احمد نون، جناب سپیکر !جہاں ریکارڈ کی درستگی کی بات ہو رہی ہے تو وہاں پر یہ بھی ضروری ہے کہ میں اپنے فاضل دوست کی معلومات کے سلسلے میں یہ ریکارڈ درست کرتا چلوں کہ وہ زمین 72 کنال نہیں ساڑھے 71 کنال ہے۔ (قہقہے)

جناب انعام اللہ خان نیازی، آدھی کنال کے پیچھے یہ خود پڑے ہوئے ہیں۔ (قہقہے)

جناب سپیکر، نیازی صاحب ' نیازی صاحب---

رانا سہیل احمد نون، پتا نہیں بیٹھے بیٹھے کیا خاص قسم کا کوئی شور شرابا جناب نیازی کے ذہن میں اٹھتا ہے کہ یہ غیر پارلیمانی لہجہ اختیار کر لیتے ہیں۔ جناب سپیکر امیری آپ سے یہ گزارش ہے کہ ان کو تنبیہہ فرمائیں کہ یہ اسمبلی میں بحیثیت پارلیمنٹیرین behave کریں۔

جناب سپیکر، میں تمام اراکین اسمبلی سے یہ توقع رکھتا ہوں کہ وہ اس پارلیمنٹ کا احترام' وقار ملحوظ رکھیں گے اور از راہِ کرم یہ ثابت کرنے کے لیے کہ کس کی آواز کس سے زیادہ بلند ہے۔ اسے shouting match نہ بنائیے۔ اس کو ایک اکھاڑہ نہ بنائیے اور جناب سہیل نون! اگر آپ کے پاس کوئی سنجیدہ بات کرنے کے لیے نہیں تو آپ بھی تشریف رکھیں۔ جناب ظفر علی شاہ۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر !میں آپ کا بھی اور اس معزز ایوان کا بھی مشکور ہوں۔ پوائنٹ آف آرڈر اٹھانا معزز اراکین کا حق ہے لیکن پوائنٹ آف آرڈر جو ہے' پوائنٹ آف آرڈر کے دائرے میں رہنا چاہیے۔ جناب سپیکر! میں جس ضمن میں بات کر رہا تھا اور جس پر خواہ مخواہ ہی وہ شاہ صاحب والی بات ہے' میں اس ریفرنس میں بات کر رہا تھا کہ جس وقت میں کسی ملک کے sitting President اور sitting Prime Minister ' کی بحث میں نہیں گیا' یہ تو انھوں نے خود آ بیل مجھے مار والی دعوت دی کہ بھئی' وہ جائز تھے یا ناجائز تھے۔ میں یہ بات نہیں کر رہا۔ میں اس context میں بات کر رہا ہوں کہ ہماری liberal technology پر امریکہ کو تکلیف کیوں ہے؟ اس لیے یہ تکلیف ہوا کرتی ہے کہ بظاہر یہ بڑے چھوٹے چھوٹے معاملات ہیں لیکن بڑی طاقتیں ' بڑے ملک اور وہ لوگ جو کہ یہ چاہتے ہیں نیک نیتی سے یا بد نیتی سے کہ ملک میں یا پوری دنیا میں امن ہو۔ میں اس حوالے سے بات کر رہا ہوں کہ مبادا وہ یہ سوچتے ہوں کہ اگر ایک پولیٹیکل پاور ' ایک پولیٹیکل ذہن کے ہاتھ چڑھ گئی ہے اور

اس کی ذہنی کیفیت یہ ہے کہ اپنے مخالف کو اپنے اقتدار اور اپنی طاقت کے زور پر اس کے گھر کی دیواریں تک بھی اکھاڑنے میں دریغ نہیں کرتی تو اگر اس طاقت کے ہاتھ وہ طاقت لگ گئی جو کہ پورے وسطی ایشیاء یا پورے sub-continent میں balance کو تباہ کر دے تو جناب سپیکر! اور بہت ساری وجوہات کے علاوہ one of the main reasons یہ بھی ہوسکتی ہے - اس لیے پاکستان کے سیاستدانوں سے جو اقتدار میں ہیں اور جو اقتدار میں نہیں ہیں میں ان سے یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ political victimization یہ آدھے آدھے مرلے کی اور یہ دیوار کی encroachment یہ باتیں چھوڑ دیں- بین الاقوامی سطح پر اس کا کوئی اچھا اثر نہیں پڑتا اور یہی وجہ ہے ابھی چار دن کی بات ہے کہ ہنگری کا پریذیڈنٹ، امریکہ پرائیویٹ دورے پر گیا تو اس کو امریکہ کے صدر نے ملاقات کا وقت دیا۔ پرسوں کی بات ہے کہ اردن کا پریذیڈنٹ شاہ حسین اپنے کینسر کا علاج کرانے کے لیے گیا تو اس کو بھی کلنٹن نے ٹائم دیا۔ جناب سپیکر! شرم سے میرا اور میری قوم کے بارہ کروڑ آبادی کا سر جھک گیا کہ بارہ دن تک میرا پریذیڈنٹ امریکہ میں رہا اس کو امریکہ کے پریذیڈنٹ نے ملنے کے لیے ٹائم نہیں دیا۔

سید ظفر علی شاہ: جناب سپیکر! میں اس لیے یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ باتیں بظاہر بڑی چھوٹی ہیں۔

جناب طارق بشیر چیمہ: پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

سید ظفر علی شاہ: جناب سپیکر! میری تقریر کو اگر اس طرح disturb کیا گیا۔۔۔۔

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر۔

سید ظفر علی شاہ: یہ بات بڑی غلط ہے۔

جناب سپیکر: موقع دیجیے۔ آپ خود مانتے ہیں کہ پوائنٹ آف آرڈر کی اجازت ہونی چاہیے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب سپیکر! پہلے یہ واضح کیا جائے کہ چیمہ صاحب کی یہ سیٹ ہے یا وہ سیٹ ہے؟

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ یہ میرا کام ہے۔ میں ان سے پوچھتا ہوں۔ آپ کی کون سی سیٹ ہے؟

جناب طارق بشیر چیمہ: جناب سپیکر! میں اپنی سیٹ پر ہی ہوں۔

جناب سپیکر، تو پہلے کون سی سیٹ پر تھے؟ (قہقہے)

رانا سہیل احمد نون، جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب سپیکر، نہیں نہیں، بیٹھیے۔

جناب طارق بشیر چیمہ، جناب سپیکر! میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، چیمہ صاحب، از راہ کرم ضروری بات کیجیے۔

جناب طارق بشیر چیمہ، جی بہت ضروری بات کر رہا ہوں۔ جناب سپیکر! میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں۔۔۔۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! لگتا ہے کہ آپ کے چیمہ صاحب کے ساتھ تعلقات بہت اچھے ہیں۔

جناب طارق بشیر چیمہ، ہر شریف آدمی کے دوسرے شریف آدمی کے ساتھ تعلقات اچھے ہوتے ہیں۔

رانا سہیل احمد نون، آپ کو سپیکر صاحب کے بارے میں ایسی بات نہیں کرنی چاہیے۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ نیازی صاحب، آپ حد سے گزرتے چلے جاتے ہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، معافی مانگ لیتا ہوں، جی۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔

خواجہ ریاض محمود، جناب سپیکر! آپ نیازی صاحب کو دبا نہیں سکتے۔ یہ مشیر اور وزیر کس رول کے تحت بار بار اٹھ کر بول رہے ہیں؟

جناب سپیکر، آپ کس رول کے تحت بول رہے ہیں؟

خواجہ ریاض محمود، پرسوں ڈپٹی سپیکر نے اس بات پر رولنگ دی ہے کہ مشیر اور وزیر کسی پوائنٹ آف آرڈر پر اٹھ نہیں سکتے۔ کیا ہمیں بات کرنے کا حق نہیں؟ کیا ہم عوام کے نمائندے نہیں ہیں؟ میں آپ کے رویے پر سخت احتجاج کرتا ہوں۔

رانا سہیل احمد نون، جناب سپیکر ! [**********]

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

رانا سہیل احمد نون . [**********]

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ تشریف رکھیں۔

خواجہ ریاض محمود، [**********]

دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ
کہتی ہے تجھے خلق خدا غائبانہ کیا

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔

رانا سہیل احمد نون، [**********]

جناب سپیکر، تشریف رکھیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

خواجہ ریاض محمود، [**********] (شور و غل)

جناب سپیکر، خواجہ صاحب۔ (شور و غل) I adjourn the House for half an hour

(اس مرحلے پر ہاؤس کی کارروائی آدھ گھنٹے کے لیے ملتوی ہوئی)

(جناب سپیکر سات بج کر چار منٹ پر کرسیٔ صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

جناب سپیکر، ساڑھے سات بجے تک کے لیے نماز مغرب کا وقفہ کیا جاتا ہے۔ ساڑھے سات بجے اجلاس ہو گا۔

(اس مرحلے پر ساڑھے سات بجے تک کے لیے نماز مغرب کا وقفہ کیا گیا)

(نماز مغرب کے وقفہ کے بعد 8:55 پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر، آج میرے منصب میں انتظار کرنا بھی شامل ہے۔ آپ دوستوں سے بھی گزارش ہے کہ تھوڑا سا ایک منٹ انتظار کر لیجیے۔ سب سے پہلے میں آج کے سیشن کا وقت آدھے گھنٹے کے لیے بڑھاتا ہوں۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

***** (بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

جناب سپیکر، کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔ اب میں بات کر رہا ہوں آپ تشریف رکھیں۔خدا کے لیے کبھی سنجیدہ بھی ہو جایا کریں۔ جو کچھ آج ہاؤس میں ہوا ہے۔ کم از کم میں اس ہاؤس کا ایک ادنیٰ رکن ہونے کے ناتے اپنے ان سفید بالوں سمیت انتہائی شرمندہ ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان کی یا کسی بھی جمہوری ایوان کی جو پاک سرزمین پر منعقد ہوتا ہے اس کی تاریخ میں اس طرح کے واقعات ہی ہیں جنہوں نے جمہوریت کو سب سے زیادہ نقصان پہنچایا ہے۔ اس لیے جو کچھ بھی آج ہوا اس کی میں شدید مذمت کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ پورا ہاؤس اس مذمت میں میرے ساتھ شامل ہے۔ جتنے شدید الفاظ میں اس کی مذمت کی جائے وہ کم ہے اور اس لیے کہ کسی کو کوئی شبہ نہ ہو کہ آج کیا ہوا ہے؟ میں سب سے پہلے یہ حکم دیتا ہوں کہ آج کی جو کارروائی ہاؤس میں ہوئی جہاں سے مائیک رانا سہیل نون صاحب کو دیا گیا انھوں نے بولنا شروع کیا وہاں سے اس وقت تک کی کارروائی جہاں میں نے ہاؤس کو adjurn کیا ہاؤس کو دوبارہ سنائی جائے۔

(اس مرحلہ پر معزز ایوان کو ٹیپ سے ریکارڈنگ سنائی گئی)

ہاؤس کے ان حضرات کے لیے جو اسے چلانا چاہتے ہیں۔ جو جمہوریت کو آگے بڑھانا چاہتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان سب کے لیے یہ ٹیپ ریکارڈر آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہے۔ البتہ جو حضرات یہ سمجھتے ہیں کہ انھوں نے آج جو کچھ کارروائی کی ہے وہ شاید ناکافی ہے۔ شاید انھیں آج اس کی آواز کم سنائی دی ہے لیکن میں یہ چاہتے ہوئے کہ جس طرح کی آوازیں اور جس طرح کی گالیاں آج ہاؤس میں روا رکھی گئیں اس کے بعد میرے لیے ضروری ہے کہ میں اس پر کارروائی کروں اور میں ہاؤس کے رکن خواجہ ریاض محمود کو گالی دینے پر آج کی بقیہ کارروائی سے خارج کرتا ہوں extern کرتا ہوں وہ اس کارروائی میں حصہ نہیں لے سکتے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! یہ ناانصافی ہے۔

آوازیں، جناب والا! یہ سراسر ناانصافی ہے۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ میں وہ تمام الفاظ جو کسی اور نے بھی استعمال کیے میں ان تمام کو آج کی کارروائی سے حذف کرتا ہوں اور میں امید کرتا ہوں کہ اس بدنامی کے داغ کو کافی سمجھا جائے گا اور آئندہ ہمیشہ کے لیے اس ایوان میں یہ کوشش کی جائے گی کہ جب بھی زبان کھولی جائے تو پاک زبان کھولی جائے اور پارلیمانی حدود کے اندر کھولی جائے اور میرا دوسرا فیصلہ یہ ہے کہ جب خواجہ ریاض محمود دوبارہ اس ہاؤس میں تشریف لائیں گے تو وہ گالی دینے پر تمام ہاؤس سے غیر مشروط

طور پر معافی چاہیں گے اس کے بعد آج کی بقیہ کارروائی کا آغاز کیا جاتا ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! جہاں تک آپ کے اس ارشاد کا تعلق ہے کہ اگر اس ہاؤس کو چلانا ہے اور جمہوری روایات کو ہم نے آگے بڑھانا ہے اس سے نہ میں اور نہ اس ہاؤس کا کوئی رکن اختلاف کر سکتا ہے۔ آپ نے یہ فیصلہ کیا کہ ٹیپ کو ہاؤس میں چلایا جائے اور سنایا جائے اور جس طرف سے زیادتی کے الفاظ یا نازیبا الفاظ استعمال کیے گئے ہیں ان کے خلاف آپ کارروائی کریں گے۔ پہلے تو جناب والا! میں دیانت داری سے کہہ رہا ہوں کہ مجھے اس ٹیپ کی آواز صاف سنائی نہیں دی ماسوائے اس کے کہ بہت سی آوازوں کا شور بیک وقت آ رہا تھا۔ اس شور میں کس نے کس کو گالی دی میں ایمان داری سے کہہ رہا ہوں کہ میں نہیں سمجھ سکا۔ خواجہ ریاض محمود کے چند الفاظ باآواز بلند سنائی دیے اس میں میں وہ گالی نہیں سن سکا آپ اس ہاؤس کو تنبیہ کرنا چاہتے ہیں اور یہ آپ کا حق بھی بنتا ہے اور فرض بھی بنتا ہے اگر آپ نے تنبیہ کرنی ہے تو خدا کے لیے آپ انصاف کے تحت کریں اس سارے ہاؤس نے اس طرف سے گالی سنی ہے اور اس ممبر نے off the record خود بھی تسلیم کیا ہے جس ممبر نے ٹریژری بنچز سے یہ گالی نکالی ہے جس کے جواب میں خواجہ ریاض محمود کے خلاف یہ بات آئی ہے کہ انہوں نے گالی کا لفظ استعمال کیا۔ جناب والا! آپ اس فیصلے پر نظر ثانی کریں دونوں اطراف سے یہ غلط زبان استعمال کی گئی ہے دونوں اطراف سے اشتعال کی باتیں کی گئی ہیں ہم برداشت کرتے رہے ہیں اور یہ چڑھتے رہے ہیں۔ آپ ہاؤس کو adjourn کر کے یہاں سے باہر تشریف لے گئے اور ٹریژری بنچز کے ممبران ہمارے اپوزیشن کے ممبران کو مارنے کے لیے لپکے ہیں لیکن یہ کارروائی کا حصہ نہیں کیونکہ آپ اس وقت ہاؤس کو adjourn کر چکے تھے اخلاقیات کو ہم ایوان میں بھی نہیں چھوڑیں گے اور نہ ہی باہر چھوڑیں گے۔ جناب والا! میں آپ سے اپیل کرتا ہوں بے شک آپ ہاؤس کے لیے وارننگ کے طور پر اور آئندہ کارروائی کو in order رکھنے کے لیے سزا ضرور دیں لیکن یہ کارروائی یک طرفہ نہیں ہونی چاہیے۔ قصور تو اس ممبر نے از خود بھی تسلیم کیا لیکن off the record کیا ہے آپ براہ مہربانی اس فیصلہ پر نظر ثانی کریں۔ اگر ہمارے رکن کا قصور ہے تو معذرت کرنے کے لیے یہ بالکل آمادہ ہیں اور اس طرف بھی جن کا قصور ہے وہ بھی معذرت کر لیں۔ ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم ان شاء اللہ العزیز ہاؤس کو بہتر انداز میں چلانے کے لیے آپ کے ساتھ ہر ممکن تعاون کریں گے۔ آپ میری اس اپیل کو یوں

مسترد نہ کیجیے۔

جناب سپیکر ، تشریف رکھیے۔

وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ، جناب والا ! رانا صاحب' میرے بالکل پیچھے بیٹھے ہوئے ہیں اور جناب والا! میں یہاں پر حلفاً یہ کہتا ہوں کہ انہوں نے کوئی گالی نہیں دی نہ ریاض صاحب میرے رشتہ دار ہیں اور نہ ہی رانا صاحب۔

جناب سپیکر ، آپ تشریف رکھیں ---- میں اس پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب شاہد ریاض ستی، جناب سپیکر! میں نے خود سنا ہے کہ پہلے سہیل صاحب نے کہا کہ ان کے حلقے کے لوگ ان پر تھوکتے ہیں پھر انہوں نے کہا کہ اس کا بیٹا ڈاکو ہے اور پولیس میں بھرتی کر لیا گیا ہے اور سہیل صاحب نے ان کے ساتھ بہت سی ایسی باتیں کیں جس کے جواب میں انہیں ---

جناب سپیکر ، آپ تشریف رکھیں۔ ستی صاحب! میں نے آپ کی بات سن لی ہے۔ I call the House to order میں سزا یا جزا اسی چیز پر دے سکتا ہوں جو کارروائی کا حصہ ہے ریکارڈ آپ نے سنا ہے ۔ جو چیز ریکارڈ پر نہیں آئی میں اس کے حوالے سے کوئی مطالبہ نہیں کرسکتا لیکن میں آپ کی اس بات سے اتفاق کرتا ہوں۔ ہاؤس کے اندر ہو یا ہاؤس سے باہر ہو ہاؤس adjourn ہونے سے پہلے ہو یا ہاؤس adjourn ہونے کے بعد ہو ممبران اسمبلی کو عوام کے نمائندے ہونے کے ناتے عوام کے رہنما ہونے کے ناتے اعلیٰ تر اخلاقیات کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ اور میں توقع بھی رکھتا ہوں اور میں اس بات کی مذمت بھی کرتا ہوں کہ اس معزز ایوان کے اندر کسی بھی وقت کسی کو بھی اخلاقی حدود کو پھلانگنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے اور جو بھی ایسا کرتا ہے وہ تمام ہاؤس کے لیے ہی نہیں بلکہ پورے صوبے' پورے ملک کے لیے قابل مذمت ہے ۔ اس کے بعد میں ظفر علی شاہ سے گزارش کروں گا۔

سردار نذر محمد خان جتوئی، جناب سپیکر! عارف نکئی نے فرمایا ہے کہ میں حلفاً کہتا ہوں کہ انہوں نے کوئی گالی نہیں نکالی۔ جناب والا! میں بھی حلفاً کہتا ہوں کہ انہوں نے اتنی گالیاں دیں کہ میں ان گالیوں کو دہرا نہیں سکتا۔

جناب سپیکر ، آپ نہ دہرائیے۔ اس لیے کہ جو چیز ریکارڈ پر نہیں آئی اسے دہرانے کی ضرورت نہیں۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب! میں اس ایوان سے واک آؤٹ کرتا ہوں! ********

(اس مرحلہ پر جناب بادشاہ میر خان آفریدی ایوان سے واک آؤٹ کر کے ایوان سے باہر تشریف لے گئے۔) (قطع کلامیاں)

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! آپ کا یہ فیصلہ سن کر مجھے ضرور حیرت ہوئی ہے کہ ایک وزیر نے یہاں حلفاً بیان کر دیا اور ہمارے دو ممبران نے اٹھ کر اسی طرح سے حلفاً بیان کیا ہے کہ انہوں نے ان سے گالی گلوچ سنا ہے۔ اگر صرف اسی گواہی پر فیصلہ کرنا تھا تو پھر بھی آپ کا یہ فیصلہ نہیں ہونا چاہیے تھا۔ جناب والا! میں پھر آپ سے دردمندانہ اپیل کروں گا کہ آپ اپنے فیصلے پر نظر ثانی کریں۔ دونوں طرف سے یہ بداخلاقی ہوئی ہے یک طرفہ نہیں ہوئی۔ خواجہ صاحب کی آواز چونکہ زیادہ زوردار ہے اور گونج دار ہے اس لیے یہ ٹیپ پر آئی ہے اور رانا صاحب کی آواز ان سے کم گونج والی ہے یا وہ اتنی طاقت نہیں رکھتی اور وہ ٹیپ پر نہیں آئی۔ تو حضور والا! یہ بات یہاں پر ختم نہیں ہوتی۔ جناب والا! یہ باتیں ہوئی ہیں۔ آپ میری اس اپیل پر براہ مہربانی ہمدردی سے غور کریں اور ہاؤس کے لیے یہ تنبیہ کافی ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ دونوں طرف کے بنچز کے لیے یہ تنبیہ ہی کافی ہے آپ براہ مہربانی اپنے فیصلے پر نظر ثانی کریں۔

جناب سپیکر، میں نے آپ کی بات پہلے بھی توجہ سے سنی اور میں نے اسے اب دوبارہ بھی توجہ سے سنا۔ میں مجبور ہوں، کہ بطور سپیکر میں صرف اسی سلسلے میں کسی کو سرزنش کر سکتا ہوں جو بات ریکارڈ پر ہے میں اس سے باہر کسی کو سرزنش کرنے کے لیے حق نہیں رکھتا اس لیے میں نے تمام ہاؤس کے سامنے ریکارڈ رکھا ہے۔ اس پر کوئی ایسی بات نہیں آئی جس کی بنا پر میں رانا سہیل صاحب کو سرزنش کروں۔ لیکن میں یہ ضرور کہنے پر مجبور ہوں کہ میں تمام اراکین اسمبلی سے درخواست کرتا ہوں بلکہ بطور سپیکر اس ہاؤس کے custodian کے طور پر میں حکم بھی دیتا ہوں کہ آئندہ اپنی زبان سے گالی تو دور کی بات ہے ممبران غیر پارلیمانی الفاظ بھی ادا نہ کریں اور یہ جو رویہ ہم نے اختیار کر لیا ہے کہ ایک دوسرے کے لیڈروں کے بارے میں نازیبا الفاظ استعمال کرتے ہیں اور جب ایک طرف سے ہوتے ہیں تو پھر جواب میں دوسری طرف سے بھی ہوتے ہیں تو یہ جو صورت حال ہے اس سے بھی گریز کیا جائے۔

***** (بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

سید ظفر علی شاہ : جناب سپیکر ! اس میں کوئی شک نہیں کہ دونوں طرف کا پورا ایوان آپ کے جذبات کے ساتھ ہے جتنا دکھ اور تکلیف آپ کو ہوئی ہے اتنا ہی دکھ اور تکلیف دونوں اطراف کے معزز اراکین کو ہوئی ہے۔ جناب والا! یہاں پر ریکارڈ کی بات ہوئی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ریکارڈ اپنے طور پر ریکارڈ ہے۔ ایک ریکارڈ وہ ہے جس کو مشین ریکارڈ کر رہی ہے' ایک ریکارڈ وہ ہے جس کو تاریخ ریکارڈ کر رہی ہے' ایک ریکارڈ وہ ہے جس کو گورنمنٹ پریس ریکارڈ کر رہا ہے۔ جناب سپیکر! میں اپنے لیڈر آف اپوزیشن کی بات کی تائید کرتے ہوئے یہ عرض کروں گا کہ آپ review کریں۔ review تو ہوتے رہتے ہیں۔ سپریم کورٹ میں review ہوتے ہیں۔ اسمبلی میں بھی review ہوتے ہیں۔ میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ آپ نے اپنے ریکارڈ پر تو فیصلہ کر دیا قومی پریس کا جو ریکارڈ ہے وہ نہ آپ کا نہ میرا' نہ ان کا پابند ہے ----

جناب سپیکر ، میں نے اسی لیے ----

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر ! ایک منٹ ۔

جناب سپیکر ، نہیں جی میرا حق ہے اور میں آپ کی بات پر اپنی بات کر سکتا ہوں۔ اسی لیے میں نے یہ ریکارڈ ہاؤس کے اندر پیش کر دیا تاکہ گورنمنٹ پریس بھی اس بات کو واضح طور پر سن لے اور اگر اس کے بعد بھی وہ کوئی بات ریکارڈ سے باہر کرنا چاہتے ہیں تو پھر وہ بھی دیانت داری سے کام لیں گے۔

سید ظفر علی شاہ ، وہ بات درست ہے۔ لیکن میں اور زاویے سے بات کر رہا ہوں۔ اس ریکارڈ کے بعد بھی کہ جب آپ نے ایوان ملتوی کر دیا اور آپ چلے گئے۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا۔ پریس نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے۔ اور وہ اپنی آنکھ اور اپنے قلم سے لکھیں گے۔ جناب سپیکر! وہ جو کچھ لکھیں گے وہ ان کی اپنی مرضی ہے ۔ وہ ہمارے پابند نہیں۔ میں یہ چاہتا ہوں' کہ جو کچھ ان کا قلم لکھے گا' ساتھ یہ بھی لکھے گا۔ اور میں دونوں بھائیوں کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ اگر میرے بھائی رانا سہیل نون کی دلآزاری ہوئی ہے' میں اس کی معافی مانگتا ہوں ۔ سردار صاحب اس کی معافی مانگتے ہیں۔ اور اگر خواجہ صاحب کے جذبات مجروح ہوئے ہیں اس کی بھی ہم معافی مانگتے ہیں۔ آپ بطور سپیکر' بطور بھائی' بطور بڑے پارلیمنٹیرین' بطور سابق وزیر اعلیٰ اور بطور ایوان کے کسٹوڈین اور بطور ایک باپ اور بطور ایک سینئر سیاستدان دونوں کو حکم بھی دیں اور گزارش بھی کریں کہ جس طرح اس کیمرے

کی آنکھ نے یہاں پر بلا دیکھا ہے اسی طرح وہ آنکھ ان دونوں کو بغلگیر ہوتا بھی دیکھ لے۔ تاکہ کل کو پنجاب کا ہر پڑھنے والا شہری اور ووٹر کم از کم اس ایوان کے بارے میں اپنی کوئی غلط رائے قائم نہ کر سکے۔ یہ میری استدعا ہے۔ آگے آپ کی مرضی ہے، آپ کی discretion ہے جس طرح مرضی آپ اسے استعمال کریں۔

جناب سپیکر، میں رانا سہیل نون سے بھی یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو بات ظفر علی شاہ نے کہی ہے وہ بھی فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کل جب ریاض محمود صاحب تشریف لائیں اور وہ اپنی طرف سے اس کی معذرت کریں تو وہ بھی اپنی طرف سے انہیں خوش آمدید کہیں۔ ان سے ہاتھ ملائیں اور بغلگیر ہوں۔

بہت سے معزز اراکین اسمبلی، ابھی ہوں۔

جناب سپیکر، ابھی نہیں ہو سکتا۔ اب وہ رولنگ دی جا چکی ہے۔ میں معافی چاہتا ہوں۔ آج کے لیے انہیں extern کر دیا گیا ہے۔ آج یہ سزا برقرار رہے گی۔

سردار ذوالفقار علی خاں کھوسہ، جناب والا! میں انتہائی افسوس کے ساتھ اور آپ سے معذرت کرتے ہوئے آپ کے اس فیصلے کو قبول نہیں کرتا۔ ہم نے آپ سے تین چار مرتبہ درخواست کی، اور ہم احتجاجاً ایوان سے واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر اراکین حزب اختلاف ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

وزیر اطلاعات مہر سعید احمد ظفر، اگر وہ دوبارہ ٹیپ سننا چاہیں تو انہیں دوبارہ ٹیپ سنوا دی جائے۔

جناب سپیکر، لا منسٹر صاحب! آپ کھڑے ہوئے ہیں، کیا بات ہے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! بے شک، آج کا ماحول جمہوری نظام کے لیے انتہائی دھبے کی حیثیت رکھتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود آپ نے جمہوری نظام کو بہتر بنانے کے لیے اور پارلیمانی روایات کو زندہ رکھنے کے لیے ایک فیصلہ کیا۔ آپ کے فیصلے کے بعد میں نہیں سمجھتا تھا کہ واک آؤٹ کی صورت حال پیدا ہو گی۔ لیکن اس کے باوجود میں یہ چاہتا ہوں کہ اپوزیشن کے بغیر یہ ایوان نامکمل ہے۔ اور ویسے بھی صورت حال ایسی ہے کہ ہمیں اپوزیشن کو ایوان میں لانا چاہیے۔ آپ سے میری درخواست ہے کہ فاضل ممبران کو آپ ضرور بلوائیں۔ اپوزیشن کو ہمیں ایوان میں واپس لانا چاہیے۔

جناب سپیکر، میں جناب سعید ظفر، جناب شاہنواز چیمہ اور جناب چشتی سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ اپوزیشن کو منانے کی کوشش کریں۔ میں نے جو کہا ہے کہ اگر آپ پسند فرمائیں، یہ شرف ہے جو آپ کو حاصل ہو جائے تو بڑا اچھا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ تقریباً ساڑھے چھ بجے، سے لے کر پونے سات بجے تک وقفہ تھا۔ اس وقت سے لے کر اس وقت تک یہی کوشش ہوتی رہی ہے کہ دونوں فریق حزب اقتدار اور حزب اختلاف کے درمیان کچھ ایسی باتیں طے پا جائیں جس سے آج کا یہ افسوس ناک واقعہ بہتر طریقے سے آگے بڑھ سکے۔ اور جو تلخیاں پیدا ہو گئی ہیں ان سے نجات کا کوئی راستہ پیدا ہو جائے اور جو بد کلامی ہوئی ہے اس کا تدارک ہو سکے۔ چنانچہ ایوان میں اپوزیشن کے دوست حکومت کی طرف سے حزب اقتدار کے دوست خاصی بڑی تعداد میں جمع ہوئے۔ میں نے ابتداء میں کوشش کی کہ چار، چار، پانچ، پانچ دوست بات کریں لیکن اور دوست بھی شامل ہوتے گئے۔ اور کم از کم پندرہ بیس آدمیوں کی موجودگی میں ایک فیصلہ ہوا جس کے تحت یہ طے پایا کہ پورا ایوان آج کی اس افسوس ناک کارروائی پر مذمت کرے گا اور جن لوگوں نے بھی اشتعال انگیز باتیں کی ہیں ان سب کی مذمت کی جائے گی اور کوشش اور وعدہ کیا جائے گا کہ آئندہ اس طرح کا ماحول اس معزز ایوان میں پیش نہ آئے۔ دوسری بات یہ طے پائی کہ جس رکن نے گالی دی ہے اسے آج کے دن کے لیے extern کر دیا جائے گا۔ اور بقیہ کارروائی سے اسے باہر رکھا جائے گا۔ اور تیسری بات جو طے پائی وہ یہ تھی کہ جس دن وہ واپس تشریف لائیں گے اس دن وہ پورے ایوان کے سامنے غیر مشروط طور پر اپنی اس حرکت کی وجہ سے معافی چاہیں گے۔ دونوں طرف سے جب یہ بات طے ہو گئی تو حکومت کے نمائندے دائیں بازو والے دوستوں کو منانے کی کوشش میں لگ گئے اور اپوزیشن والے جو لیڈر صاحبان تھے وہ اپوزیشن کی طرف چلے گئے۔ اور میں ان دونوں کی اس یقین دہانی پر کہ اب یہ بات طے ہو گئی ہے میں اپنا یہ گاؤن پہن کے آپ کی خدمت میں، ایوان میں حاضر ہو گیا۔ نہ دائیں طرف والے اندر تشریف لائے اور نہ بائیں طرف والے اندر تشریف لائے۔ مغرب کی نماز کا وقت ہو رہا تھا میں نے مناسب سمجھا کہ فریقین کو مزید موقع مل جائے گا، مہلت مل جائے گی اور جو ان کے اندر آپس میں تفریق ہے وہ اس پر قابو پا کر آدھے گھنٹے تک دوبارہ ایوان میں تشریف لے آئیں گے۔ لیکن دوبارہ میرے ہی چیمبر میں پھر ملاقات شروع ہو گئی۔ اور اپوزیشن کے دوست جو میرے کمرے میں ایک بات طے کر کے گئے تھے انہوں نے آ کر کہا کہ ہمارا یہاں اس بات پر اختلاف ہے۔ اور یہ کہا

جا رہا ہے کہ گالی ایک طرف سے ہی نہیں دوسری طرف سے بھی دی گئی۔ میں نے کہا' جہاں تک میں سمجھتا ہوں ہم پندرہ بیس آدمی اس گفتگو میں شامل رہے ہیں۔ کسی ایک شخص نے اگر وہ گالی بھی سنی ہوتی جو دائیں طرف سے دی گئی تو اس کو زیر بحث لایا جاتا۔ سب نے اقرار کیا کہ ایک صاحب نے گالی دی' اور ان کو آج کی کارروائی سے extem کیا جائے۔ یہ ریکارڈ کی بات تھی اور میں کسی کو صرف اسی بات پر سرزنش کر سکتا ہوں جو بات ریکارڈ پر ہو۔ ایک ایسی بات جو ریکارڈ پر نہیں میں اگر اس پر سرزنش کروں گا تو پہلے میں اسے ریکارڈ پر لاؤں گا' اور اگر وہ ایسی ہی ناخوشگوار بات ہے تو بجائے اس کے کہ جو کچھ ہوا ہے' جو ریکارڈ پر ہے اس کو حذف کریں ہم ایک اور چیز کا اس میں پہلے اضافہ کریں' پھر اس پر سرزنش کریں اور پھر دوبارہ اس کو حذف کریں۔ لہذا میں نے کہا کہ میں صرف اس بات کا پابند ہوں جو ریکارڈ پر ہے۔ کہتے ہیں کہ انصاف کی دیوی اندھی ہوتی ہے۔ وہ انہی معنوں میں اندھی ہوتی ہے کہ جو شواہد ہوتے ہیں' جو مشاہدات ہوتے ہیں' جو حقائق ہوتے ہیں' وہ عدالت کے سامنے فیصلے کے لیے پیش کیے جاتے ہیں۔ ان کی بنیاد پر انصاف کیا جاتا ہے' فیصلہ کیا جاتا ہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ اور کیا کیا ہوا تھا۔ چنانچہ میں بھی مجبور ہوں۔ میں نے اسی لیے اس واقعے کو تسلیم کیا ہے تاکہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ واقعہ ہوا تھا لیکن میں نے اسے تسلیم نہیں کیا۔ میں نے پورے ہاؤس کے سامنے' اس ایوان کے ان لوگوں کے سامنے بھی جو یہاں گیلریوں میں بیٹھے ہیں' اور اوپر پریس گیلری میں جو احباب بیٹھے ہیں ان کے سامنے دوبارہ ریکارڈ play کرنے کی بات سوچی اور اس کے مطابق آپ کے سامنے اور ایوان کے سامنے ریکارڈ رکھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ کوئی بہت ہی اچھی بات ہوتی تو میں دوبارہ کہہ دیتا کہ یہ گالی پھر سنوائی جائے۔ لیکن گالی کو دہرانا بھی گالی کے مترادف ہوتا ہے۔ اس لیے میں نے اسے مناسب نہیں سمجھا۔ لیکن اگر ہمارے اپوزیشن کے اراکین اس بات کو بار بار سننا چاہتے ہیں تو پھر وہ میرے چیمبر میں کسی وقت تشریف لائیں اور اس کو جتنی مرتبہ چاہیں سن لیں۔ میں نے اسے سنا ہے' آپ نے اسے سنا ہے' اور لوگوں نے سنا ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کے بعد ہمیں یہی طے کرنا چاہیے کہ جن حضرات نے بھی آج کے ماحول کو خراب کیا۔ یہ سب اپنے اپنے دل میں شرمندہ ہوں۔ اور جن صاحب نے اس طرح کی گفتگو کی اور ریکارڈ پر ان کی طرف سے گالی آئی' جنہوں نے یہ حرکت کی میں سمجھتا ہوں کہ وہ اس کے سزاوار ہیں۔ یہ بات آپس میں طے ہونے کے باوجود اپوزیشن اپنے دوستوں کو نہیں منا سکی' مجھے اس کا

افسوس ہے۔ اور میں اراکین اپوزیشن سے خود بھی اپیل کرتا ہوں کہ وہ از راہ کرم اس بات کو اپنی عزت کا مسئلہ نہ بنائیں ۔ ایوان کی عزت ہر رکن کی انفرادی عزت سے زیادہ ہے ! اس لیے میری یہی خواہش ہو گی کہ ایوان میں اپوزیشن بھی تشریف لائے ۔ کارروائی میں حصہ لے۔جناب شاہ نواز چیمہ! آپ اپوزیشن کے احباب سے بات کرنے تشریف لے گئے تھے ۔ تو فرمائیے کیا بات ہوئی؟

وزیر اوقاف (چودھری محمد شاہنواز چیمہ) : جناب سپیکر ! میں ' جناب چشتی اور مہر سعید ظفر' ہم اپوزیشن کے معزز ممبران کے پاس گئے ہیں۔ ان سے عرض کی ہے کہ آپ نے ریکارڈ بھی سن لیا ہے اور جو کچھ حقیقت ہے اس سے بھی آپ باخبر ہیں۔ پھر آپ نے خود ہی یہ کہا تھا کہ ریکارڈ سن لیا جائے اس کے بعد فیصلہ کیا جائے۔ لہذا اب ریکارڈ سننے کے بعد جناب سپیکر نے جو فیصلہ کیا ہے اسے آپ کو تسلیم کرنا چاہیے۔ لیکن کھوسہ صاحب اور دوسرے ایک دو ممبران نے کہا ہے کہ ہم پریس کانفرنس کر رہے ہیں اور پریس کانفرنس کے بعد ہم آپ سے بات کریں گے۔

وزیر اطلاعات (مہر سعید احمد ظفر) : جناب والا ! میں عرض کرتا ہوں کہ انھوں نے کہا ہے کہ پریس کانفرنس کے درمیان ہم آپ سے کوئی بات نہیں کرنا چاہتے ۔ اور ان کا تاثر یہ تھا کہ جیسے وہ بات کرنا ہی نہیں چاہتے کیونکہ ان کے کچھ ممبران کہہ رہے تھے کہ آج کے دن جو کچھ ہو گیا سو ہو گیا۔ اب بعد میں دیکھیں گے ۔لہذا ہمیں ان میں کوئی ایسا تاثر نظر نہیں آیا کہ وہ ایوان میں واپس آئیں گے ۔ جناب سپیکر، آپ کی کوشش ہونی چاہیے اور میری بھی ان سے یہی گذارش ہے کہ ایوان میں ان کی موجودگی سب کے لیے ضروری ہے ' جمہوریت کے لیے ضروری ہے اور اس صوبے کے لیے ضروری ہے۔ ہم یہ امید رکھتے ہیں کہ وہ درست فیصلہ کریں گے۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب سپیکر ! میری ایک گذارش ہے کہ جب آپ نے اجلاس ملتوی فرما دیا تو ادھر ان کے جتنے بھی ممبران تھے جن کی تعداد تقریباً 7/8/10 سے زیادہ تھی سب نے باری باری یہ تسلیم کیا ہے۔ جو ان کے قریب بیٹھے تھے انھوں نے بھی تسلیم کیا ہے کہ خواجہ صاحب نے زیادتی کی ہے' غلط کیا ہے۔ اور ان کے لیے جو سزا ہاؤس تجویز کرے گا اس میں ہم آپ کے ساتھ ہیں اور یہ سزا ان کو ملنی چاہیے۔ کسی نے اس وقت کوئی دوسری بات نہیں کی' گالی کی کوئی justification نہیں بنائی' گالی کا کوئی جواز ہی نہیں ہے' کوئی موقع ہی نہیں ہے۔ ہر چیز ریکارڈ ہو چکی ہے۔ نہ انھوں

نے پہل کی۔ نہ انھوں نے کچھ کیا۔ یہ ان کا فیصلہ ہونے کے بعد just after thought ہے۔ یعنی جب ان سے جھگڑا ہوا کہ آپ نے یہ فیصلہ کیوں تسلیم کیا تو تب انہوں نے یہ self created بات بنائی۔ لیکن ادھر ہمارے ساتھ' لابی میں بیٹھ کر' ہمارے تمام ممبران گواہ ہیں جو اس وقت موجود تھے' انہوں نے کہا کہ یہ خواجہ ریاض محمود نے شدید غلطی' شدید زیادتی کی ہے۔ اور انہوں نے پورے ایوان کے تقدس کو پامال کیا ہے۔ یہ وہ کہہ کر گئے ہیں اور اس کے بعد اس دباؤ میں کہ چونکہ خواجہ صاحب نے زیادتی کی ہے انہوں نے آپ سے یہ commitment کی ہے۔ لیکن اب اس سے وہ back -out کر گئے ہیں۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔

وزیر زکواۃ و عشر (غلام سرور خان)، جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو میں کچھ بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، بس کچھ خوشگوار بات کیجیے گا۔

وزیر زکواۃ و عشر، جناب والا! کوشش تو یہی تھی کہ کوئی خوشگوار بات کی جاتی لیکن ---

جناب سپیکر، نہیں' اگر لیکن ہے تو پھر میں اجازت نہیں دیتا اور ہاؤس کل صبح 9 بجے تک کے لیے ملتوی ہوتا ہے----

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا دسواں اجلاس)

(ہفتہ 25 جون 1994ء)

(شنبہ 14 محرم الحرام 1415ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس، اسمبلی چیمبر، لاہور میں 11 بج کر 55 منٹ پر صبح منعقد ہوا۔ جناب سپیکر محمد حنیف رامے کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری غلام رسول نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ
دَآئِبَيْنِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ﴿٣٣﴾ وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا
سَاَلْتُمُوْهُ ؕ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ
لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ﴿٣٤﴾

سورۃ ابراھیم آیات 33 تا 34

اور تمہارے لیے سورج اور چاند مسخر کیے۔ جو برابر چل رہے ہیں۔ اور تمہارے لیے رات اور دن مسخر کیے اور تمہیں بہت کچھ منہ مانگے دیا۔ اور اگر اس کی نعمتیں گننا چاہو تو گن نہیں سکو گے بے شک آدمی بڑا ظالم بڑا ناشکرا ہے۔

وما علینا الا البلاغ ○

حزب اقتدار اور حزب اختلاف کی جانب سے ایوان کی کارروائی کو باوقار انداز میں چلانے کے عہد کی تجدید

جناب سپیکر، معزز اراکین اسمبلی کل ایک انتہائی ناخوش گوار اور افسوس ناک واقعہ کے بعد میں نے ہاؤس میں تین نکات پر مشتمل ایک رولنگ دی تھی۔ جس میں ان واقعات پر پورے ہاؤس کی طرف سے اظہار افسوس اور اظہار مذمت کیا گیا تھا۔ ایک رکن جناب خواجہ ریاض محمود کو دن کے بقیہ حصے کی کارروائی سے expel کیا گیا تھا۔ اور یہ کہا گیا تھا کہ وہ کل یا جب بھی ہاؤس میں تشریف لائیں گے تو وہ اظہار معذرت کریں گے۔ آج میرے چیمبر میں حزب اقتدار اور حزب اختلاف کے نمائندوں اور قائدین کا دوبارہ اجلاس ہوا۔ اور میں نے اس اجلاس کی روشنی میں اپنی کل کی اس رولنگ میں نظر ثانی کی ہے۔ اور میں یہ محسوس کرتا ہوں۔ کہ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہاؤس کو بہتر طور پر چلانے کے لیے جماعتی سطح پر ایک لائحہ عمل طے پائے اور جماعتی سطح پر ذمہ داری کا احساس کیا جائے۔ اور جو بھی افسوس ناک واقعہ کل ہوا آئندہ اس کا تدارک کرنے کے لیے جماعتی سطح پر یقین دہانی کرائی جائے۔ اس لیے میں سب سے پہلے اپوزیشن کے معزز قائد سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اظہار خیال کریں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب والا! میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے مجھے بات کرنے کی اجازت دی۔ آپ نے کل بھی اور آج بھی گزشتہ روز کے واقعات پر افسوس کا اظہار کیا یہ سارا ہاؤس گواہ ہے کہ میں نے آپ کے ان تمام خیالات سے نہ صرف اتفاق کیا بلکہ تائید بھی کی کہ اس قسم کی کارروائی ہاؤس کے وقار کے منافی ہے۔ اور یہ کسی قیمت پر بھی نہیں ہونی چاہیے تھی۔ جناب والا! میں 1962ء سے اس ایوان کا ممبر چلا آرہا ہوں۔ مجھے نہایت افسوس اور صدمے سے کہنا پڑتا ہے کہ کل جیسی کارروائی میں نے اپنی گزشتہ زندگی میں نہیں دیکھی۔ اس کا مجھے بے حد صدمہ ہے۔ ہماری اپنی پارٹی کی بھی کل میٹنگ ہوتی رہی ہے آپ سے گفت و شنید کے دوران بھی' اس کے بعد بھی' اور ہم سب اس چیز کا احساس کرتے ہیں کہ ہاؤس میں جو کچھ ہوا ہے وہ غلط ہوا ہے۔ آپ کے سامنے بھی یہ گوش گزار کیا گیا قائد حزب اقتدار اس وقت نہیں تھے سینئر منسٹر بھی نہیں تھے۔ لیکن جو ان کی ٹیم تھی ان کے سامنے بھی ہم نے اس چیز کا اظہار کیا ہے۔ بہرحال میں تقریر کرنے کی خاطر نہیں اٹھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو چیز اس ایوان کے وقار کے خلاف ہوگی ہم سب کو مل کر اس کی مخالفت اور

مذمت کرنی چاہیے اور ذمہ داری بھی اٹھانی چاہیے کہ آئندہ یہ بات نہ ہو۔ میں اپنی پارٹی کی طرف سے بڑے وثوق سے یہ ذمہ داری اٹھاتا ہوں کہ آئندہ انشاء اللہ العزیز اپوزیشن بنچوں کی طرف سے کوئی ایسے جملے استعمال نہیں کیے جائیں گے کوئی ایسا عمل نہیں کیا جائے گا جس سے کسی فرد یا افراد کے احساسات و جذبات مجروح ہوں۔ اور جو کل کی کارروائی ہے ہمیں اس پر سخت ندامت ہے' صرف اپوزیشن کو نہیں میں سمجھتا ہوں کہ حکومتی بنچز کو بھی اس پر ندامت ہے۔ اور میں آپ کی وساطت سے سارے ہاؤس کے سامنے کل کے واقعات پر معذرت چاہتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جناب سینئر منسٹر مخدوم الطاف احمد۔

وزیر خزانہ (مخدوم الطاف احمد): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! کل جو انتہائی شرم ناک اور افسوس ناک واقعہ یہاں پیش آیا میں اس وقت لاہور میں موجود نہیں تھا۔ کل کسی سے بات بھی نہیں ہو سکی۔ لیکن آج صبح کے اخبارات دیکھ کے میں آپ کو حلفاً کہتا ہوں کہ انتہائی چھوٹے پن کا احساس ہوا کہ آج پوری قوم ہم پہ ہنس رہی ہو گی اور ہمیں تذلیل کا نشانہ بنایا جا رہا ہو گا۔ جناب والا! اس کا مجھے دلی افسوس ہے۔ میں یہاں پر یہ بات بھی کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ایوان کو چلانا جہاں حکومت کے مفاد میں ہے اور ہماری ذمہ داری بنتی ہے اتنی ہی ذمہ داری اپوزیشن کی بھی ہے۔ پوری دنیا میں رواج ہے' ہمیشہ ایوان کو اپوزیشن چلایا کرتی ہیں۔ کوئی ایوان ہو' اس کی تذلیل ہو' اس کی عزت افزائی ہو' اس میں اپوزیشن کا برابر کا ہاتھ ہوتا ہے۔ کل جو کچھ بھی ہوا ہے وہ انتہائی افسوس ناک ہے۔ ہم سب کو اس بات کا احساس کرنا چاہیے کہ ہمیں ساڑھے چھ کروڑ عوام نے یہاں پر اپنے مسائل حل کرنے کے لیے منتخب کر کے بھیجا ہے۔ اور ہم یہاں پر اس غیر ذمہ دارانہ رویے کا اظہار کر رہے ہیں' سوائے اس بات کے کہ اس واقعہ پر جتنا بھی افسوس کیا جائے کم ہے میں اور کچھ نہیں کہہ سکتا۔ بہر حال میں حکومتی بنچز کی طرف سے اس معزز ایوان کو اتنا یقین ضرور دلانا چاہتا ہوں کہ ہمیں ایک ایک ممبر کا ذاتی طور پر اور پورے ایوان کا وقار انتہائی عزیز ہے۔ اور بنچز حکومتی پارٹی کے میں اس ہاؤس کے فلور پر یہ یقین دہانی کرانا چاہتا ہوں کہ آئندہ ہمارا ہر قدم positive ہو گا کبھی nagetive side پہ نہیں جائے گا۔" یہی توقع میں اپنے دوسری طرف بیٹھے ہوئے بھائیوں سے کرتا ہوں۔ یہ ہم سب کی مشترکہ ذمہ داری ہے یہ صرف ہماری یا صرف ان کی ذمہ داری نہیں ہے۔ تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ آئندہ ایسا واقعہ نہیں ہو گا۔ اور ہم ہر قسم کی cooperation extend کرنے کے لیے ہر

وقت تیار ہوں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، آگے بڑھنے سے پہلے میں کل کی کارروائی میں سے بادشاہ خان آفریدی صاحب کا یہ جملہ حذف کرتا ہوں کہ

جب وہ واک آؤٹ کر رہے تھے تو انہوں نے کہا تھا کہ میں ایوان پر لعنت بھیجتا ہوں۔

میں اس کو حذف کرتا ہوں۔

بادشاہ میر خان آفریدی، جناب والا! یہ ریکارڈ میں نہیں ہے۔

جناب سپیکر، یہ سب نے سنا ہے اس لیے میں اس کو حذف کرتا ہوں۔

بادشاہ میر خان آفریدی، جناب والا! اگر یہ بات ریکارڈ میں ہے تو میں ایوان سے معافی مانگوں گا۔ اگر ریکارڈ میں نہیں ہے تو پھر آپ یہ رولنگ نہیں دے سکتے۔

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر، اگر یہ ریکارڈ پر ہے تو اس کو حذف کر دیا جائے گا۔ اگر ریکارڈ پر نہیں ہے تو پھر یہ رولنگ نہیں ہے۔ اب تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں۔ تحریک استحقاق سید ظفر علی شاہ کی تھی۔ نہیں سوری یہ تحریک استحقاق ایس اے حمید صاحب کی ہے جہاز اور ہیلی کاپٹر کے بارے میں' وہ پورا بیان دے چکے ہیں۔ لاء منسٹر بھی وضاحت کر چکے ہیں۔ چونکہ میں نے یہ پینڈنگ کی تھی کہ فنانس منسٹر تشریف نہیں رکھتے تھے' اگر وہ اس پر کچھ کہنا چاہیں تو کہہ سکتے ہیں۔ I call the House to order.

ہیلی کاپٹر کی خرید کا معاملہ ایوان سے مخفیہ رکھنا (----جاری)

وزیر خزانہ، جناب والا' میرے محترم بھائی ایس اے حمید نے جو تحریک استحقاق ہیلی کاپٹر کی خرید کے سلسلے میں پیش کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ کسی لحاظ سے بھی admissible نہیں۔ اور ایک بات پر مجھے تھوڑی سی حیرانی ہو رہی ہے کہ ایس اے حمید میرے بھائی ہیں۔ انہیں میرے استعفے کی اتنی فکر کیوں پڑ گئی ہے۔ کیونکہ میں نے کبھی ہاؤس کے فلور پر کھڑے ہو کر ان سے commitment نہیں کی تھی اور نہ میں نے ان کا ذاتی نہ میں نے اس ایوان کا استحقاق مجروح کیا ہے۔ جہاں تک ہیلی کاپٹر کی بات ہے' جناب والا! ہمارا پروگرام نہیں ہے۔ 1989ء میں اس وقت کے وزیر اعلیٰ جناب میاں نوازشریف صاحب نے پنجاب ٹورزم ڈویلپمنٹ کارپوریشن کو حکم دیا تھا کہ سیاحت کے فروغ کے

لیے ایک ہیلی کاپٹر خریدا جائے۔ تو کارپوریشن کے پاس شاید پیسے نہیں تھے' پندرہ کروڑ روپے ایک ہی دن میں قرضہ پنجاب حکومت کی طرف منظور کرا کے کارپوریشن کے حوالے کیا گیا۔ قریباً اکیس کروڑ روپے کی لاگت سے سیاحت کے فروغ کے لیے وہ ہیلی کاپٹر خریدا گیا۔ اور پنجاب کا ایک ایک آدمی اس بات کا گواہ ہے کہ پنجاب میں سیاحت کا کوئی ایسا خطہ نہیں جہاں ہیلی کاپٹر کی ضرورت پڑے۔ جناب والا! حکومت کا ریکارڈ بھی یہ ثابت کرتا ہے کہ اس ہیلی کاپٹر کو سیاحت کے علاوہ باقی ہر کام کے لیے استعمال کیا گیا۔ اس کو صرف سیاسی مقاصد کے لیے استعمال کیا گیا۔ اسی سیاسی مقاصد کی خاطر اسے استعمال کرتے ہوئے ایک جگہ پر عوام کے بھرپور حملے کے ساتھ اس ہیلی کاپٹر کو نقصان پہنچا۔ آج اس کی پوزیشن یہ ہے کہ اگر ہم زمین سے اس کو اٹھانا چاہیں تو اس پر تقریباً ساڑھے تین کروڑ روپے کا خرچ ہے۔ ساڑھے تین کروڑ روپے کی مرمت کے بعد وہ حکومت پنجاب کا ہیلی کاپٹر دوبارہ اڑ سکتا ہے۔ لیکن نیا خریدنے کا ہمارا کوئی پروگرام نہیں ہے۔ میں یہی یقین دہانی انھیں کرانا چاہتا ہوں کہ اس سلسلے میں میرے سامنے کوئی ایسا کاغذ نہیں گزرا کہ ہیلی کاپٹر خریدنے کا کوئی ہمارا نیا پروگرام ہو۔ اور ویسے بھی ہر لحاظ سے' فنی اعتبار سے بھی یہ تحریک استحقا نہیں بنتی اور میں جناب سے گزارش کروں گا کہ اس کو رول آؤٹ فرمائیں۔

جناب سپیکر، میں اس کو اس وضاحت کے بعد رول آؤٹ کرتا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔ ایس اے حمید صاحب' میں نے آپ کو اجازت نہیں دی۔ آپ تشریف رکھیں۔ نہیں' میں بات نہیں سنوں گا۔ ایس اے حمید صاحب' آپ تشریف رکھیں۔ یہ رول آؤٹ ہو گئی۔ ــــ ایس اے حمید صاحب' آپ تشریف رکھیں ــــ ایس اے حمید صاحب' آپ تشریف رکھیں ــــ ایس اے حمید صاحب' آپ تشریف رکھیں۔ ایس اے حمید صاحب' آپ اتنے سینیر پارلیمنٹیرین ہیں۔ اب سپیکر کو بیس دفعہ یہ کہنا پڑتا ہے کہ آپ تشریف رکھیں میں نے اجازت نہیں دی۔ آپ کی خاطر یہ موشن جو admissible نہیں تھی' آپ کے بار بار اصرار پر میں نے اس کو ایوان میں پیش کیا۔ آپ نے اس پر short statement دی۔ لا منسٹر نے اس پر وضاحت کی۔ وزیر خزانہ نے اس پہ وضاحت کی۔ اب آپ اور کیا چاہتے ہیں؟ کہ یہ بجٹ سیشن اس کے لیے وقف کر دیا جائے؟ آپ تشریف رکھیں آپ کی بہت بات سنی گئی ہے۔

سید تابش الوری، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، آپ نے کل مجھے کافی سمجھانے کی کوشش کی تھی کہ پوائنٹ آف آرڈر کیا ہوتا ہے۔

جی، فرمائیے۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! میں نے پرسوں آپ کی خدمت میں آئین سے متعلق ایک ذمہ داری ادا کرنے کی تحریک استحقاق بھیجی ہے جو صوبے کے حسابات کے متعلق محاسب اعلیٰ کی رپورٹ پیش کرنے سے متعلق ہے۔

جناب سپیکر، یہ تحریک استحقاق ہے؟

سید تابش الوری، جی ہاں، تحریک استحقاق ہے۔

جناب سپیکر، وہ آج مجھ سے اجازت لی گئی ہے۔ وہ سرکولیٹ ہو جائے گی۔ کل آ جائے گی۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں نے اجازت دے دی ہے۔ circulate ہو جائے گی۔

میزانیہ بابت 95-1994 پر بحث (----جاری)

جناب سپیکر، اب ہم بجٹ پر عام بحث کا آغاز کرتے ہیں۔ چونکہ اس دن سید ظفر علی شاہ صاحب بات کر رہے تھے۔ میں ان سے نہایت مودبانہ گزارش کروں گا، ظفر علی شاہ صاحب، اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک نطق عطا کیا ہے۔ آپ جب بولتے ہیں تو خواہ مخواہ اس میں جوش اور خروش نظر آتا ہے۔ وہ تو اپنی جگہ ہے، آپ اس کو روک نہیں سکتے۔ لیکن از راہ کرم آپ کو یاد رکھنا چاہیے کہ کل آپ ہی کی تقریر کے دوران یہ سب کچھ ہوا۔ امید ہے آپ ایسے issues نہیں چھیڑیں گے جو تلخی کا باعث ہوں اور مہربانی سے اپنی تقریر کو بجٹ کی طرف رکھیے تاکہ بجٹ پر صحیح طور پر بحث ہو سکے۔ سید ظفر علی شاہ۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر، جہاں آپ نے سید ظفر علی شاہ کو سرزنش فرمائی ہے، وہاں یہ بے حد ضروری ہے کہ آپ حزب اقتدار کے اراکین کو بھی یہ ہدایت فرمائیں کہ وہ بلاجواز، بلا ضرورت ان کی تقریر کے دوران پوائنٹ آف آرڈر کے نام پر point of disorder پیش نہ کریں، کیونکہ کل کا فساد پوائنٹ آف آرڈر سے پیدا ہوا تھا۔ اور تقریر کے دوران، آپ خود بھی احساس رکھتے ہیں کہ پوائنٹ آف آرڈر کا کوئی جواز نہیں ہوتا۔ اگر انھیں کوئی اختلاف ہے، کوئی وضاحت ہے تو ان کے پاس وقت ہوتا ہے کہ وہ اس کا خود جواب دے سکیں۔ تقریر کے دوران disturbance اگر آپ اجازت دیں گے تو یہاں خوش گوار فضاء پیدا نہیں ہو گی۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ آپ یہ ہدایت اس وقت جاری فرمائیں اور آئندہ سے ان پوائنٹ آف آرڈرز کی حوصلہ شکنی کریں جن سے ماحول خراب ہوتا ہے اور ناشائستہ

صورت حال پیدا ہوتی ہے۔

جناب سپیکر، تشریف رکھیں۔ جی۔

وزیر صنعت، میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب سپیکر، ایک منٹ۔ دستی صاحب بار بار کھڑے ہو رہے ہیں۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب گزارش یہ ہے کہ میری باری 23 تاریخ کے لیے رکھی گئی' پھر 24 تاریخ کے لیے۔ آج 25 تاریخ میں بھی میرا نام کہیں نہیں۔ کسی جگہ آج مجھے موقع دیجیے گا۔

جناب سپیکر، یہ آپ آپس میں طے کر لیجیے۔ فہرست مجھے اپوزیشن نے متفقہ طور پر دی ہے اسی کے مطابق میں چل رہا ہوں۔ میں نے خود آپ کا نام پکارا تھا' اس دن آپ تشریف نہیں رکھتے تھے۔ جی۔

وزیر صنعت، جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنی چاہتا تھا کہ تابش الوری صاحب نے جو بات کہی ہے وہ بڑی اچھی بات کہی ہے۔ لیکن اس میں میں تھوڑی سی ترمیم کرنا چاہتا ہوں۔ جیسے انھوں نے فرمایا ہے پوائنٹ آف آرڈر شروع میں ہی اگر روک دیا جائے تو بہت بہتر ہے۔ لیکن اگر اس کو رول بنا لیا جائے تو پھر پوائنٹ آف آرڈر کو delete کرنا پڑے گا۔ کیوں کہ پوائنٹ آف آرڈر اسی وقت اور اسی حوالے سے ہی raise کیا جاتا ہے۔ اگر وہ issue گزر جائے تو پھر پوائنٹ آف آرڈر بنتا نہیں۔

جناب سپیکر، اب مثلاً تابش الوری صاحب کھڑے ہوئے تھے۔ اور انھوں نے پوائنٹ آف آرڈر raise کیا۔ اب میں سننے سے پہلے ہی کہہ دیتا آپ بیٹھ جائیں۔

وزیر صنعت، جی یہ نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر، تو یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ اس لیے مجھے تھوڑا سا اندازہ کرنا پڑتا ہے کہ وہ relevant ہے یا نہیں۔ لیکن میں یہ گزارش دونوں طرف کے احباب سے کرنا چاہتا ہوں کہ از راہ کرم آپ کو جو آزادی بولنے کی اس ایوان میں حاصل ہے' اسے اپنے ہاتھوں mis-use نہ کیجیے۔ اور صحیح پوائنٹ آف آرڈر اٹھانے کی میں ہمیشہ اجازت دوں گا' لیکن غلط پوائنٹ آف آرڈر کو رد کیا جائے گا۔ اس سے خرابی ہوگی اور آپ کے قائدین نے اس ایوان میں جو ایک یقین دہانی کرائی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس یقین دہانی کی دھجیاں بھی اڑ جائیں گی۔ اس لیے دونوں طرف کے احباب سے گزارش ہے کہ از راہ کرم پوائنٹ آف آرڈر کی آزادی کو تو برقرار رکھیے۔ لیکن relevant point پر اٹھائیے' اور اس کو misuse

نہ کیجیے۔آپ تشریف رکھیں۔سید ظفر علی شاہ صاحب۔

وزیر صنعت، میں ایک گزارش اور کرنی چاہتا ہوں۔ جناب نے مجھے ایک ذمہ داری دی تھی۔جناب سردار خان صاحب ایم پی اے نے بہاول نگر میں جو عوامی نہر بن رہی ہے اس کے بارے میں کچھ اعتراضات کیے تھے اور آپ نے مجھے یہ ذمہ داری دی تھی کہ میں موقع پر جا کر دیکھ کر ایوان کو رپورٹ پیش کروں۔ اگر مجھے دو منٹ کی اجازت دیں تو میں مختصراً عرض کر دوں۔

جناب سپیکر، جتنا مختصر ہو سکے۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی، بالکل۔ میں وہاں اس نہر پر گیا۔ وہاں پر ہمارے دوست ایم پی اے وٹو صاحب کی پارٹی کے لوگ، وکلاء حضرات، پھر ٹیکنیکل لوگ، میرے حلقے سے جو محکمہ نہر سے تھے یا ٹھیکے داران صاحبان۔ ان کو میں ساتھ لے کر موقع پر گیا۔ جن دوستوں نے وہاں پر رائے دی وہ تسلی بخش قرار دی گئی۔ لیکن اس میں جس بات کا اضافہ ہوا وہ یہ تھا کہ ایس ای صاحب نے مجھے یہ بتایا کہ سردار خان صاحب ایم پی اے ان کے پاس تشریف لے گئے تھے اور انہوں نے یہ شکایت کی ایس ای صاحب نے انھیں یہ ایک فارمولا یا ایک حل دیا کہ اگر انہیں کوئی ایسی شکایت ہے تو وہ اپنا ایک آدمی میرے پاس بھیج دیں جو کہ سپروائزری سٹاف میں میں رکھ لیتا ہوں وہ بھی اس کو چیک کرتا رہے گا۔ اور جو سردار خان صاحب نے انہیں خط لکھا اور جس کے اوپر اس آدمی کو انہوں نے سپروائزر رکھا اس کی انہوں نے مجھے ایک کاپی بھی دی ہے۔ It is Letter pad of Mr Sardar Khan M.P.A. اگر کہیں تو میں پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر، پڑھ دیجیے۔

MINISTER FOR INDUSTRIES: The bearer of this letter Ghulam Rasul son of Abdul Ghafoor is a very poor man and is in dire need of a job. Through reliable sources I have come to know that some vacancies of supervisors at Awami Canal are lying vacant in your department. I shall be highly grateful if you could accommodate the above mentioned man against the post of a supervisor.

Thank you ان کو سپروائزر ان کے کہنے پر اسی نہر کے اوپر لگا دیا گیا۔ اور یہی میری گزارش تھی

very much

جناب سپیکر، سید ظفر علی شاہ صاحب۔

سردار حسن اختر موکل: جناب والا! وزیر تعلیم نے میرے حلقے میں ایک سکول کے سلسلے میں ایک کمیٹی مقرر کی تھی جس کے چیئرمین وزیر لائیو سٹاک جناب سردار محمد عارف نکئی مقرر ہوئے تھے۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ تیسرا اجلاس آ گیا ہے لیکن ابھی تک اس سلسلے میں سردار محمد عارف نکئی یعنی چیئرمین صاحب جو کمیٹی کے کنوینر ہیں انہوں نے کوئی قدم نہیں اٹھایا۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ ان کو ہدایت فرمائی جائے کہ وہ اپنی پہلی فرصت میں اس سلسلے میں کوئی قدم اٹھائیں تاکہ کم از کم آئندہ اجلاس میں یہ رپورٹ پیش کی جا سکے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ سردار صاحب۔ مہربانی سے توجہ دیجیے گا۔

وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ (سردار محمد عارف نکئی)، جناب والا! جب کمیٹی بنی تھی اس وقت میں ہاؤس میں نہیں تھا اور مجھے علم نہیں تھا۔ آج مجھے پتا چلا ہے۔

جناب سپیکر: آپ از راہ کرم اس سلسلے میں کسر نکال دیں۔

وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ: بالکل جناب۔

جناب سپیکر، جی سید ظفر علی شاہ صاحب۔

چودھری محمود اختر گھمن، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی فرمائیے۔

چودھری محمود اختر گھمن، جناب والا! گزارش یہ ہے کہ یہ بات مشاہدے میں آئی ہے۔ اور آج بھی میرے بھائی ایس اے حمید کو آپ فرماتے رہے کہ آپ بیٹھ جائیں لیکن اس کے باوجود انہوں نے بار بار اخبار سرائی اور اسے پڑھنے کی کوشش کی۔ تو میں یہ رولنگ چاہوں گا کہ جناب سپیکر کے بار بار کہنے کے باوجود کسی فاضل رکن کا بار بار پڑھنا اور اصرار کرنا مناسب ہے؟

جناب سپیکر، یہ ہرگز مناسب نہیں۔ سپیکر کے ایک دفعہ کہنے پر رکن کو بیٹھ جانا چاہیے۔

ایک معزز رکن (حزب اختلاف)، جناب والا! اگر سپیکر غیر جانبدار نہ ہو تو پھر کیا کیا جائے۔

جناب سپیکر، اگر سپیکر غیر جانبدار نہیں تو اس کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک لے آئیے لیکن جب

تک وہ سپیکر ہے اس کے حکم کو ماننا آپ پر واجب ہے۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا۔ point of personal explanation ۔

جناب سپیکر، آپ تقریر کریں۔ personal explanation جانے دیں۔ سید ظفر علی شاہ کیوں ماحول کو خراب کرتے ہیں۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! پھر بات وہی کہنا پڑتی ہے۔ دیکھیں جناب سپیکر! اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے آپ ادب کے سمندر ہیں۔ سیاست کے سمندر ہیں۔ صحافت کے سمندر ہیں۔ ہمارے سپیکر ہیں۔ سینئر سیاستدان ہیں لیکن جب ہماری طرف سے بات آتی ہے تو آپ اس طرح کنجوسی کرتے ہیں کہ برملا کہنا پڑتا ہے۔

سمندر سے ملے پیاسے کو شبنم
بخیلی ہے یہ رزاقی نہیں ہے

یہ کیا ہے؟ اس طرح نہ کریں۔ میں self explanation پر بول رہا ہوں۔

جناب سپیکر، آپ کبھی ان لوگوں سے پوچھیے۔ میرا خیال ہے کہ میں اتنا liberal ہوں کہ آپ کو روکتا ہی نہیں ہوں۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! ہم آپ کے مشکور ہیں۔ اور یہ آپ کے فرائض میں شامل ہے۔

جناب سپیکر، آپ بسم اللہ کیجیے اور تقریر کیجیے۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! تقریر سے پہلے میں self explanation پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ جناب نے میرے حوالے سے بات کی ہے کہ کل ان کی تقریر کے بعد چونکہ آپ کی بات سے کچھ تاثر اس طرح تھوڑا سا نمایاں ہوتا ہے کہ شاید میں نے اپنی تقریر میں دیدہ دانستہ یا نادانستہ کچھ misbehave کیا ہے یا کوئی ایسے contemptuous الفاظ نکلے ہیں جس کی وجہ سے شاید وہ سارا ناخوشگوار واقعہ پیش ہوا ہے۔ جناب سپیکر! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں اپنی ساری سیاسی زندگی میں کبھی بھی ذاتی نہیں ہوا۔ پرسنل نہیں ہوا۔ جہاں تک یہ بات ہے کہ سیاسی زندگی میں جو سیاسی لیڈر ہوتے ہیں اور میں اس معزز ایوان کی خدمت میں یہ بھی عرض کروں کہ دونوں حضرات سے چاہے اس کا تعلق حزب اقتدار سے ہے یا حزب اختلاف سے' چاہے وہ پاکستان پیپلز پارٹی کا صدر ہے یا مسلم لیگ کا صدر ہے یا کسی اور جماعت کا صدر ہے۔ جناب سپیکر۔ پولیٹیکل لیڈر پبلک پراپرٹی ہوا کرتے ہیں۔ I will

be the last person کہ میں کسی political leader کی ذات پر بات کروں۔ لیکن پولیٹیکل بات کرنا میرا حق ہے اور یہ حق مجھے آئین نے دیا ہے میں قومی معاملات پر بات کروں گا۔ مجھے کوئی بھی نہیں روک سکتا اس لیے کہ مجھے وہ حق آئین نے دیا ہے۔ ہاں ' اگر کسی جگہ پر میں بداخلاقی کروں ' کوئی بدمزاجی کا مظاہرہ کروں یا کسی پر میں برملا طبہ پھینکوں تو اس کے لیے آپ مجھے روک بھی سکتے ہیں۔ ٹوک بھی سکتے ہیں۔ اور مجھے ہاؤس سے باہر بھی نکال سکتے ہیں۔ لیکن جو protection مجھے آئین نے دی ہے وہ مجھ سے کوئی بھی نہیں لے سکتا۔ نہ مجھ سے کوئی عدالت لے سکتی ہے۔ نہ کوئی حکومت لے سکتی ہے with due respect نہ جناب لے سکتے ہیں۔ جناب سپیکر! اب میں آپ کی اجازت سے کل 24 جون 5 بجکر 50 منٹ پر شام کے ان لمحات میں داخل ہوتا ہوں جب میں اپنی بات کر رہا تھا۔ بجٹ کی تقریر کے حوالے سے میں جناب وزیرخزانہ کی اس تقریر کے حوالے سے بات کررہا تھا جس میں انہوں نے یہ بات کی تھی۔ کافی حد تک ان کی بات relevant تھی۔ انہوں نے کہا تھا کہ بیرونی امداد ہمیں نہیں مل رہی اور اس context میں میں بات کررہا تھا کہ بیرونی امداد ہمیں کیوں نہیں مل رہی ۔ اس لیے کہ ہماری خارجہ پالیسی کے حالات کیا ہیں۔ ہماری خارجہ پالیسی کے حالات جناب سپیکر میں نے کل بھی یہ عرض کیا تھا اب مختصر آ یاد دہانی کے لئے بات کر رہا ہوں کہ جس ملک کے وزیر خارجہ پر اس کی وزیراعظم تین مہینے تک بولنے کی' statement دینے پر پابندی لگا دیتی ہے تو اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ہمارے ملک کے خارجہ حالات اور خارجہ desk کیسے کام کررہا ہے؟ جناب سپیکر! میرے آخری الفاظ وہ تھے جب میں صدر مملکت فاروق لغاری کے اس دورے کی بات کررہا تھا جو کہ انہوں نے امریکہ کا دورہ کیا تھا۔ یہ بھی ہمارے خارجہ desk کی ناکامی اور لاپرواہی کا یہ نتیجہ ہے ' بلکہ حزب اختلاف کی طرف سے تو یہ الزامات لگتے ہیں----

جناب سپیکر، آپ صدر صاحب اور مرکز پر کیوں بحث کرتے ہیں؟

سید ظفر علی شاہ، میں کیوں نہ کروں۔ ذات پر پابندی ہے میں نہیں کرسکتا۔ میں تو National Issue کی بات کر رہا ہوں ۔ صدر کی ذات کے بارے میں میں کوئی بات نہیں کرتا۔ ذاتی طور پر تو میں ان کا اتنا مداح ہوں کہ وہ شریف آدمی ہیں لیکن ان کی ذاتی زندگی کا تعلق ان کی ذات سے ہے۔ اور ان کی سیاسی زندگی کا تعلق میری قوم سے ہے اور ملک سے ہے ۔ اس لئے میں وہ بات کروں گا اور مجھے کوئی نہیں روک سکتا۔

چودھری محمد وصی ظفر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! سید ظفر علی شاہ بڑے پرانے وکیل ہیں اور سپریم کورٹ تک enrolled ہیں۔ پنجاب بار کونسل کے ممبر رہے ہیں۔ قانون پر ان کو عبور حاصل ہے۔ ان کے علم میں ہے کہ صدر کو یہاں پر discuss کرنے کی آئینی پابندی ہے۔ نہ صرف رولز بلکہ آئین میں پابندی ہے مجھے آئین کی کاپی مہیا فرمائی جائے۔

سید ظفر علی شاہ: جی میں دے دیتا ہوں۔

چودھری محمد وصی ظفر: آپ اسے پڑھ دیں۔ آپ کو پڑھنا آتا ہے۔ اس میں ذاتی کہیں بھی نہیں لکھا personal conduct کہیں نہیں لکھا۔ صرف لفظ conduct لکھا ہے۔ conduct میں official conduct بھی آتا ہے۔ مجھے زبانی پتا ہے وہاں پر لفظ conduct استعمال ہوا ہے۔ اس میں personal conduct کہیں نہیں لکھا ہوا۔ مجھے آئین کی کاپی بھجوائی جائے۔ میں اس سلسلے میں ابھی عرض کرتا ہوں اور جناب اس پر رولنگ فرمائیں۔

سید ظفر علی شاہ: جناب والا! میرا وقت ضائع ہو رہا ہے۔۔

جناب سپیکر: نہیں۔ میں اب یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ آپ President کے conduct کو یہاں زیر بحث نہیں لا سکتے۔

سید ظفر علی شاہ: جناب والا! کون سا conduct ہے۔ How will you decide?

جناب سپیکر: دیکھیے ظفر صاحب! از راہ کرم آپ میرے ساتھ بات کیجیے۔ آپ ادھر اشارے کرتے ہیں You should address me.

سید ظفر علی شاہ: جناب والا! I am sorry.

سردار امجد حمید خان دستی: جناب والا! میں آپ کی اجازت سے بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی وصی ظفر صاحب آپ فرمائیے۔

سید ظفر علی شاہ: جناب سپیکر! جب تک وہ آئین کو دیکھتے ہیں میں اپنی بات شروع کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: چلیے، چلیے۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! میں اس حوالے سے بات کر رہا تھا۔۔۔

جناب سپیکر، آپ بجٹ پر کیوں نہیں آ جاتے؟

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! یہ بجٹ سے متعلقہ ہے۔

جناب سپیکر، یہ امریکہ کا دورہ کہاں سے بجٹ میں گھس آیا؟

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں مؤدبانہ عرض کرتا ہوں۔ آپ یقین جانیں۔ میں حلفاً کہتا ہوں کہ یہ کسی کی ذات پر کوئی طنز سازی کی بات نہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ یہ بات کہاں سے آ گئی؟ میں وزیر خزانہ پنجاب کی اس تقریر سے یہ بات کر رہا ہوں جس میں انھوں نے کہا ہے کہ ہمیں بیرونی امداد نہیں مل رہی۔ میں اس context میں بات کر رہا ہوں کہ ہمیں بیرونی امداد کیوں نہیں مل رہی؟ ہمارا foreign desk کیا کر رہا ہے؟ میں تو جناب صدر کے حق میں بول رہا ہوں۔ ابھی آگے مجھے سنیں تو آپ کو پتا چل جائے گا کہ میں جناب صدر کے حق میں بول رہا ہوں۔ یہ اس طرح سے interrupt کرنے کا کوئی طریقہ ہے؟

جناب سپیکر، غصے میں نہ آئیے۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! یہ متعلقہ بات ہے۔ میرے آخری الفاظ یہ تھے۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب' شاہ صاحب۔۔۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! اگر آپ کہتے ہیں تو میں نہیں کرتا۔

جناب سپیکر، نہیں ' نہیں' آپ اتنے غصے میں کیوں بول رہے ہیں؟ ظفر صاحب آپ اتنے غصے میں کیوں بات کر رہے ہیں؟

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! میں غصے میں نہیں ہوں لیکن مجھے یہ سمجھ نہیں لگ رہی کہ مجھے کیوں interrupt کیا جا رہا ہے؟ میں کیا کر رہا ہوں؟ میں کوئی بدتمیزی کا مظاہرہ کر رہا ہوں؟ بد اخلاقی کر رہا ہوں؟ رولز سے باہر ہوں؟ آئین سے باہر ہوں؟ میں کیا کر رہا ہوں؟

جناب سپیکر، اچھا آپ ایک منٹ ٹھہریں۔ جی چودھری پرویز الٰہی۔

سید ظفر علی شاہ، یہ مقدس گائے بنا دیا گیا ہے جناب صدر کو بھی' چیف آف سٹاف کو بھی' وزیر اعظم کو بھی' وزیر اعلیٰ کو بھی۔ This is not a club یہ قومی مسائل کا ایک institution ہے۔

جناب سپیکر: آپ کے لیڈر کھڑے ہوئے ہیں۔ ان کا احترام کریں۔ جی فرمائیں۔

چودھری پرویز الٰہی: جناب سپیکر! میں آپ سے مؤدبانہ گزارش کروں گا کہ آپ اس بات پر خود اندازہ لگا لیجیے کہ جو باتیں ہم نے آپ کے ساتھ طے کی تھیں ان پر کس طرح عمل نہیں ہو رہا۔ ہماری طرف سے تو ہو رہا ہے لیکن دوسری side سے بالکل نہیں ہو رہا ہے۔ اسی سلسلے میں، میں پچھلی بات نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن چونکہ بات غلط side کی طرف جا رہی ہے۔ تو میرا یہ فرض بنتا ہے کہ میں آپ کو یاد کراوں کہ سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ نے تو نیک نیتی سے معذرت کے الفاظ کہے ہیں لیکن مخدوم الطاف احمد نے گول بات کی ہے اور دوسری بات یہ تھی کہ پوائنٹ آف آرڈرز کے بارے میں نے آپ سے گزارش کی تھی کہ جب ہمارے معزز رکن بولتے ہیں تو ان کو بار بار پوائنٹ آف آرڈر کے پر disturb کیا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ جناب کو یاد ہو گا کہ جب میری تقریر تھی تو اس وقت بھی بار بار مجھے پوائنٹ آف آرڈر کے پر انھوں نے روکا۔

جناب والا! یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک طرف تو آپ تعاون چاہتے ہیں اور ہم تعاون دینے کو تیار ہیں لیکن دوسری طرف جب ہمارے معزز رکن سید ظفر علی شاہ صاحب بات کر رہے ہیں تو ان کو خواہ مخواہ نوکا جاتا ہے اور نوبت یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ شاہ صاحب کہتے ہیں کہ میں تقریر ہی نہیں کرتا۔

جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ جناب پر زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کیونکہ اس ہاؤس کے جو حالات بن رہے ہیں اور جس طرح آج اخبارات میں آیا ہے۔ تمام نیشنل پریس نے جو کچھ دیا ہے اس میں جہاں ہماری ذمہ داری ہے، وہاں پر ان کی بھی ذمہ داری ہے، وہاں پر اس ہاؤس کے تمام ممبران کی اجتماعی اور جناب سپیکر کی ذمہ داری زیادہ ہے کہ ہم پنجاب کے عوام کو کیا impression دے رہے ہیں کہ ممبران اسمبلی کس طرف جا رہے ہیں؛ ہماری اسمبلی کس طرف جا رہی ہے؛ اور لوگ کیا یہ سوچنے پر حق بجانب نہیں ہوں گے کہ آیا آپ اس نظام کو چلانا بھی چاہتے ہیں کہ نہیں؛ کیا آپ سب اس نظام کو چلانے کے اہل بھی ہیں کہ نہیں؛ تو جناب والا! یہ ذمہ داری آپ پر زیادہ عائد ہوتی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن کو زیادہ privilege دینے کی اس لیے ضرورت ہے کہ سب سے زیادہ ذمہ داری حزب اقتدار کی ہوا کرتی ہے کہ وہ ہاؤس کی کارروائی کو بڑھائے۔ ہماری بھی ذمہ داری ہے لیکن حزب اقتدار کی زیادہ ذمہ داری ہے۔

جناب والا! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ جو صورتحال کل ہوئی تھی۔ اگر ہمارے ساتھی یہ بات نہ مانتے۔ اگر ہم ان کو اس بات پر نہ لے کر آتے تو آج کی کارروائی بھی آپ یک طرفہ کر رہے ہوتے اور پہلے ہی صوبہ سرحد اسمبلی میں اپوزیشن کا بائیکاٹ، سندھ کی اسمبلی میں اپوزیشن کا بائیکاٹ اور یہاں جو اجلاس چل رہا تھا، اس کا بھی آپ بائیکاٹ کرانا چاہتے ہیں۔

جناب والا! اس کی ذمہ داری آپ پر زیادہ ہے۔ میں آپ سے یہ request کروں گا کہ آپ ہمارے ممبران کو محبت، پیار اور خلوص کے ساتھ بولنے کا موقع فراہم کریں۔ بہت شکریہ۔

جناب سپیکر، میری ذمہ داری سب کے لیے برابر ہے۔ میں ایسا نہیں کر سکتا کہ کسی کے ساتھ رو رعایت کروں۔ میرا فرض ہے کہ ایوان کو درست طور پر چلانے کے لیے، Rules & Regulations کے تحت چلانے کے لیے سب کے ساتھ برابری کا سلوک کروں۔ میں یہی کر سکتا ہوں۔ اس سے زیادہ یا کم نہیں کر سکتا اور میں ایسا کروں گا۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس ایوان کو چلانے کی ذمہ داری جس حد تک مجھ پر ہے۔ اسی طرح دونوں فریقین پر بھی ہے۔ میں اکیلا اس ہاؤس کو نہیں چلا سکتا۔ میں اس ہاؤس کا انجن تو ہو سکتا ہوں۔ میں اس کے پہیے نہیں ہو سکتا۔ اس لیے آپ ہی نے اس جمہوریت کی گاڑی کے دو پہیوں کے طور پر میرے ساتھ تعاون کرنا ہے۔ آپ اپنا ایک پہیہ اتار کر گھر لے جائیں تو میں گاڑی کو کیسے چلاؤں گا؟ کتنی دیر چلاؤں گا؟ اس لیے میرے ساتھ دونوں طرف کا تعاون ہونا چاہیے اور میں اگر ایک طرف جھک جاؤں گا تو گاڑی سیدھے راستے پر نہیں چلے گی۔ مجھے سیدھے راستے پر چلنا ہے اور دونوں پہیوں کو ساتھ لے کر چلنا ہے۔ جناب سید ظفر علی شاہ از راہ کرم اب ذرا نرم لہجے میں اپنی گفتگو کیجیے۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں۔ اگر آپ کو میرے لہجے سے رنجش ہے تو میں کوشش کروں گا کہ اپنے لہجے کو دھیما کر لوں لیکن میں اپنا نقطہ نگاہ جو ہے، وہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں، جناب نے ٹھیک کہا ہے کہ آپ انجن ہیں ہم گاڑی ہیں لیکن انجن میں آئین کا اور رولز کا پٹرول ہر وقت ہونا چاہیے۔ اگر انجن ہی کھڑا ہو گیا تو گاڑی ساری کی ساری کھڑی ہو جائے گی۔ اس لیے اس کو چلانے کے لیے یہ ضروری ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا۔۔۔

جناب سپیکر، جی وصی ظفر صاحب۔

چودھری محمد وصی ظفر، میں رولز آف پروسیجر 1973ء پڑھ دیتا ہوں۔

Limitation of Debate

176 (1) The subject matter of every speech shall be relevant to the matter before the Assembly.

(2) A member while speaking shall not--

(a) discuss any matter which is sub-judice in a Court of Law in any part of Pakistan;

(b) reflect upon the President or the Governor in his personal capacity: Provided that nothing in this sub-rule shall preclude any reference, subject to the provisions of the Constitution, to the President or the Governor in relation to any act done in his official capacity:

(c) criticise the working of the Assembly secretariat;

جناب سپیکر! اس میں یہ جو دیا ہوا ہے یہ President کی آئین کی تقریر کے حوالے سے ہے کہ President جو نیشنل اسمبلی میں تقریر کرتے ہیں اس پر بحث ہو سکتی ہے۔ اس لیے ادھر پھر آئین کا حوالہ آتا ہے۔ اس حوالے سے جناب ان کے جو official acts ہوں کہ انھوں نے یہ پالیسی بنائی، یہ sign کیے وہ تو ادھر discuss ہوں گے۔ ان کی یہ personal capacity سے کبھی یہ کہتے ہیں کہ ڈیرہ غازی خان میں زمین، کبھی یہ کہتے ہیں کہ نجی دورہ That is personal capacity پھر اس کے علاوہ بھی جناب یہ جو میں عرض کر رہا ہوں کہ جب اس کو آئین کے ساتھ ساتھ ملا کر پڑھیں، اس debate کا جو حوالہ ہے تو ان پر مکمل پابندی ہے کہ پریذیڈنٹ کو یہاں پر discuss نہیں کیا جا سکتا۔ جناب سپیکر، جی

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! آپ نے رول کا بھی حوالہ دیکھ لیا اور سن لیا۔ بہرحال فاضل دوست میرے پیٹی بھائی ہیں۔ میں اب کیا کہہ سکتا ہوں۔ President پہ قومی مسائل discuss تو کیا President تو impeach بھی ہو سکتا ہے۔ وہ کوئی اتنی متبرک بات نہیں۔ میں قومی مسائل کے

حوالے سے بات کر رہا ہوں۔ ہاں، میں ان کے ذاتی کردار کو discuss نہیں کر سکتا۔ میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ انھوں نے شادیاں پانچ کی ہیں، تین کی ہیں، دو کی ہیں۔ یہ مجھ پر پابندی ہے۔ میں یہ discuss نہیں کر سکتا کہ وہ رات کو کھاتے کیا ہیں؟ سوتے کہاں ہیں؟ لیکن یہ میں discuss کر سکتا ہوں کہ میرے ملک کے خزانے سے ڈیڑھ کروڑ گیا، بارہ کروڑ گیا، دس کروڑ گیا اور اس کا net result میری قوم کو کیا ملا؟ یہ میں discuss کر سکتا ہوں۔

MR SPEAKER: Please discuss.

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! میں بات خارجہ پالیسی کے حوالے سے کر رہا تھا اور خارجہ پالیسی کے desk کی نالائقی کی بات کر رہا تھا میں نے حوالہ دیا تھا کہ اس طرف سے بات کی جاتی ہے ---

جناب سپیکر، وقت کا بھی خیال کیجیے۔

سید ظفر علی شاہ، میں جناب کی توجہ چاہتا ہوں۔ کہ یہ نجی دورہ تھا۔ جناب میں نے کل بھی یہی عرض کیا تھا کہ یہ ایک ہفتے کی بات ہے جب ہنگری کا صدر پرائیویٹ دورے پر گیا تھا جناب والا! میں یہ خارجہ پالیسی کے حوالے سے بات کر رہا ہوں کہ خارجہ پالیسی کا کام کیسے ہوتا ہے۔ جناب سپیکر! ہمارے صدر تو ماشاء اللہ بڑے منجھے ہوئے سیاستدان ہیں امریکہ جانے پر حزب اختلاف کی طرف سے ان پر الزام لگتا ہے کہ انہوں نے ڈیڑھ کروڑ یا بارہ کروڑ روپیہ لگا دیا ہے جناب والا! میں تو یہ کہتا ہوں کہ جناب صدر! ڈیڑھ کروڑ کیا آپ 22 کروڑ لے کر آتے لیکن آپ اپنے foreign desk سے یہ کہتے یا آپ پہلے arrange کر کے جاتے کہ آپ اتنی بڑی veto power کے پاس جا رہے ہیں آپ اپنے بچے کا function بھی ضرور attend کرتے لیکن جس ملک میں آپ جا رہے ہیں وہاں کے صدر کے ساتھ ملاقات کا arrangement بھی foreign desk کرا دیتا۔ یہ بات تصدیق کیے بغیر اتنی نالائق خارجہ desk پر کام کرتے ہوئے آپ وہاں پر چلے گئے۔ اور کن دنوں میں گئے جس وقت ان کا جہاز land کر رہا تھا ٹھیک اسی وقت نرسیا راؤ کا جہاز وہاں سے دورہ کر کے take off کر رہا تھا جناب سپیکر۔ یہ باتیں ہم discuss نہ کریں تو کون کرے گا۔ جناب والا! میں پہلے عرض کر چکا ہوں۔ یہ وہ جگہ ہے--

جناب سپیکر، خارجہ پالیسی پر بحث کرنا اس اسمبلی کا prerogatives نہیں۔

سید ظفر علی شاہ، جی۔ بالکل ہے۔ جناب سپیکر۔ یا پھر ایک دن اس پر بحث رکھ لیں۔

جناب سپیکر، foreign policy پر یہاں بحث نہیں کی جا سکتی۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! میں بجٹ کے حوالے سے بات کر رہا ہوں۔ میں بجٹ کے context میں بات کر رہا ہوں ابھی تو میں نے آگے آنا ہے کہ وفاقی حکومت نے تیس ارب کے ٹیکس لگائے ہیں اور ہماری حکومت نے تیس کروڑ کے ٹیکس لگائے ہیں۔ ابھی وہاں سے آواز آ جائے گی کہ جی آپ وفاقی بجٹ کو discuss نہیں کر سکتے۔ جناب والا! کیا وفاقی بجٹ کا لگایا ہوا ٹیکس میرے پنجاب کے صوبے کا تاجر نہیں دے گا یا وفاق کا لگایا ہوا ٹیکس میرے اس صوبے کی سب سے بڑی آبادی چھ سات کروڑ کی ہے کیا یہ صوبہ ٹیکس نہیں دے گا آج ہر دکاندار اور ہر تاجر اور ہر کارخانہ دار چیخ رہا ہے اور انہوں نے دھمکی دے رکھی ہے کہ اگر سیلز ٹیکس واپس نہیں ہوتے تو ہم ہڑتال کر دیں گے جناب سپیکر یہ irrelevant باتیں ہیں۔ کیا میں اس میں مبرا ہوں کہ میں وفاقی حکومت کے ٹیکس کو touch نہیں کر سکتا۔ اس لیے جناب یہ وہ متعلقہ باتیں ہیں جن کو میں یہاں touch کر رہا ہوں۔ جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی عرض کی تھی کہ میں کوشش کروں گا کہ میں ان باتوں کو نہ دہراؤں جو میرے دوست مجھ سے پہلے عرض کر چکے ہیں۔

میاں اظہر حسن ڈار، (پوائنٹ آف آرڈر)۔ جناب سپیکر! میرے معزز رکن نے خارجہ پالیسی پر بحث کی ہے۔ اب یہ وفاقی بجٹ پر بحث کر رہے ہیں۔ جناب والا! یہ بات ٹھیک ہے کہ یہ پنجاب کے نمائندے ہیں لیکن جناب وہاں بھی ایم۔ این۔ اے ہیں جو عوام نے نیشنل اسمبلی میں بھیجے ہوئے ہیں اور جو اس وقت بجٹ پر بحث کر رہے ہیں اور پنجاب کے ہی نمائندے وہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور یہاں پر کوئی Minister for Foreign Affairs نہیں جو ان کی policy statement پر جواب دے۔ یا یہاں وفاقی وزیر خزانہ نہیں جو ان سے بجٹ کی بحث کرے۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یا تو انہیں اپنے بھائیوں پر جو وہاں نمائندگی کرتے ہیں اعتماد نہیں۔ لہذا جو وہاں پر پنجاب کی نمائندگی کر رہے ہیں ان پر یقین کامل رکھیں۔

جناب سپیکر، پہلی بات تو یہ ہے کہ اب آپ کے پاس زیادہ سے زیادہ دو منٹ ہیں۔ آپ نے کل بھی وقت لیا آج بھی بہت وقت لیا۔ میرے پاس اتنی لمبی فہرست ہے۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! آپ پھر ہمیں باہر نکال دیں۔

جناب سپیکر، آپ آدھ گھنٹے سے بات کر رہے ہیں۔ دیکھیے آپ بنیادی نکات پر تشریف لے آئیے۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! میں اپنے بنیادی نکات ہی کی طرف آ رہا ہوں۔

جناب سپیکر، دیکھیے۔ آپ مسلسل---

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! ہم کیوں بوجھ ہیں۔ ہم کوئی تخریب کار ہیں۔ ہم کوئی terrorists ہیں۔ کیا ہم indians ہیں۔ یہ کیا بات ہو رہی ہے؟ آپ کیوں نہیں ہمیں اسی عینک سے دیکھتے جس عینک سے تمام ممبران کو دیکھا جانا چاہیے۔ ہم نے کیا کیا ہے؟

جناب سپیکر، شاہ صاحب! آپ میری بات سنیے۔ آپ ہی نے مجھے ایک فہرست دی ہے۔ آج اڑھائی بجے مجھے Finance Minister کو فلور دینا ہے کیونکہ تین بجے ان کا جہاز take off کر رہا ہے اور یہ حزب اقتدار اور حزب اختلاف نے آپس میں طے کیا۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! اگر قومی مسائل سے زیادہ ان کے جہاز کا take off کرنا ہے تو I withdraw اور ہم بیٹھ جاتے ہیں۔

جناب سپیکر، دیکھیے۔ میری بات بھی آپ سنیے۔ کیا اڑھائی بجے تک آپ ہی بولنا چاہتے ہیں؟ شاہ صاحب! آخر آپ کو بھی وقت کی پابندی کرنی پڑے گی۔ آپ کے اور لوگوں نے بھی بات کرنی ہے۔ ہاؤس کا ایک وقت ہے بات آپ طے کر کے نکلے ہیں کہ تین بجے تک ہاؤس چلے گا اور وہ بھی میں نے ایک گھنٹہ اس میں اضافہ کیا ہے اس لیے اگر آپ ہاؤس کا سارا وقت لینا چاہتے ہیں اور پھر آپ اپنے اپوزیشن کے دوستوں سے بات کریں یہ بھی کوئی طریقہ نہیں ہے آپ بات کو wind up کیجیے آپ اپنی بنیادی بات کیجیے آج آپ لمبی خطابت میں نہ پڑیے۔ آپ بجٹ پر بات کیجیے۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! میں آپ کی اور ایوان کے difficulty سمجھتا ہوں انشاء اللہ ہم کوشش کریں گے کہ آپ کے اس ٹائم کے اندر اندر حزب اختلاف اپنا نقطہ نگاہ پیش کر دے۔

جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ وفاق نے تیس ارب روپے کے ٹیکس لگائے ہیں جبکہ صوبہ پنجاب کی حکومت نے تیس کروڑ روپے کے ٹیکس لگائے ہیں 9 تاریخ کو وفاق کی طرف سے وہ پرتھوی میزائیل ہم پر گرا تھا اور 10 تاریخ کو اگلا میزائیل پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے تیس کروڑ کی شکل میں ہم پر گرا۔ جناب والا! میں اس کو نہیں دہراؤں گا جو میرے دوست پہلے کہہ چکے ہیں۔ میں صرف ان ٹیکسوں کی بات کر رہا ہوں جو میرے صوبے پر لگائے جا رہے ہیں۔ جناب کی وساطت سے اپنے صوبے کی اطلاع کے لیے اور ان حضرات کی اطلاع کے لیے جن پر یہ ٹیکس لگے عرض کروں گا۔ اور میں کل بھی یہ عرض کر رہا تھا کہ جناب والا اگر پاکستان کا politician دائیں بیٹھا ہے یا بائیں

بیٹھا ہے اگر وہ اپنے دماغ سے political victimization نہیں نکالے گا تو ملک سے یہ بیماری نہیں جا سکتی ملک ترقی نہیں کر سکتا۔ اگر آپ ووٹر کے ساتھ بھی اتنے victimize ہو گئے ہیں کہ جو آزادی اس کو قانون نے دی ہے وہ آزادی جو اللہ نے اس کو دی ہے اور وہ آزادی جو ملک نے اس کو دی ہوئی ہے جناب سپیکر! میں بے شمار گھروں کی مثالیں دے سکتا ہوں اور وہ جناب کے نوٹس میں ہوں گی کہ بیوی ووٹر ادھر ہے اور خاوند ووٹر ادھر ہے باپ ووٹر ادھر ہے اور بیٹا ووٹر ادھر ہے تو جناب سپیکر اگر کسی کی بیوی اپنے خاوند کے خلاف ووٹ دے دے' کیا اس خاوند کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنی بیوی کو ٹھڈے مار کر گھر سے باہر نکال دے محض اس لیے کہ اس نے سیاسی اختلاف کیا ہے؟ جناب سپیکر! آئیے میں آپ کو بتاتا ہوں کہ پنجاب کی حکومت نے جو فنانس بل پیش کیا اور جس کا نمبر دس ہے اور یہ دس تاریخ کو پیش کیا جناب والا پتہ نہیں کہ ان کو اس تاریخ سے کیوں دلچسپی ہے۔ اس میں پہلا Urban moveable Property Tax ہے۔ جناب میں شہر کی بات کر رہا ہوں میں شہری ووٹر کے بارے میں بات کر رہا ہوں شہری جائیداد کے بارے میں بات کر رہا ہوں جس کے بارے میں انہوں نے ٹیکسز لگائے ہیں۔ جناب والا پہلے ہی اس ایکٹ میں 27 A کے تحت ایک ڈی۔ سی کو اختیار ہے کہ وہ ڈی۔ سی calculate کرتا ہے وہ تعین کرتا ہے کہ کس کی پراپرٹی کتنی value کی ہے یہ اختیار ارت تو پہلے تھے مگر اس پر بھی انہوں نے ٹیکس لگا دیا ہے جناب سپیکر! دوسرے Punjab Vehicle Taxation Act کے بارے میں بھی میں عرض کرتا ہوں۔ اور تیسرا Punjab Finance Act ہے اس میں بھی انہوں نے ترمیم کی ہے اور جس میں ترمیم کی گئی ہے میں ایک ایک آئٹم پڑھ کر آپ کو بتاتا ہوں ---

جناب سپیکر، آپ اتنی تفصیل میں نہیں جا سکتے۔ کیونکہ اب آپ کے پاس صرف ایک منٹ باقی ہے۔

میاں عمران مسعود، جناب والا! میری آپ سے درخواست ہے کہ میری تقریر کا وقت بھی آپ ان کو دے دیں۔

جناب سپیکر، یہ وقت دینے کی کوئی رسم نہیں ہے۔ یہ غلط بات ہے۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! کیوں نہیں۔

جناب سپیکر، جو مجھے فہرست دی گئی ہے اس میں جب دوسرے تیسرے اور چوتھے کا نام ایسا نہیں ہو گا اس طرح سے نہیں ہو سکتا۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ ایک منٹ میں wind up کریں۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! میں آپ کو پہلے یقین دلا چکا ہوں کہ یہ ایک منٹ کی بات نہیں ہے آپ کا جو ultimate وقت ہے ہم اس وقت سے پہلے آپ کو اور اس ایوان کو فارغ کر دیں گے لیکن ہمیں اپنا نقطہ نگاہ تو پیش کرنے دیں۔ ہم ان کو تجاویز دے رہے ہیں۔ ہم صوبے کو بتا رہے ہیں کہ آپ کے ساتھ کیا ہو رہا ہے اور جناب سپیکر! آپ کی اطلاع کے لیے میں عرض کرتا ہوں جناب والا! مجھے یہ پتہ ہے کہ فنانس بل میں Constitution کے آرٹیکل 115 کے تحت بغیر گورنمنٹ کی رضامندی کے ترمیم پیش نہیں کی جا سکتی پانچ دن ہو گئے ہیں میں نے آپ کے آفس کی وساطت سے ترامیم پیش کی ہوئی ہیں ابھی تک گورنمنٹ نے مجھے یہ جواب نہیں دیا کہ آیا میں ترمیم پیش کر سکتا ہوں یا نہیں کر سکتا۔ جناب والا! میں نے ترامیم پیش کی ہوئی ہیں میں ویسے بات نہیں کر رہا اور جناب میں یہ اس لیے عرض کر رہا ہوں آپ کے کہنے کے مطابق میں تفصیل میں بھی نہیں جاتا لیکن میں یہ تو کہہ سکتا ہوں کہ Urban moveable Property Tax کی جس وقت بات ہوتی ہے کہ شہر پر کتنا بوجھ ڈالا گیا ہے اور جناب جب موٹر وہیکل Taxation Act کی بات ہوتی ہے سکوٹر رکشے پر اور جناب مجھے آپ کی اجازت سے تھوڑا اور آگے جانا پڑے گا اور وہ اس لیے کہ جو انہوں نے نیا شیڈول دیا ہے اور اس میں جو rates بڑھائے ہیں اس بارے میں عرض کرتا ہوں جناب والا! انہوں نے فنانس بل میں ایک نیا شیڈول ترمیم کر کے دیا ہے اور اس شیڈول میں 2 a سے لے کر "g" تک آپ ملاحظہ فرمائیں گے کہ کن گاڑیوں پر کس حساب سے انہوں نے ریٹ بڑھائے ہیں۔ اور وہ گاڑیاں کون سی ہیں۔ جناب سپیکر! یہ وہ گاڑیاں ہیں کہ جس پاکستان کا سیاسی لیڈر، قائد اصلاحات گناہ کر بیٹھا ہے غلطی کر بیٹھا ہے کہ پاکستان کے غریب لوگوں کو ہزار سی سی، بارہ سو سی سی اور سولہ سو سی سی کی گاڑیاں دے بیٹھا ہے ان گاڑیوں پر ان ٹیکسی ڈرائیوروں پر ٹیکس لگا دیا گیا ہے یہ political victimization ہے۔ اس طرح سے آپ فنڈز اکٹھے کر رہے ہیں کہ ایک موٹر والے کے لیے harrasment پیدا کر رہے ہیں اور اپنا بجٹ بڑھا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں نے اسی میں ترمیم دی ہوئی ہے۔ وفاق کے حوالے سے پھر بات آتی ہے۔ وفاق میں 9 تاریخ کو یہ کہا کہ ملازمین کی تنخواہیں بڑھائی جاتی ہیں۔ ایک گریڈ سے لے کر 16 گریڈ تک 35 فیصد بشمول محکمہ دفاع کے۔ پھر دفاع کی بھی بات آئے گی اور فوج کی بھی بات آئے گی۔ آپ کی اجازت سے اس پر بھی تھوڑی بہت بات کریں گے۔ اور گریڈ 17 سے لے کر 22 گریڈ

تک 20 فیصد تنخواہیں بڑھائی ہیں۔ ابھی میں اپنے صوبے کی الگ بات کروں گا۔ کہ انہوں نے جو رقم 8 کروڑ اور کچھ لاکھ کی رکھی ہے۔ ابھی تنخواہیں بڑھائی نہیں گئیں۔ جس حساب سے بڑھائی ہیں ان کو میں calculate کر کے لایا ہوں کہ صوبائی ملازمین کو یہ حکومت کیا دے رہی ہے۔ ان صوبائی ملازمین کو جن کو صبح شام اپنے سیاسی مخالفین کے لیے غیر قانونی طور پر استعمال کرتی ہے۔ ان کے لیے وہ کیا کر رہی ہے۔ وہ میں بعد میں عرض کروں گا۔

جناب سپیکر، آپ کے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ یہ سب کچھ کریں گے۔ آپ وائنڈ اپ کریں۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! میں وائنڈ اپ نہیں کر سکتا ویسے آپ کہتے ہیں تو میں باہر چلا جاتا ہوں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے' آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

میاں عمران مسعود، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب ہمیشہ سے یہ روایت رہی ہے کہ ہمیشہ جب بھی بجٹ کی تقاریر ہو رہی ہوتی ہیں اور فنانس منسٹر صاحب کے پاس اتنا وقت نہیں ہوتا کہ وہ اپوزیشن کے ہر رکن کو سن سکیں۔ اس سلسلہ میں اپوزیشن کے ممبران اپنا وقت کسی ایک مقرر کو دے سکتے ہیں۔ یہ روایت ہمیشہ رہی ہے۔ اور اس دن کی فہرست میں سے میرا نام آج کی فہرست میں ہے میں اپنا وقت سید ظفر علی شاہ کو دینا چاہتا ہوں۔ اور اگر آپ اس تجویز کو منظور نہیں کریں گے آج اپوزیشن سے صرف سید ظفر علی شاہ ہی تقریر کریں گے اور ہمارا کوئی ممبر تقریر نہیں کرے گا۔ میں اپنا ٹائم ان کو دینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب! آپ اس سلسلہ میں کیا چاہتے ہیں۔ آپ کے اراکین تقریر کرنا چاہتے ہیں یا میں سید ظفر علی شاہ کو بات کرنے کے لیے کہوں۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب والا! معزز رکن اپنا ٹائم سید ظفر علی شاہ کو دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر، ٹائم تو محدود ہے۔ اور آپ کی لسٹ میرے پاس موجود ہے۔ اسی ٹائم میں سے جماعت اسلامی کے دوستوں نے بھی بات کرنی ہے اور دو چار دوستوں نے ادھر سے بھی بات کرنی ہے۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب والا! ادھر کی بات تو آپ کے ساتھ طے ہوئی تھی اور اسی لیے ہم نے آپ سے گزارش کی تھی کہ اگر ایک دن بڑھا دیں۔۔۔۔

جناب سپیکر، وہ تو طے ہو گیا کہ آج ایک گھنٹا بڑھایا جائے گا۔ جو طے ہو گیا اس پہ مزید بات نہیں ہو سکتی۔

چودھری پرویز الٰہی، پھر ہم نے شام کے اجلاس کے لیے گزارش کی تھی وہ بھی آپ نے نہیں مانی۔

جناب سپیکر، سب چیزیں زیر بحث آئیں۔ اور اس پہ فیصلہ ہو گیا کہ اجلاس تین بجے تک ہو گا۔

چودھری پرویز الٰہی، لیکن آپ نے ساتھ یہ بھی فیصلہ فرمایا تھا کہ مخدوم صاحب بھی تشریف فرما تھے کہ حزب اقتدار کی طرف سے جو نام گئے ہیں وہ نام واپس لے لیں گے۔ اور یہ وقت بھی اپوزیشن کو دے دیا جائے گا۔

جناب سپیکر، چلیے' یہ میں ماننے کے لیے تیار ہوں - اب یہ آپ پر ہے کہ بیچ میں جماعت اسلامی کے دو دوستوں کو موقع دیں۔

چودھری پرویز الٰہی، جی ہاں ' وہ وقت انشاء اللہ نکل آئے گا۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! میں اپنے بھائی کا بے حد شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اپنا وقت مجھے دیا۔ جناب سپیکر! میں ان ٹیکسوں کی بات کر رہا تھا کہ جو ٹیکس انہوں نے لگائے ہیں۔ ویسے تو میں پولیس اور امن عامہ کے subject پر بات نہیں کرنا چاہتا تھا کیونکہ اس پر بہت بات ہو چکی ہے۔ لیکن تازہ ترین بات from horses mouth کی میں بات کر رہا ہوں۔ کسی حزب اختلاف کی کمیٹی کے اعداد و شمار کی بات نہیں کر رہا۔ کل کے Nation اخبار میں دیا گیا ہے۔ اگر میں یہاں پر یہ نہ کہوں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ کنجوسی ہو گی۔ ہمارے ملک کی صحافت میں مہران بنک کی بڑی بات ہو رہی ہے۔ مہران بنک کا اپوزیشن نے نام نہیں لیا۔ صحافت میں ایک جرنلسٹ نے بات کی تھی۔ اسی طرح ایک قومی اخبار نے کرائم برانچ پنجاب گورنمنٹ کے اعداد و شمار بتائے ہیں۔ صرف مئی کے مہینے میں کرائم کا تناسب 31 فیصد بڑھا ہے۔ جس میں 499 کیسز ڈکیتی اور لوٹ مار کے ہیں۔ جناب سپیکر! جب گورنمنٹ ہم سے اس اسمبلی سے یہ بجٹ پاس کروانا چاہتی ہے۔ اور اپنے لیے وہ privileges لینا چاہتی ہے تو ہمارا یہ حق ہے کہ ہم عوام کی طرف سے ان سے یہ پوچھیں کہ ماہ مئی 94ء میں ہونے والے کرائم increase کیسے گئے۔ جہاں کا ایگزیکٹو لیڈر' لیڈر آف دی ہاؤس اور جناب وزیر اعلیٰ فرماتے ہیں کہ امن امان کی صورت حال بالکل ٹھیک ٹھاک ہے۔ جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے میں وزیر اعلیٰ کو

خدمت میں عرض کروں گا کہ کیا وہ 32 صفحات کی رپورٹ جو آپ کے محکمے نے اور آپ کی مشینری نے تیار کی ہے وہ آپ تک پہنچی ہے یا نہیں پہنچی وہ پڑھ لیں' کہ جس میں صرف ایک مہینے کے کرائمز اتنے ہیں۔ ابھی میں نے یہ بات نہیں پوچھی کہ راولپنڈی میں سب سے بڑی 72 لاکھ روپے کی ڈکیتی trace ہوئی ہے یا نہیں۔ جناب سپیکر! میں نے یہ نہیں پوچھا کہ ضمنی بجٹ میں صرف لاہور ریلوے سٹیشن کے لیے انہوں نے کروڑوں روپے recommend کروائے ہیں۔ چھوٹی چھوٹی ڈکیتیاں تو روز کا معمول بن گیا ہے۔ سب سے بڑی ڈکیتی 62/63 لاکھ روپے کی ڈکیتی کا کوئی سراغ ملا ہے۔

جناب سپیکر! سنگھوری کیس کے بارہ تیرہ آدمی قتل کرنے والے ملزم ملے ہیں؟ کیا ہم یہ نہ پوچھیں۔ جب ہم سے وہ یہ کہتے ہیں کہ انگوٹھا لگا دو۔ ہمیں پیسہ دے دو۔ ہمیں چاہییں۔ لے لو پیسے' خزانے پر قبضہ کر لو لیکن ہمیں اپنی کارکردگی بھی بتاؤ۔ کہ آپ نے صوبے کے ساتھ کیا کیا ہے۔ جناب سپیکر! میں ملازمین کی بات کر رہا تھا۔ آئین نے پاکستان کے ہر شہری کو تحفظ فراہم کیا ہے قطع نظر اس کے کہ وہ چپراسی ہے یا گریڈ بائیس کا سیکرٹری ہے۔ جناب سپیکر! 17 گریڈ سے لے کر 22 گریڈ کی بات کرتا ہوں۔ میں ذہنی طور پر بیوروکریسی کے حق میں کبھی نہیں ہوا۔ لیکن یہ بات پوچھنے کا حق رکھتا ہوں کہ 17 گریڈ سے لے کر 22 گریڈ تک کے لوگوں نے کیا گناہ کیا ہوا ہے۔ سب لوگ کرپٹ نہیں ہوتے۔ اگر کرپشن دیکھنی ہے تو ٹریفک کا ایک سپاہی بھی آپ کو ایسا مل سکتا ہے کہ جس کی پندرہ بسیں چل رہی ہوں گی۔ اور 22 گریڈ کا ایک ایماندار افسر ایسا بھی ملے گا جس کے پاس دو پتلونیں ہیں۔ ہر جمعہ کے دن انہیں دھلا کر وہ پہنتا ہے اور دفتر جاتا ہے۔ لیکن جناب سپیکر! یہ discremination کیسی؟

دفاع کی بات کرتے ہیں تو اس میں ایک ہی حساب سے تنخواہیں بڑھا دی گئی ہیں اور صوبائی ملازمین کے بارے میں جتنی رقم رکھی گئی ہے اور ساڑھے آٹھ لاکھ کے قریب صوبہ پنجاب کے ملازمین کے لیے ایک ارب 87 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ جناب سپیکر! وزیر خزانہ صاحب calculator نکال کر حساب لگالیں اور اس کو تقسیم کر لیں اور قطع نظر اس کے کہ گریڈ کا بھی خیال نہ رکھیں۔ 35 سے لے کر 40 روپے صوبائی ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ نہیں ہوا۔ کیا صوبائی ملازمین دالیں نہیں کھاتے' صوبائی ملازمین کو ڈالڈا گھی نہیں چاہیے' صوبائی ملازمین آٹا نہیں کھاتے۔ لیکن وہاں پر پھر وہی بات کنجوسی کی آجاتی ہے۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ کہوں گا کہ جب ہم وفاقی اور

صوبائی بجٹ کو دیکھتے ہیں اور بیرونی حالات اور واقعات کو دیکھتے ہیں اور یہ بات بھی متعلقہ ہے کہ میرے صوبے کی directly سرحدیں اس ملک سے ملتی ہیں جو ہر پندرہ منٹ کے بعد کسی نہ کسی انداز میں دھمکی دیتا ہے جس کے بارے میں صدر پاکستان جناب فاروق لغاری صاحب نے تین دن ہوئے ٹی وی پر کہا ہے کہ انہوں نے یہ کر لیا اور وہ کر لیا پرتھوی میزائل بنا لیے۔ کیا ہم یہ پوچھنے میں حق بجانب نہیں کہ ہمارے اوپر کے بجٹ میں یا نیچے کے بجٹ میں دفاعی پروڈکشن میں انہوں نے کیا کیا ہے؟ یہ دفاعی production نہیں کہ اگر کسی معزز رکن اسمبلی نے good faith میں' bonafide پاکستان کی افواج پر تنقید کی ہے تو آپ نے اس کو highlight کیا لیکن اسمبلی کے فلور پر آپ یہ کہتے ہیں کہ افواج پر تنقید برداشت نہیں کی جائے گی۔ جناب سپیکر! ہم نے افواج کی بطور ادارہ عزت کی ہے اور کرتے رہیں گے۔ اگر افواج پر تنقید برداشت نہیں کی جاتی تو پھر افواج کی تذلیل کیسے برداشت کی جا سکتی ہے؟ جناب سپیکر! میں تھوڑا سا آپ کو پیچھے لے جاؤں گا آپ کو یاد ہو گا' کل کی بات ہے کہ ہمارے ملک پر کیا گزری؟ میں ڈھاکہ debacle کی بات کر رہا ہوں۔ ایسٹ پاکستان کے debacle کی بات کر رہا ہوں۔ جناب سپیکر! مجھے ڈسٹرب نہ کرنا کیونکہ میں تاریخ کی بات کر رہا ہوں۔ کوئی غلط بات نہیں کر رہا۔ آج بھی وہ ویڈیو نعم خالد کھرل کی وزارت کے قبضے میں پڑی ہوئی ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ پاکستان کی آرمی کی پتلونیں اتارتے ہوئے ٹی وی پر قوم کو کس نے دکھایا تھا؟ نواز شریف نے نہیں دکھایا تھا۔ جناب سپیکر! dont distrub me ------

جناب سپیکر، سید ظفر علی شاہ یہ غلط بات ہے۔ آپ اس طریقے سے divert نہیں کر سکتے۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! میں dirvert نہیں کر رہا بلکہ on the floor of the House ہم پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ -----

جناب سپیکر، آپ بجٹ تقریر میں اس طریقے سے بات نہیں کر سکتے۔ میں اس کی اجازت نہیں دیتا۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! اس طرح بات کیوں نہیں ہو سکتی۔ میں political history کی بات کر رہا ہوں۔ کیا آرمی کی پتلونیں اتارتے ہوئے ٹی وی پر میں نے دکھایا تھا؟ یا---

جناب سپیکر، ظفر علی شاہ صاحب یہ غلط بات ہے۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ میں کون سی غلط بات کر رہا ہوں؟

جناب سپیکر، یہی جو ابھی آپ نے کی ہے۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! آپ وہ کیسٹ منگوا کر دیکھ لیں۔ this is history۔ میں یہ بات کر رہا ہوں، میں اس طرف آ رہا ہوں کہ آج کل ہماری فوج کی پھر تذلیل کی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر، سید ظفر علی شاہ صاحب یہ مسئلہ آج زیر بحث نہیں ہے۔ میں اس مسئلے کو زیر بحث لانے کی اجازت نہیں دے رہا۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! یہ مسئلہ زیر بحث ہے۔ یہ ایک قومی مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر، نہیں یہ زیر بحث نہیں۔ میری رولنگ ہے کہ یہ مسئلہ زیر بحث نہیں۔ لہذا آپ آگے بڑھیے۔ بجٹ پر بات کیجیے۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! میں آپ کی رولنگ کا احترام کرتا ہوں۔ اور میں وہ ویڈیو والی بات چھوڑ دیتا ہوں۔ میں آگے بڑھتا ہوں۔ لیکن جناب سپیکر! کیا میں یہ بات نہیں کر سکتا کہ پاکستان کے چیف آف آرمی سٹاف کی قبر کشائی کس نے کی؟ چیف آف آرمی سٹاف کی تذلیل کس نے کی؟

جناب سپیکر، آپ نے ابھی کہا ہے کہ میں آپ کی رولنگ کا احترام کرتا ہوں۔ لہذا میں رولنگ دے چکا ہوں کہ آپ اس موضوع پر بات نہ کریں۔ اور آگے بڑھیں۔

سید ظفر علی شاہ، سر تسلیم خم۔ میں آگے بڑھ رہا ہوں۔ ابھی کل کی بات ہے کہ ہماری پاک آرمی کے چیف آف سٹاف کی قبر کشائی کر کے تذلیل کی گئی۔ جناب سپیکر! یہ history کی بات ہے۔

جناب سپیکر، سید ظفر علی شاہ اس کا بجٹ سے کیا تعلق ہے؟

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! بہت گہرا تعلق ہے۔ میں اس موضوع پر بات کر رہا ہوں کہ آپ حزب اختلاف پر تو الزام لگاتے ہیں کہ ہماری حزب اختلاف misuse کر رہی ہے جبکہ میں کہتا ہوں کہ ہمارے قومی اداروں کو تباہ کیا جا رہا ہے۔ ہماری قومی آرمی کو misuse کیا جا رہا اور ہماری قومی آرمی کو mislead کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر، سید ظفر علی شاہ میں نے کہہ دیا ہے کہ آپ اس موضوع کو چھوڑ کر آگے بڑھیں۔ آپ بجٹ تک محدود رہ کر بات کریں۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! آپ کے حکم پر سر تسلیم خم۔ اور مجھے اپنی حدود کا بھی علم ہے اور میں اپنی حدود کے اندر رہ کر ہی بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر، آپ کو نہیں پتہ۔ میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ آپ مہربانی سے اس موضوع کو چھوڑ کر بجٹ پر آئیے۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! میں بجٹ پر ہی آ رہا ہوں۔ میں بجٹ پر ہی بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر، یہ کون سا بجٹ ہے؟ آپ کس بجٹ کی بات کر رہے ہیں؟ یہ آپ کہاں قبریں کھودنے پر چلے گئے۔ آپ بجٹ پر رہیے۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! میں قبریں نہیں کھود رہا۔ میرا صوبہ خطرے میں ہے' میرا صوبہ ہندوستان کی سرحد پر ہے۔ میرے صوبے کو بہت زبردست خطرہ ہے اور یہاں پر آرمی کو misuse کیا جا رہا ہے اس کو misguide کیا جا رہا ہے۔ میرے صوبے کی سلامتی کو خطرہ ہے۔ ہندوستانی فوجیں میرے صوبے کی سرحد سے بارہ میل کے فاصلے پر بیٹھی ہوئی ہیں اور آپ کہتے ہیں کہ میں اس پر بات نہ کروں۔ جناب والا! ایسا نہیں ہو سکتا۔ میں relevant ہوں۔ البتہ میں اپنی tone کی معافی چاہتا ہوں۔ میں defence بجٹ کی بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر، سید ظفر علی شاہ! آپ بالکل relevant نہیں ہیں۔ آپ relevant رہیے۔ آپ اپنے جذبات' اپنی آواز اور اپنی حرکات و سکنات کو قابو میں رکھیے۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! اللہ تعالیٰ کے فضل سے میری کوئی ایسی حرکات و سکنات نہیں ہیں اور ----

چودھری محمد وصی ظفر، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، وصی ظفر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! یہ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے لیکن اس کی صحیح interpretation نہیں فرمائی گئی۔ آپ رول 176 کی clause(e) کو دیکھ لیں اس میں لکھا ہے کہ۔

176. (e) utter treasonable or defamatory or unparliamentary words, or make use of offensive expressions or even offensive expression.

نہیں ہو سکتا defamatory بھی نہیں ہو سکتا۔ یہ defamatory میں آتا ہے۔ یہ جناب رول 176 ہے۔ اس میں جو پہلے clause(b) ہے اس میں ہے کہ reflect upon جو کہ صدر اور گورنر کے

بارے میں ہے یعنی کسی طرح سے بھی اس پر کوئی ہلکی سی reflection آ جائے اور اس کو جب آپ 56 کے ساتھ ملا کر پڑھیں گے تو وہ پابندی مکمل ہو جاتی ہے۔ اور پھر armed services کے بارے میں بھی پابندی ہے کہ armed services پر بھی کوئی discussion صوبائی اسمبلی میں نہیں ہو سکتی ہے۔ یہ بھی اس میں موجود ہے۔ جناب والا! یہ ایک سازش کے تحت اداروں کو تباہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ ان کا وہی پرانا رویہ ہے کہ اگر ہم حکومتی بنچوں پر نہیں تو پھر نہ یہ اسمبلیاں رہیں، نہ یہ نظام رہے اور نہ ہی یہ ملک رہے۔ یہ تو اس extent تک چلے جائیں گے۔ ان کی یہ خواہش ہے کہ اگر ہم حکومت میں نہیں ہیں تو پھر یہ ملک بھی قائم نہ رہے۔

جناب سپیکر: جناب وصی ظفر، آپ تشریف رکھیں۔ آپ بھی legal point/constitutional point پر رہیے۔ آپ بھی اس سے آگے نہ جائیے۔

چودھری اختر رسول: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی فرمائیے۔

چودھری اختر رسول: جناب سپیکر! وصی ظفر صاحب نے یہ بات کہی ہے کہ [**********] جناب والا! تاریخ گواہ ہے کہ پیپلز پارٹی نے اس ملک کو دو لخت کیا تھا ذوالفقار علی بھٹو نے اِدھر تم اور اُدھر ہم کا نعرہ لگایا تھا۔

جناب سپیکر: آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر irrelevant ہے۔ I rule it out بلکہ میں اسے کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ جی ظفر علی شاہ صاحب۔

سید ظفر علی شاہ: جناب سپیکر! میں معافی چاہتا ہوں۔ میری کچھ tone ہی ایسی ہے۔ میں نے اس میں کسی کو offend کرنے کی بات نہیں۔ میرا لہجہ ہی ایسا ہے۔ اگر میرے لہجے سے حکومتی بنچز یا آپ کی ذات offend ہوئی ہے تو میں اس کے لیے معافی چاہتا ہوں۔ اور میں اپنی اس tone کو low-down کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! میں دفاعی بجٹ کے حوالے سے بات کر رہا تھا اور یہ ایک relevant بات ہے۔ اگر ہمارا صوبہ بات نہیں کرے گا اگر ہماری حکومت بات نہیں کرے گی تو کون کرے گا کیونکہ ہمارا علاقہ بالکل directly اس سے link ہے یہ میرا صوبہ ہے، آپ کا صوبہ ہے لہٰذا اس پر ہمیں بات کرنے

*** (بحکم جناب سپیکر حذف کیا گیا) ***

کا حق حاصل ہے۔ بہرحال میں آگے چلتا ہوں۔ میرے بھائی جناب وصی ظفر نے ابھی بات کی ہے کہ ہم یہ discuss نہیں کر سکتے، ہم وہ discuss نہیں کر سکتے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ میں تو محترمہ بے نظیر بھٹو کا مداح ہوں۔ اس ملک کے جو politicians ہیں انہوں نے ہمیں یہ بتایا ہے کہ اسمبلی میں کھڑے ہو کر صدر کو " گو بابا گو " بھی کہا جاتا ہے۔ لیکن میں تو ایسا بھی نہیں کر رہا، ان کی تقلید بھی نہیں کر رہا۔

جناب سپیکر! میں اب اس بجٹ کی طرف آتا ہوں۔ انھوں نے تعلیم کے بارے میں کہا کہ ہم نے تعلیم کے لیے بہت بڑی رقم رکھی ہے اور اس میں پرائمری تعلیم پر انہوں نے زور دیا ہے۔ اس سے اختلاف نہیں کہ بچوں کو پڑھانا چاہیے۔ اس سلسلے میں انہوں نے چار پانچ ہزار اسامیاں بھی نکالی ہیں۔ پرائمری تک تعلیم compulsory کرنے میں کوئی اختلاف نہیں۔ لیکن کاش! یہ چھوٹے بچوں کی تعلیم، پرائمری، پانچویں جماعت تک لازمی تعلیم مفت دینے کا اعلان کرتے تو پھر میں بھی ان کی تائید کرتا۔ انہوں نے تعلیم کے بجٹ میں سب سے زیادہ بجٹ پرائمری تعلیم پر صرف کرنے کا ذکر کیا ہے۔ پرائمری کے بچوں کو پڑھانے میں کوئی اختلاف نہیں لیکن ان بچوں کے بارے میں، ان تعلیمی اداروں کے بارے میں جہاں پر graduation ہوتی ہے، یا میٹرک، ایف اے، بی اے تک پڑھایا جاتا ہے اس سلسلے میں حکومت نے کوئی خاطر خواہ منصوبہ بندی نہیں کی۔ جناب سپیکر! میں discrimination کی بات کر رہا ہوں کہ پچھلے ترقیاتی بجٹ میں 9۔ ارب روپے رکھے گئے تھے۔ جناب والا! یہ ریکارڈ کی بات ہے۔ میں اس اجلاس کی بات کر رہا ہوں جس میں وزیراعلیٰ نے ایک sportsman spirit کی حیثیت سے یقین دلایا تھا۔ غالباً اس وقت وہ گرمی سردی میں بات کر گئے۔ شاید انہوں نے یہ سوچا کہ میں یہ کہہ کر وزارت اعلیٰ کا ایک سال پورا کر لوں گا اور انھوں نے یہاں پر یہ بیان دیا کہ " جناب قطع نظر اس کے کہ حزب اختلاف یا حزب اقتدار تمام ایم پی اے حضرات کو ترقیاتی فنڈز دیے جائیں گے " جناب سپیکر! ہم تو اپنا رونا رو رہے تھے انہوں نے تو total commitment کی تھی ---- اب یہ بات تو releyant ہے نا۔ وہ باقی باتیں تو آپ کے کہنے کے مطابق relevant نہیں تھیں لیکن یہ تو ہے۔ اس بارے میں بات کرنے کی تو جناب کی اجازت ہے نا۔ اس میں کل 154 ایم پی اے حضرات کے ترقیاتی منصوبوں پر کام شروع ہوا۔ جن میں سے حزب اختلاف کے تو صرف آٹھ دس یا بارہ ایم پی اے حضرات کے ترقیاتی منصوبے تھے۔ وہ بھی روک دیے گئے ہیں۔ ان کے کام اور ان کی ادائیگی کل یا پرسوں روک دی گئی ہے۔ ٹھیک ہے حزب اختلاف

کو چھوڑ دو۔ ہم کہہ کر کے تھک گئے ہیں۔ بین بجانے والی بات ہے ۔ اور اپنے اپنے ظرف کی بات ہے۔ لیکن بہت سارے ایسے حضرات جو کہ پاکستان پیپلز پارٹی کے ہیں ' ان کے اپنے ووٹرز ہیں ۔ ان کے بھی بے شمار ترقیاتی منصوبوں پر کام شروع نہیں ہوا اور جن کا کام شروع ہوا ہے ان کی رقمیں دس لاکھ' سات لاکھ' چھ لاکھ یا پانچ لاکھ ہیں۔ اور اسی میں ہمارے دو ایسے معزز وزراء ہیں جن میں سے ایک کا تعلق تو میرے ضلع سے ہے مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ وہ فنڈز ہمارے ضلع میں خرچ ہو رہے ہیں۔ جناب والا' PP-5 ضلع راولپنڈی میں ایک کروڑ 27 لاکھ روپے خرچ ہو رہے ہیں اور ایک کروڑ روپیہ P P-40 میں مجھے خوشی ہے وہ علاقہ خان صاحب کا ہے تو ہمارا اپنا علاقہ ہے ۔ لیکن اس discrimination کے بارے میں تو ہم پوچھ سکتے ہیں ــــ with due respect جناب سرور خان نے اور سعید اکبر خان نے بہت اچھا کام کیا ہے اور علاقے کی ترقی کرنی چاہیے ۔ لیکن اس کے سوا کوئی extraordinary کہ کیا یہ میرے دونوں بھائی کشمیر میں جا کر مجاہدین کے ساتھ مل کر لڑائی لڑتے رہے ہیں کہ ان کے لیے ڈیڑھ ڈیڑھ کروڑ روپیہ اور باقی پورے کا پورا صوبہ اندھیرے میں پڑا ہوا ہے ۔ جناب والا ' اسی لیے میں اپنی سابقہ بات کرنا چاہتا ہوں ----

جناب سپیکر: اسلم صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد اسلم: جناب والا! محترم سید ظفر علی شاہ تاریخ کے بڑے ماہر ہیں اور ملکی سیاسی زندگی کو سمجھتے ہیں میں نہایت ادب سے ان سے گزارش کروں گا کہ 1985ء سے لے کر 1993ء کی بھی وضاحت فرما دیں کہ اس دور میں حزب اختلاف کے حلقوں میں انھوں نے کس قسم کے اور کتنے فنڈز دیے تھے۔ بہتر ہے کہ یہ خود ہی فرما دیں ---

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں ۔

سید ظفر علی شاہ: جناب سپیکر' میں اپنے بھائی کا مشکور ہوں کہ انھوں نے 1985ء اور 1993ء کے حوالے سے بات کی ہے۔ گو اس بارے میں میرے قائد چودھری پرویز الٰہی بات کر چکے ہیں۔ انھوں نے یہ بات پوچھی ہے میں نے چھیڑی نہیں۔ جناب سپیکر' پاکستان کے سب سے بڑے چغادری سیاستدان جناب غلام اسحاق خان جو آج کل ان کے ایڈوائزر ہیں وہ 1985ء اور 1993ء کے درمیان کے ذمہ دار ہیں ۔ جناب والا ' ان کے وہ داماد جنھوں نے کراچی میں کیا کچھ نہیں کیا وہ ان کے منسٹر ہیں۔ جناب والا' جو اس وقت کے سپیکر تھے وہ ان کے وزیر اعلیٰ ہیں۔ جناب والا' یہ پوچھنے کی تکلیف مجھے

کیوں دے رہے ہیں یہ اپنے وزیر اعلیٰ سے پوچھ لیں کہ 1985ء اور 1993ء میں کیا ہوا ہے۔ اگر یہ مجھے پہلے بتاتے تو میں اور figures لے آتا یہ مجھے تکلیف نہ دیں اپنے لیڈر آف دی ہاؤس سے پوچھ لیں۔۔

چودھری محمد اسلم، پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر، اسلم صاحب آپ تشریف رکھیں۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! اس طرح تو جواب در جواب شروع ہو جائے گا۔

چودھری محمد اسلم، جناب والا! فنڈز تو وزیر اعلیٰ نے دینے ہوتے ہیں سپیکر نے نہیں۔ میں ان سے عرض کر رہا ہوں کہ اس وقت میاں نواز شریف نے حزب اختلاف والوں کے ساتھ جو رویہ اختیار کیا ــــ میں اس بارے میں سید ظفر علی شاہ صاحب سے بات کر رہا ہوں اور بہت سے حضرات یہاں پر بیٹھے ہیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر، چودھری محمد اسلم صاحب آپ تشریف رکھیے۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! میں wind up کر رہا ہوں اور اس طرح یہ جواب در جواب شروع ہو جائے گا یہ ایک غیر ضروری بات ہے۔ میں تو اس لیے عرض کر رہا ہوں کہ مجھے تکلیف نہ دیں یہ اپنے گورنر سے پوچھ لیں، وہ مجلس شوریٰ کے ممبر تھے سندھ کے گورنر سے پوچھ لیں، اپنے وزیر اعلیٰ سے پوچھ لیں اپنے سپیکر سے پوچھیں ان کے پاس بے شمار لوگ ہیں 1985ء سے لے کر 1993ء تک سارا talent ان کے پاس ہے جناب والا! میں آخر میں آپ کی اجازت سے یہ بات کہتے ہوئے چونکہ یہ ایک well settled principle ہے کہ اگر باپ بھی اپنے بیٹے کو پیسے دیتا ہے تو یہ ضرور پوچھتا ہے کہ بیٹے آپ نے کیا کرنا ہے؟ اگر کوئی محکمہ بھی اپنے محکمہ کے افسران کو یا اہلکاران کو پیسے دیتا ہے آپ بھی اپنے صوبائی اسمبلی کے اہلکاروں کو دیتے ہوں گے تو آپ کبھی کبھی اپنے سیکرٹری کے ذریعے ضرور پوچھتے ہوں گے کہ آپ کی کیا کارکردگی ہے آپ کرتے کیا ہیں؟ ایجنڈا چھپتا نہیں، پہنچتا نہیں، ملتا نہیں یہ نہیں وہ نہیں۔ جناب والا! اسی طرح عام شہری کا بھی یہ حق ہے کہ وہ 9,8 ماہ کی کارکردگی کے بارے میں تو کم از کم پوچھ لے کہ انھوں نے 9,8 مہینوں میں کون کون سی بڑی achievements کی ہیں۔ جناب والا! انھوں نے چار پانچ achievement ضرور کی ہیں۔ اگر ہم اس میں ان کو خراج تحسین پیش نہیں کریں گے تو میں سمجھوں گا کہ ہم بخیلی کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔۔ جناب والا! بس میں wind up کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر، آپ بے شک بخیلی کا مظاہرہ نہ کریں لیکن زیادہ فراخدلی کے لیے وقت نہیں ہے۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا' ان 8 ، 9 ماہ کے دور ان ہماری وفاقی اور صوبائی حکومتوں نے سب سے جو بڑا کارنامہ کیا ہے وہ سرحد کی منتخب حکومت کو down کیا ہے ---

جناب سپیکر، اس کا پنجاب سے کیا تعلق ہے؟ کوئی تعلق نہیں ہے یہ irrelevant ہے۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا' آپ نے سوال کیا تھا تو تب جواب دے رہا ہوں۔

جناب سپیکر، نہیں میں نے کوئی سوال نہیں کیا۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا' آپ نے سوال کیا ہے آپ نے پوچھا ہے کہ کیا تعلق ہے تو میں جواب دے رہا ہوں۔

جناب سپیکر، اس کا پنجاب سے کیا تعلق ہے؟

سید ظفر علی شاہ، جناب والا' اس کا پنجاب سے یہ تعلق ہے کہ پنجاب کے PDF کے جراثیم ادھر منتقل کر دیے گئے ہیں۔ میں اس لیے بات کر رہا ہوں ---

جناب سپیکر، پلیز شاہ صاحب۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! اس حکومت کا دوسرا بڑا کارنامہ یہ ہے کہ ہفتے میں دو چھٹیوں کا اعلان کیا پتا نہیں اس کا قوم کو کوئی فائدہ ہوا ہے یا نہیں ہوا قوم اس کو study کر رہی ہے۔ جناب والا' تیسرا بڑا کارنامہ میں مہران بنک سکینڈل نہیں کہوں گا۔ مہران کمبل ہے۔ جناب والا' کمبل جان نہیں چھوڑ رہا --- جناب والا' میں نے کیا کیا آپ مجھ سے خفا ہوتے ہیں آپ میری طرف غصے کی نظروں سے دیکھتے ہیں اس میں میرا کیا گناہ ہے؟ جناب والا' میں نے تو کچھ نہیں کیا۔ میں مہران کمبل کی بات کر رہا ہوں جس پر ہمارے صدر مملکت نے ایک کمیشن ---

جناب سپیکر، شاہ صاحب میری بات سنیے۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! میں wind up کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب میری بات سنیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو آپ کو یہ خوبصورت گلا دیا ہے اس طرح کے بہت سارے گلے ادھر بھی موجود ہیں اس طرح کی خوبصورت زبان بھی موجود ہے۔ اب جو آپ یہ سارے الفاظ استعمال کر رہے ہیں نا۔ اسی طرح کی باتیں اسی طرح کے الزامات۔ پھر اس کے لیے تیار

رہیے۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا' میں تیار ہوں۔

جناب سپیکر، خدا کے لیے آپ اس ماحول کو ساز گار رکھیے۔ آپ بار بار ان دائروں میں داخل ہوتے ہیں جو اختلافی ہیں جن پر تلخی پیدا ہوتی ہے۔ خدارا آپ کچھ نرمی سے سوچیں۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا' میں آخری بات کر کے آپ سے اجازت لوں گا۔ ممکن ہے یہ آپ کے نزدیک اختلافی ہوں گی میں اس حوالے سے کر رہا کہ یہ سیاسی بھی ہیں تاریخی بھی ہیں current affairs ہیں ادھر صدر صاحب نے اس پر کمیشن بٹھا دیا ہے۔ جناب والا! یہ relevant بات ہے میں کوئی irrelevant بات نہیں کروں گا۔ جناب والا' حالانکہ حزب اختلاف کی طرف سے مطالبہ ہو رہا ہے کہ پارلیمانی کمیشن بٹھاؤ میں اس کی بات نہیں کر رہا۔ میں اس کمیشن کی بات کر رہا ہوں جو انھوں نے اپنے طور پر عدالتی کمیشن بٹھایا ہے اس کے بعد حکومت پنجاب کو یہ اختیار کس نے دیا تھا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس کمیشن کے مقرر ہونے کے بعد 50 ، 60 صحافیوں کو وہاں بھیج کر اس عدالتی کمیشن کو متاثر کرنے کی کوشش کی ہے میں اس کی بات کر رہا ہوں۔ یہاں پر آپ ہر بات کو متنازعہ بات کہتے ہیں۔ جناب والا' سیاست میں تو ہر بات متنازعہ ہوتی ہے۔ جناب سپیکر' میں آپ کا' اس ایوان کا بہت مشکور ہوں اس patient hearing پر کہ آپ نے بڑی کرم نوازی کی اور ہمیں ٹائم دیا اور میں خصوصی طور پر اپنے دوست عمران کا بھی مشکور ہوں کہ میں نے ان کا وقت لیا ہے۔ جناب سپیکر۔ thank you very much

جناب سپیکر، حکومتی جماعت کی طرف سے مجھے بہت سارے نام موصول ہوئے تھے چونکہ دونوں جماعتوں میں یہ بات طے ہوئی کہ حکومتی بنچز کے دوست آج بحث میں حصہ نہیں لیں گے۔ لیکن انھوں نے حزب اختلاف کے خاطر جو قربانی دی ہے تو میں کم از کم ان کے نام لینا چاہتا ہوں۔ جناب سہیل احمد نون' چودھری محمد اسلم' محمد رفیق آرائیں' محمد ظہیر الدین خان' جناب منیر اظہر' للہ مہر لال بھیل صاحب' محمود اختر گھمن صاحب' ریاض فتیانہ صاحب' بدرالدین چودھری صاحب' اظہر حسن ڈار صاحب' اور امان اللہ خان فیصل آباد سے۔ ان دوستوں نے مجھے نام بھیجے تھے لیکن میں انھیں پکار نہیں رہا اس وجہ سے کہ ہم زیادہ وقت حزب اختلاف کو دے سکیں

جناب سعید اکبر خان، جناب والا میں نے بھی اپنا نام بھیجا تھا۔

جناب سپیکر، اب میں دعوت خطاب دیتا ہوں جماعت اسلامی کے جناب اصغر علی گجر صاحب کو۔

چودھری اصغر علی گجر، شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جس کے قبضہ قدرت میں ہم سب کی جان ہے۔ جو آنکھ تک سے کی ہوئی خیانتوں کا حساب لے گا۔ لاکھوں درود اس کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جس نے ہمیں زندگی کا سلیقہ سکھایا۔ شکریہ جناب سپیکر! میں بجٹ پر بات کرنے سے پہلے آپ کی وساطت سے اپنے بھائیوں سے ہم کلام ہونا چاہتا ہوں آج اس اسمبلی یا اس ایوان میں آئے ہوئے نمائندوں کو تقریباً آٹھ ماہ گزر گئے ہیں۔ میرے خیال میں اس ایوان کو اس ملک کے اندر ان نمائندوں نے اتنا بدنام کیا ہے جتنا کہ شاید ہی اس ایوان کے دشمنوں نے کیا ہو۔ آج یہ ایوان پاکستان کے اندر ایک گالی بن کر رہ گیا ہے۔ آپ دیکھیں کہ ایم پی اے حزب اقتدار کا ہو یا حزب اختلاف کا ہو' لوگ ایم پی اے کی پلیٹ پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ لٹیرا اور چور جا رہا ہے۔ یہی وہ ایم پی اے ہیں جو ایوان میں بداخلاقی کرتے ہیں بد زبانی کرتے ہیں اور اس معاشرے کے اتنے بدترین لوگ ہم نے ایوان کے اندر بھیجے ہیں جن کا نہ کوئی اخلاق ہے اور نہ بات کرنے کا کوئی طریقہ ہے اور نہ ہی اس کی اہلیت رکھتے ہیں جس کے لیے ہم نے انہیں ووٹ دیے۔ آپ جناب سپیکر! دیکھیں اگر ایک طرف بھارت نے اس صوبے کے سامنے اگنی اور پرتھوی میزائل نصب کر دیے ہیں لیکن ایوان کے اندر اس قوم کے نمائندے دست و گریبان ہیں۔ امریکہ جیسا مکار دشمن اس ملک کی معیشت پر چوٹیں لگا رہا ہے یہ ایک دوسرے کو گالی گلوچ دے رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ ایوان ان نا اہل نمائندوں پر مشتمل ہے جنہوں نے اس ملک کو دولخت کیا۔ یہ ایوان ان نا اہل نمائندوں پر مشتمل ہے جو اس ملک کو چلانے کی اہلیت نہیں رکھتے۔ (قطع کلامیاں)

میں کہتا ہوں جناب سپیکر اس ایوان کو مجھے سننا پڑے گا اور میں یہ بات سچ کہہ رہا ہوں میں حقیقت کا اظہار کر رہا ہوں میں ان کی بھی بات کروں گا اور میری بات کو سننا پڑے گا.....

شیخ محمد انور سعید، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! جب اس معزز ایوان کے رکن سید ظفر علی شاہ تقریر کر رہے تھے اس وقت آپ نے ان کی بہت سی باتوں کو غیر متعلقہ قرار دیا تھا۔ جناب والا! میرے یہ معزز رکن جو اس پورے ایوان کا استحقاق مجروح کر رہے ہیں یہ کہہ کر کہ ایم پی ایز کو لوگ یہ کہتے ہیں اور وہ کہتے ہیں ہو سکتا ہے کہ شاید ان کو وہ کہتے ہوں لیکن یہاں ایسے معزز اراکین بھی بیٹھے ہیں جن کی لوگ تعریف بھی کرتے ہیں جن کو وہ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ یہ معزز لوگ ہیں۔ انہوں نے اس

لیے ہمیں نمائندہ بنا کر نہیں بھیجا ہے کہ وہ یہ بات کہیں کہ یہ ایوان بد ترین ایوان ہے یا بد ترین نمائندگی کر رہے ہیں۔ دنیا کی کون سی ایسی اسمبلی ہے جناب سپیکر! یہ مجھے بتائیں وہ کون سا دنیا کا مہذب ملک ہے جہاں پر اس کے اراکین آپس میں دست و گریبان نہیں ہوتے۔ ہندوستان جمہوریت کا دعویٰ کرتا ہے کیا وہاں پر ایسا نہیں ہوتا؟

جناب سپیکر، دست و گریبان نہیں ہوتے .....

شیخ محمد انور سعید: جناب سپیکر! ہوتا ہے۔ تاریخ اس بات کی گواہ ہے آپ ریکارڈ اٹھا کر دیکھیں آپ اخبارات دیکھیں دنیا میں ایسا ہوتا ہے جب ایک دوسرے سے اختلافات ہوتے ہیں' تنازعات ہوتے ہیں تو ایسا ہو جاتا ہے لیکن جناب سپیکر! آپ نے بادشاہ خان آفریدی کی بات پر کہا تھا جب انہوں نے یہ کہا تھا کہ میں اس ایوان پر لعنت بھیجتا ہوں اور واک آؤٹ کرتا ہوں وہ الفاظ آپ نے کارروائی سے بھی حذف کروائے۔ جناب سپیکر! اب یہ تمام ایوان کو برا بھلا کہہ رہے ہیں کہ اس طرف بیٹھنے والے بھی اور اس طرف بیٹھنے والے بھی سب برے ہیں یہاں پر یہ بات کر کے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم تیسری طاقت بن کر ابھر آئیں گے یا پھر وہ نعرہ لگائیں گے کہ قاضی آ رہا ہے اور قاضی جا رہا ہے ...

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں آپ کا پوائنٹ آف آرڈر میں نے سن لیا ہے۔ چودھری اصغر علی گجر بھی پہلے میری بات سنیں۔ سب دوست تشریف رکھیں۔ ہمیشہ سے یہ کہا جاتا ہے کہ اپنی عزت اپنے ہاتھ ہوتی ہے ازراہ کرم جس معزز ایوان میں آپ بیٹھے ہیں اور جس کے آپ بھی رکن ہیں اگر یہ معزز ایوان اتنا ہی غلط ہے میں سمجھتا ہوں کہ چودھری اصغر علی گجر سب سے پہلے آپ کا اپنا فریضہ بنتا ہے کہ اس کی رکنیت سے آپ استعفیٰ دیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

چودھری اصغر علی گجر: جناب والا! میں آپ سے بھی اتفاق کرتا ہوں اور اپنے معزز رکن کی بات سے بھی اتفاق کرتا ہوں اور میں دونوں کی بات کا الگ الگ جواب دوں گا۔ میرے بھائی صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ ایک جمہوری ملک میں ہم اس بات کا حق رکھتے ہیں۔ ہندوستان کی مثال دی گئی ہے ..

جناب تاج محمد خانزادہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

جناب تاج محمد خانزادہ، جناب والا پوائنٹ آف آرڈر بھی ہے اور پوائنٹ آف انفرمیشن بھی ہے اگر آپ اجازت دیں تو .....

جناب سپیکر، آپ کے احترام میں ہمیشہ اجازت دیتا ہوں براہ کرم اپنے خصوصی پوائنٹ پر بات کریں۔

جناب تاج محمد خانزادہ، جناب والا! مجھے ایک چیز پر افسوس ہوا ہے کہ ایوان کو یہ کہنا کہ یہ unfit ہے اس ایوان کی بدولت یہ ملک معرض وجود میں آیا اور جس پارٹی کی انہیں نمائندگی حاصل ہے ان کی اس جماعت نے اس پاکستان کو کافرستان تک کہا۔ قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو انہوں نے کافر اعظم کہا لیکن جب پاکستان بن گیا تو یہ بستر بوریا لے کر یہاں پر آ گئے۔ اس کو بھی چھوڑیے اگر یہ خالد بن ولید رحمۃ اللہ علیہ کے نقش قدم پر اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا بیٹا جو اپنے باپ کے خلاف جنگ بدر میں لڑا اور خالد بن ولید بھی لڑا لیکن بعد میں انہوں نے اسلام کی اتنی خدمت کی جس کی کوئی انتہا نہیں۔ اگر یہ خالد بن ولید کے پیروکار ہیں تو ہم یہ سمجھیں گے یہ بھی خالد بن ولید رحمۃ اللہ علیہ بن گئے ہیں اور پاکستان کے وفادار بن گئے ہیں لیکن پاکستان کے بنانے میں انہوں نے بہت روڑے اٹکائے ہیں۔ جناب والا! یہ ہسٹری ہے یہ تاریخ ہے اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔

جناب سپیکر، اس طرح اگر ہسٹری بیان کرنے لگیں گے تو پتا نہیں کیا کیا نکل آئے گا بہتر ہے کہ آپ حال کو بہتر بنالیں۔ چودھری اصغر علی گجر۔

چودھری اصغر علی گجر، شکریہ جناب سپیکر! میں اس حد تک تو معذرت خواہ ہوں ان لوگوں سے کہ چند لوگ اس ایوان میں دونوں اطراف سے ایسے ہو سکتے ہیں جو قابل تعریف ہوں لیکن میں اپنی بات پر اس حد تک مصر ہوں کہ اکثریت اسی چیز کی اہل ہے جس کی تعریف میں کر چکا ہوں میں اپنے بھائی کا جواب دیتے ہوئے .....

وزیر مواصلات و تعمیرات، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ چودھری صاحب اپنے متعلق اگر یہ سمجھتے ہیں کہ وہ اس ایوان کے اہل نہیں وہ اپنے تک محدود رہیں اس تمام ایوان کو یہ کہنا کہ یہ اس کا اہل نہیں ہے تو انہوں نے کیوں کروڑوں روپے اسی ایوان کا نمائندہ بننے کے لیے پچھلے الیکشن میں خرچ کیے یہ کسی نمائندہ کو کوئی حق نہیں ہے وہ اپنی بات تو بیان کر سکتا ہے لیکن دونوں اطراف کے تمام ممبران کو یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ نااہل ہیں۔ اور اہل یہی تھے جن کو عوام نے ایک ووٹ بھی نہیں دیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔

چودھری اصغر علی گجر، جناب والا! میں اپنی بات کو ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ بے شک قوم نے ان

دونوں پارٹیوں کو ووٹ دیے لیکن آج قوم پچھتا رہی ہے' انہیں معلوم نہیں تھا ماسوائے چند لوگوں کے انہوں نے واقعی نا اہل لوگوں کو منتخب کیا ہے۔ اگر میں جھوٹ بولوں تو یہ بات ریکارڈ پر ہے انہوں نے اپنے اعمال سے یہ ثابت کر دیا ہے اور ابھی تھوڑی دیر پہلے انہوں نے اقبال جرم کیا ہے اور یہ بات ریکارڈ پر موجود ہے اب مجھے تقریر کرنے دی جائے بار بار پوائنٹ آف آرڈر نہ اٹھائے جائیں میں ان کی بات کا جواب دیتا ہوں۔ میرے بھائی نے یہ کہا کہ جمہوریت میں لڑائی جھگڑے ہوتے رہتے ہیں۔ لڑائی جھگڑے ہندوستان میں بھی ہوتے ہیں امریکہ میں بھی ہوتے ہیں برطانیہ میں بھی ہوتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ مثالیں دیتے ہوئے ہمیں شرم آنی چاہیے۔ اس لیے کہ ہماری امت ان پر حکمرانی کے لیے آئی ہے ان کی مثالیں سننے کے لیے نہیں ان کو مثالیں دینے کے لیے آئی ہے۔ ہماری امت حکمرانی کے لیے آئی ہے۔ یہ کتنی کم ظرفی ہے کتنی گھٹیا سوچ ہے میرے بھائی کی کہ وہ ہمیں ہندوؤں کی مثالیں دیتا ہے ہم نے ان کو مثالیں دینی ہیں۔ ہم نے ان کے سامنے مثال بن کر پیش ہونا ہے۔ انگریز کیا چیز ہے؟ ہندو کیا چیز ہے؟ ہندوؤں کو تو ہماری مثالیں دینی چاہیں وہ لوگ کیا چیز ہیں؟ وہ ہمارے محکوم بننے کے لیے آئے ہیں۔ ہم نے ان پر حکمرانی کرنی ہے اور یہ امت حکمرانی کے لیے آئی ہے اس نے درس دینا ہے درس لینا نہیں ہے۔ دوسروں کو پڑھانا ہے ان سے پوچھنا نہیں ہم سکھانے کے لیے آئے ہیں سیکھنے کے لئے نہیں آئے۔ جو کافر لوگ ہیں وہ مسلمانوں سے رہنمائی لیتے ہیں۔ .....

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ برادر محترم اصغر علی گجر از راہ کرم اپنے لب ولہجے کو نرم رکھیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وتیرہ ہے اللہ تعالیٰ کا حکم یہی ہے کہ جب آپ اچھی بات بھی کریں تو خوش گوار طریقے سے کریں۔ لاٹھی مار کر نہ کریں

چودھری اصغر علی گجر: جناب والا! میں اپنے لہجے کو درست کرتا ہوں۔ یقین کیجیے میں اپنے ضمیر کی بات کہہ رہا ہوں اور سچ بات کہہ رہا ہوں قطعاً مجھے کسی سیٹ سے کوئی سروکار نہیں میں اپنی بات آہستگی سے کرتا ہوں۔ جو میں نے باتیں کی ہیں' میں یہ کہتا ہوں کہ ہم سب سے بڑے ذمہ دار ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ تھانے دار رشوت لیتا ہے لوگ کہتے ہیں کہ کلرک رشوت لیتا ہے اخباری نمائندے کہتے ہیں کہ تحصیل دار رشوت لیتا ہے ہمارے نمائندے کہتے ہیں کہ پٹواری رشوت لیتے ہیں میں یہ کہتا ہوں کہ آپ ان کا ریکارڈ اٹھا کر دیکھیں' اپوزیشن کا ریکارڈ اٹھا کر دیکھیں حزب اقتدار کا ریکارڈ اٹھا کر دیکھیں۔

آپ میں سے کوئی مہران بنک سکینڈل سے منسوب ہے اور کوئی کواپریٹو بنک کا لٹیرا ہے۔ آخر میں یہ بات نہ کہوں تو کون کہے گا' اس ایوان کے اندر ہم چوکیداری کی حیثیت رکھتے ہیں مجھے یہ بات کہنی ہے قوم اس بات کا انتظار کر رہی ہے کہ ان کے درمیان کون لوگ ہیں جو اقتدار کے لیے اہل ہوسکتے ہیں جو ذمہ دار ہوسکتے ہیں۔ میں یہ بات ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ قوم پر ان کا فیصلہ غلط تھا انشاء اللہ آنے والے وقت میں فیصلہ ضرور آئے گا جب قوم ایک ایسے زاہد کے آگے لے آئے گی جو ظالم اور مظلوم کے سامنے انصاف کرے گا۔ جو لٹیروں کو سزائیں دے گا جو انصاف کا علم بلند کرے گا۔ جو پڑوسیوں سے بہتر سلوک کرے گا۔ جو اللہ اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حکمرانی چاہے گا' انشاء اللہ ایسا وقت ضرور آئے۔

جناب سپیکر: اب آخر میں آپ ایک آدھ جملہ بجٹ کے بارے میں بھی کہہ دیں۔ کیونکہ آپ کے دس منٹ ہوگئے ہیں۔

چودھری اصغر علی گجر: میری عرض سن لیں میں بجٹ کے بارے میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ایوان کے اندر جو بجٹ پیش کیا گیا ہے اس کے متعلق تو میں یہی کہوں گا کہ ۔

وہی ہے چال بے ڈھنگی جو پہلے تھی سو اب بھی ہے۔

میں چار پانچ سال سے اسمبلیوں میں آ رہا ہوں۔ اس میں کوئی ایسی انقلابی تبدیلی نہیں' لیکن میں کسی بخل یا کنجوسی سے کام بھی نہیں لوں گا۔ ایک آدھ بات جو قابل تعریف ہے اسے بھی کہتا چلوں گا' جو قابل تنقید ہے اسے بھی ضرور عرض کروں گا۔ اس بجٹ میں حکومت نے ایجوکیشن کے لیے جو رقم رکھی' ایجوکیشن کے لیے جو آسامیاں پیدا کیں' ایجوکیشن کے معیار کو بلند کرنے کے لیے جو کام کیا میں اس کو قابل تحسین سمجھتا ہوں اور اس پر حکومت کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ دوسری بات ججوں سے متعلق کہ سب ڈویژن میں سیشن ججوں کی تقرری بھی ایک بہتر اقدام ہے۔ لوگوں کو انصاف ان کے گھروں کے نزدیک تر ملنے کی توقع ہو گئی ہے۔ تیسری بات ہر حکومت ہمیشہ وعدہ کرتی چلی آئی ہے کہ ملازمین کی ملازمت میں کوئی توسیع نہیں کی جائے گی۔ لیکن حکومت نے اپنے وعدہ کو کبھی پورا نہیں کیا۔ اس حکومت نے اس وقت تک کسی ملازم کو ملازمت میں توسیع نہ دے کر نئے لوگوں کے لیے روزگار کے مواقع فراہم کیے ہیں۔ جناب والا! اس کے ساتھ ساتھ یہ بجٹ جو تقریباً 60 ارب روپے پر محیط ہے ' میں سمجھتا ہوں کہ یہ 60 ارب روپے پر پورے پنجاب کا حق

تھا جس میں میرے ضلع کا بھی حق تھا میں اپنا تعارف یوں کرواتا چلوں کہ میں ایک ایسے علاقے کا رہنے والا ہوں جو پنجاب کا پسماندہ ترین علاقہ ہے جہاں کے رہنے والے دریاؤں کے پانی کی نذر ہو جاتے ہیں' جہاں کے رہنے والے کسان نہروں کا پانی خشک ہو جانے کی وجہ سے خشک سالی بھوک اور افلاس کا شکار ہو جاتے ہیں۔

جناب سپیکر، علاقے کا نام بھی بتا دیجیے۔

چودھری اصغر علی گجر، علاقے کا نام ضلع لیہ ہے۔ جناب والا! میں ضلع لیہ سے تعلق رکھتا ہوں۔ لیکن افسوس کہ اس پوری کتاب میں ' اس پورے 60 ارب روپے کے بجٹ میں سے اس لیہ کو صرف 10 لاکھ روپے کا حصہ دیا گیا ہے۔ شرم آتی ہے اس بجٹ پر تھوکتا ہوں۔ کہ ہمیں صرف دس لاکھ روپے دیے گئے ہیں۔ پھر لوگ یہ کہتے ہیں کہ خوشاب یا میانوالی سے لے کر رحیم یار خان تک مشتمل علاقے کے لوگ سرائیکی کی آواز اٹھاتے ہیں' میں یہ کہتا ہوں اگر آپ لوگوں نے ان کا حق ایسے غصب کیا' ان کے حق پہ ایسے ڈاکہ ڈالا کہ 60 ارب روپے میں سے کوئی ایک پیسہ بھی اس علاقہ کے منصوبے میں نہ دیا جائے تو وہ لوگ کیا کریں گے؟ ہم محب وطن ہیں' ہم ملک کے وفادار ہیں۔ اس سے پہلے ہم نے اسلامی جمہوری اتحاد کو ووٹ دیے تھے 90 فیصد ووٹ اس علاقے نے دیے۔ لیکن جب بجٹ کی باری آئی تو میاں نواز شریف نے ہمیں اعتماد میں لیا اور کہا کہ میں 45 فیصد بجٹ اس علاقے کو دوں گا اور 55 فیصد بجٹ دوسرے علاقے کو دوں گا۔ اس پس ماندہ علاقے سے تعلق رکھنے والے نمائندے خوش ہوگئے۔ جب بجٹ ایوان میں پیش کیا گیا تو وہ سب سے بڑا جھوٹ' سب سے بڑا فراڈ تھا اور یہ بات ریکارڈ پر موجود ہے میں نے یہ بات کہی کہ انہوں نے غلط کہا' اور پارلیمانی میٹنگ میں جھوٹ بولا' ہمیں 45 فیصد نہیں دیا گیا اور ہمیں تو انہوں نے اس طرح سے لوٹا۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

سردار امجد حمید خان دستی، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، امجد حمید خان دستی' ایک منٹ۔ میں پہلے آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ آپ پوائنٹ آف آرڈر relevant کریں گے۔

سردار امجد حمید خان دستی، relevant ہوگا اور بالکل مختصر ہوگا۔ آپ بالکل نہ گھبرائیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

گزارش یہ ہے کہ لیہ کا ضلع، یہاں پر لیہ کے اور بھی منتخب ممبران بیٹھے ہیں۔ کسی وقت یہ مظفر گڑھ ضلعے کی ایک تحصیل تھی۔ یہ لیہ اس کا ایک حصہ تھا۔ میں بھی وہاں کا ایک چھوٹا سا زمیندار ہوں۔ مجھے تو فخر ہے کہ میں لیہ کا ایک چھوٹا سا زمیندار ہوں۔ مجھے تو اس کی نہروں سے فائدہ پہنچا ہے۔

[**********]

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ I rule it out جی اصغر صاحب!

چودھری اصغر علی گجر: جناب والا۔ [**********]

سردار امجد حمید خان دستی: [**********]

چودھری اصغر علی گجر: میں ان کا بڑا احترام کرتا ہوں۔

سردار امجد حمید خان دستی: یہ باہر سے آئے۔ اور مصنوعی ضرورت دکھا کے مالا مال ہو گئے۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: دستی صاحب آپ تشریف رکھیں۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب والا! میں بات کر رہا تھا کہ میرا ضلع تین علاقوں پر مشتمل ہے۔ (قطع کلامیاں) [**********]

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک منٹ گجر صاحب۔ دستی صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر جب انہوں نے raise کیا ہے۔ اس سے آگے کی کارروائی کو میں حذف کرتا ہوں۔ اب چلیں۔

چودھری محمد اسلم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی محمد اسلم صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

چودھری محمد اسلم: فاضل ممبر نے جان بوجھ کر گجر صاحب کو mis quote کیا۔ گجر صاحب نے کوئی لفظ استعمال کیا تو وہ علاقہ کی پسماندگی کے لحاظ سے کہا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں میں نے پہلے فیصلہ دے دیا ہے۔ اسلم صاحب بیٹھیں۔ جی گجر صاحب!

چودھری اصغر علی گجر: جناب والا! میرا ضلع تین طرح کے علاقوں پر مشتمل ہے ایک دریائی بیلٹ کا علاقہ ہے دوسرا نہری علاقہ ہے اور تیسرا بیرونی علاقہ ہے۔ (قطع کلامیاں)

(بحکم جناب ڈپٹی سپیکر حذف کر دیا گیا)

جناب ڈپٹی سپیکر، دستی صاحب ایک منٹ۔

سردار امجد حمید خان دستی، میں نے ایک بات کی نشان دہی کی تھی' وہ آپ نے حذف کردی ہے۔ لیکن میں آپ سے یہ پوچھتا ہوں کہ کیا یہ بات آپ کو پسند ہے کہ جس علاقے سے وہ منتخب ہو کر آیا ہے وہ اس کو کہے کہ یہ دنیا کا بدترین علاقہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، دستی صاحب تشریف رکھیں۔ اور میری بات تو سن لیں۔ دیکھیں آپ اتنے سینئر پارلیمنٹیرین ہیں' اتنی دفعہ آپ اس ہاؤس کے ممبر بنے ہیں' میرے خیال میں آپ جیسے بہت ہی تجربہ کار پارلیمنٹیرین کو زیب نہیں دیتا کہ اس طرح کی باتیں یہاں پر کرے۔ جی چودھری اصغر علی گجر۔

چودھری اصغر علی گجر، میرے ضلع لیہ کے دریائی علاقے دریا کی لپیٹ میں ہیں' اگر حکومت چاہتی تو وہاں کے انتہائی قیمتی رقبے کو ایک بند بنا کر نہری رقبے میں تبدیل کر سکتی تھی۔ جیسا کہ انہوں نے مظفر گڑھ میں کر رکھا ہے۔ لیکن افسوس کہ حکومت نے اس طرف کوئی توجہ نہ دی۔ میرے شہر دھول اور مٹی کا نشانہ بنے ہوئے ہیں۔ لوگ ٹی بی کے مریض بن رہے ہیں وہاں پر نہ کوئی پختہ سڑک نہ کوئی پختہ گلی ہے۔ اور جو نہری علاقہ ہے وہاں کے مکین نہروں کی بارہ بندی سے اس قدر تنگ ہیں کہ گرمیوں کے دنوں میں آبپاشی تو درکنار مویشیوں کو وہاں پینے کا پانی بھی میسر نہیں۔ جو وہاں کے بیرونی علاقے ہیں وہاں کے رہنے والے بکریوں کے چرواہے جب اپنے کام کاج پر جاتے ہیں تو یقین کرو کہ انہیں پینے کا پانی بھی میسر نہیں ہوتا۔ لیکن افسوس کہ میری حکومت کو یہ خیال نہ آیا کہ اس بجٹ میں ان کا کوئی حصہ رکھ لیا جاتا' کاش کہ اس میں ان کا کوئی حصہ ہوتا تو آج ہمارا سر بھی فخر سے اونچا ہوتا۔ لیکن افسوس! کہ ان کو یہ خیال نہ آیا اہل لیہ جو ٹیکس دیتے ہیں وہ غریب آبیانہ دیتے ہیں لیکن اس بجٹ میں ان کا کوئی حصہ نہیں۔ میں حکومت سے احتجاج کرتا ہوں کہ اپنے اس بجٹ میں سے ان غریب کسانوں کے لیے' ان غریب مزدوروں کے لیے' ان غریب لوگوں کے لیے کچھ نہ کچھ حصہ ضرور دیں تاکہ وہ بھی فخر سے کہہ سکیں کہ وہ بھی اس ملک کے باعزت شہری ہیں۔ وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بریگیڈیر ریٹائرڈ ذوالفقار احمد۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب میری گزارش ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کس پوائنٹ پہ بات کر رہے ہیں؟

چودھری محمد وصی ظفر: جناب، میں عرض کرتا ہوں۔ اس میں طنز یا کوئی مذاق نہیں۔ میں سنجیدگی سے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیے مجھے بتائیں۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب سنیں گے تو معلوم ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہ نہ، پہلے مجھے بتائیں کہ کس پوائنٹ پر بات کرنا چاہتے ہیں؟ پوائنٹ آف آرڈر ہے، point of personal explanation ہے کیا مسئلہ درپیش ہے؟

چودھری محمد وصی ظفر: یہ جناب کی اجازت کا مسئلہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر: میری عرض سن لیں جناب والا!

جناب ڈپٹی سپیکر: تشریف رکھیں۔ پلیز۔ equal treatment to all. جی، بریگیڈیر ریٹائرڈ ذوالفقار احمد ڈھلوں۔

BRIG (RTD) ZULFIQAR AHMAD DHILON: Sir, may I have your permission to speak in English.

MR DEPUTY SPEAKER: Yes. Please start with your speech

BRIG (RTD) ZULFIQAR AHMAD DHILON: Mr .Speaker Sir, the budget is always a document of notions' hopes and aspirations People look forward to it with an animated sense of expectations just because they want to know how it will affect their economic life and how it will affect their individual and family prosperity. It must emanate from and be a part of the nations' strategy for economic and social development. The provincial budget is always an appendix to the national budget Sir, this budget has inspired fear rather than hope in the nation. It is in my view a document of surrender in every sense of our economic sovereignty. I want to know if the IMF acting as modern

equivalent of East India Company. If it is not so then is it a page out of the much heralded new social contract of Mohtarma Benazir Bhutto. Bhuttoism's old testament of free roti, kapra and makan led to the economic, social and political collapse of the Country, then this new social contract is surely leading the nation to psychic collapse Like the old testament this new gospel is also full of conceptual paradoxes. Sir, its first impact on the national economy during five to six months preceding the budget has been very adverse and surely after the budget the national economic health was badly hurt. This nation is in the grip of run away inflation. It is galloping at such a speed that it is already hyper inflation. Erosion of nearly 35 percent family income has taken place. Now, in an economy which is under-producing with 50 percent unemployment rate, it is simply a tragic phenomenon. The margin of economic survival of middle and lower middle classes is fast evaporating. The poor is being subjected to a breathless squeeze. It is causing human misery at a scale unparallel in our history. Sir, the nation is being pushed from poverty to misery. Call this phenomenon not inflation but inflamation.. inflammation of the nation's body and soul. This inflamation is being caused through the poison of inflation, which is forced down the nation's throat. Nearly 80 percent families in the country have been pushed below the poverty line. It does not require a great wisdom to postulate that nothing causes the erosion of social and moral values of a society faster than an economic insecurity. Societies that lose economic footing soon lose their moral stability. A nation without moral strength is nothing better than a vegetable. Anybody can pick it up at will, and cut its throat. Sir, this government is vitiating and weakening the nation's will power. A nation, as is true for an individual,

without will power is vulnerable to aggression. The best defence for any nation to survive as a proud and honourable nation is not the fire power she possesses but will power that she has. Will power is the genesis of nationhood which this govt, is attacking and weakening the nation is being reduced to vegetable state The government through her fiscal and budgetary measures is trying to turn the country into a paradise for smugglers, bureaucrats, plunderers and all types of people who earn their living by crime against law. The only lesson they are holding up to the nation that, morality is no longer a desirable virtue. Mehran Bank scandle amply illustrates this point. Honest, hard working people, who make their living through sweat and toil are socially morally and economically being atrophied Ever since this government has been installed the nation has been subjected to a series of well calculated psychological shocks all directed to wards causing the inflammation of the nation's soul and conscience ..starting with the betrayal of sikhs, nay, it was the betrayal of our national interest, then capping and rolling back the nuclear programme, retreat on moral and principled stand on Kashmir the abandoning of the Kashmiris to oppression and slavery, and then outright sell out on Kashmir, then scrapping of communication projects of immense economic and strategic importance, then came at a fire-ball and now top it all, a budget which in every sense is a blue-print of economic buccaneering of this nation. Sir, in Punjab we are facing a curious political paradox. A small group, styling as a political party reached the Assembly, riding on the PPP's wings, once inside they clipped her wings and held golden duck as hostage. This gang proceeded to hold the entire province as a prisoner of conscience. They became its prodigal sons, all 17 of them, and are

now marching inexorably towards the Ali Baba's magical number. This is a political black mail at par excellence. I pity the gentlemanly manners of Makhdoom who cannot even quack. Everybody marvels at their operational mastery. Sir, it is an insult to the political conscience of the people of the Punjab. It is an abject lesson for her people in political morality. A plan for the second dismemberment of this nation is being implemented very cleverly. Once again we are rocked by a faltering sense of national indentity. I invite the attention of all the patriotic Pakistanis, to deliberate, whether these are the inveterate actions of power hungry and incompetent government or premeditated acts of unpatriotic leadership, calculated to sap the national will power and to make the job of our national enemy easy and effort less. Predictably, Sir, this is a situation of psychic collapse, towards which this government is pushing the nation. Remember only those nations become great who have individuals who prove themselves greater than the moment. This government is bleeding the society white through economic strangulation. A society remains vibrant and great so far as it preserves the noble blood that created it in the first place. May Allah preserve this nation from the unholy designs of this government. Ameen! I thank you very much Sir, for giving me this opportunity.

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ! صاحبزادہ محمد فضل کریم۔ معزز رکن تشریف فرما نہیں ہیں۔ سردار امجد حمید خان دستی۔

سردار امجد حمید خان دستی، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا بے حد شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے یاد فرمایا۔ اور اس وقت یاد فرمایا جب بہت سے لوگ اٹھ کر چلے گئے ہیں۔ رونق میں کمی آ گئی ہے۔ اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ کل سے اس ہال میں بہت tension پیدا ہو چکی ہے۔ اس کی وجہ غالباً کوئی رضی فارم کا نام لیتا تھا اور کوئی جنگلے کا نام لیتا تھا۔ لیکن میں کسی کا نام نہیں

لوں گا۔ میں ایسی بات کروں گا کہ جس سے میرے بھائیوں کی tension۔ اس ہال کی tension آپ کی tension جو غیر حاضر ہیں ان کی tension ختم ہو گی۔ مجھے افسوس ہے کہ جس کا کھاتے ہیں اسی کو گالیاں دیتے ہیں۔ یہاں ایسے لوگ آئے جنہوں نے اس ہال میں آنے کی وجہ سے عزت پائی۔ اس ایوان کا ممبر بننے سے عزت پائی۔ انہوں نے اس ایوان کو گالیاں دیں۔ انہوں نے ممبران کو کہا یہ چور ہیں' ڈاکو ہیں۔ دنیا انہیں کیا کہے گی؟ دنیا انہیں خراب کہتی ہے جو اس ہال کو گندا کہتے ہیں۔ یہ ان کا وتیرہ رہا ہے کہ کہیں جمہوریت کو پنپنے نہ دیا جائے۔ یہ ایوان جو چل رہے ہیں ان کو سمیٹ دیا جائے اور چپکے سے کسی ڈکٹیٹر کے کان میں کہہ دیا جائے کہ یہ ملک جمہوریت کے ناقابل ہے کہنے والے کون ہیں؟ جب ضلع ایک تھا اور ابھی ابھی میرے پیش رو کہہ گئے ہیں۔ میں ذاتی حد نہیں کروں گا۔ میں حساب کی بات کروں گا کہ ان کے ضلع کی خدمت جو میں نے کی ہے غالباً آج تک کسی نے نہیں کی ہو گی۔ جب یہ ہمارے ضلع مظفر گڑھ کا حصہ تھا۔ دس ہزار کیوسک پانی لیہ کی تھل کینال کا حصہ ہے۔ اور آج تک اس کو سات ہزار کیوسک پانی مل رہا ہے۔ کسی بھی ممبر کو خدا نے یہ طاقت ہی نہیں دی کہ وہ یہ مطالبہ کرے۔ بجائے اس کے کہ چاپلوسی کرے کہ آپ نے ایجوکیشن میں اتنا دیا۔ میں آپ کو مبارک باد دیتا ہوں۔ کیوں مبارک باد دی؟ اس لیے مبارکباد دی کہ جب واپس جائیں گے تو پیپلز پارٹی کے تمام ممبران انہیں کہیں گے آگیا ایں ساریاں دا گھر کرن والیا' ہم تیری خبر لیتے ہیں تو جاتے جاتے ان کی بھی چاپلوسی کر گئے۔ لیکن یہ نہیں بتایا کہ لیہ کو اس کے پانی کا حصہ نہیں مل رہا۔ دس ہزار کیوسک جو اس کو ملنا چاہیے تھا وہ نہیں مل رہا۔ میں اس تحصیل کا اس ضلع کا ممبر نہ ہوتے ہوئے آپ سے گزارش کرتا ہوں اس سے پہلے کہ میں بجٹ پر بات کروں۔ مہربانی کرکے لیہ کو اس کے پانی کا پورا حصہ دیا جائے۔ جو اس کے نمائندے ہیں ان کو ہی توفیق نہیں ہوئی کہ اصل بات کی طرف دھیان دلائیں۔ اور آپ حیران ہوں گے کہ یہ اپنی چاپلوسی کی وجہ سے جماعت اسلامی کے ممبر صاحب پیپلز پارٹی کو کہتے ہیں کہ میں آپ کے ساتھ ہوں۔ میں آپ کو ووٹ دوں گا۔ ادھر سے بھی ووٹ لیے اور ہمارے مسلم لیگ کے بھی ووٹ لیے۔ میں دونوں طرف کی بات کر رہا ہوں۔ آپ ذرا بات کرنے دیں۔ tension کو ختم کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دستی صاحب۔ وہ فاضل ممبر کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

سردار امجد حمید خان دستی: جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ انہوں نے مسلم لیگ سے کہا کہ بھائی

ہم تو آپ کے پرانے ساتھی ہیں آپ ہمیں ووٹ دیں۔ آپ حیران ہوں گے کہ میرے مزارع میرے اپنے آدمی جو وہاں بیٹھے ہوئے ہیں انہوں نے اس خیال سے کہ یہ تو مسلم لیگ کا بڑا ہمدرد ہے' پہلے یہ ساتھی رہا ہے۔ انہوں نے بھی اس کا رعب دے دیا۔ پیپلز پارٹی سے بھی ووٹ لیے اور مسلم لیگ کے لوگوں سے بھی ووٹ لیے اور سب کو گالیاں دیتا ہوا چلا گیا۔ اس سے زیادہ احسان فراموش آدمی کون ہو سکتا ہے۔ جناب والا! اب میں بجٹ کی طرف آتا ہوں۔ گزارش یہ ہے کہ حال ہی میں پچھلے مہینے کا واقعہ ہے کہ اس دنیا کی ایک عظیم خاتون.....

کیپٹن (ریٹائرڈ) ڈاکٹر محمد رفیق، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ڈاکٹر محمد رفیق پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

سردار امجد حمید خان دستی، ان کے نام سے آپ کو الرجی ہے یا کیا بلا ہے؟

کیپٹن (ریٹائرڈ) ڈاکٹر محمد رفیق، دستی صاحب ۔ الرجی نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ڈاکٹر صاحب ۔ آپ پوائنٹ آف آرڈر پر آئیے ۔

کیپٹن (ریٹائرڈ) ڈاکٹر محمد رفیق، جی! میں پوائنٹ آف آرڈر پر آتا ہوں۔ جناب والا! میں یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ جماعت اسلامی نے کبھی کسی سے یہ نہیں کہا تھا کہ ہم ووٹ آپ کو دیں گے۔ وہ آزاد اور غیر جانبدار ہو کر الیکشن لڑ رہی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب آپ تشریف رکھیں ۔ جی دستی صاحب ۔ اب آپ بجٹ پر اپنی تقریر کریں اور اس topic کو چھوڑ دیں۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ پچھلے مہینے امریکہ کی ایک former first lady فوت ہوگئی۔ یعنی مسز جیکولین کینیڈی اوناسس۔ اور ایک عجیب بات لوگوں کے سننے میں آئی جس سے ساری دنیا حیران رہ گئی کہ پندرہ سال اس نے ایک ایسے شخص کے ساتھ محبت میں گزارے' چھپ چھپا کر گزارے' secrecy میں گزارے جس کا آج تک دنیا کو پتا نہیں تھا اور اس کے مرنے کے بعد پتا لگا کہ اس شخص کا مخفف نام M.T ہے اور پورا نام Marias Templton ہے۔ میں نے جب نام پڑھا Templton تو میں نے کہا کہ پتا نہیں یہ کوئی مندر میں پیدا ہوا ہے۔ کسی دیوداسی اور پجاری کے باہمی میل جول سے پیدا ہوا ہے۔ پھر جب میں نے پڑھا کہ ساتھ Marias کا لفظ بھی

ہے۔ پھر مجھے سمجھ آئی کہ یہ ہندو نہیں ہے بلکہ امریکن ہے۔ تو میں اس کا بڑا مداح ہوں کہ اس نے اپنی محبوبہ کے ساتھ پندرہ سال عشق کیا۔ اس کو پناہ دی۔ پندرہ سال اس کی privacy کو protect کیا اور اس کے جو حصص تھے کئی ملین ڈالر inheret کیے۔ اس نے اپنی عقل مندی سے چپکے سے اس fortune کو چار گنا بنا دیا۔ پتا یہ لگا کہ وہ گنجا تھا۔ میں نے اس کی تصویر دیکھی ہے تو تصویر دیکھنے کے بعد ہمارے میاں معراج دین یاد آ جاتے ہیں۔ میاں معراجدین صاحب کا سارا سر گنجا ہے۔ اتنا ہی چوڑا ہے جتنا اس کا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، دستی صاحب آپ بجٹ پر تقریر کر رہے ہیں؟

سردار امجد حمید خان دستی، بات تو سنیں۔ میں بجٹ پر ہی آ رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بجٹ پر آ رہے ہیں۔

سردار امجد حمید خان دستی، آ رہا ہوں۔ آپ صبر کریں گے تو آپ دیکھ لیں گے کہ کس طرح آ رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹائم تو آپ کا ختم ہو رہا ہے۔

میاں اظہر حسن ڈار، جناب سپیکر! یہ بجٹ پر بڑی اچھی تقریر کر رہے ہیں۔ ان کی ساری تقریریں اسی طرح کی ہیں۔ انھیں کرنے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تشریف رکھیں۔

سردار امجد حمید خان دستی، گزارش یہ ہے کہ میں نے کسی کا کچھ نہیں کیا۔ میں نے ان کا کچھ کیا ہے جو ہمارے آقا بننا چاہتے ہیں اور ہماری ہر بات کو رد کرتے ہیں جن کی ہمیشہ بھارت نے مخالفت کی اور ہم ان کی چاپلوسی پر لگے ہوئے ہیں اور ہم نے ہمارے سابقہ حاکموں نے ان کی ہمیشہ چاپلوسی کی تو انھوں نے ہمارے ساتھ کیا کیا؟ ہمارے ساتھ یہ کیا کہ ان کے جو ڈپٹی فارن منسٹر تھے اوکلے وہ ہماری حکومت کے کارندوں سے ملتے رہے اور ہماری حکومت نے یہ قرار دیا کہ Secret diplomacy ہے' خاموش ڈپلومیسی ہے۔ تو جب وہ کہتے ہیں کہ خاموش ڈپلومیسی تو مجھے پھر یہ Marias Templton اور جیکولین کنیڈی کا قصہ یاد آ جاتا ہے۔ لیکن یہ اس سے بھی نالائق ثابت ہوئے کہ ایک آدمی نے ایک خاتون کی پندرہ سال privacy کی حفاظت کی اور آپ تو اس ملک کے راز چند مہینے بھی نہیں چھپا سکے

اور سب لوگوں پر واضح ہو گیا کہ آپ نے ہمارے نیو کلیئر پروگرام کو بیچ دیا ہے۔ ہمارے کشمیر کے مسئلے پر ان سے کوئی secret معاہدہ کر لیا ہے۔ یہ آپ کی secret اور خاموش ڈپلومیسی ہے۔ اس کے لیے مجھے مسز جیکولین کینیڈی اناسس کا ریفرنس دینا پڑا۔

گزارش یہ ہے کہ ہمارے تین بڑے مسئلے یہ ہیں کشمیر کا مسئلہ ہماری شہ رگ ہے۔ اس میں اس طرف سے بھی اور اس طرف سے بھی کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔ اگر ہمارے حاکم، ہمارے لیڈر اس طرف کے یا اس طرف کے اس میں رخنہ ڈالتے ہیں۔ تو ہمیں چاہیے کہ ہم ان کی بات نہ سنیں۔

دوسرا یہ ہے کہ جہاں تک ہمارا نیو کلیئر پروگرام کا سلسلہ ہے۔ بھارت نے تو اگنی اور پرتھوی میزائل لا کر کھڑے کر دیے۔ ہم نے ان کے مقابلے میں کیا کھڑا کیا ہے؟ یہ سوچنے کی بات ہے۔

اس کے علاوہ ایک تیسرا مسئلہ حساس ہے یا جو کچھ بھی ہے خدا کے لیے اس ملک پر رحم کیجیے اور اس کالا باغ ڈیم کے مسئلے پر سب متفق ہو جائیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

یہ سب ممبران اسمبلی خدا کو حاضر ناظر کرتے ہوئے، ملک کی بہبود کے لیے، ملک کی ترقی اور شادابی کے لیے اور اندھیرے دور کرنے کے لیے اس ڈیم کے منصوبے کو منظور کریں۔ دونوں طرف سے ممبران نے کھڑے ہو کر اس کا اظہار کیا ہے۔ ہمارے سب سے عمر میں بڑے کرنل تاج محمد خانزادہ، مجھ سے بھی دو سال بڑے ہیں لیکن وہ کہتے ہیں کہ ستر سے آدمی بڑھے تو ہماری طرح ستریا بہتریا ہو جاندا اے، وہ بھی ستر سے بہتر سے ہو گئے اور انھوں نے کہا کہ یہ sensitive ہے۔ ارے بھائی! sensitive کیا ہے؟ یہ تو ہماری ترقی اور خوش حالی کا مسئلہ ہے۔ یہ کیا sensitive ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: دستی صاحب، آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

سردار امجد حمید خان دستی: میں اب آپ سے عرض کروں گا.....

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیے، کافی فاضل اراکین رہتے ہیں اور ٹائم بھی ختم ہونے والا ہے۔ ڈھائی بجے مخدوم الطاف احمد wind up کریں گے۔

سردار امجد حمید خان دستی: میں گزارش کرتا ہوں کہ جتنی یہاں تقریریں ہوئی ہیں، جناب سپیکر! نہ گورنمنٹ نے نوٹ کیا ہے، نہ فنانس منسٹر یہاں حاضر رہے ہیں۔ کسی نے نوٹ نہیں کیا لیکن میں یہ

چاہتا ہوں کہ یہ ایسا عظیم مسئلہ ہے کہ اس کے لیے ممبران کو بھی علم ہونا چاہیے۔ عوام کو بھی علم ہونا چاہیے اور ہمارا میڈیا لوگوں کو اس مسئلے پر educate کرے۔ اس مسئلے کا جہاں تک تعلق ہے' کالا باغ ڈیم کی تیاری کے لیے تیس سال لگے ہیں۔ اس میں ہمارے ہر صوبے کے ماہر انجینئر شامل ہیں۔ انھوں نے سب نے مل کر تیس سال کے بعد یہ قرار دیا ہے کہ یہ منصوبہ قابل عمل ہے۔ کسی صوبے کو اس سے کوئی نقصان نہیں۔ یہ جو اندھیرا ہے' اس کا بھی یہ خاتمہ کرے گا اور یہ زمینیں جو بنجر پڑی ہیں' یہ اس کا بھی مداوا کرے گا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ۔۔

چاند نکلے یا کوئی برق نشیمن پہ گرے
روشنی ہو اندھیرا نہ رہے

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔

سردار امجد حمید خان دستی: جناب سپیکر! میرے خیال میں میرے اپنے دوست اگر مجھے کچھ وقت دے دیں تو میں اس اہم منصوبے پر کچھ ذکر کروں گا اور اس سے آپ کا بھی بھلا ہو گا اور بہت سوں کا بھلا ہو گا۔ میں نے اس پر ابھی شروع ہی نہیں کیا اور آپ پہلے ہی ختم کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری اختر رسول صاحب۔ اختر رسول صاحب دس منٹ ہیں۔

چودھری اختر رسول: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

کیسے دلوں میں پھول کھلائے گا دوستو!
بے رنگ ہو چکا ہے یہ موسم بجٹ کے ساتھ
اس جون کے مہینے میں دو غم ہوئے نصیب
آیا ہے اب کے سال محرم ' بجٹ کے ساتھ

جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ پر بولنے کا موقع فراہم کیا ہے لیکن اس سے پہلے میں اس ملک کی عوام کے ساتھ کیے گئے اس سنگین مذاق کو ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ اس ملک کی وزیر اعظم نے ' وفاقی وزراء نے ' صوبائی وزراء نے ' وزیر اعلیٰ نے اعلان بجٹ سے پہلے یہ بیانات دیے ہیں کہ بجٹ بہت سخت آ رہا ہے اور اس میں بہت تلخیاں ہوں گی۔ اس قسم کے کئی feelers چھوڑے گئے اور قوم کو کرب میں مبتلا کیا گیا۔ بجٹ سے پہلے ہر شخص سہما سہما نظر آنے لگا مگر اعداد و شمار کی شعبدہ بازی اور ہیرا پھیری کے بعد ایک عجوبہ روزگار بجٹ پیش کر دیا گیا اور 277

اشیاء پر سیلز ٹیکس لگانے کے بعد بھی یہ کہتے ہیں کہ یہ بہت نرم بجٹ ہے۔

جناب سپیکر! دوسرا مذاق جو قوم کے ساتھ کیا گیا میں اسے بھی ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں دراصل یہ بجٹ IMF اور ورلڈ بینک نے بنایا ہے۔ انھوں نے تو صرف پڑھ کر سنایا ہے اور ان کی حیثیت تو صرف His Master's Voice کی سی ہے۔

جناب سپیکر! یہ وفاقی حکومت اور صوبائی حکومت میاں نواز شریف کی مخالفت میں اتنے متعصب اور تعصب کا شکار ہو چکی ہے کہ قومی ترقی کے یہ منصوبے موٹر وے، صنعتی انقلاب اور خود کفالت جیسی تمام سکیموں کو بالائے طاق رکھ دیا گیا ہے۔

جناب والا! موٹر وے اس ملک کی تاریخ کا وہ سنہرا تعمیر و ترقی کا پروگرام تھا کہ اگر یہ موٹر وے بن جاتا تو لاہور جیسے بیسیوں شہر اس موٹر وے کے ارد گرد آباد ہوتے۔ کتنی ڈویلپمنٹ ہوتی۔ کتنے پروجیکٹ یہاں لگتے۔ کتنی صنعتیں بنتیں لیکن جناب والا! اگر یہ موٹر وے اس وجہ سے پسند نہیں تھا کہ یہ میاں نواز شریف نے شروع کیا تھا تو محترمہ بے نظیر بھٹو اس کا نام بے نظیر موٹر وے رکھ لیتیں ہمیں تو قومی ترقی کی غرض ہے ہمیں اس کے نام سے کوئی غرض نہیں اور اگر یہ اعتراض وزیر اعلیٰ پنجاب کو تھا تو وہ بیشک اس کا نام وٹو وے رکھ دیتے ہمیں قطعی طور پر اس پر اعتراض نہیں تھا --------

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری اختر رسول! آج یہ طے ہوا تھا کہ پارٹی لیڈر یا اس طرح کی دوسری باتیں نہیں کی جائیں گی ------

چودھری اختر رسول: جناب والا! یہ میرے ملک کی تعمیر و ترقی کا معاملہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ میری بات تو سنیں---- آپ اس طرح سے بھی کہہ سکتے ہیں کہ کچھ لیڈر حضرات ہیں جو سیاستدان ہیں ----

چودھری اختر رسول: جناب والا! میں نے تو کہا ہے کہ کوئی نام رکھ لیتے۔ میں نے تو جناب صوبے کی تعمیر و ترقی کا ذکر کیا ہے ہمیں تو نام پر کوئی اعتراض نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا مقصد یہ ہے کہ اس طرح سے بات پھر آگے بڑھ جاتی ہے۔

چودھری اختر رسول: اور جناب یہ حکومت سمجھتی ہے کہ ہفتے میں دو دو چھٹیاں کر دینے سے ----

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اشاروں میں بھی بات سکتے ہیں۔

چودھری اختر رسول، کہ ہفتے میں دو دو چھٹیاں کر دینے سے یا گھڑیال کا ایک ایک گھنٹہ آگے پیچھے کر لینے سے پاکستان یورپ کا حصہ بن جائے گا یا پھر لوڈ شیڈنگ کا خاتمہ چیئرمین واپڈا کے تبدیل کر دینے سے ہو جائے گا جناب والا! ایسا ممکن نہیں۔ جناب والا۔ پچھلے بجٹ میں آپ کو یاد ہو گا کہ جب وزیر اعلیٰ نے بجٹ پیش کیا تھا اور کھڑے ہو کر بڑے زور دار انداز میں ہمیں مخاطب کرتے ہوئے یہ بات کہی تھی کہ ہم کالا باغ ڈیم ضرور بنائیں گے کالا باغ ڈیم ضرور بنے گا لیکن جناب سپیکر! نہ پچھلے بجٹ میں کالا باغ کے لیے کوئی رقم رکھی گئی اور نہ ہی اب اس کے لیے شروعات کرنے کا کوئی پروگرام رکھا گیا۔ جناب والا میں سمجھتا ہوں کہ یہ کالا باغ ڈیم نہیں بنا سکتے تو یہ اوکاڑہ کا ڈیم ہی بنا دیں۔

جناب والا! وہ جو مرضی کریں اب تو ان کو اوکاڑہ سے بھی ووٹ نہیں ملیں گے جو شخص اپنی گھر کی سیٹ سے ہار کر آیا ہے انشاء اللہ وہ اگلے الیکشن میں ہار جائے گا یہ قوم ثابت کرے گی اور یہ قوم ایک مرتبہ پھر اسے مسترد کرے گی اور وہ اپنے ہی حلقے اور اپنے ہی علاقے سے ایک مرتبہ پھر ہارے گا۔ جناب والا یہ کہتے ہیں کہ ہم نے 12 ارب روپیہ ڈویلپمنٹ کا رکھا ہے لیکن جناب والا! یہ بتائیے کہ یہ بارہ ارب روپیہ کیا پورے پنجاب کے لیے رکھا ہے یا آدھے پنجاب کے لیے رکھا ہے؟ اور جس طرح پچھلے سال اپوزیشن کے کسی بھی ممبر کو کوئی گرانٹ نہیں دی گئی اور ان کی ڈویلپمنٹ سکیمیں رک گئیں اگر جناب ان کی کوئی مخالفت ہے تو ہمارے ساتھ ہے ہمارے علاقے کے لوگوں کے ساتھ کس چیز کی مخالفت ہے۔ جناب والا یہ وہ فنڈ ہے جس میں انسان کو اس کی بنیادی ضروریات دی جانی چاہیں اس لیے کہ یہ ان کا بنیادی حق ہے اور حکومت ان کو بنیادی ضرورتیں پوری کرنے کی ذمہ دار ہے لیکن جناب! یہ ہماری کیوں مخالفت کرتے ہیں محض اس لیے کہ ہم میاں نواز شریف کے گروپ کے آدمی ہیں لہذا جناب ان کے ڈویلپمنٹ کے فنڈز ccase کیے جائیں اور ان کی تمام ڈویلپمنٹ کی سکیمیں روک دی جائیں۔ جناب والا! آدھے پنجاب میں واٹر سپلائی، سیوریج، سکولوں کے کالجوں کے اور ڈسپنسریوں اور تھانوں کی تعمیرو ترقی کے پروگرام رکھے ہیں آج جا کر دیکھیے بے شمار جگہوں پر بیماریاں پھیل رہی ہیں اور جناب یہ فنڈز محض اس مخالفت کی وجہ سے ان کو نہیں مل رہے کہ یہ میاں نواز شریف کے گروپ کے ارکان کو نہیں ملنے چاہیں۔ جناب والا! ہمارے فنڈز روک دیے گئے اور پورے پنجاب کے عوام کو پتہ ہے کہ ان فنڈز سے کیا ہو رہا ہے جناب ان سے جہاز

خریدے جا رہے ہیں ہیلی کاپٹر خریدے جا رہے ہیں وزراء کے لیے مرسیڈز اور پجارو گاڑیاں آ رہی ہیں لینڈ کروزرز آ رہی ہیں اور لینڈ کروزرز اور پجارو کے ٹائروں کے نیچے ان سائیکل والوں اور عوام کو روندا جا رہا ہے اور سائیکلوں پر بھی ٹیکس لگا دیے گئے ہیں۔

جناب والا! اب روندنے کی بات نکلی ہے تو میں ایک بات امن عامہ کے حوالے سے بھی کرنا چاہتا ہوں۔ جناب والا! لاہور والے میرے پاس آتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ اختر رسول کیا ہوا اگر تم اقتدار میں نہیں ہو تو کیا ہوا! آج تمہاری کوئی سنتا نہیں لیکن ہماری آواز تو اسمبلی کے ایوانوں تک پہنچاؤ ہمارے دکھ درد تو اس ایوان کو سناؤ۔ میں جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے زندہ دلانِ لاہور سے کہتا ہوں کہ۔

ہم کو شاہوں سے عدالت کی توقع تو نہیں
آپ کہتے ہیں تو زنجیر ہلا دیتے ہیں

آج جناب سپیکر! وطن عزیز میں نہ کسی کی جان محفوظ ہے نہ مال۔ نہ کسی کی عزت و آبرو نہ وقار اور نہ کاروبار آج نفسا نفسی کا عالم ہے۔ جناب والا! قیامت کے آثار نظر آتے ہیں۔ آپ اخبارات اٹھا کر دیکھیے دل ڈوبنے لگتا ہے ایک دن میں لاہور شہر کے اندر اکیس ڈاکے پڑے ہیں اور پھر باپردہ خواتین کی عصمت دری کی گئی ہے کئی قتل ہوئے ہیں اور جناب ابھی بے شمار cases ایسے ہیں --

وزیر زکوٰۃ و عشر، (پوائنٹ آف آرڈر) جناب سپیکر! میرے فاضل دوست جوش خطابت میں امن عامہ کی صورت حال پر بات کر رہے ہیں تو میں انہیں یاد دلانا چاہتا ہوں کہ انہی کے دور میں لاہور شہر میں ایک ہی رات میں تیرہ قتل ہوئے تھے اور اسی وقت ایک شخص کو ڈی۔ آئی۔ جی promote کر دیا گیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں۔ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا I rule it out.

چودھری اختر رسول، اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ دور کی بات نہیں -------

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ چلیں۔

چودھری اختر رسول، امن عامہ کو برقرار رکھنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے ان کا وہ پوائنٹ آف آرڈر rule out کیا ہے آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

چودھری اختر رسول: آج صنعت کار تاوان کے لیے اغوا ہو رہے ہیں حالانکہ وہ کروڑوں روپے کا ٹیکس دیتے ہیں آج تاجر حضرات بے یارو مددگار ہیں اور انہیں روز مرہ کی ڈکیتیوں اور لوٹ مار نے خوف زدہ کر دیا ہے آج وکلاء کی لاشیں بطور تحفہ ان کے اہل خانہ کو بھیجی جا رہی ہیں آج جیولری کی دکانوں پر عجیب سی وحشت ہے آج جنرل سٹور اور بیکریاں اپنی بربادی پر ماتم سرا ہیں آج پٹرول پمپ مارے خوف کے سر شام بند ہو جاتے ہیں آج ماؤں بہنوں کے چہروں کی سرخیاں' زیورات بلکہ ان کی عصمت کی نگر نے ان کے چہروں سے چھین لی ہیں۔ لاہور شہر جو باغات کا شہر کہلاتا ہے آج جناب والا موسم بہار میں بھی خزاں نے قبضہ کر لیا ہے جناب والا! پچاس لاکھ کی آبادی پر لمحہ لمحہ بھاری ہے بنک اپنے لٹ جانے پر آہیں بھر رہے ہیں سڑکیں ناکارہ ٹریفک نظام کی وجہ سے بے گناہ انسانوں کے خون سے رنگین ہو رہی ہیں اور جناب سپیکر میں تو یہ کہوں گا کہ۔

کوئی سائل یہ کہہ رہا ہے
اس افلاس کو دیکھ کر
کوئی تازہ الم نہ دکھلائے
آنے والی خوشی سے ڈرتے ہیں
لوگ اب موت سے نہیں ڈرتے
لوگ اب زندگی سے ڈرتے ہیں

جناب سپیکر! ہمیں بہت دکھ ہے کہ اس ملک کے پرانے پیپلز پارٹی کے سیاست دان شیخ رفیق صاحب کے بیٹے کو قتل کر دیا گیا ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ جناب شیخ رفیق کے بیٹے کے قاتلوں کو گرفتار کیا جائے ہمیں تکلیف ہے۔

ہمیں بہت دکھ ہے لیکن جناب اس کے بیٹے قتل کیے جانے پر جناب صدر بھی آبدیدہ ہو گئے بے نظیر بھی رونے لگیں اور جناب وزیر اعلیٰ بھی پشیمان تھے اور گورنر صاحب بھی پریشان تھے لیکن کیا غریب کا خون نہیں ہوتا؟ کیا وہ خون پانی ہوتا ہے کیا انسان کا خون اتنا پتلا ہو گیا کہ وہ پانی سے بھی سستا ہو گیا اور آخر میں یہ بات کہتے ہوئے آپ سے اجازت چاہوں گا کہ۔

زندگی ہے اک وبال جان اندازہ کرو
اس پر یہ مہنگائی کا طوفان اندازہ کرو

آج کل ہر چیز مہنگی ہو گئی
اور سستا ہو گیا انسان اندازہ کرو

MR IMAN ULLAH KHAN: Point of explanation

MR DEPUTY SPEAKER: Personal explanation

MR IMAN ULLAH KHAN: Point of general explanation.

جناب ڈپٹی سپیکر، رولز میں ایسی کوئی explanation نہیں ہے۔ بات یہ ہے کہ ہمیں رولز اینڈ ریگولیشن کے مطابق چلنا ہے۔ اگر آپ کی ذات کے بارے میں کوئی بات ہے تو اس کے لیے personal explanation کی provision ہے۔ general explanation کوئی provision نہیں ہے۔ تشریف رکھیں۔ یہ غیر ضروری بات ہے۔ آج ہی ہم نے یہ طریقہ طے کیا ہے کہ غیر ضروری پوائنٹ آف آرڈر نہیں اٹھائے جائیں گے۔

جناب امان اللہ خاں، یہ بڑی ضروری بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سب کے پاس ضروری باتیں کہنے کو ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ ایسے بات کی جائے۔ پھر تو سب کو وقت دینا پڑے گا۔ یہ بات بنتی نہیں۔ اس لیے آپ تشریف رکھیں۔ کھوسہ صاحب، کنوتی کی تحاریک پر بھی تابش صاحب نے بات کرنی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اگر تابش صاحب خود ہی یہ فیصلہ کر لیں کہ جو نئے آدمی ہیں ان کو بھی بات کرنے کا موقع دیا جائے۔ یہ مناسب ہو گا۔ ایسے دوست بھی ہیں۔ آپ نے ہی ایسے دوستوں کی فہرست دی ہے جو بے چارے کبھی بولے ہی نہیں۔ یہ میں صرف آپ سے دریافت کر رہا ہوں، اگر آپ بضد ہیں تو آپ کی مرضی۔

سید تابش الوری، cut motion پہ تو general discussion نہیں ہوتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کے پاس بہت chances ہیں۔ دو دن آپ نے ہی بولنا ہے۔ اگر آپ کہتے ہیں تو میں آپ کو ٹائم دے دیتا ہوں۔ کیونکہ اس کے بعد راجہ جاوید اخلاص کا نام ہے۔ لیکن یہ بھی ضمنی بجٹ پر بول چکے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ایسے دوست جن کو موقع ہی نہیں ملا۔ مثلاً یہاں میرے پاس ملک محمد عباس کھوکھر کا نام ہے۔ جی ملک عباس کھوکھر آپ دس منٹ میں اپنی بات ختم کر لیں۔

، محمد عباس کھوکھر، جناب والا! دس منٹ میں تو میں اپنی ایک دن کی ظلم کی داستان بھی نہ
سکوں گا۔

ب ڈپٹی سپیکر، مہربانی کر کے دس منٹ میں ہی بات مکمل کر لیں۔ اس طرح آپ کا دوسرا بھائی
کرنے سے رہ جائے گا۔

محمد عباس کھوکھر، جناب سپیکر! بجٹ پر بحث کرنے سے پہلے میں ایک گزارش کرنی چاہتا
کہ پچھلے دنوں جناب سپیکر نے یہاں ایک بیان دیا تھا کہ لوگ تو اسمبلی کے اجلاس اور اسمبلی
ممبران کے ٹی اے ڈی اے پر بھی خوش نہیں جس کو پریس نے بڑی کوریج دی تھی۔ لیکن
کی وجہ کیا ہے؟ اس پر انہوں نے غور نہیں کیا؟ میں اب آپ سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہم
بحث کرتے ہیں۔ لاء اینڈ آرڈر ہو یا بجٹ پر بحث ہو اس کا کیا فائدہ ہے۔ میں یہ پوچھتا ہوں کہ
، صاحبان' ایڈوائزروں اور پارلیمانی سیکریٹریوں کی پوری ایک فوج ہے۔ آپ دیکھ لیں کہ وزراء کی
پر ایک بھی وزیر موجود نہیں۔

مری محمد وصی ظفر، پانچ وزیر بیٹھے ہوئے ہیں۔

محمد عباس کھوکھر، وصی ظفر صاحب! کوئی بات بانٹ بھی دیا کریں۔ آپ نے تو یہ ٹھیکہ اٹھایا
ہے۔ چار پانچ وزیر بیٹھے ہوئے ہیں اور بجٹ پر بحث ہو رہی ہے۔ میں یہی آپ سے پوچھتا ہوں کہ
کے ایڈوائزر کیا کرتے ہیں۔

، ڈپٹی سپیکر، کھوکھر صاحب! آپ تقریر کریں' اپنا وقت ضائع نہ کریں۔

محمد عباس کھوکھر، جناب والا! میں یہی عرض کرنی چاہتا ہوں کہ جب ہم لاء اینڈ آرڈر پر یا بجٹ
تے ہیں تو ہم جتنے مرضی سنگین واقعات کی نشان دہی کریں لیکن آخر میں بحث سمیٹتے ہوئے یہ
ں کہ ہم انشاء اللہ تعالیٰ پولیس کو فرشتہ بنا دیں گے۔ انصاف لوگوں کے دروازوں پر پہنچا دیں
لیکن ان اعلانات کے برعکس کام ہوتا ہے کہ وہی پولیس بعد میں ان کے جاہ و جلال کو قائم رکھنے
لیے' ان کے اقتدار کو دوام بخشنے کے لیے استعمال ہوتی ہے اور اسی پولیس کو یہی لوگ اور ان
اری اپنے نوکروں کی طرح استعمال کرتے ہیں۔ میں یہی عرض کرنی چاہتا تھا کہ کم از کم ہماری
ہاں بیٹھ کر نوٹ تو کریں۔ ہمارے ضلع میں کیا ہو رہا ہے۔ وزیر اعلیٰ جو کہ ہمارے ضلع سے
کھتے ہیں جو کہ وہاں سے دونوں الیکشن ہار گئے ہیں۔ اور ان دونوں الیکشن ہارنے کی جو سزا ہمیں

دی جا رہی ہے ہمارا اس میں کیا گناہ ہے کیا قصور ہے؟ اب وزیر اعلیٰ یہ بات کرتے ہیں کہ ان کے دور میں یہ ہوا وہ ہوا۔ سپیکر صاحب! آپ اس بات کے گواہ ہیں کہ اس وقت بھی وزیر اعلیٰ صاحب پورے نو سال نمبر 2 رہے۔ وہ کہتے تھے کہ پنجاب کا نمبر 2 ہوں۔ ہم تو اس وقت بھی گناہ سہتے رہے۔ اب جب کہ وہاں سے لوگوں نے انہیں ہرا دیا اب ان کی ساری کی ساری کاوش ہم پر لگی ہوئی ہے۔ اس چیز کی سزا ہمیں دے رہے ہیں کہ انہیں وہاں سے کیوں ہرایا گیا ہے۔

جناب سپیکر! میں گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ ہمارے ہاں ٹارچر سیل کھلے ہوتے ہیں۔ اخبارات میں کئی دفعہ آپ نے پڑھا ہو گا۔ ٹارچر سیلوں میں کیا ہو رہا ہے۔ سوائے ہمارے ساتھ زیادتیوں کے اور ہمیں اس چیز کی سزا دینے کے علاوہ کچھ نہیں ہو رہا کہ تم لوگوں نے میاں منظور احمد وٹو کو ووٹ کیوں نہیں دیے۔ ایک دن میں اس ٹارچر سیل میں گیا۔ وہاں بیس پچیس آدمیوں کو "امریکن" لگی ہوئی تھی۔ جس میں پانچ چھ آدمی میرے علاقے سے متعلقہ بھی تھے۔ میں نے جیسے ہی ان سے پوچھا۔ تھانہ کے منشی چونکہ ان سے سودے بازی کیے ہوئے تھے۔ میں نے انہیں کہا کہ کیوں انہیں اتنے دنوں سے ٹارچر سیل میں رکھا ہوا ہے۔ میں نے انسپکٹر سے بھی پوچھا کہ انسپکٹر آپ کے ٹارچر سیل کی کیا کارکردگی ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ ایک آنے کی بھی کارکردگی نہیں۔ میں نے پوچھا کیوں، تو اس نے کہا کہ ہمیں حکم ملا ہوا ہے کہ ان ان آدمیوں کے کہنے پر جس کو یہ کہیں کہ پکڑ لو تو اس کو پکڑ لو اور جس کو یہ کہیں کہ اسے چھوڑ دو تو اسے چھوڑ دو۔ جب میں نے بڑی مشکل سے اس سے چار آدمیوں کو لیا تو ایمان داری کی بات ہے کہ ان میں سے ایک نوجوان نے مجھے کہا کہ مجھ پر اتنا تشدد کیا گیا ہے کہ مجھے پیشاب کی جگہ خون آ رہا ہے۔ وہاں ایک ٹارچر سیل ہے۔ میں آپ کو گزارش کر دوں۔ ایک پچاس سال کی عورت اور اس کی لڑکی کو زبردستی اغوا کیا گیا۔ لڑکی تو چھوٹ گئی۔ عورت کو لے گئے اور پندرہ دن وہ رائل کمیٹی کے ایک لاڈلے کے گھر رہی۔ اور پندرہ دن اس کے ساتھ زیادتی ہوتی رہی۔ آنکھیں بند کر کے سنسان جگہ پہ لے جا کر اس کے ساتھ نوجوانوں نے زیادتی کی۔ اس کے بدلے میں کیا ہوا۔ میرے ایک بھائی کے خلاف حدود کا پرچہ دے دیا گیا۔ جس کے بارے میں حلفاً کہتا ہوں کہ اس نے آج تک اپنی ساری زندگی میں کبھی نماز قضا نہیں کی اس کے خلاف حدود کا پرچہ محض اس لیے دے دیا گیا کہ یہ پرچہ خارج تب ہو گا جب تک جو لوگ اس عورت کے ساتھ زیادتیاں کرتے رہے وہ گرفتار نہ ہوں آج تک ایک بھی ملزم گرفتار نہیں کیا گیا میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے بجٹ میں 19 کروڑ 67 لاکھ روپے رکھے ہیں اور اس بجٹ میں چار ارب

18 کروڑ روپے رکھے ہیں۔ اس بارے میں میں آپ سے یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں ---------
(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

کہ جس پولیس کے لیے اتنا بڑا بجٹ رکھا گیا ہے میں اس بارے میں گزارش یہ کرنی چاہتا ہوں کہ یہ پولیس جس وقت چاہے جب چاہے جس شریف آدمی کی چاہے بگڑی اچھال دے۔ یہ میرے الفاظ نہیں ہیں۔ یہ ہائیکورٹ کے جج کے الفاظ ہیں۔ اس پولیس کے لیے 4 ارب 18 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ جناب والا' اسی پولیس کے متعلق جج صاحبان نے کہا ہے۔ یہ پولیس دفعہ 550 اور دفعہ 523 کو قوم کے ساتھ اس بری طرح سے استعمال کر رہی ہے کہ ان کو کوئی روک ٹوک نہیں ہے۔ یہ بھی ہائیکورٹ کے ایک جج کے الفاظ ہیں۔ پھر میں آپ سے یہ کہتا ہوں کہ تھانوں میں انسانی حقوق کی پامالی کی جا رہی ہے۔ یہ کسی کے الفاظ ہیں۔ پرسوں کے اخبار میں محترمہ وزیر اعظم پاکستان کے الفاظ ہیں کہ ان تھانوں میں لوگوں کے حقوق کی پامالی کی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر، مہربانی سے اپنی بات ختم کیجیے۔

ملک محمد عباس کھوکھر: جناب والا! میں وائنڈ اپ کیا کروں۔ ابھی تو میں نے ایک موضوع پر دو باتیں کی ہیں۔

جناب سپیکر: مہربانی فرما کر آپ اپنی بات ختم کریں۔

ملک محمد عباس کھوکھر: جناب والا! اب میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ ان ایوانوں کو جو راستے جاتے ہیں میں آپ کی وساطت سے پوچھنا چاہتا ہوں' آپ ہی کے پرسوں الفاظ تھے کہ ایک ایڈوائزر اس غریب قوم کو کتنے میں پڑتا ہے اور وہ کیا کرتا ہے۔ اس کے پاس کوئی کام ہے سوائے کار اور جھنڈے کے۔ ایک ماہ میں بمع دودھ کی بوتل کے وہ ڈیڑھ لاکھ میں پڑتا ہے۔ جناب سپیکر' میں نے تو بہت کچھ بتانا تھا۔ پھر ملازمتوں کے بارے میں کہتے ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ کے اپنے گاؤں سے' مخدوم صاحب' یہ نوٹ کر لیں' ہم آپ کی مستقل مزاجی کی بڑی قدر کرتے ہیں۔ نوٹ کر لیں' دو دنوں میں وزیر اعلیٰ کے اپنے گاؤں میں سے بیس موٹر سائیکل چوری اور ڈکیتی کے برآمد ہوئے ہیں۔ اور ابھی ہو رہے ہیں۔ اور وہاں ہیروئن کھلے عام بک رہی ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ پچھلے دور میں ملازمتیں انہوں نے اپنے ہی لوگوں کو دیں جناب والا! سابق سپیکر نے بھی اپنے گاؤں کا ایک آدمی تھانیدار بھرتی کروایا۔ اس کا باپ ہیروئن فروش ہے۔ اور اس ہیروئن فروشی کے دھندے میں ہی انہیں

یہ بیس موٹر سائیکل ہی ہیں۔ اور بیس کے بیس ڈکیتی یا چوری کے ہیں۔ جہاں دو دنوں میں بیس موٹر سائیکل ایک گاؤں سے برآمد ہوئے ہیں۔ وہاں امن و امان کی کیا پوزیشن ہو گی؟ میں جناب راجہ آپ سے پوچھتا ہوں۔ آپ کہتے ہیں کہ میں wind up کروں۔ میں کون کون سی داستان آپ کو سناؤں۔

جناب سپیکر، نہیں آپ داستانیں نہ سنائیں۔ آپ wind up کریں۔

ملک محمد عباس کھوکھر، جناب سپیکر! بہتر ہے میں wind up کرتا ہوں لیکن میں پھر کٹ موشنز پر بولوں گا۔ تو میں wind up کرتے ہوئے آپ سے یہی گزارش کرتا ہوں کہ ان ایوانوں کو جو بھی راستہ جاتا ہے وہ رشوت اور بدعنوانی کا ہے اسی لیے اس لالچ کے تحت یہ لوٹے بنتے ہیں' اسی لیے یہ لوگ ہماری بدنامی کا باعث بنتے ہیں۔ ہم اس پر کیا بحث کریں۔ آپ جمہوریت کی بات کرتے ہیں۔ صرف چار آدمی آپ کو بلیک میل کر کے حکومت سنبھالے بیٹھے ہیں۔ اس حکومت سے آپ پنجاب کی بہتری کی کیا توقع کر سکتے ہیں؟ اس حکومت سے آپ پنجاب کے لیے بہتر کام کرنے کی کیسے توقع کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر، اب آپ تشریف رکھیں۔ کیونکہ اب وقت ختم ہو گیا ہے۔ اور آپ نے wind up بھی کر لیا ہے لہذا اب تشریف رکھیں۔

ملک محمد عباس کھوکھر، جناب سپیکر! پچھلے ایک ہفتے میں میرے علاقے میں سات ڈکیتیاں ہوئی ہیں۔ جس میں دو اموات ہوئی ہیں۔ 407 ہوئی ہے۔ یہاں جب 407 ہوئی تو ساری حکومت کانپ گئی۔ میں گزارش کرتا ہوں کہ دو ہفتوں میں میرے شہر دیپالپور میں پانچ گھر انہوں نے لوٹے ہیں اور جب چھٹے گھر میں آئے تو ایک آدمی نے ان کا مقابلہ کرنا چاہا تو اسے فائر مار کر کے وہیں مار دیا گیا۔ اس کے لیے میں ایس پی کے پاس کوئی بیس دفعہ گیا ہوں۔ افسران بالا کے پاس گیا ہوں اور نشان دہی کی ہے۔ پھر یہ لوگ دوسرے دن ایک دوسری جگہ پر ڈکیتی کرنے گئے۔ وہاں پر ایک غریب عورت کو مار دیا گیا۔ لیکن آج تک ان میں سے ایک ملزم بھی گرفتار نہیں ہو سکا۔ جبکہ ملزمان کی نشان دہی کر دی گئی ہے۔ انہیں ملزموں کا علم ہے لیکن وہ ان کے حواریوں کے پاس ہیں جو کہ دن رات معلوم نہیں کیا کیا کرتے ہیں؟

جناب سپیکر، اب آپ تشریف رکھیں۔ اب میں للہ مہر لال بھیل کو موقع دیتا ہوں کہ آپ دو منٹ میں اپنے مسائل پر بات کر لیں۔

للہ مہر لال بھیل: جناب والا! کیا یہ دو منٹ صرف اقلیتی ارکان کے لیے ہیں یا کہ پورے ہاؤس کے لیے ہیں؟

جناب سپیکر: اصل میں یہ طے کیا گیا تھا کہ للہ مہر لال بھیل نے آج تقریر نہیں کرنی۔ لیکن اس کے باوجود میں نے آپ کو دو منٹ اس لیے دیے ہیں کہ آپ ایک اقلیت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور اگر آپ نے کوئی ضروری بات کرنی ہے تو کر لیں۔

للہ مہر لال بھیل: جناب والا! اگر مجھے پانچ منٹ دے دیے جاتے تو بہتر تھا۔

جناب سپیکر: آپ بات تو شروع کریں۔ دو منٹ میں بھی بڑی اچھی بات ہو جاتی ہے۔

للہ مہر لال بھیل: جناب سپیکر! میں آپ کا بے حد مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے چند منٹ بات کرنے کے لیے دیے۔ میں سب سے پہلے 95-1994ء کے بجٹ پر موجودہ حکومت کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک متوازی بجٹ پیش کیا ہے۔ اس کے بعد میں اپنے چند اقلیتی مسائل پر روشنی ڈالوں گا۔ سابق حکومت نے 88-1987ء کے بجٹ میں اقلیتوں کے ساتھ امتیازی سلوک کیا تھا۔ ہم پر پابندی لگائی گئی کہ جب تک آپ سو پرائمری یونٹ نہیں بنائیں گے اس وقت تک آپ کو بجٹ نہیں دیا جائے گا۔ جناب والا! آپ کو معلوم ہے کہ اسلام کے دستور میں اقلیتوں کا رکن بننے پر پابندی ہے۔ تو پرائمری یونٹ نہ بنانے کی وجہ سے ہمیں اپنے حقوق سے ایک پائی بھی نہیں دی گئی تھی جس سے ہم اپنے حلقے میں ترقیاتی کام کروا سکتے۔

جناب والا! آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ 91-1990ء میں بہاولپور میں ہماری اقلیتوں کے ساتھ تین ڈکیتیاں ہوئیں۔ اور حکومت کی طرف سے پولیس کو یہ کہا گیا تھا کہ کوئی ڈکیتی اگر ہو جائے تو اس کا پرچہ درج نہیں ہونا چاہیے۔ ہم نے اپنی پوری کوشش کی کہ پرچہ درج ہو جائے لیکن پرچہ درج نہ ہوا پھر ہم نے مجبوراً ہائی کورٹ میں رٹیں دائر کیں۔ اور ہائی کورٹ کے حکم پر پرچے درج ہوئے۔ لیکن پرچہ ایک کھنٹے میں درج ہوتا ہے اور دوسرے کھنٹے میں وہی پرچہ خارج ہو جاتا ہے۔ حالانکہ اس پرچہ میں ملزم نامزد تھے لیکن کوئی کارروائی نہیں کی گئی اور ہماری تینوں ڈکیتیوں کے جو نقصانات ہوئے آج تک ان کی برآمدگی نہیں ہو سکی۔ اور نہ ہی اس پر کوئی کارروائی کی گئی۔

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب تشریف رکھتے ہیں میں ان سے خصوصی درخواست کرتا ہوں کہ للہ مہر لال بھیل کی اس شکایت پر خصوصی توجہ دیں اور متعلقہ حکام سے کہیں کہ اس سلسلے میں کوئی دقیقہ

فرو گزاشت نہ کیا جائے۔

للہ مہر لال بھیل، جناب سپیکر! آپ کو معلوم ہے کہ ---

جناب سپیکر، یہ آپ کی آخری بات ہے۔

للہ مہر لال بھیل، آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ 1992ء کے سیلاب میں سابق وزیراعظم صاحب نے 35 کروڑ روپے اقلیتوں کے لیے مختص کیے تھے لیکن اس کی تقسیم میں امتیازی سلوک کیا گیا اور بہاولپور ڈویژن میں بارشوں یا سیلاب کی وجہ سے جن لوگوں کے نقصانات ہوئے ان کو ایک پائی بھی نہیں دی گئی۔ میں نے پچھلے اجلاس میں سوال نامے میں بھی یہ پیش کیا تھا لیکن ہمارے سوال کی باری نہ آنے کی وجہ سے میں وضاحت نہ کر سکا۔ حکومت کی طرف سے بھی ہمیں اس کا کوئی خاطر خواہ جواب نہیں مل سکا۔

جناب سپیکر، آپ کا یہ سوال کس محکمے سے متعلق ہے۔ آپ کو یہ پیسہ کس محکمے نے دینا ہے؟

للہ مہر لال بھیل، جناب والا! یہ رقم سیلاب فنڈز میں سے ہمیں ملنی تھی۔ یہ رقم ڈی سی حضرات نے تقسیم کی تھی ۔ اور ہمارے سابقہ اقلیتی وزیر پیٹر جان سہوترا اس کو یہ رقم دی گئی تھی۔ لیکن وہ بھی سابق حکومت کا لٹو تھا اور اس نے ہمیں نظر انداز کیا۔

جناب سپیکر، سنیے ۔ میں نوابزادہ منصور علی خان سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ وزیر مال کے طور پر اس بارے میں ازراہ کرم توجہ دیں۔ للہ مہر لال بھیل اب آپ کا وقت ختم ہوتا ہے اور اب میں وزیر خزانہ جناب مخدوم الطاف احمد کو دعوت خطاب دیتا ہوں۔

جناب شاہد ریاض ستی، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں ۔ میں آپ کو اجازت نہیں دیتا۔

جناب عبید اللہ شیخ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، آپ بھی تشریف رکھیں میں اس وقت اجازت نہیں دے رہا۔

جناب عبید اللہ شیخ، جناب میں بہت ضروری بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، میں اس وقت یہی ضروری سمجھتا ہوں کہ wind up ہو جائے۔ لہذا میں اجازت نہیں دے رہا۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی جناب وزیر خزانہ۔

وزیر خزانہ (مخدوم الطاف احمد): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے کچھ وقت سے پہلے بولنے کا موقع عطا فرمایا۔ میں حزب اختلاف کے بھائیوں کا بھی مشکور ہوں کہ انھوں نے میری درخواست قبول کی چونکہ میں جلدی میں تھا اور انھوں نے آج اپنے چند سپیکرز کو میری درخواست پر تقریر کرنے سے باز رکھا۔ میں ان کا تہہ دل سے مشکور ہوں جناب والا! میں اپنی بات بجٹ بنانے سے شروع کروں گا پوری دنیا میں بجٹ پیش کیا جاتا ہے چاہے وہ کسی صوبے کا ہو یا وفاقی حکومت کا یہ بجٹ ہمیشہ بیورو کریسی ہی بنایا کرتی ہے لیکن حکومت وقت اگر سیاسی ہو مارشل لاء یا مارشل لاء کی پیداوار نہ ہو تو وہ اپنے سیاسی پروگرام کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی ترجیحات طے کرتے ہوئے اس بجٹ کی نوک پلک اپنی ترجیحات کے مطابق درست کرتی ہے۔ ہم نے جو یہ بجٹ بنایا ہے اس پر ہم نے کابینہ کی تین میٹنگز کی ہیں۔ یہاں پر جو میرے بھائی تنقید کرتے رہے ہیں کہ یہ بیورو کریسی کا بجٹ ہے یہ بیورو کریسی کا بجٹ نہیں ہے ہمارا اپنا بنایا ہوا بجٹ ہے۔ اس کی نوک پلک ہم نے اپنی ترجیحات کے مطابق طے کی ہیں اور بجٹ کہیں کا بھی ہو چاہے صوبے کا ہو یا مرکز کا (اس مرحلے پر جناب وزیر اعلیٰ ایوان میں تشریف لائے تو معزز ممبران نے ڈیسک بجا کر ان کا استقبال کیا) وہ وہاں کے عوام کی امیدوں کا ترجمان ہوا کرتا ہے۔ موجودہ حالات کے تحت جو ممکن تھا ہم نے اپنی عوام کی ترجمانی کرتے ہوئے اس کو صحیح انداز میں عوامی بنانے کی کوشش کی ہے۔ جناب والا! اس بجٹ پر یہاں ایوان میں جو تنقید کی گئی اس میں نمایاں طور پر ایک تنقید یہ بھی کی گئی کہ ہم نے مالی ڈسپلن کا مظاہرہ نہیں کیا۔

جناب والا! موجودہ حکومت کو آئے ہوئے صرف 8 ماہ کا عرصہ گزرا ہے۔ ہم بجٹ کا کوئی پہلو کسی اور سے تو خفیہ رکھ سکتے ہیں لیکن کوئی صوبائی حکومت اپنے بجٹ کا ایک ایک روپیہ بھی وفاقی حکومت سے خفیہ نہیں رکھ سکتی اور جب وفاقی حکومت ہمارے مالی ڈسپلن کی تعریف کرے تو جناب والا! مجھے یقین ہے کہ ہم یقیناً اس تعریف کے لائق اور مستحق ہوں گے (نعرہ ہائے تحسین)۔ یہاں پر میرے بھائی تابش الوری نے دو پوائنٹس پر ہماری حکومت کی اور ہماری کوششوں کی تعریف کی اور اس تعریف میں انھوں نے تھوڑی سی ڈنڈی بھی ماری۔ وہ over draft جو ہمارے آنے سے پہلے 5 ارب 77 کروڑ روپے تھا۔ ہم اس کو کم کر کے 31 مارچ کو 2 ارب 14 کروڑ پر لے آئے ہیں (نعرہ ہائے تحسین) اور میں یہاں یہ بات دعوئی سے کہنا چاہتا ہوں کہ انشاء اللہ 30 جون تک 214 کروڑ روپے

کے آدھے سے بھی زیادہ کم رہ جائے گا۔ ہم اس کو اگلے سال تک مکمل طور پختم کرنے کی کوشش کریں گے کہ over draft کا ایک روپیہ بھی ہمارے ذمہ نہ رہے (نعرہ ہائے تحسین) جناب والا! میرے بھائی الوری صاحب نے دوسری بات نیشنل فنانس کمیشن کے حوالے سے کی تھی۔ نیشنل فنانس کمیشن آئینی ضرورت ہے اور پاکستان کے آئین میں درج ہے کہ ہر پانچ سال کے بعد یہ ایوارڈ آنا چاہیے۔ جو مالی معاملات وفاق اور صوبوں کے درمیان ہوتے ہیں یہ اس کے متعلق ہوتا ہے۔ 1975ء میں آخری مرتبہ یہ مالی ایوارڈ آیا اس وقت بھی پیپلز پارٹی کی حکومت تھی۔ 1975ء کے بعد یہ ایوارڈ میاں نواز شریف لے آئے۔ لے وہ ضرور آئے لیکن اتنی عجلت میں لے آئے کہ انھیں اس کا کوئی ہوش نہ رہا کہ میں جس صوبے سے تعلق رکھتا ہوں میں اس کے مفادات کو نقصان پہنچا رہا ہوں یا فائدہ کر رہا ہوں۔ صرف تاریخ میں نام درج کرانے کی خاطر انھوں نے صوبہ پنجاب کے مالی مفادات کو نقصان پہنچایا جس کا اگر ہم اندازہ کریں تو کم از کم ہر سال پنجاب حکومت کو 4 ارب روپے خسارے میں پڑیں گے۔ تقریباً پانچ سال کے بعد یہ خسارہ 1995ء میں دوبارہ آئے گا اس وقت تک میرا اندازہ ہے کہ صوبہ پنجاب کو جو صحیح حق ملنا چاہیے اس میں سے تقریباً 20 ارب روپے سے محروم ہو چکا ہو گا۔ جناب والا! صرف تاریخ میں نام لکھانے کے لیے یہ عجلت دکھائی گئی اور اس وقت کی پنجاب حکومت کو مجبور کیا گیا کہ وہ اس ایوارڈ پر دستخط کرے اور اس کو لالچ یہ دی گئی جیسے بچے کو مائی یا لالی پاپ دکھایا جاتا ہے۔ اس وقت پنجاب کو یہ لالچ دیا گیا کہ اگر تم اس پر دستخط کر دو تو کالا باغ ڈیم کی تعمیر جلد شروع کرا دی جائے گی۔ انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ابھی پنجاب کے دستخطوں کی سیاہی سوکھنے بھی نہ پائی تھی کہ وہی پنجابی وزیر اعظم پنجاب کے مفادات سے مکر گئے اور آج تک کالا باغ ڈیم کی تعمیر شروع نہیں ہو سکی۔ (حزب اقتدار کی طرف سے شیم شیم کی آوازیں)جناب والا! پنجاب کے ساتھ جو زیادتی ہوئی کہ جو حصہ طے ہو چکا تھا اس کے باوجود بھی ہمیں اس طے شدہ حصے سے بھی کم مل رہا تھا 1992ء میں ہمیں اپنے حصے میں سے ایک ارب 10 کروڑ کم دیے گئے۔ 1993ء میں ہمیں 2 ارب 69 کروڑ کم دیے گئے۔ جناب والا ' میں انتہائی ادب کے ساتھ کہوں گا کہ 1994ء میں ہمیں 46 ارب روپے ملنے تھے لیکن محترمہ بے نظیر بھٹو نے انتہائی شفقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہمیں 49 ارب روپے دیے (نعرہ ہائے تحسین)۔ جناب والا! یہاں پر میرے بھائیوں نے یہ بات بھی کی کہ ہم نے صوبہ پنجاب کو قرضوں کے سمندر میں غرق کر دیا ہے۔ جناب والا ' ہمیں آئے ہوئے کل 8 ماہ ہوئے ہیں اس وقت صوبہ پنجاب وفاقی حکومت کا 80 ارب کا مقروض ہے۔ ہر سال سالانہ ترقیاتی

پروگرام جسے ماضی میں بڑی بے دردی سے لٹاتے رہے ہیں ضائع کرتے رہے ہیں۔ اس میں ہمارا تو کوئی حصہ نہیں۔ یہ 80 ارب روپے کا قرضہ جو صوبہ پنجاب نے وفاقی حکومت کو دینا ہے اس میں ہمارا ایک ٹکا بھی شامل نہیں ہے۔ ہم نے تو اب سالانہ ترقیاتی پروگرام شروع کرنا ہے۔ ہم ان سے اب لے کر آئے ہیں وہ شروع کرنا ہے۔ ہم نے اس صوبے کو کون سے سمندر میں غرق کیا ہے وہ مجھے کہیں بھی دکھائی نہیں دیتا۔ وہ ہم سے پہلے کہیں سمندر ہو گا جہاں صوبہ پنجاب کو ڈبویا گیا۔ اس میں ہمارا کوئی ہاتھ نہیں ہے ہمارا کوئی حصہ نہیں۔ میں یہاں سے بہت سی باتیں اس لیے در گزر کر رہا ہوں کہ ان کا تعلق ہم سے نہ تھا۔ میرے محترم بھائیوں نے یہاں پر زیادہ تر بحث وفاقی حکومت کے پیش کردہ بجٹ پر کی ہے جس کا میں کسی لحاظ سے بھی پابند نہیں ہوں سوائے اخلاقی طور پر کہ میں اس کا یہاں پر جواب دوں اس لیے ان کے بے شمار اعتراضات کا جواب دینے سے میں قاصر ہوں کیونکہ ان کا تعلق ہم سے نہ ہے۔ جناب والا! یہاں پر یہ اعتراض بھی کیا گیا کہ کھاد پر subsidy ختم کر دی۔ میرے جس بھائی نے یہ اعتراض اٹھایا اس نے یہ زحمت نہیں فرمائی کہ یہ subsidy ہم نے ختم نہیں کی ہم سے پہلے ختم ہو چکی ہے اور وہ subsidy ختم کرنا بھی حکومت پنجاب یا کسی اور صوبائی حکومت کی ذمہ داری نہیں ہوتی ان کے دائرہ اختیار میں نہیں آتی یہ وفاقی حکومت کا کام ہوتا ہے۔ اگر کاشت کاروں کے خلاف زیادتی ہوتی رہی ہے تو پچھلے دور میں ہوتی رہی ہے۔ کھاد کی سبسڈی ختم ہوئی ہے تو پچھلے دور میں ہوئی ہے کھاد مہنگی منگائی گئی ہے تو پچھلے دور میں منگائی گئی ہے۔ کھاد غلط وقت پر منگوائی گئی ہے تو اس کی پالیسی بھی پچھلے وقت کی بنی ہوئی ہے۔ ہم نے یہ پالیسی نہیں بنائی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! یہاں پنجاب کا ایک ایک باشندہ اس بات کا گواہ ہے کہ پچھلے تین سال سے بھرتی پر ban لگا ہوا ہے۔ پچھلے تین سال سے پنجاب میں کسی کو نوکری نہیں مل رہی لیکن جناب والا حقیقت اس کے برعکس ہے۔ اپنے منظور نظر لوگوں کو ban کے باوجود بھی یہ نوکری دیتے رہے ہیں۔ تین سال کے بعد پہلی مرتبہ یہ ہو رہا ہے کہ ہم نے ملازمت کے حصول پر پابندی اٹھائی ہے اور 43 ہزار نئی نوکریاں فراہم کر رہے ہیں جو کہ میرٹ کی بنیاد پر صوبہ پنجاب کے عوام کو ہم فراہم کریں گے۔ جناب والا! باتیں تو بہت ہیں اور میں سیاست دان ہوں میں سیاست میں ذاتیات پر یقین بھی نہیں رکھتا کسی کی سیاسی طور پر تذلیل کے متعلق میں سوچ بھی نہیں سکتا اور ذاتی طور پر اسے پسند بھی نہیں کرتا برداشت بھی نہیں کرتا۔ میرے بھائی چودھری پرویز الٰہی نے جن کا میں بے حد

احترام کرتا ہوں انشاء اللہ ساری زندگی کرتا رہوں گا کیونکہ 62 سے ان کا اور میرا ساتھ ہے۔ ہم کالج میں بھی چار سال اکٹھے پڑھتے رہے ہیں کالج کی سیاست بھی ایک ہی پلیٹ فارم سے کرتے رہے ہیں۔ انہوں نے اپنی تقریر میری ذات کے حوالے سے شروع کی تھی۔ مجھے انہوں نے میری موجودہ تقریر اور میری وہ تقریر جو 1986ء میں کی گئی تھی اس کا آئینہ بنا کر انہوں نے مجھے مجبور کیا تھا کہ میں اس میں اپنی تصویر دیکھوں۔ لیکن انتہائی افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ اور بہت سی باتیں جو یہاں نہیں کہہ سکتا لیکن چودھری پرویز الٰہی سے بڑا اس بات کا اور کون گواہ ہوگا کہ میں نے کن حالات میں اس وقت استعفیٰ دیا تھا اور اسی حکومت کے تحت استعفیٰ دیا تھا۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔

میں بہت کچھ بولنا چاہتا تھا لیکن چودھری پرویز الٰہی کا احترام میرے دل میں اتنا زیادہ ہے کہ میں مزید اس پر لب کشائی نہیں کروں گا۔ جناب والا بڑے عرصے کے بعد اس صوبے کی تاریخ میں یہ پہلا سال ہے جس میں حکومت نے ایک فاضل بجٹ پیش کیا ہے۔ ہم نے اپنے غیر ترقیاتی بجٹ میں اڑھائی ارب روپے بچا کر ترقیاتی بجٹ میں شامل کیے ہیں۔ جناب والا! یہ بڑے عرصے کے بعد ہو رہا ہے۔ پنجاب کی موجودہ حکومت ہر طرح سے اس بات کے لیے مبارک باد کی مستحق ہے۔ میں ذاتی طور پر بھی موجودہ حکومت کو اور وزیر اعلیٰ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! اس فاضل بجٹ کو ان حالات کے تناظر میں دیکھا جائے جہاں حکومت پنجاب کو پے کمشن کی سفارشات کے تحت جہاں سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ کیا گیا ہے گریڈ ایک سے سولہ تک 35 فیصد اور اس سے اوپر 20 فیصد کے تناسب سے جو اضافہ کیا گیا ہے اس سے ہمیں جناب والا چار ارب روپے سے زیادہ برداشت کرنے پڑیں گے۔ ان مشکلات کے باوجود بھی واضح طور پر فاضل بجٹ پیش کرنا میں سمجھتا ہوں کہ اس حکومت کا ایک کارنامہ ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! ہر بجٹ میں اچھے پہلو بھی ہوتے ہیں اس میں نقائص بھی موجود ہوتے ہیں لیکن ہمیں ہمیشہ یہ دیکھنا ہوتا ہے کہ over all پوزیشن میں یا اس بجٹ میں جو reflection ہوتے ہیں وہ ہمیں کیا تصور کیا idea پیش کرتے ہیں۔ جناب والا! موجودہ بجٹ جو حکومت پنجاب نے پیش کیا ہے یہ عوام کی بھلائی اور بہبود کا ایک بجٹ ہے۔ اس میں اگر آپ دیکھیں گے تو بے شمار سکیمیں عوام کی بھلائی کی نظر آئیں گی۔ جناب والا! جہاں تک تعلیم کا تعلق ہے آج تک اس صوبے میں اتنی رقم تعلیم کے شعبے میں خرچ نہیں کی گئی جو اس سال پہلی مرتبہ صوبہ پنجاب میں کی جائے گی۔ یہ غلط بات ہے کہا جاتا ہے کہ ہمارے ملک میں شرح خواندگی 25 فیصد ہے۔ جناب والا! شرح خواندگی

25 فیصد سے بھی کم ہے اور کوئی بھی قوم کوئی بھی ملک اس دنیا میں ترقی نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ تعلیم کے شعبے میں بڑھ چڑھ کر حصہ نہ لے۔ تعلیم یافتہ نہ ہو۔ جہاں جہالت ہو گی وہاں ترقی کا آپ تصور بھی نہیں کر سکتے ۔ اسی بات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم نے پرائمری تک تعلیم کو لازمی بنایا ہے اور یہ بہت بڑی بات ہے جو آج تک کسی نے نہیں کی۔ ہم نے اسے لازمی بنایا ہے تعلیم کا معیار بھی ہم بہتر بنانا چاہتے ہیں اس کی کوالٹی کو بھی بہتر بنانا چاہتے ہیں ۔ تعلیم کے میدان میں جتنی توجہ ہم دینا چاہتے ہیں آج تک صوبہ پنجاب کی تاریخ میں کسی نے نہیں کی ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! آپ بھی روز مرہ سنتے ہیں اور پبلک کی طرف سے بھی پریشر ہوتا ہے اور ہم بھی سیاستدان ہیں جب ووٹ لینے کے لیے نکلتے ہیں تو ہم بھی مطالبہ کرتے ہیں کہ عوام کو سستا انصاف مہیا کیا جائے۔ جناب والا! سستا انصاف مہیا کرنے کا جو پروگرام ہے اس زنجیر کی پہلی کڑی ہے اس کی ابتداء ہم نے کی ہے کہ ہر سب ڈویژن لیول پر تحصیل لیول پر ایک ایڈیشنل سیشن جج کا تقرر ہو گا۔ یہ بھی پنجاب کی تاریخ میں پہلی مرتبہ ہو گا تاکہ لوگوں کو دور جا کر پیشی نہ بھگتنا پڑے اپنی تحصیل میں ہی انصاف مل سکے گھر کے نزدیک لوگوں کو انصاف مہیا ہو سکے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! ہم پہلی مرتبہ یہ کر رہے ہیں لیکن میرے کسی بھائی نے یہاں پر اس کی تعریف نہیں کی بلکہ کچھ دوستوں نے تو تنقید بھی کی ہے۔ اگر اس کی تھوڑی سی تعریف کر دی جاتی تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں تھا۔۔۔

چودھری محمد ریاض، جناب والا اجلاس کے لیے وقت بڑھا دیا جائے ۔

جناب سپیکر، 15 منٹ کے لیے اجلاس کا وقت بڑھایا جاتا ہے ۔

وزیر خزانہ ، پہلی مرتبہ ہم دیہاتوں میں بے گھر لوگوں کو مالکانہ حقوق دے رہے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! صدیوں سے جو لوگ اپنی ملکیت سے محروم رہے ہیں آج تک ان کے تصور میں اپنا ذاتی گھر نہیں ۔ جناب والا! ان کو تحفظ فراہم کرنے کے لئے ان کے سر پر چھت ڈالنے کے لیے حکومت پنجاب نے پہلی مرتبہ 25 ہزار دیہاتوں سے اس بات کی ابتداء کی ہے اور ہم 25 ہزار دیہاتوں میں مالکانہ حقوق بھی دے رہے ہیں ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! پنجاب کے صوبے میں اگر آپ بد دیانتی رشوت خوری اقرباء پروری کا دوسرا نام

ڈھونڈنے کی کوشش کریں گے تو جناب والا! ڈکشنری میں کہیں ڈھونڈ لیں اس کا دوسرا نام کہیں نہیں ملے گا اگر کہیں ملے گا تو وہ صرف لوکل باڈیز کے نام پہ آپ کو ملے گا۔ تو لوکل باڈیز کی جو حالت پنجاب میں بنا دی گئی تھی اس کا دوسرا نام رشوت خوری کہہ سکتے ہیں ہر قسم کی بد دیانتی وہاں موجود ہے۔ جناب والا! جہاں ہم اس کا آڈٹ کروا رہے ہیں اس پہ عمل بھی کریں گے اور اسی لوکل باڈیز کے نظام کے تحت جہاں یونین کونسل کا تصور تھا اس کو ہم ختم کردیں گے۔ یونین کونسل نے ہمارے معاشرے میں بے انتہا تلخیاں گھولی ہیں' بھائی کو بھائی سے لڑایا ہے' نفرتوں میں اضافہ کیا ہے' ہم یونین کونسل کو ختم کرکے village council کا تصور دوبارہ لانا چاہتے ہیں۔ تاکہ معاشرے کے اندر جو تلخیاں ہیں وہ دور ہوں ۔ آپ نے کل بھی تلخی محسوس کی ہوگی جناب والا! کہ یونین کونسل کی سطح سے بڑھ کے' چونکہ معاشرے میں تلخی موجود ہے ' اور کل اس ایوان میں جو ایک افسوس ناک واقعہ ہوا ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ بھی اسی کی ایک کڑی ہے۔ کیونکہ معاشرے میں اتنی تلخی گھول دی گئی ہے کہ آپ اس کو معاشرے میں قدم قدم پر محسوس کر سکتے ہیں اور دیکھ سکتے ہیں۔ ہم اس کو ختم کر رہے ہیں۔ جناب والا! میں اپنے بھائی چودھری پرویز الٰہی کی توجہ اس طرف دلانا چاہوں گا' ان کو یاد ہوگا کہ میں 1985ء میں بھی آزاد elect ہو کر آیا تھا' ان کے ساتھ وزیر بنا دیا گیا تھا۔ ان کے ساتھ ہی میں چلا گیا تھا۔ 1988ء میں دوبارہ میں آزاد elect ہو کر آیا تھا میں کسی ٹکٹ پر نہیں بلکہ آزاد elect ہو کے آیا تھا۔ جناب والا! اس وقت میرا صرف اتنا قصور تھا کہ صرف اتنی عرض کی تھی کہ جناب والا! بڑے عرصے کے بعد جمہوری نظام کے تحت الیکشن ہوا ہے' پارٹیوں کے ساتھ الیکشن ہوا ہے۔ برائے مہربانی تلخیوں کو اتنا زیادہ مت بڑھائیے کہ دوبارہ غیر جمہوری قوتوں کا واپس آنا ممکن ہوسکے۔ تو جناب والا! مجھے سزا دی گئی تھی۔ میری جائیداد پر قبضہ کیا گیا تھا' دو بجلی کے ٹیوب ویل میرے برباد کیے گئے' میری گندم جلائی گئی' حتیٰ کہ میرے ہمسائے میں رہنے والی چار خواتین کو آٹھ دن تک مسلسل تین مختلف تھانوں میں تشدد کرکے ان کے ذریعے زبردستی میرے بھائی کے خلاف ایک زنا کا پرچہ درج کروایا گیا۔ چودھری پرویز الٰہی صاحب اس بات کے گواہ ہیں۔ صرف ان کے کہنے پہ میں نے وہ تحریک استحقاق جو اس وقت کے وزیر اعلیٰ کے خلاف تھی واپس لے لی تھی۔ اور جناب والا میں یہ بات اس لیے کر رہا ہوں کہ ہم political victimization پر یقین نہیں رکھتے۔ یہ کام کرنے کے لیے جس ایس پی کو بھیجا گیا تھا' تعینات کیا گیا تھا' میاں منظور احمد وٹو موجود ہیں ان سے پوچھ لیجے کہ میری سفارش پہ انہوں نے اسی ایس ایس پی کو آج راولپنڈی کا ایس ایس پی لگوایا ہوا ہے۔ میں

اس کو کھڈے لائن بھی لگوا سکتا تھا لیکن انہوں نے اس کو ایس ایس پی راولپنڈی تعینات کیا ہوا ہے۔ جناب والا! ہم اب بھی اس کی مذمت کرتے ہیں۔ جس بات نے معاشرے میں بے پناہ تلخیاں گھولی ہے ہم کسی ادارے کو criticise نہیں کرنا چاہتے' ہم نے کسی کے خلاف انتقامی کارروائی نہیں کی نہ کرنے کا پروگرام رکھتے ہیں۔ اور میں ذاتی طور پر اس بات کے خلاف ہوں' میں یہ بات ریکارڈ پر کہہ رہا ہوں کہ میں اس بات کے خلاف ہوں کہ ایک سیاست دان دوسرے سیاست دان کو victimize کرے۔ یہ ہمارا شیوہ نہیں ہے۔ یہاں اور بھی بے شمار طبقے ہیں جن کے خلاف ہم نے متحد ہو کر جنگ لڑنی ہے۔ دوسرے طبقے ہمیں کیوں آپس میں لڑاتے ہیں یہ کریڈٹ بھی موجودہ حکومت کو جاتا ہے کہ ہم کسی قسم کی بھی political victimization کرنے کے قائل نہیں ہیں' ہم کسی ادارے کو criticise نہیں کرنا چاہتے۔ میں موجودہ حکومت کو ہر قسم کا کریڈٹ دیتا ہوں کہ ہم نے آٹھ مہینے شرافت کے ساتھ وقت گزارا ہے' ہم نے کسی کی پگڑی نہیں اچھالی۔ جہاں تک معاشی معاملات کا تعلق ہے میں ان کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ وہ مضبوط اور اچھے ہاتھوں میں ہیں' جو بھی بے جا اسراف پہلے ہوتا رہا ہے اس کا ازالہ کیا جائے گا' اس صوبے کی معاشی حالت کو مزید مضبوط بنایا جائے گا۔ اور ہر وہ چیز جس میں عوام اور اس صوبے کی ترقی' بھلائی کا پہلو نکلتا ہو گا اس کو اپنایا جائے گا۔ جناب والا میں آپ کا بہت بہت مشکور ہوں۔ شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جناب لاء منسٹر آپ نے کمیٹیوں کے بارے میں وعدہ کیا تھا۔

اسمبلی کی مجالس کی تشکیل

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں قواعد کار صوبائی اسمبلی پنجاب مجریہ 1973ء کے قاعدہ 121(1) قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف کے درمیان اتفاق رائے سے جو اسمبلی کی مجالس تجویز کی گئی ہیں ان کی فہرست ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔ اور یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ۔

ان مجالس کو متذکرہ قاعدہ کے تحت ایوان کی طرف سے منتخب تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: قواعد و انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مجریہ 1973ء کے قاعدہ 121(1) کے تحت قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف کے درمیان اتفاق رائے سے اسمبلی کی جو مجالس تجاویز کی گئی ہیں۔ ان کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

اور یہ تحریک پیش کی گئی کہ۔

ان مجالس کو متذکرہ قاعدے کے تحت ایوان کی طرف سے منتخب تصور کیا جائے گا۔

(تحریک باتفاق رائے منظور ہوئی)

جناب سپیکر، اجلاس کل صبح 9 بجے تک کے لیے adjourn کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی ہفتہ 26 جون 1994 صبح 9-00 بجے تک کے لیے ملتوی کی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا دسواں اجلاس)

اتوار ' 26۔ جون 1994ء

(یک شنبہ ' 15۔ محرم الحرام ' 1415ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس ' اسمبلی چیمبر ' لاہور میں صبح 10 بجے زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر میاں منظور احمد موہل منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری غلام رسول نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ۭ اِنَّ الَّذِيْٓ اَحْيَاهَا لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۭ اِنَّهٗ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

سورۃ حٰمٓ السجدہ آیت 39

اور یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے کہ تو دیکھے کہ زمین خشک پڑی ہے۔ پھر جب ہم نے اس پر پانی اتارا تو وہ تر و تازہ ہوگئی۔ بے شک جس نے اس کو جلایا وہ مردے بھی ضرور جلائے گا۔ بے شک وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔

وما علینا الا البلاغ o

چودھری شوکت داؤد، جناب سپیکر! پچھلے دنوں میں نے rules relax کرنے کی بات کی تھی تو مجھے سپیکر صاحب نے کہا تھا کہ اگر اس کی کاپی آپ کے پاس ہو تو آپ غلام سرور صاحب کو provide کریں۔ اس دن میں نے گورنر صاحب کے directive کے بارے میں کہا تھا کہ rules relax کر کے تقرری کی گئی ہے۔ لیکن آج میرے پاس ایک وزیر اعلیٰ صاحب کا بھی ایک ایسا ڈائریکٹو ہے جو 17-5-94 کو جاری ہوا ہے۔ اور rules relax کر کے untrained ٹیچر کی تقرری کی گئی ہے۔ یہ میرے ہاتھ میں ہے۔ میں ریکارڈ کی درستگی کے لیے یہ بات کہنا چاہتا ہوں۔ دونوں ڈائریکٹوز میرے پاس ہیں۔ ان دونوں میں rules relax کر کے بھرتی کی گئی ہے۔ اگر کسی کو تسلی نہ ہو تو مجھ سے لے لے۔

اراکین اسمبلی رخصت

جناب ڈپٹی سپیکر، اب اراکین کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری ایم۔پی۔اے

سیکرٹری اسمبلی (ڈاکٹر ابوالحسن نجمی)، مندرجہ ذیل درخواست ڈاکٹر محمد شفیق چودھری رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"میں ضروری کام کی وجہ سے 8 تا 24 جون اجلاس میں شرکت نہ کر سکا۔ رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ملک مشتاق احمد اعوان

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب ملک مشتاق احمد اعوان رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"میں ضروری کام کی وجہ سے 10 تا 19 جون 1994ء اجلاس میں شرکت نہ کر سکا۔ براہ کرم رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب محمود حیات خان

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب محمود حیات خان رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"میں ایک ضروری کام کی وجہ سے 18 اور 19 جون 1994ء اجلاس میں شرکت نہ کر سکا۔ رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر ، اب سوال یہ ہے۔ " کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ

سیکرٹری اسمبلی ، مندرجہ ذیل درخواست جناب سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

I could not attend the session on 22nd June, 1994. Leave be granted

جناب ڈپٹی سپیکر ، اب سوال یہ ہے۔ " کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری لیاقت علی

سیکرٹری اسمبلی ، مندرجہ ذیل درخواست چودھری لیاقت علی رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

I could not attend the session on 22nd June, 1994 Leave be granted.

جناب ڈپٹی سپیکر ، اب سوال یہ ہے۔ " کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب منیر احمد ملک

سیکرٹری اسمبلی ، مندرجہ ذیل درخواست جناب منیر احمد ملک رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"میں ضروری کام کی وجہ سے 15 تا 19 جون 1994ء کو اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا۔ رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر ، اب سوال یہ ہے۔ " کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

سید محمد اکبر شاہ

سیکرٹری اسمبلی ، مندرجہ ذیل درخواست سید محمد اکبر شاہ رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"میں ضروری کام کی وجہ سے 18 جون 1994ء کو اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا۔ رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر ، اب سوال یہ ہے۔ " کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

حاجی عبد الرزاق

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست حاجی عبد الرزاق رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"میں ذاتی وجوہ کی بناء پر 10 جون 1994ء کے اجلاس میں شرکت نہ کر سکا۔ رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

پیر غلام فرید چشتی

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست پیر غلام فرید چشتی رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"میں بوجہ عرس حضرت بابا فرید الدین شکر گنج پاک پتن شریف 15 تا 19 جون 1994ء کو اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا۔ رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری غلام احمد خان

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست چودھری غلام احمد خان رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"میں بوجہ بیماری 15 جون 1994ء کے اجلاس میں شرکت نہ کر سکا۔ رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب اعجاز احمد شیخ

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب اعجاز احمد شیخ رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

Due to unavoidable circumstances, I am unable to attend the current session of the Assembly commencing from 10th June, 1994. Leave be granted.

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

سید افضال علی شاہ

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست سید افضال علی شاہ رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"میں ضروری کام کی وجہ سے 10 تا 13 اور 18 جون 1994ء کو اسمبلی کے اجلاس میں شرکت نہ کر سکا۔ رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

محمد افضل ساہی

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست محمد افضل ساہی رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"میں بوجہ ضروری کام کی وجہ سے 18 جون 1994ء کو اسمبلی کے اجلاس میں شرکت نہ کر سکا۔ رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

میاں محمد فاروق

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست میاں محمد فاروق رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"میں اپنے عزیز کی فوتیدگی کی وجہ سے 13، 15 تا 18 جون 1994ء کو اسمبلی کے اجلاس میں شرکت نہ کر سکا۔ رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

سردار امجد حمید خان دستی

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست سردار امجد حمید خان دستی رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

Due to unavoidable circumstances, I could not attend the session of the Assembly held on 14th to 16th June, 1994. Leave may kindly be granted.

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

" کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

حاجی غلام حیدر خان کھچی

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست حاجی غلام حیدر خان کھچی رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

I could not attend the session of the Assembly on 11th and 12th May, 1994 Leave be granted.

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ " کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

ڈاکٹر محمد رفیق

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست ڈاکٹر محمد رفیق رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"میں بوجہ ضروری کام 18 اور 19 جون 1994ء اسمبلی کے اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکتا۔ رخصت منظوری فرمائی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے۔" کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب محمد شہباز شریف

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست سید تابش الوری صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

I have been directed by Mian Muhammad Shehbaz Sharif, Leader of Opposition to request that due to pain in back bone, he is going to London for medical check up. Leave from 10th June, 1994 to end of the session be granted to him.

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ " کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب محمود اختر گھمن

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب محمود اختر گھمن رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"میں مورخہ 18-6-94 کو بوجہ علالت اسمبلی اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا۔ رخصت منظور

فرمائی جائے۔

ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ " کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

میاں شیخ محمد

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست میاں شیخ محمد رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"میں چند گھریلو مصروفیات کی وجہ سے 14 تا 19 جون 1994ء اسمبلی اجلاس میںشرکت نہ کر سکا۔ رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ " کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

مسئلہ استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر، اب ہم تحریک استحقاق کو لیتے ہیں۔ سب سے پہلے تحریک استحقاق نمبر 6 ہے۔ سید ظفر علی شاہ۔ شاہ جی تشریف نہیں رکھتے۔

میاں فضل حق ، جناب سپیکر ! ظفر علی شاہ ابھی تھوڑی دیر میں آ جائیں گے۔ لہٰذا آپ اسے تھوڑی دیر کے لیے pending کر لیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وزیر قانون! یہ جو تحریک استحقاق نمبر 6 کرانے والی ہے اس پر کیا فیصلہ ہوا تھا؟

وزیر قانون، جناب والا ! اس کو سپیکر صاحب نے مزید جواب کے لیے pending کیا تھا چونکہ یہ محکمہ ریلوے سے متعلقہ ہے۔ کل ان کے دفتر میں چھٹی تھی ۔ آج working day ہے لہٰذا آج ان سے مزید جواب کے لیے کہا جائے گا ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کا مطلب ہے کہ اس کو آج بھی pending کیا جائے ۔

وزیر قانون، جی ہاں جناب۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کو pending تصور کیا جائے گا۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 12 ہے۔ سید تابش الوری۔

آئینی تقاضوں کے مطابق آڈٹ رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے میں تاخیر

سید تابش الوری ، جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے ۔ معاملہ یہ ہے کہ آئین پاکستان کے آرٹیکل 171 کے تحت یہ لازمی قرار دیا گیا ہے کہ صوبے کے حسابات سے متعلق محاسب اعلیٰ کی رپورٹیں اس صوبے کے گورنر کو پیش کی جائیں گی جو انہیں صوبائی اسمبلی کے سامنے پیش کرائے گا لیکن صوبہ پنجاب میں 91-1990ء سے لے کر اب تک کسی سال کی کوئی

رپورٹ اسمبلی میں پیش نہیں کی گئی جس سے اندازہ کیا جا سکے کہ صوبے میں مالی نظم و ضبط اور قواعد و ضوابط پر عمل در آمد کی کیفیت کیا ہے؟

آئین کی کھلی خلاف ورزی اور مالیاتی احتساب کی عدم تکمیل سے صوبائی مقننہ کے اجتماعی استحقاق کی پامالی ہوئی ہے جس پر ایوان کو فوری دخل اندازی کرنی ہو گی۔ جناب والا! آپ کی اجازت سے short statement

جناب والا! آپ سے بہتر یہ کوئی نہیں جانتا کہ جمہوریت کا نظام check and balance کا نظام ہے۔ جمہوریت میں کوئی چیز مطلق العنان نہیں ہوتی بلکہ اختیارات کی تقسیم کے ساتھ ساتھ معاملات کو درست رکھنے کے لیے انسپکشن اور checking کا مستقل نظام موجود ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ صوبے کا بجٹ اربوں روپے کا بجٹ ہوتا ہے اور اس بجٹ کو خرچ کرنے کے لیے قواعد و ضوابط مقرر کیے گئے ہیں' رولز بنائے گئے ہیں اور مختلف محکموں کو پابند کیا گیا ہے کہ وہ ان قواعد و ضوابط کے مطابق بجٹ کی منظور شدہ رقوم خرچ کریں۔ اس مقصد کے لیے کہ آیا یہ کام صحیح طریق کار کے مطابق ہو رہا ہے یا نہیں آئین پاکستان نے آڈیٹر جنرل کے ذمے یہ کام لگایا ہے کہ وہ صوبے کے پورے سال کے حسابات کو check کر کے اپنے مشاہدات' اپنے تجربات اور اپنی سفارشات کی بنیاد پر ایک رپورٹ مرتب کرے جو گورنر کو پیش کی جائے اور گورنر اسے اسمبلی میں پیش کرائے لیکن جناب والا! یہ کتنی المناک حقیقت ہے کہ 91-1990ء سے لےکر اب تک صوبائی حسابات سے متعلق آڈیٹر جنرل کی رپورٹ اس اسمبلی میں پیش نہیں کی گئی ہے اور PAC میں بھی اس کا زیر بحث آنے کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہ آئین کی روح اور آئین کی واضح ہدایت کی خلاف ورزی ہو رہی ہے اور صوبے کے حسابات کو نوکر شاہی اور بیوروکریسی کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ ان پر کوئی check موجود نہیں اور ان کی بدعنوانیوں' بے قاعدگیوں کے سلسلے میں پوری اسمبلی اس لیے بے بس اور مفلوج ہے کہ ہمارے سامنے آڈیٹر جنرل کی رپورٹ ہی نہیں تو جناب والا! ہم اپنے آئینی فرائض سے کوتاہی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ اس لیے میں یہ چاہتا ہوں کہ میری یہ تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جائے اور فوری طور پر یہ اہتمام کیا جائے' یہ معلوم کیا جائے کہ وہ کیا وجوہات ہیں؟ جن کے پیش نظر ابھی تک اس آئینی ذمہ داری کی تکمیل سے انحراف کیا جا رہا ہے؟ جناب والا! اگر فوری طور پر ہر سال کی رپورٹ اسمبلی میں پیش ہو اور PAC میں زیر بحث آئے تو بیماری کا علاج ہو سکتا ہے' بے قاعدگی دور ہو سکتی ہے اور متعلقہ افسر کو سزا دی جا سکتی ہے۔ لیکن صورت حال یہ ہے کہ ہم اس وقت 85-1984ء کے مردے اکھیڑ رہے ہیں۔ جو لوگ ریٹائر ہو چکے ہیں' جو لوگ مر چکے ہیں ان کے کارناموں کی رپورٹیں ہم آج زیر بحث لا رہے ہیں صرف اس لیے کہ بروقت یہ رپورٹ پیش نہیں ہو رہی۔ اس لیے میں یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ نہ صرف 91-1990ء کی رپورٹ فوری طور پر پیش ہو بلکہ 93-1992ء اور 94-1993ء آئندہ سال کی رپورٹ بروقت پیش کرنے کا اہتمام کیا جانا چاہیے تاکہ اس صوبے کی ساڑھے چھ کروڑ عوام کو معلوم ہو سکے کہ ان کی امانت میں کس حد تک خیانت ہو رہی ہے یا ان کی امانت کو کس طرح سے صحیح

طور پر استعمال کیا جا رہا ہے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی وزیر قانون۔

وزیر قانون (چودھری محمد فاروق) ،جناب سپیکر! میں تابش الوری صاحب کا مشکور ہوں کہ انھوں نے چار سال پہلے کے معاملات تحریک استحقاق کے ذریعے ایوان میں پیش کیے ہیں ۔ اس بارے میں میرا جو مؤقف ہے وہ میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں یہ تحریک اسمبلی سیکرٹریٹ کو کل ہی موصول ہوئی ہے ۔ رول 55 کے مطابق یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی ۔ یہ فوری نوعیت کی بھی نہیں فاضل محرک 1990-91ء کی رپورٹ کے بارے میں بات کر رہے ہیں اور گزشتہ تین چار سال کے دوران آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ مرتب نہیں کی گئی، پیش نہیں کی گئی تو وفاقی حکومت کے متعلقہ اداروں سے اس سلسلے میں جو کوتاہی ہوئی ہے اس کا نوٹس فوری طور پر لیا جانا چاہیے تھا اور اس کے بعد اسمبلیوں کے اجلاس منعقد ہوتے رہے ہیں اسمبلی مسلسل in session رہی ہے ۔ جو معاملہ قبل ازیں نہیں اٹھایا گیا وہ آج privilege matter نہیں بن سکتا البتہ جو بے ضابطگیاں ہوئی ہیں یہ موجودہ حکومت کے دور میں نہیں ہوئیں اور جو ان کی رپورٹ بنائی جاتی تھی وہ بھی سابقہ حکومت کی ذمہ داری تھی کہ وہ اسمبلی میں پیش کرتے۔ میں اس ایوان میں یہ یقین دہانی بھی کرانا چاہتا ہوں اور موجودہ حکومت کی کارکردگی بھی آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں کہ بے شک 8 ماہ ہوئے لیکن حکومت پنجاب نے اس بے ضابطگی کا اسمبلی میں رپورٹس نہ پہنچانے کا نوٹس لیا ہے اور آڈیٹر جنرل آف پاکستان کو اس بارے میں باضابطہ طور پر عملی کارروائی کرنے کے لیے ہدایات دی گئی ہیں ۔ جس کے نتیجے میں 1990-91ء کے مالی سال کی رپورٹس کی انگریزی زبان میں طباعت ہو چکی ہے لیکن چونکہ رولز کے مطابق پنجاب اسمبلی میں ایوان کے اندر ممبران کے استفادہ کے لیے یہ حسابات اردو زبان میں ہی رکھے جاتے ہیں ۔ انگریزی میں مرتب کی گئی رپورٹ کا اردو میں ترجمہ ہو رہا ہے اور عنقریب یہ رپورٹس ایوان میں رکھ دی جائیں گی ۔ اس لیے ہم قطعی طور پر نہ آئین کی خلاف ورزی کرنا چاہتے ہیں اور نہ رولز کو نظر انداز کر کے ان رپورٹس کو کہیں مخفیہ رکھنا چاہتے ہیں ۔ ان رپورٹس کی صحیح اور باضابطہ طور پر تیاری کے لیے فوری طور پر اسمبلی میں پیش کرنے کے لیے ہم اپنی ذمہ داریاں نبھانے کی پوری کوشش کر رہے ہیں ۔ جناب والا ، میں دوبارہ یہ یقین دلاتا ہوں کہ یہ رپورٹس اردو ترجمہ مکمل ہوتے ہی جلد از جلد ایوان کے اندر رکھ دی جائیں گی ۔ اس لیے میں آپ سے اور آپ کے ذریعے فاضل محرک سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ میری یقین دہانی کے مطابق اس تحریک پر زور نہ دیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، لاء منسٹر صاحب وضاحت کر کے بتا دیجئے کہ یہ رپورٹس 1990-91ء سے نہیں آئیں تو کیا اب 1990-91ء کی پیش ہوں گی یا 1991-92ء ,1992-93ء یعنی ایک دو رپورٹس پیش کر رہے ہیں یا 1993-94ء تک کر رہے ہیں؟

وزیر قانون ، جناب والا! چونکہ 1990-91ء سے یہ رپورٹس پیش نہیں ہوئی تھیں اس لیے متذکرہ عرصے سے لے کر انھیں ہدایات دی ہیں البتہ بالترتیب ان مالی سالوں کے حوالے سے رپورٹس تیار ہو جائیں گی

تو ہم ترتیب کے ساتھ ایوان کے اندر رکھ دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، میرے خیال میں سید تابش الوری نے آئین کے حوالے سے بہتر طور پر ایک نشان دہی کی ہے لیکن لاء منسٹر کی بھی یہ بات درست ہے ۔ میرے خیال میں سید تابش الوری بھی یہ بہتر سمجھتے ہیں کہ privilige کا breach ہونا چونکہ recent occurrence نہیں ہے اور آپ نے خود ہی بیان کیا ہے کہ 1990-91ء سے بدستور یہ پیش نہیں ہو رہیں تو مقصد یہ کہ یہ واقعی ایک ایسی بات ضرور ہے جو بے ضابطگی میں آتی ہے لیکن جس طرف آپ لے جانا چاہتے ہیں۔ میرے خیال میں آپ اس پر کچھ کہنا چاہتے ہیں آپ کو اجازت ہے میں پھر اپنی رولنگ دوں گا۔

سید تابش الوری ، جناب سپیکر! وزیر قانون نے بنیادی طور پر ایک تو recent occurrence کا فنی نکتہ اٹھایا ہے تو آپ اس طرف غور فرمائیں گے کہ میں نے لکھا ہے کہ 1990-91ء سے لے کر اب تک کسی سال کی رپورٹ اسمبلی میں پیش نہیں کی گئی ۔ میں نے صرف 1990-91ء کی بات نہیں کی۔ میں نے اب تک کی بات کی ہے ۔ تو چونکہ اب تک پیش نہیں ہوئی ہے اس لیے میری اس تحریک کو recent occurrence کے اعتبار سے خلاف ضابطہ قرار نہیں دیا جا سکتا ۔ اس میں دوسری بات میں یہ عرض کرنا چاہ رہا ہوں کہ میں نے اس اسمبلی کے قیام کے فوراً بعد اس موضوع پر اس سے پہلے بھی تحریک استحقاق پیش کی تھی اور ایسی ہی یقین دہانی پر میں نے اس پر زور نہیں دیا تھا۔ پھر میں نے اسی پر بس نہیں کی میں نے جناب سپیکر کے نام ایک خط لکھا کہ آڈیٹر جنرل کی رپورٹ کا پیش نہ ہونا ایک سنگین مسئلہ ہے ۔ اس لیے آپ جناب آڈیٹر جنرل ' جناب سپیکر ' اور وزیر خزانہ کی ایک میٹنگ منعقد کر کے اس مسئلے کو طے کرائیں اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ مسئلہ بھی اس وقت ان کے زیر غور ہے جس کی بنیاد پر شاید وزیر قانون کہہ رہے ہیں کہ انھوں نے کارروائی کو آگے بڑھایا ہے ۔ تو اب میں واضح طور پر یہ سمجھنا چاہ رہا ہوں کہ آیا یہ تین چار سال کی رپورٹ پیش کر رہے ہیں یا صرف 1990-91ء کی رپورٹ پیش کر رہے ہیں ۔ آپ نے بجا طور پر ان سے یہ وضاحت چاہی ہے لیکن وہ اسے گول مول کر رہے ہیں اور انھوں نے واضح طور پر یہ نہیں بتایا کہ آڈیٹر جنرل کی طرف سے کن کن سالوں کی رپورٹ ان کے پاس آ چکی ہے ۔ جناب والا ' یہ بڑی واضح سی بات ہے اور انھیں کہنا چاہیے ۔ اگر یہ سب رپورٹیں آ چکی ہیں اور وہ پیش کرنے والے ہیں تو میں اس پر زور نہیں دیتا اور اگر صرف 1990-91 کی رپورٹ آئی ہوئی ہے اور باقی نہیں آئیں تو پھر میں چاہتا ہوں کہ اس تحریک استحقاق کو کمیٹی کے سپرد کریں تاکہ معلوم کیا جا سکے کہ وہ وجوہ کیا ہیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جناب لاء منسٹر!

وزیر قانون ، جناب والا! میں نے بڑا واضح مؤقف اختیار کیا ہے اور میں نے اس بارے میں ذاتی طور پر information لی ہے جس کے حوالے سے آپ کے سامنے یہ بات رکھی ہے کہ 1990-91ء کی رپورٹس کی طباعت انگریزی زبان میں ہو چکی ہے اور ان کا اردو زبان میں ترجمہ کیا جا رہا ہے چونکہ اراکین اسمبلی کے استفادہ کے لیے ہم نے اردو زبان میں مسودے ایوان کے اندر پہنچانے ہیں ۔۔

MR DEPUTY SPEAKER: Order please.

وزیر قانون، اردو زبان میں رپورٹیں پیش کرنی ہیں۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ باقی مالی سالوں کی رپورٹس بھی حکومت پیش کر رہی ہے یا نہیں۔ اس بارے میں بھی میں نے واضح طور پر بات کی ہے کہ ہم جلد از جلد بالترتیب باقی رپورٹیں بھی ایوان میں رکھنا چاہتے ہیں۔ ہمیں اس معاملے میں قطعی طور پر کوئی جھجک نہیں ہیں کہ ہم ان مالی سال کی رپورٹیں ایوان میں پیش نہ کریں۔ یہ آئینی پابندی ہے اور حکومت کو ضابطے کے تحت بھی یہ کارروائی کرنی ہے اور اگر ان میں کوئی بے ضابطگیاں پائی جاتی ہیں اس میں ہم کہیں بھی قصور وار نہیں ہیں۔ اس لیے ہمیں قطعی طور پر کوئی جھجک نہیں اور نہ ہی ہم اس معاملے کو delay کرنا چاہتے ہیں۔ میں آپ کو فاضل محرک کو اور ایوان کو بھی یقین دلاتا ہوں کہ پوری تندہی کے ساتھ آڈیٹر جنرل آف پاکستان کے محکمے کے ساتھ رابطہ رکھتے ہوئے حکومت نے واقعی ہدایات کی ہیں کہ یہ رپورٹس فی الفور تیار کی جائیں تاکہ ہم ان کو ایوان میں رکھ سکیں۔ اس سلسلے میں کوئی کوتاہی نہیں ہو گی۔ اس تحریک استحقاق میں اب تک کے الفاظ سے یہ واقعہ recent occurrence نہیں بنتا۔ یہ پرانا معاملہ ہے یہ 91-1990ء کا ہے اور فاضل رکن جس تحریک کے حوالے سے ذکر کرتے ہیں وہ اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ کے بارے میں تھی ان کی تحریک واقعی ایوان میں آئی تھی اور اس پر ایوان میں یقین دہانی کرائی گئی تھی تو وہ اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ ایوان میں رکھ دی گئی تھی۔ میں اب بھی یقین دہانی کراتا ہوں یہ ان کی بھی ذمہ داری ہے اور ہماری بھی ذمہ داری ہے ہم انھیں ایوان میں ضرور رکھیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ آپ نے 91-1990ء کی بات تو کی۔ تو کیا باقی رپورٹس بھی اگلے اجلاس سے پہلے یا اگلے اجلاس تک یا وہ یہ پوچھ رہے کہ باقی بھی آ گئی ہیں یا صرف 91-1990ء کی آئی ہیں؟

وزیر قانون، جناب والا! ابھی تک باقی رپورٹس موصول نہیں ہوئیں۔ لیکن ان کے بارے میں بھی ہدایات دی گئی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تو امید کرتے ہیں وہ بھی آجائیں گی۔

وزیر قانون، بالکل جناب والا!

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔ تابش صاحب! میرے خیال میں وزیر قانون کی طرف سے واضح یقین دہانی کے بعد ------

سید تابش الوری، جناب والا! یہی تو مسئلہ ہے۔ اب تو وزیر قانون نے بھی اعتراف کر لیا ہے کہ یہ رپورٹس نہیں آئیں اور میں نے یہی نکتہ اٹھایا ہے کہ یہ رپورٹس کیوں نہیں آئیں؟ اس کے کیا محرکات ہیں کیا مضمرات ہیں؟ اس آئینی ذمہ داری میں تاخیر کیوں کی جا رہی ہے اسی کے لیے میں نے یہ تحریک پیش کی ہے اور میں اسی کے لیے چاہتا ہوں کہ آپ اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں تاکہ وہ اس کا جائزہ لے کر رابطہ بھی کر سکے ان کا جواب بھی لے سکے اور اس ہاؤس کو بھی اعتماد میں لے

کر آئندہ کے لیے ایک لائحہ عمل بنائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں وزیر قانون کی واضح یقین دہانی آ گئی ہے اور میں بھی اس پر یہی observation دیتا ہوں کہ وزیر قانون اس بارے میں پوری کوشش کریں تاکہ آئندہ اجلاس تک تمام رپورٹیں گورنر کو پیش کر دی جائیں تاکہ پھر ان کو اس اسمبلی میں پیش کیا جا سکے۔ یہ ایک آئینی بندش ہے اور اس کے مطابق ہونا چاہیے۔ مہربانی، شکریہ۔

سید تابش الوری:

تیرے وعدے پر جیے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا
کہ خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا

مطالبات زر بابت سال 95-1994ء پر بحث اور رائے شماری

جناب ڈپٹی سپیکر، میزانیہ بابت سال 95-1994ء مطالبات زر 95-1994ء پر بحث و رائے شماری کا ہم آغاز کرتے ہیں۔ میزانیہ 95-1994ء کے مطالبات زر کی کل تعداد 43 ہے جن میں سے 18 مطالبات زر میں تخفیف کی تحاریک موصول ہوئی ہیں۔ ان میں سے مندرجہ ذیل سات مطالبات زر میں تخفیف کی تحاریک پر حزب اقتدار اور حزب اختلاف میں اتفاق ہوا ہے۔ سب سے پہلے مطالبہ زر نمبر 10 ہے جو نظم و نسق عامہ کے بارے میں ہے۔ نمبر 2 مطالبہ زر نمبر 9 آبپاشی۔ نمبر 3 مطالبہ زر نمبر 5 جنگلات۔ مطالبہ زر نمبر 13 جو پولیس کے متعلق ہے اور مطالبہ زر نمبر 16 جو کہ صحت کے متعلق ہے۔ مطالبہ زر نمبر 18 زراعت۔ مطالبہ زر نمبر 26 تعمیر مکانات و عمل منصوبہ بندی شامل ہیں۔ ہم نے اس ترتیب کے ساتھ چلنا ہے۔ سب سے پہلے مطالبہ زر نمبر۔۔۔

سید تابش الوری، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! آج تحاریک التوائے کار بھی پیش ہونی چاہییں تھیں۔ میں تو یہ سمجھ رہا تھا کہ آپ وہ ٹیک اپ کرنے والے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سید تابش الوری آپ کی کٹوتی کی سات تحاریک ہیں اور اس میں بھی کافی فاضل اراکین کے نام ہیں وقت کم ہے کل اور آج کا دن ہے۔ میں نے تو یہ اس لیے کیا ہے کہ وقت بچ جائے گا اگر آپ مصر ہوں تو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ میں نے تو آپ کی سہولت کے لیے یہ کیا ہے تاکہ آپ کو زیادہ وقت ملے اور آپ اس پر سیر حاصل بحث کر سکیں۔

سید تابش الوری، جناب والا! مجھے آپ کی رائے سے کوئی اختلاف نہیں ہو سکتا لیکن میں نے اس لیے یہ پوائنٹ آف آرڈر پیش کیا ہے کہ ایک حق ہے اور ایک طریقہ ہے۔ آپ یہ کہتے کہ اب ہم تحاریک التوائے کار کو ٹیک اپ کرتے ہیں لیکن چونکہ آج یہ صورت حال ہے اس لیے اسے ہم ملتوی کرتے ہیں تاکہ۔۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے تو یہی سمجھا تھا کہ اس پر اتفاق رائے ہے۔۔۔۔۔۔۔۔

سید تابش الوری، تاکہ یہ نہ سمجھا جائے کہ آج تحاریک التوائے کار نہیں آ سکتیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں تحریک التوائے کار تو آ سکتی ہیں یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر جائز ہے اگر آپ مناسب سمجھتے تو آپ اسے ٹیک اپ کر سکتے ہیں ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں میں نے تو یہ اس لیے کیا ہے کہ میرے پاس کافی معزز اراکین کی فہرست ہے اور ایک ایک تحریک پر کافی دوستوں کے نام ہیں۔

سید تابش الوری ، جناب والا! اگر آپ نے اس مصلحت کے پیش نظر کیا ہے تو میں اسے درست سمجھتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، اسی کے پیش نظر کیا ہے۔ وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 10 پیش کریں۔

سید تابش الوری ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! 28 جون کی تاریخ فنانس بل کے لیے مقرر کی گئی تھی اور ایجنڈے میں بھی اسی کے مطابق جگہ رکھ دی گئی تھی لیکن اب اس میں تبدیلی کرکے فنانس بل کو بھی 27 تاریخ کو رکھ دیا گیا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ فنانس بل اہم ترین بل ہوتا ہے جس کے ذریعے عوام پر ٹیکس عائد کرنے کے اختیارات حاصل کیے جاتے ہیں اس پر تفصیلی بحث کے لیے یہ ضروری ہے کہ ایک دن الگ رکھا جائے چونکہ اسے سرسری طور پر اور عجلت میں پیش کرکے نہ اس پر بحث کی جا سکتی ہے اور نہ ہی اس کے اغراض و مقاصد سامنے آ سکتے ہیں اس لیے میں چاہتا ہوں کہ ایجنڈے میں تبدیلی کو بحال کرکے فنانس بل کے لیے 28 تاریخ علیحدہ طور پر رکھی جائے تاکہ ہاؤس اس بل کے مضمرات اور محرکات کو تفصیلی طور پر زیر بحث لا سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ یہ تبدیلی اپوزیشن اور حکومت کے درمیان افہام و تفہیم کے نتیجے میں عمل میں آئی ہے۔ یہ بات ٹھیک ہے کہ پہلے فنانس بل 28 تاریخ کو پیش ہونا تھا لیکن افہام و تفہیم کے نتیجے میں ایسا ہوا تو آج پھر ہم آپس میں بیٹھ جائیں گے اس میں کوئی ایسی بات نہیں کی کہ آج ہی اجلاس ختم ہو رہا ہے کل بھی اجلاس جاری رہنا ہے اگر آپ کی یا آپ کے قائد کی خواہش ایسی ہو گی تو اس میں کوئی امر مانع نہیں ہو گا۔ وزیر خزانہ۔

مطالبہ زر نمبر 10

وزیر خزانہ ، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ،

> ایک رقم جو 4 ارب 54 کروڑ 24 لاکھ 21 ہزار 520 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال 1994-95ء مختتمہ 30 جون 1995ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "نظم و نسق عامہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

> ایک رقم جو 4 ارب 54 کروڑ 24 لاکھ 21 ہزار 520 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال 1994-95ء مختتمہ 30 جون 1995ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا

اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "نظم ونسق عامہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔

سید تابش الوری ، میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، مطالبہ زر نمبر 10 میں تخفیف زر کی دو تحریکیں پیش کی گئی ہیں ان میں سے پہلی تحریک مندرجہ ذیل اراکین کی طرف سے ہے۔ یہ تو کافی نام ہیں میں اسے پڑھ دیتا ہوں ۔ سید تابش الوری۔ سردار حسن اختر موکل۔ سید ظفر علی شاہ۔ جناب تاج محمد خانزادہ ۔ چودھری محمد اقبال۔ چودھری محمد ریاض۔ میاں فضل حق۔ جناب محمد بشارت راجہ۔ ڈاکٹر محمد شفیق چودھری۔ پروفیسر ڈاکٹر نور محمد غفاری۔ جناب عبیداللہ شیخ۔ صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم۔ میاں عمران مسعود۔ خواجہ محمد اسلام۔ راجہ جاوید اخلاص۔ چودھری محمد حنیف خان۔ جناب ایس اے حمید۔ جناب بادشاہ میر خان آفریدی۔ جناب انعام اللہ خان نیازی۔ میاں معراج دین۔ میاں عبدالستار۔ جناب عثمان ابراہیم۔ چودھری شوکت داؤد۔ ارشد عمران سلہری۔ جناب شاہد ریاض ستی۔ میاں عبدالحمید۔ بریگیڈئر ریٹائرڈ ذوالفقار احمد ڈھلوں۔ سردار امجد حمید خان دستی۔ جناب امتیاز احمد۔ حاجی مقصود احمد بٹ ۔ اور ملک سلیم اقبال۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، سید تابش الوری صاحب اپنی تخفیف زر کی تحریک پیش کریں گے۔

SYED TABISH ALWARI: Sir,I move.-

That the total of Rs. 4,52,24,21,520/- on account of Demand No. 10-General Administration- be reduced to Re.1/-

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is.-

That the total of Rs 4,52,24,21,520/- on account of Demand No 10, General Administration be reduced to Re 1/-

MINISTER FOR LAW: I oppose it Sir .

سید تابش الوری، جناب والا! اسی کے ساتھ یہ دوسری کٹ موشن بھی ہے اگر ان کو ایک ساتھ لے لیا جائے تو بحث میں آسانی ہوجائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، وہ آگے ہے۔

سید تابش الوری ، جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ہاں جی لاء منسٹر وہ الگ ہے۔ آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے کہ دونوں اکٹھی کرکے اس پر بحث کرلی جائے یا علیحدہ علیحدہ بحث کی جائے۔

وزیر قانون ، اکٹھی بحث کرلی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی اکٹھی کرلی جائے۔ٹھیک ہے۔ مطالبہ زر نمبر 10 میں تخفیف کی اگلی تحریک مندرجہ بالا اراکین کی طرف سے ہے یہ بھی وہی اراکین ہیں یا فرق ہے؟

سید تابش الوری : وہی نام ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : وہی ہیں تو پھر سید تابش الوری یہ میاں عمران مسعود پیش کر دیتے ہیں۔

MIAN IMRAN MASOOD: I move:-

That the item of Rs. 2,64,90,090/- on account of Chief Minister's Secretariat (Demand No. 10 General Administration) be reduced by Rs 100/-.

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is -

That the item of Rs. 2,64,90,090/- on account of Chief Minister's Secretariat, (Demand No. 10 General Administration) be reduced to Rs. 100/-

MINISTER FOR LAW: I oppose it.

جناب ڈپٹی سپیکر : اب اپنی دونوں تحریکوں کے حق میں جنہوں نے بات کرنی ہے تو اجازت ہے۔

سید تابش الوری:

ظلم شب نے کوئی رنگ پھر اچھالا ہے
کہیں نمود سحر ہے کہیں اجالا ہے

رانا اکرام ربانی : جناب والا! اجالا ادھر ہے۔

سید تابش الوری : جناب والا! میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے جنرل ایڈمنسٹریشن کے متعلق تخفیف زر پہ بحث کے آغاز کی مجھے دعوت دی ہے۔ میرے نزدیک پیپلز پارٹی اس حسن اہتمام پر مبارک باد کی مستحق ہے کہ اس نے مرکز اور پنجاب میں خادموں اور محکوموں کے لیے دو مخدوموں کے بجٹ پیش کیے۔ غریبوں اور مزدوروں کی ہمدرد پیپلز پارٹی نے خزانے کی چابی مرکز میں بھی مخدوم کو دی ہے اور صوبے میں بھی مخدوم کو دی ہے۔ تاکہ خادموں ' محکوموں' مزدوروں اور کسانوں کی بہتر خدمت کی جاسکے۔ ظاہر ہے کہ مخدوموں سے بہتر اس خدمت کا اعزاز کسے حاصل ہوسکتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : سید تابش الوری میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔ مسئلہ یہ ہے کہ آپ ہی اس تحریک کو لے لیں اس پر تقریباً 36 فاضل اراکین نے کٹ موشن دی ہے اگر تمام کے تمام بولنا چاہتے ہیں تو یہ بھی آپ کی مرضی پہ منحصر ہے۔ اگر مجھے پہلے ہی نام لکھ کر دے دیے جائیں تو میں اسی ترتیب سے بلاؤں گا۔ یہ بات فائدہ مند رہے گی تاکہ آپ ساری صورت حال کو touch کرسکیں اور اس پر آپ اپنی بحث کرسکیں۔ شکریہ۔

سید تابش الوری: جناب والا! آپ کی رائے صائب ہے ہم اسی کے مطابق آپ کو فہرست فراہم کر دیں گے اور ہم کوشش کریں گے کہ ان ارکان میں سے کچھ منتخب ارکان آج اس بحث میں حصہ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، شکریہ۔

سید تابش الوری ، جناب والا! پنجاب کا موجودہ بجٹ اور اس بجٹ میں جنرل ایڈمنسٹریشن کی ڈیمانڈ اس پس منظر اور پیش منظر میں ہمارے سامنے آئی ہے کہ پنجاب کے اقتدار کی تکون میں زبردست رسہ کشی ہو رہی ہے اور حکومت اپنے اندرونی خلفشار کے باعث خطرے سے دوچار ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ جنرل ایڈمنسٹریشن، نظم و نسق عامہ پر اس کی گرفت کمزور ہو کر رہ گئی۔ امن و امان کا محل زمین بوس نظر آتا ہے۔ عوام عدم تحفظ کا شکار ہیں اور مہنگائی ، لاقانونیت اور رشوت کی اندھی طاقتوں کا راج پھیلتا چلا جا رہا ہے۔ ترقیاتی منصوبے منجمد ہو چکے ہیں اور پانی ، بجلی اور زراعت و معیشت کے بحران بڑھ رہے ہیں اور پارلیمانی روایت کے خلاف مالیاتی اعتبار سے صوبہ بنک کرپشن کی زد میں آ گیا ہے۔ جناب والا! آپ کو جب میں یہ بتاؤں گا تو آپ چونک جائیں گے کہ پنجاب اس وقت 80 ارب روپے کا مقروض ہے۔ گزشتہ سال یہ رقم ۷۰ ارب روپے تھی مگر موجودہ حکومت نے ایک سال کے اندر اندر اس میں دس ارب روپے کا اضافہ کر دیا جس پر ہم سالانہ سود 12 ارب روپے سے زاید ادا کر رہے ہیں جبکہ ہمارا پورا ڈویلپمنٹ بجٹ 12 ارب روپے کا بنایا گیا ہے۔ ہمارے پورے ڈویلپمنٹ پروگرام سے سالانہ سود کی رقم زیادہ ہے ۔ اگر یہ سود ختم ہو جائے تو ترقیاتی پروگرام دگنا ہو سکتا ہے اور اس وقت جبکہ مرکز اور صوبے میں پیپلز پارٹی حکمران ہے تو ان کے لیے کوئی مشکل نہیں کہ یہ بلوچستان اور دوسرے صوبوں کی طرح پنجاب کا بھی یہ out standing inetrest write of کروایا جائے تاکہ پنجاب کے عوام سود کی رقم ادا کرنے کی بجائے اس کو عوامی بہبود کے کاموں پر خرچ کر سکے۔ جناب والا! آپ جانتے ہیں کہ جب پہلے بجٹ آتا تھا تو عوام اپنی فلاح و بہبود کے لیے نئی نویدوں اور نئی خوش خبریوں کا انتظار کیا کرتے تھے۔ لیکن اب بجٹ آتا ہے تو عوام نئے عذابوں اور نئے ٹیکسوں کے خوف سے سہمے سہمے نظر آتے ہیں۔ چنانچہ اس مرتبہ بھی وفاقی حکومت نے عوام پر 28 ارب روپے بالواسطہ اور بلاواسطہ ٹیکس عائد کر دیے ہیں اور جوں جوں پردے میں چھپے ہوئے ان ٹیکسوں کے چہرے نمایاں ہو رہے ہیں پاکستانی عوام میں، پنجاب کے لوگوں میں اضطراب و اشتعال بڑھتا جا رہا ہے۔ اور آج آپ نے دیکھا ہے کہ سارا ملک ان ٹیکسوں کے خلاف احتجاج و اشتعال کی تصویر بن کر ہڑتالوں اور احتجاجوں کی زد میں ہے۔ آج تمام کاروبار ، تمام کارخانے، تمام ٹرانسپورٹس احتجاجاً بند ہیں۔ کیونکہ عوام دوست حکومت نے عوام کے لیے ٹیکسوں کا ایسا تحفہ دیا ہے ، ایسا بوجھ لادا ہے جس سے عوام کی کمر ٹوٹ گئی ہے اور وہ اپنے احتجاج کو، اپنے اشتعال کو حکومت کے سامنے لانے کے لیے اپنے کاروبار تک بند کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ جناب والا! چند سالوں سے یہ خوش آئند روایت چلی آ رہی تھی کہ مرکز تو ٹیکس لگاتا تھا۔ لیکن صوبہ عوام کو ٹیکسوں سے محفوظ رکھتا تھا۔ پچھلے تین چار سالوں کے بجٹ میں عوام پر نئے ٹیکس نہیں لگائے گئے۔ یہاں تک کہ عبوری حکومت نے بھی نئے ٹیکس نہیں لگائے۔ لیکن یہ موجودہ حکومت کو اعزاز حاصل ہے کہ اس نے مرکز کے ساتھ ساتھ 28 ارب روپے کے بوجھ کے ساتھ ساتھ پنجاب میں 72 کروڑ روپے کے ٹیکسوں کا بوجھ عوام پر لاد دیا۔ جناب والا! وزیر خزانہ نے صرف 30 کروڑ کے نئے ٹیکسوں کا

ذکر کیا ہے اور 42 کروڑ روپے کی وہ رقم چھپا گئے ہیں' نظر انداز کر گئے ہیں جو پچھلے ٹیکسوں میں ردوبدل کر کے اضافی طور پر لوگوں سے حاصل کی جائے گی اور اس طرح سے 30 کروڑ روپے نہیں' 72 کروڑ روپے کے ٹیکسوں کا عذاب پنجاب کے عوام پر مسلط کر دیا گیا ہے۔

جناب والا! بلاشبہ بجٹ میں دو تین ایسے پہلو ہیں جن کی تعریف کی جانی چاہیے۔ ان میں سے ایک پہلو پنجاب میں لازمی پرائمری تعلیم کا نفاذ ہے اور اس کے لیے 42 ہزار سے زائد اساتذہ کو تعینات کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے جس کے ذریعے صوبے کے بے روزگار گریجوایٹس کو اور طالبات اور طالب علموں کو روزگار کے مواقع میسر آئیں گے۔ دوسرا خوش آئند پہلو یہ ہے کہ مرکز کی طرح پنجاب میں بھی سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں اضافے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ جناب سپیکر' اس وقت سرکاری ملازمین سفید پوش افراد اور محدود آمدنی رکھنے والے طبقے مہنگائی کے عفریت کی براہ راست زد میں ہیں اور ان کی زندگی اجیرن ہو چکی ہے۔ وہ اپنے معیار زندگی میں آخری درجے پر آ گئے ہیں۔ ان کی آمدنی ایک جگہ ٹھہری ہوئی ہیں اور اخراجات لامحدود طریقے سے بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ اس لیے اس بات کی ضرورت تھی کہ ان کی تنخواہوں میں اضافہ کیا جاتا۔ لیکن یہ اضافہ مہنگائی کے تناسب سے اور بڑھتے ہوئے اخراجات کے حوالے سے کسی طرح سے بھی مناسب نہیں۔ اور اس میں یہ بھی کوتاہی کی گئی ہے کہ سرکاری ملازمین کے ساتھ پنشنرز کے لیے اضافی رقم نہیں رکھی گئی۔ پنشنرز کو مہنگائی کا اضافی الاؤنس نہیں دیا گیا۔ پنشنرز بھی ہمارے ریٹائرڈ سرکاری ملازم ہیں۔ ان کے بھی حالات وہی ہیں جو دوسرے سرکاری ملازمین کے ہیں۔ بلکہ سرکاری ملازمین تو اور بھی سلسلوں سے اپنا معاشی نظام چلا رہے ہیں لیکن پنشنرز کے ساتھ تو یہ سہولت بھی میسر نہیں۔ اس لیے میں چاہوں گا کہ وزیر خزانہ نہایت ہمدردی اور دردمندی کے ساتھ اپنے فیصلے پر نظرثانی کرتے ہوئے اضافی تنخواہ کے لیے اس مہنگائی الاؤنس میں پنشنرز کو بھی ساتھ شامل کریں تاکہ وہ بھی باعزت زندگی بسر کر سکیں۔

جناب والا! جنرل ایڈمنسٹریشن صوبے کی ہیئت حاکمہ ہوتی ہے۔ یہ ایسا سانچہ اور ڈھانچہ ہوتی ہے جس کے تحت صوبے کے تمام انتظامات کو بہتر بنانے کے اقدامات کیے جاتے ہیں۔ لیکن جناب والا' ایک فلاحی مملکت کا بنیادی فرض یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے غیر ترقیاتی اخراجات' اپنے انتظامی اخراجات کو محدود تر کر دے اور عوام کی فلاح و بہبود کے منصوبوں کو' عوام کی فلاحی سکیموں کو' عوام کے رفاہی کاموں کو ترجیحی بنیاد پر آگے لا کر ان کے لیے زیادہ رقوم مختص کرے۔ لیکن ہمیں یہ دیکھ کر حیرت ہو رہی ہے کہ موجودہ حکومت نے جنرل ایڈمنسٹریشن کے لیے موجودہ سال 506 کروڑ 75 لاکھ کی رقم رکھی تھی جو بڑھ کر 5 ارب 7 کروڑ ہو گئی اور آئندہ سال یہ رقم 5 ارب 7 کروڑ سے بڑھ کر آٹھ ارب 37 کروڑ 81 لاکھ روپے ہو رہی ہے۔ یعنی جنرل ایڈمنسٹریشن پر ایک سال کے اندر تین ارب بیس کروڑ روپے سے زاید کا اضافہ کیا جا رہا ہے۔ جناب والا! ایک ایسا صوبہ جو bankruptcy کے قریب ہے' دیوالیہ ہونے والا ہے اس کے اخراجات کو بےرحمی کے ساتھ کم کیا جانا چاہیے تھا۔ لیکن موجودہ حکومت نے نوکرشاہی اور وزارت شاہی کے اللے تللوں کو بڑھانے کے لیے' ان کی شاہ خرچیوں کو بےلگام کرنے کے لیے

انھیں تین ارب بیس کروڑ روپے مزید تحفتاً عطا کردیے۔

جناب والا! اسی طرح سے لاء اینڈ آرڈر کے لیے اس سال ابتدائی خرچ کا تخمینہ 4 ارب 57 کروڑ تھا۔جناب والا! میں چاہتا ہوں کہ آپ ہاؤس کو in order کریں۔ میں نہایت اہم اعداد و شمار کے ذریعے اس صوبے کے معاملات کو آپ کے ذریعے اس ایوان کے سامنے پیش کر رہا ہوں۔اس لیے میں چاہتا ہوں کہ آپ ہاؤس سے درخواست کریں کہ وہ میری گزارشات کو توجہ سے سنیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ باتیں سنیں' خصوصاً وزراء حضرات۔ سعید اکبر خان۔ تابش الوری کی درخواست ہے اور وہ بڑی جائز ہے کہ وہ ایک مسئلے پر اظہار خیال کر رہے ہیں۔ تو جو فاضل اراکین بیٹھے ہیں وہ ایک دوسرے سے خوش گپیوں میں مشغول ہیں۔ براہ مہربانی ذرا توجہ کیجئے۔ مہربانی۔

سید تابش الوری ، جناب والا! میں کہہ رہا تھا ----(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں وہ بڑی اچھی اردو بولتے ہیں اور اس میں کچھ ثقیل الفاظ آجاتے ہیں جنہیں یہ سمجھ نہیں رہے ۔ جی تابش الوری۔

سید تابش الوری ، جناب والا! میں کوشش کروں گا کہ زیادہ ثقیل الفاظ استعمال نہ کروں۔

رانا محمد فاروق سعید خاں ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی فاروق صاحب۔

رانا محمد فاروق سعید خاں، جناب والا! محترم بزرگ سید تابش الوری کی تقریر ہمیں تو بالکل یاد ہوتی ہے ۔ اس لیے ہم کوئی خاص نہیں سن رہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، تشریف رکھیں۔ جی سید تابش الوری۔

سید تابش الوری ، جناب سپیکر! مجھے خوشی ہے کہ جو بات میں نے کہی نہیں وہ دوست کو ازبر ہو گئی ہے ۔ جناب والا! میں عرض کررہا تھا کہ پنجاب میں لاء اینڈ آرڈر کے لیے اس سال ابتدائی خرچ کا تخمینہ 4 ارب 57 کروڑ روپے تھا جو نظرثانی کے بعد 4 ارب 86 کروڑ روپے ہوگیا اور آئندہ سال کے لیے یہ مزید بڑھ کر 4 ارب 88 کروڑ 58 لاکھ روپے ہو رہا ہے۔ یعنی اڑھائی کروڑ روپے زیادہ۔ جناب والا! غریب قوم نوکر شاہی ' وزارت شاہی ' مشیر شاہی اور پولیس شاہی کی ساری شاہ خرچیاں برداشت کر لیتی اگر اس صوبے کے نظم و نسق کو درست کرلیا جاتا ۔ وہ یہ سارا خرچہ برداشت کر لیتی اگر لوگوں کی جان ومال محفوظ ہو جاتے ۔ یہ قوم سارا خرچہ برداشت کر لیتی اگر حصول انصاف کی سہولتیں میسر آجاتیں ۔ لیکن یہاں تو جوں جوں اخراجات بڑھ رہے ہیں' جرائم بڑھ رہے ہیں۔ اخراجات بڑھ رہے ہیں' بدامنی بڑھ رہی ہے ۔اخراجات بڑھ رہے ہیں ،قتل و غارت بڑھ رہے ہیں۔ اخراجات بڑھ رہے ہیں تو آپ نے دیکھا ہے کہ ناانصافی بے ایمانی اور بدعنوانی کی داستانیں پھیلتی چلی جارہی ہیں۔ جناب والا! آج صوبے اور ملک کی جو حالت ہے وہ میں نہیں کہتا قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو (مرحوم) کے ولی عہد مرتضیٰ بھٹو فرماتے ہیں کہ پیپلز پارٹی نے روٹی' کپڑا اور مکان کا نعرہ چھوڑ کر کرپشن کا بازار گرم کر رکھا ہے۔

مرتضیٰ بھٹو کہتے ہیں کہ لوٹ مار کا بازار گرم ہے۔ خزانے اور سرکاری وسائل کو پیپلز پارٹی کے ارکان بے رحمی سے لوٹ رہے ہیں۔ یہ میں نہیں کہہ رہا یہ قائد عوام کے ولی عہد کہہ رہے ہیں۔ اور ساتھ وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ اب میں آگیا ہوں تو پیپلز پارٹی کے ان جیالوں سے اس کمائی کو ان کے پیٹوں سے نکلواؤں گا جو بھی ہضم کرتے چلے جارہے ہیں۔ جناب والا! آج ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ جنرل ایڈمنسٹریشن------

جناب تاج محمد خان زادہ : جناب والا! جس کا ذکر ہو رہا ہے کہ وہ باہر سے پھر سال بعد آ کر کہہ رہے ہیں کہ ملک لوٹا جارہا ہے۔ جب کابل کے ایئر پورٹ پر جنرل رحیم کے ملٹری سیکرٹری جو اس کا بیٹا تھا کو بے دردی سے قتل کیا گیا تھا۔ کیا اس میں یہ شامل نہیں تھا اور اس کو کس چیز پر معافی ملی ہے کہ جنرل رحیم کے کپتان جوان بیٹے کو ہوائی جہاز سے باہر پھینک کر قتل کیا گیا تھا اس کا جواب کس کے پاس ہے؟

سید تابش الوری : جناب سپیکر! میں موازنہ کر رہا تھا کہ فلاحی مملکت جنرل ایڈمنسٹریشن پر کم خرچ کیا کرتی ہے اور فلاحی منصوبوں پر زیادہ خرچ کرتی ہے۔ لیکن ہمارے صوبے کی فلاحی مملکت نے، فلاحی حکومت نے جنرل ایڈمنسٹریشن کے اخراجات تو بڑھائے ہیں۔ انتظامیہ کے اخراجات تو بڑھائے ہیں۔ لیکن عوام کی بہبود اور کمیونٹی سنٹر کے سلسلے میں کل بجٹ کا 38 فیصد سے گھٹا کر 37 فیصد کر دیا ہے۔ انتظامیہ کے اخراجات ڈبل ہو رہے ہیں۔ اور عوامی بہبود کا حصہ کم ہو رہا ہے۔ جس سے واضح طور پر اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ موجودہ حکومت عوام دوست نہیں بلکہ دانستہ یا نادانستہ طور پر عوام دشمنی کا کردار ادا کر رہی ہے۔ جو کسی طرح سے بھی قابل رشک نہیں۔ جناب والا! یہ حکومت بیورو کریسی کے لیے فیاض اور عوام کی فلاح و بہبود کے کاموں کے لیے بخیل نظر آئی ہے۔ حالانکہ اس کے دعویٰ اس کے برعکس ہیں۔ جناب والا! وزیر خزانہ نے کل ایک بار پھر دعویٰ کیا ہے کہ اگر مرکز سے انہوں نے زیادہ گرانٹ حاصل کی ہے۔ یہ دعویٰ گمراہ کن، غلط اور بے بنیاد ہے۔ انہوں نے تضاد بیانی کا بھی مظاہرہ فرمایا ہے۔ ایک طرف تو وہ کہتے ہیں کہ میاں نواز شریف نے این ایف سی ایوارڈ اتنی عجلت میں منظور کیا کہ صوبہ پنجاب کو 4 ارب روپے سالانہ کا نقصان ہو رہا ہے۔ ایک تو مجھے ان سے یہ سمجھنا ہے کہ کون سا نقصان ہے جو 4 ارب روپے کی صورت میں انہوں نے تلاش کیا ہے۔ جب تک ہمیں حقائق کا علم ہے جب تک وائٹ پیپرز انکشاف کر رہا ہے اس کے مطابق پچھلے سال خسارہ بھی میاں نواز شریف کے دیے ہوئے این ایف سی ایوارڈ کے مطابق اپنے بجٹ میں تبدیل کر لیا اور اس سال بھی 250 کروڑ روپے کی بچت کا بجٹ صرف اس لیے آپ دے رہے ہیں کہ اس این ایف سی ایوارڈ کے تحت آپ کو زیادہ حصہ ملا ہے۔ جناب والا! این ایف سی ایوارڈ کی بنیاد یہ تھی کہ پاپولیشن کی بنیاد پر تمام صوبوں کو ان کا حصہ دیا جائے گا۔ جناب والا! 1975ء کے بعد کسی حکومت کو یہ توفیق نہیں ہوگی کہ وہ آئین کے تحت اس ذمہ داری کو پورا کرتے ہوئے این ایف سی ایوارڈ دیتی۔ میاں نواز شریف کے عہد میں پہلی دفعہ یہ تاریخی کارنامہ انجام دیا گیا کہ تمام صوبوں کو آبادی کی بنیاد پر divisible pool سے

حصہ دینے کا فیصلہ ہوا اور اس divisible pool میں اس طرح سے اضافہ کیا گیا کہ پہلے صرف تین چیک شامل تھے۔ صوبوں کو فائدہ پہنچانے کے لیے دو اور چیک اس میں شامل کیے گئے اور اس کے نتیجے میں divisible pool بڑھا' تو پنجاب کا حصہ بھی بڑھ گیا اس طرح سے یہ کہنا کہ اس حکومت نے پنجاب کو کوئی غیر معمولی فائدہ پہنچایا ہے۔ وزیر خزانہ کا یہ دعویٰ کسی طور پر بھی درست نہیں۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔ ریاض حشمت جنجوعہ! پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ، جناب والا! میرا نکتۂ اعتراض یہ ہے کہ فاضل مقرر نے ڈیمانڈ نمبر 10 پر کٹوتی کی تحریک پیش کی ہے۔ اور انہوں نے جو نکات اپنی تحریک تخفیف زر میں اٹھائے ہیں انہیں اپنی تقریر کو ان نکات تک محدود رکھنا چاہیے۔ جب کہ وہ اس وقت جنرل بجٹ پر تقریر کر رہے ہیں۔ ڈیمانڈ نمبر 10 پر تقریر نہیں کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ نے ٹھیک نشان دہی کی ہے۔ میں بھی رول 116 کو پڑھ رہا تھا۔ میں بولنے والا تھا کہ آپ نے مجھے اپنی طرف متوجہ کر لیا۔

سید تابش الوری، جناب والا! میں نے ان کا نکتہ سمجھ لیا ہے۔ میں آپ کی توجہ اپنی اس تحریک کی طرف دلانا چاہتا ہوں جس میں' میں نے کہا ہے کہ The matter sought to be discussed is the policy "Under lying the demand". میں اس ساری پالیسی کو یہاں پر زیر بحث لاسکتا ہوں۔ جو اس ڈیمانڈ کے تحت موجود ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہاں وہ ٹھیک ہے۔ سید تابش الوری ایک منٹ میری بات سنیے۔ آپ نے ایک تو ایک روپے کی کٹ دی ہے اور ایک سو روپے کی کٹ ہے۔ آپ بخوبی سمجھتے ہیں تو آپ ان دونوں کے اندر رہتے ہوئے بات کریں۔ اس کے ساتھ میں یہ بھی کہوں گا کہ چودھری پرویز الہیٰ صاحب قائم مقام لیڈر آف اپوزیشن متوجہ ہوں کہ تقریباً تیس کے قریب آپ کے فاضل اراکین نے اسی کٹ موشن پر نام دیے ہیں۔ تو میں یہ چاہوں گا کہ وہ جو debates ہوتی ہیں۔ اس پر time limit تو مقرر کی جا سکتی ہے۔ تو میں نے یہی کہا تھا کہ اگر ایک فاضل رکن ہی تمام عرصہ بولتا رہے تو پھر دوسروں کا گلہ شکوہ اور pressure سپیکر پر آجاتا ہے کہ ہمیں بولنے نہیں دیا گیا۔ ہمیں وقت نہیں دیا گیا۔ میں یہ کہوں گا کہ وقت تو گزرتا جا رہا ہے۔ اس لیے آپ اس سلسلہ میں فیصلہ کریں۔ سید تابش الوری کو میں کہوں گا کہ آپ اس کو ذرا مختصر کیجیے۔ بڑی مہربانی' شکریہ۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! میں نے عرض کیا تھا کہ وہ جو طویل فہرست ہے آپ اس سے تھوڑا سا خوفزدہ نظر آتے ہیں۔ ہم نے اسے بہت مختصر کر دیا ہے اور ہم جانتے ہیں کہ یہ ہمارا وقت ہے اور اسے کتنا بہتر طور پر استعمال کرنا چاہیے۔ آپ اس کے لیے جو توجہ فرما رہے ہیں ہم اس کے لیے آپ کے شکر گزار ہیں۔ ہم چار پانچ سے زیادہ مقرر اظہار خیال نہیں کریں گے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایسی ڈیمانڈ ہے جس پر زیادہ تفصیل کے ساتھ بحث کی جا سکتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ٹھیک ہے۔ Please continue.

سید تابش الوری ، جناب والا! وزیر خزانہ نے دعویٰ تو یہ کیا ہے کہ مرکز سے انھیں زیادہ حصہ ملا ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ پنجاب کو population کے اعتبار سے جو حصہ ملنا چاہیے وہ 727 کروڑ روپے بنتا ہے۔ لیکن پنجاب کو اس سے محروم رکھا گیا ہے اور پنجاب کی ایڈمنسٹریشن مرکز کے سامنے اپنا مقدمہ پیش کرنے میں ناکام رہی۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ ، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی۔ ریاض حشمت جنجوعہ۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ ، جناب سپیکر! میرا دوبارہ نکتہ اعتراض وہی ہے۔ میں نے گزارش کی ہے کہ مطالبہ نمبر 10 پر جنرل ایڈمنسٹریشن پر بات ہے جبکہ وہ بجٹ پر بات کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں، نہیں ۔ وہ اسی سلسلہ میں کر رہے ہیں۔ آپ بھی ان کو بات شروع کرنے دیں۔

سید تابش الوری ، جناب سپیکر! میں دیکھ رہا ہوں کہ پنجاب مسلسل پس ماندگی کی دلدل میں اترتا جا رہا ہے لیکن پنجاب کے لیے مرکز نے ایک روپے کی بھی اضافی گرانٹ نہیں دی۔ میں دعویٰ کر رہا ہوں کہ پنجاب کو مرکز نے ایک روپے کی بھی اضافی گرانٹ اس کے حصے سے زاید نہیں دی جبکہ تعمیر سندھ کے نام پر 2500 کروڑ روپے مرکز نے علیحدہ دیے اور کراچی کی ترقی کے لیے اربوں روپے کا ایک علیحدہ Package دیا گیا ہے۔ ہمیں اس پر اعتراض نہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر ، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، چودھری وصی ظفر! پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! یہ رول 180 (1) گر آپ ملاحظہ فرمائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی۔ ٹھیک ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب یہ time limit کا ہے اور اس میں یا تو ہاؤس کی sense ہے یا اس کی جو سب کلاز (3) ہے۔ آپ اپنی discretion سے speeches پر time limit دیکھ کر کہ پیچھے کتنے ممبر ہیں رکھ سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ٹھیک ہے لیکن مسئلہ یہی ہے کہ یہ کٹ موشنز اپوزیشن کی طرف سے ہی ہیں تو اس میں ان کا ہی ٹائم ہے کہ وہ کوئی ایک ممبر دے کر باقی ممبران بولنا ہی نہیں چاہتے تو ہمیں اس میں کیا اعتراض ہے؟ یہ اس وقت ہوتا ہے کہ جب حزب اقتدار کی طرف سے بھی تقاریر ہوتی ہوں۔ یہ تحاریک ہائے کٹوتی تو اپوزیشن کی ہیں اور وہی صرف ٹائم لے کر اس کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر ، نہیں۔ جناب! ایسی رولنگ نہ فرمائیں جو کل کو دقت پیش آئے۔ یہ اس وقت نہیں ہوتا۔ اس میں بڑا واضح ہے ۔ "Whenever the debate on any motion in

"connection" چاہے ان کی طرف سے چاہے ہماری any motion لفظ استعمال ہوا ہے۔ ان کا اور ہمارا کوئی لفظ استعمال نہیں ہوا ہے۔ "In connection with a Bill or on any other motion becomes protracted the Speaker may, after taking the sense of the Assembly"

اب sense میں ہم بھی اسمبلی میں شامل ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ کی بات جائز ہے لیکن میں کچھ concession دے رہا ہوں۔ آپ بیٹھیں۔ تشریف رکھیں۔

سید ظفر علی شاہ : پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی ظفر علی شاہ۔

سید ظفر علی شاہ : جناب سپیکر! میں معذرت چاہوں گا' جناب نے کہا ہے کہ ان کی بات درست ہے اور ان سے بھی معذرت چاہتے ہوئے کہ ان کی بات درست نہیں ہے۔ Rule 180 is not relevant to this میں جناب کی اور آپ کی وساطت سے اپنے فاضل ممبر کی خدمت میں عرض کروں گا کہ۔۔۔

Whenever the debate on any motion in connection with a Bill... .

جناب ڈپٹی سپیکر : نہ نہ۔۔۔۔۔

SYED ZAFAR ALI SHAH: This is not a Bill

جناب ڈپٹی سپیکر : نہ نہ۔ آگے بھی چلیں۔

SYED ZAFAR ALI SHAH: "Or on any other motion becomes protracted"

جناب ڈپٹی سپیکر : ہاں۔۔۔۔۔۔

سید ظفر علی شاہ : اس طرح نہ کریں جناب۔ یہ جو ڈیمانڈ ہے یا یہ جو موشن ہے۔ کٹ موشن پر بالخصوص 116 کا پھر (a) دیکھیں۔ اس میں جو کٹ موشن move کرتا ہے وہ اپنی alternative policy اور اپنی suggestion از خود liberty دے سکتا ہے۔ اس لیے یہ 180 اس کے رستے میں رکاوٹ نہیں بنتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر : نہیں۔ یہ اسی میں آتی ہے۔ All kinds of motion, it may be Cut Motion, may be any other Motion. جی۔۔۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ دوسرے صوبوں کو ان کی ضرورت کے مطابق۔۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جناب خاکوانی' آپ کا بھی کوئی نکتہ ہے؟

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی : جی ہاں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی' اقبال خاکوانی۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی : جناب سپیکر! ابھی آپ نے فرمایا کہ اگر وہ اپنے ایک ہی ممبر کو بولنے

دے رہے ہیں تو ہمیں کیا اعتراض ہے؛ جناب ! آپ نے یہ تو لفظ "ہمیں" کا استعمال کیا ہے' آپ تو neutral ہیں۔ آپ نے اپنے آپ کو یعنی ان کی پارٹی سے منسلک کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں' نہیں' ہمارا مطلب یہ بھی ہے اور وہ بھی ہے۔ ایک نہیں ہے۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی ، آپ کہتے کہ آپ کو کیا اعتراض ہے؛

جناب ڈپٹی سپیکر ، "ہمیں" یہ تمام ہاؤس کے لیے ہے۔ ہم میں تمام آتے ہیں۔ جی۔

چودھری شوکت داؤد ، ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جناب شوکت داؤد' بیٹھیں۔ فاضل رکن کو تقریر کرنے دیں۔

سید تابش الوری ، جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ مرکز کسی صوبے کو چاہے کتنی ہی گرانٹ دیتا ہے' ہمیں اس پر اعتراض نہیں ۔ انھیں ضرور گرانٹ دی جائے۔ لیکن پنجاب کو نظر انداز کرنے کی پالیسی ترک کرنا ہو گی۔ یہ کیا ستم ظریفی ہے کہ مرکز میں اقتدار کی تعمیر تو پنجاب کرتا ہے۔ اقتدار تو پنجاب مرتب کرتا ہے لیکن جب مرکز میں اقتدار پر فائز ہو جاتے ہیں تو وہ پنجاب کی جگہ سندھ کی تعمیر کے لیے وقف ہو جاتے ہیں۔ ہمیں اس بات کی ضرورت ہے کہ اب احتساب بھی کریں اور جائزہ بھی لیں۔ ہمیں سوچنا ہے کہ ہم کب تک معذرت خواہانہ' مصلحتانہ' منافقانہ اور جبری ایثار کا رویہ اختیار کیے رکھیں گے۔ پنجاب کو اس رویے سے ماضی میں غیر معمولی نقصانات ہوئے ہیں اور معیشت اور زراعت کے مختلف شعبوں میں اسے بہت سے خساروں کا سامنا کرنا پڑا ہے لیکن میں خبردار کرنا چاہتا ہوں کہ اب حالات اس مقام پر آ گئے ہیں کہ پنجاب کی معیشت دیمک خوردہ ہو گئی ہے۔ پنجاب کا معاشی درخت بظاہر ہرا بھرا سرسبز نظر آتا ہے لیکن اس کی جڑوں میں اتری ہوئی دیمک نے اس درخت کو اتنا نقصان پہنچا دیا ہے اگر اس دیمک کا علاج نہ کیا گیا تو پنجاب کی معیشت کا درخت زمین پر آ گرے گا اور پورے پنجاب کے عوام کو اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔

جناب والا! ماضی میں پنجاب کو چھوٹے صوبوں کے حقوق کا غاصب کہہ کر مجرم ضمیری میں مبتلا کیا گیا۔ پنجاب کو بڑا بھائی اور ترقی یافتہ کہہ کر تعمیر و ترقی کے نئے امکانات سے محروم کرنے کی سازش ہو رہی ہے جسے بے نقاب کیا جانا چاہیے۔ اب آئیے ہم حزب اختلاف اور حزب اقتدار دونوں طرف کے ارکان مل کر پنجاب کی اجتماعی بقاء کے لیے ' پنجاب کی ترقی کے لیے' پنجاب کی تعمیر کے لیے ' عوام کی خوشحالی کے لیے ایک متفقہ مؤقف اختیار کریں کیونکہ زیادہ عرصے تک اب پنجاب کی معاشی تباہی کا خاموش تماشا نہیں دیکھا جا سکتا۔ جناب والا! ہم یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ پنجاب میں سندھ اور بلوچستان سے زیادہ پس ماندہ علاقے ہیں ----------

چودھری محمد وصی ظفر ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! ہمیں ان کی یہ offer بالکل قبول ہے یہ مشترکہ طور پر بجٹ منظور فرمائیں' ہم ہر معاملے میں ان کے ساتھ ہیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بیٹھیں تشریف رکھیں۔ جی سید تابش الوری۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ پنجاب کو ترقی یافتہ صوبہ کہہ کر اس کو حاصل حقوق سے بھی محروم کیا جا رہا ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ پنجاب میں سندھ، بلوچستان اور سرحد سے بھی زیادہ پس ماندہ علاقے موجود ہیں۔ جہاں انسان شرم ناک اور غیر انسانی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ جہاں حیوان اور انسان ایک تالاب اور ایک جوہڑ سے ایک ساتھ پانی پیتے ہیں۔ جہاں لاکھوں کی آبادیوں کے لیے دو وقت کی روٹی اور سر چھپانے کے لیے چھت اور پینے کے لیے صاف پانی تک میسر نہیں ہے اس لیے پنجاب کے ان پس ماندہ علاقوں کے عوام کی چیخوں اور سسکیوں کو اب سنا جانا چاہیے کیونکہ یاد رکھیے کہ جب آپ عوام کی آواز دباتے رہیں گے تو ایک ایسا لاوا پھٹ پڑے گا انقلاب کی ایک ایسی صورت ابھرے گی جو ساری انتظامیہ کو بہا لے جائے گی ----------

جناب ڈپٹی سپیکر : سید تابش الوری۔ آپ اب angle سے باہر جا رہے ہیں۔

سید تابش الوری : جناب والا! میں عرض کر رہا ہوں کہ ہماری صوبائی انتظامیہ، صوبائی کابینہ، صوبائی وزارتیں، صوبائی وزراء، صوبائی مشیر ناکام ہو گئے ہیں کہ پنجاب کا حق مرکز سے حاصل کر سکیں۔ پنجاب کے عوام کی ضروریات کی تکمیل کر سکیں۔ جناب والا! میں وہی صورت حال آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں کہ پنجاب کو ترقی یافتہ کہہ کر تمام ترقی یافتہ سہولتوں سے محروم رکھا جا رہا ہے اور مرکزی گرانٹ ان صوبوں کو مل رہی ہے جو مرکز کے خلاف علم بغاوت بلند کیے رکھتے ہیں پنجاب اس لیے خسارے میں ہے کہ اس نے ہمیشہ پاکستانیت کی Nationalism کی اور پاکستان کی بقا کا ساتھ دیا ہے۔ یہاں پر کبھی بغاوت کی باتیں نہیں ہوئی ہیں پنجاب میں کبھی علیحدگی کی تحریکیں نہیں چلیں۔ پنجاب میں کبھی کوئی بغاوت کی تحریک نہیں چلی اسی لیے مرکز ان کی بات سنتا ہے جو بغاوت کرتے ہیں اور انہیں دباتا ہے جو پاکستان کی وفاداری کا دم بھرتے ہیں۔ جناب والا! وزیر خزانہ نے پس ماندہ علاقوں کی سرپرستی کا دعویٰ بھی کیا ہے لیکن بہاولپور ڈیرہ غازی خان مظفر گڑھ میاں والی اور دوسرے سرائیکی خطے میں ترقی اور تعمیر کی جگہ تنزلی اور پس ماندگی کے سائے گہرے ہوتے چلے جا رہے ہیں ہم محسوس کرتے ہیں کہ ان علاقوں کے لئے ترقی یافتہ علاقوں کے مقابلے میں کم رقوم مختص کی گئی ہیں جس سے اس سارے خطے میں محرومی کا احساس شدید ہوتا جا رہا ہے۔ جناب والا! بہاولپور اور دوسرے پس ماندہ علاقوں کے لیے اس بات کی ضرورت ہے کہ پنجاب کی انتظامیہ ترجیحی بنیاد پر ترقیاتی رقوم ان کے لئے مختص کرے۔ چونکہ یاد رکھیے کہ جب تک آپ انصاف نہیں کریں گے برابری کی بنیاد پر سارے صوبے کے عوام کو ان کا حق نہیں دیں گے وہاں بے اطمینانی اور محرومی کی تحریکیں جنم لیں گی۔ جناب والا! محرومیاں ہیں اور میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم ان پس ماندہ علاقوں کو اولین ترجیح دے کر یک جہتی اور اتحاد کی فضا پیدا کریں محرومیاں اور حق تلفیاں اپنی گود سے خوفناک تحریکوں کو جنم دیا کرتی ہیں۔ بہاولپور ڈویژن میں محرومی اور حق تلفی کی بنیاد پر ہی بہاولپور کے صوبے کی بحالی کی تحریک نے جنم لیا تھا اور اب سن رہے ہیں کہ وہاں سے سرائیکی صوبے کی آوازیں اٹھ رہی ہیں جناب والا! میں بتانا چاہتا ہوں کہ اس سرائیکی صوبے کی آواز کو بھارت

نے اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرنا شروع کر دیا ہے اور اس خطے میں وہ ایسی سازشیں کر رہا ہے جو ملک کی بقا اور سالمیت کے لئے بہت خطرناک ثابت ہو سکتی ہیں اس لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ سیاسی اور معاشی مسائل حل کرنے کے لئے سیاسی اور معاشی بنیادوں پر حل تلاش کیے جائیں اور یک جہتی یکسانیت اور انصاف کے ذریعے ان علاقوں کو مطمئن کرنے کی کوشش کی جائے تاکہ پنجاب ایک متحد، منظم اور با اثر قوت کی حیثیت سے ملک کی بقا' کا کردار حاصل کر سکے۔ جناب والا! وقت آ گیا ہے کہ نئے حالات کے مطابق نئے تقاضوں کے مطابق ہم ایک نیا نظام ترتیب دیں اور چھوٹے smaller units better administration کی بنیاد پر اگر ہم پاکستان کے مختلف divisions کو چھوٹے صوبوں کی شکل دے کر وہاں مقامی طور پر ترقی و تعمیر کے امکانات بڑھا سکیں تو وفاق مضبوط ہو گا اور ملک کے اندر ایک ایسی یک جہتی اور اتحاد کی فضا پیدا ہو گی اس طرح سے علاقائی مسائل حل ہونگے اور ہم پاکستان کو ایک نئے دور میں داخل کر سکیں گے اور اکیسویں صدی میں پاکستان ایک باوقار ملک کی حیثیت سے آگے بڑھ سکے گا۔ جناب والا! ہم دیکھ رہے ہیں کہ جب تک یہ ناانصافی اور یہ غیر مساویانہ سلوک ختم نہیں ہوتا پنجاب کو اپنے پس ماندہ علاقوں کی ترقی کے لیے وفاقی حکومت سے یا مرکز سے Special Package لینا ہو گا جس طرح سے سندھ میں Special Financial Package دیا جا رہا ہے اسی طرح سے پنجاب کو بھی اپنے پس ماندہ علاقوں کے لیے Special Package کا مطالبہ کرنا ہو گا اور کپاس اور چاول کی برآمد کے منافع سے پنجاب کا حصہ مانگنا ہو گا ہم دیکھ رہے ہیں کہ بلوچستان کو گیس پر royalty مل رہی ہے سرحد کو بجلی کے منافع سے حصہ مل رہا ہے پنجاب سے چاول اور کپاس کی برآمد ہماری برآمدات کا ایک بہت بڑا حصہ ہے ہم چاہتے ہیں کہ دوسرے صوبوں کی طرح سے ان دونوں فصلوں کی برآمد پر اور اس کے منافع پر پنجاب کو بھی مناسب حصہ دیا جائے۔ جناب والا! اس طرح سے تعمیر سندھ کی طرح تعمیر پنجاب کے لیے مرکز سے خصوصی گرانٹ لی جائے۔ سندھ کو 250 کروڑ روپے کی ایک اضافی گرانٹ Divisional Pool کے حصے سے علاوہ دی گئی ہے ہم بھی demand کرتے ہیں کہ تعمیر پنجاب کے لیے خصوصی گرانٹ وفاق سے حاصل کی جائے۔ جناب والا! میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے N.F.C. Award کے سلسلے میں وزیر خزانہ کے اعتراضات سنے ہیں اگرچہ انہوں نے اس کی وضاحت نہیں کی انہوں نے نہیں بتایا کہ N.F.C. Award سے پنجاب کے نقصان کی نوعیت کیا ہے لیکن ہم یقین دلاتے ہیں کہ اگر وہ یہ بتا سکیں اور پنجاب کے مفاد کی نشان دہی کر سکیں تو ہم تمام اختلافات سے بالا تر ہو کر مرکزی سطح پر ان کے ساتھ چل کر پنجاب کے حقوق کی جنگ لڑنے کے لیے تیار ہیں ہم اعلان کرتے ہیں کہ پنجاب کے حقوق اب غصب نہیں ہونے دیں گے اور کسی قیمت پر بھی پنجاب کے سات کروڑ عوام کے مفادات سے غداری کرنے کی کسی کو اجازت نہیں دی جائے گی ہمیں عہد کرنا ہو گا کہ ہمیں پنجاب کی تعمیر و ترقی، عوام کی خوشحالی اسلام کے فروغ، آئین کی بالادستی اور ملک کی سالمیت کے لیے اہل پنجاب کو سینہ سپر اور شمشیر وقف ہونا ہے۔

ہم پہاڑوں کے تقدس کی قسم کھاتے ہیں
گلستان کو کبھی تاراج نہ ہونے دیں گے
موسم گل پر کوئی آنچ نہیں آنے گی
ہم خزاؤں کا کبھی راج نہ ہونے دیں گے

ان الفاظ کے ساتھ جناب سپیکر! میں ہاؤس سے درخواست کرتا ہوں کہ جنرل ایڈمنسٹریشن کے سلسلے میں میری کٹوتی کی تحریکیں منظور کی جائیں تاکہ پنجاب کی ترقی اور خوشحالی کے نئے دور کا آغاز کیا جا سکے۔ شکریہ۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! سارا اجلاس گزر گیا ہے تو ہمارے فاضل محترم لیڈر آف اپوزیشن نظر نہیں آئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ بیٹھے ہوئے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! وہ اصلی والے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ بھی اصلی ہی ہیں۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔

جناب بادشاہ میر خاں آفریدی، جناب والا! میں آپ کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہم اپوزیشن ممبران نے اس بجٹ کا بغور مطالعہ کیا ہے اور اس کٹوتی کی تحاریک پر ہمارے کافی ساتھی debate کرنا چاہتے ہیں کل آپ فنانس بل پیش کر رہے ہیں۔ ہماری آپ سے گزارش ہے۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ بات آپ کے آنے سے پہلے سید تابش الوری سے ہو چکی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں نے بات کر دی ہے۔ اگر آپ دیر سے آئے ہیں تو اس کا میرے پاس علاج نہیں ہے۔ اب میں فہرست کے مطابق ہی نام پڑھوں یا آپ نے کوئی لسٹ بنائی ہے۔

سید تابش الوری، آپ پڑھ دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کے بعد سردار حسن اختر موکل ہیں۔ سید ظفر علی شاہ، جناب تاج محمد خان زادہ۔

KHANZADA TAJ MUHAMMAD KHAN: Thank you, Sir. I am grateful to my friends and my well-wishers to give me time to talk about the Budget but I will confine my self to a very short speech bringing out only relevant points which I consider will be taken notice of by the Treasury Benches and by my own colleagues I do not believe in making long speeches. I believe in hitting the target and getting the objective.

Sir, the deterioration of administration not only in Punjab but the deterioration which has taken place in the administration of our country, though you may be pointing out that I may not refer to the Federal Government

and others, and the lack of responsibility demonstrated both by the workers and the nation goes to an extent where there is a need for a real and honest heart-searching for all of us collectively. Those who have lived long enough to see the British Administration before Partition and the subsequent governments which took place in this country and in the Province will realise that the Central Government, when the Interim Government was formed, consisted only of ten Ministers out of which five were representing the Muslim League and five were the Congress Subsequently, after the Partition took place, though the Province of Punjab was half, and other provinces remained intact but the total number of Parliamentary Secretaries, the total number of districts, the total number of people concerned with the administration and welfare of the people was almost one-twentieth or, I would say, one-hundreth of what we have today. I believe in quality and not in quantity. The need of the hour is quality and not quantity. You can have lot of rubbish but rubbish does no good. You want few efficient, responsible and honest people both at the level of politics and at the level of services for this country. Sir, unfortunately, political horse-trading and political bribery has reached at such a stage that today in the Province of Punjab there are more Tehsildars, Patwaris and Gardawars than they are required Why has that come to? Can any one of you tell me why there are more Tehsildars in a Tehsil than Patwaris and Gardawars today? What is the result? Be frank enough to admit that it is all political horse-trading, it is all undue and unworthy bribery in kind and bribery in service. How can you expect the administration to work when a third-divisioner is given preference over a first-divisioner? How can you expect a Doctor, a third-division Doctor, whom you give admission when a man who gets first-class or a man who tripos from Cambridge or Oxford and he is neglected. It is no use paying lip-service to merits You shall have to show by your actions to your nation that this country is for the people and by the people. It is no use if your 'guftar' and your 'kirdar' are at variance with each other. You are not impressing anybody with long speeches and no action. You come on the stage and you say it is an Islamic State and drinking is not allowed. I will not refer

to some of the people but go and see the empty Whisky bottles lying in their residential places. Not a single man says that don't bring these undesirable things. You say there is prohibition. You go to some of these high bureaucratic functions; Whisky and other things are served by the 'beras' and then you say we are abiding by the Islamic conventions and rules and regulations When the rule makers violate openly, how can you expect any adherence to the Islamic conventions and rules? You must all be knowing.

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور کہا کہ میرا بیٹا گڑ بہت کھاتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کل آنا۔ جب وہ دوسرے دن ان کے پاس گیا تو انہوں نے کہا آپ نے کل نہیں بتلایا۔ تو آپ نے فرمایا کہ کل میں نے بھی گڑ کھایا تھا اس لیے میں نے آپ کو کچھ نہیں کہا۔ گڑ کھانے والو اس ملک کو دیکھو۔ گڑ کھانا بند کرو۔

Sir, look at the fabulous way in which we administer this country. We think big bungalows, we think big pajeros, a fleet of people following us, a fleet of hooters and loud-speakers following us adds to our prestige I wish they knew that when the fleet passes the poor man standing on the street, whom you make stand in the sun, what he thinks of you. Irrespective of the past government and irrespective of the present government, they all suffer from the same disease Let us not be partial, let us not for the sake of flattery and bumsucking mention that my leader is very good and your leader is not good. Let us look at it from a general point of view of the nation. Sir, look at all the freecountries of the world. Look at these European homes which we condemn being 'kafir' What is happening to the Muslim States? Today, we are the victims of all the world. We are the victims of misery and what is happening to us. It is all the result of our own character. It is all the result of our doing. I am not an angel that you may say that I am trying to preach scriptures. I am not preaching scriptures. I am no Bishop but what I say that is generally the feeling of every intellectual and that is the feeling of every man who is worth his salt to be a citizen of Pakistan. My dear brothers the mother-land needs you. Le us over-come personal rivalry. Let us give justice to the people, let us not go and defend the undesirable people. What happens when we go to the bureaucrats?

فلاں دی بدلی کر دے ' او جی ' فلاں نے زنا کیتا اے اوس نوں مقدمے وچوں چھوڑ دیو' اوس نے مینوں ووٹ دتا اے۔

Sir, is this the way to administer a country? Is this the way for democracy to flourish? Is democracy means defence of undesirable people?.

تو ایسی ڈیمو کریسی پر میں لعنت بھیجتا ہوں۔ اور میرے خیال میں۔

There will not be a single individual worth the name, worth professing Islam who will not agree with me that those who indulge in injustice for the sake of political support are not only guilty before the people of this country but they are also guilty before the Bar of God and before the bar of public opinion We say this DC, this SP, though he may be a good man or he may be a corrupt man whatever he may be I will not comment upon him, is not supporting me, Sir

اس کی بدلی کر دو ۔ آپ یہ تو وزیر صاحب سے پوچھیں ۔ جو اس کے پاس جاتا ہے کہ جناب اس نے کون سا گناہ کیا ہے ۔

Before you ask for a transfer, before you ask a man to be punished, will you please explain what crime he has committed Did you ask for an irrational, unqualified, a criminal act to be performed on your behalf and if he has not done it then you come out and say that he is not supporting my party

ایس نوں کڈھ دیو ۔ ہور کوئی آونجے۔

How can you expect the Services to do justice if that is the way you behave? We go to people, we say why are you doing this?

سردار صاحب! کی کریے ۔ اساں تے پھر نوکری کرنی ہوئی۔

If this is the idea

"کہ اساں تے پھر نوکری کرنی ہوئی"

then this country has no salvation. Let usnot establish traditions for our future progeny which will amount to criminal disobedience of the laws and regulations of Islam and the criminal rules of justice in this country. Sir, it is not my business but we all say that judiciary should be supported and judiciary should not be criticised I entirely agree with you. But then they should do a bit of heart-searching. Why should they criticise us? Why this word 'lota' be used.

It came from the judiciary. Did they have any right to call the political representatives of the people `lotas`? Aren't their privileges sacrosanct? What right had they to say that you are `lotas`? Whether we are or we are not ?

وہ کہتے ہیں آپ اگر ہمارے اچھے خدا کو برا کہیں گے تو ہم آپ کے برے خدا کو بھی برا کہیں گے۔

They have no right to criticise our actions. The only people who can criticise are ourselves. It is for us to do the heart-searching. It is for us to consult each other. It is for us to put our heads together and say brothers we are going this way, let us see what is good for us and for everybody. I would request that, in future, we should think on these lines. Sir, politics is not 'lafz-e-Quran' You may be PPP today, you may be Muslim League tomorrow, you may have been a Liberal, you may have been a Democrat, you may be whatever you are, if you feel that a certain political party is not acting according to your conscience you have got every right to change it but because somebody does not agree with you, you should not go and condemn him on the public platform Why should you do that?

Sir, administration has become top-heavy. I will give you an example of the agriculture. Agriculture is the backbone of this country. I am happy that the present government has, for the first time, given some importance to the agriculturist They are giving him subsidy, they are making policies for the irrigation-water, they are trying to bring down the prices of fertilizer, they are trying to protect the cotton crop of the country and they are trying to encourage export of agricultural products. But, Sir, one thing. Today, when you go to the agriculture office in the district you cannot count the number of jeeps that there are. Every second man has a jeep. Ask him what do you do ? The beldars go and they work for them in their homes. The Agriculture Assistants sit in their office and don't know what is happening. If we have to keep our political stability by bribing people and employing them then this is no way of running the administration. If we mean business we must put our heads together We must not come to these houses and criticise for the sake of

criticism. If there is a good act done by them, let us appreciate it. If there is a good suggestion from us let him take it into consideration and act on it. Nobody is a 'Farishta' We all are humans being. If Baba Aadam could make a mistake by Shaitan telling him to eat some wheat and come here, there are many Shaitans who do nothing but make mischief the whole day. There is a Hindu god called by the name of 'Narka Munya'. The Narka Munya god of the Hindus is famous for creating dissensions among the people. So, some of the Narka Munyas who for personal benefit have become the Hindu gods, please ask them don't do that. In fact, those who do this are reincarnation of the Hindu philosophy of coming back in the world with whatever they had achieved in their life.

Sir, I will not go further into the detail but my submission is that increasing the number of districts is not the remedy Each district used to be administered by one DC, the length and breadth of which used to run into 80 to 90 miles. Today, after every fifteen miles, there is a DC, then there is an SP Previously, when the district was administered by one DC and one SP and half a dozen or a dozen Magistrates, there was peace, there were no dacoits and there was nothing criminal. Today, the same district is administered by five DCs, a horde of SPs and a horde of policemen, to provide employment for them, but what is the result? The result is nil In the daylight, only fifteen days ago, in Pindi Gheb, people came and demanded some money from the residents and they killed the whole family there. They went away scot-free. Nobody has touched them. As Shah Sahib was telling the other day, 72 lacs of rupees were robbed in an open bazaar. Not a trace of the culprits has been found. People are killed in daylight today and there is not a single voice and if we say that the administration and law and order is deteriorating, then don't take it as a personal criticism. This is the disease of the country and this disease has to be cured by all of us collectively, by helping each other and notby negatively criticising each other. Sir, let us not take politics as a political enemity. We have become social enemies of each other. We don't go to each others functions. Why?

ایہہ میری پارٹی نال نہیں جاندا' ایہہ اوتھے بے ایمان ہو جاسی ۔ ایس دے موڈے اتے کوئی ہتھ مار چھوڑ سی تے ایہہ ساڈی پارٹی کولوں نس جاسی۔

Is this the character that a public representative should display? Admittedly, Speaker is the Speaker of the majority party but after he becomes the Speaker he becomes the property of the House and he does not remain the member. Though one can understand his leaning but that leaning is understandable. But why don't you go to the Speaker's House? They say he is not our representative. Why don't you go? Oh, ji, if I go I don't know what he has been discussing. I tell you my brothers that I was an Officer in the Indian Army. I used to go and see Abdul Ghaffar Khan. When General Akbar was taken for conspiracy I was a Captain in the Indian Army and I went to see him in jail. I was not questioned by the British Governement as to why you want to see a man who is against us Look at the respect which they gave to the political prisoners. Abdul Ghaffar Khan was arrested in Peshawar and at that time there was a British Deputy Commissioner and Faridullah Shah was the Assistant Commissioner who at one time was Deputy Commissioner, Lahore. When Ghaffar Khan was being taken to the Haripur Jail, the British Deputy Commissioner sent for him and said, Faridullah Shah please understand that although he is against us and we are sending him to jail but don't forget that he is a great man. He is fighting for the freedom and liberty of his country. Please ensure that nothing is done to insult him or to hurt his personality. That was the Imperial Power. That is the treatment which they gave to their enemies who wanted to turn them out from India. And what do we do today? The Prime Minister of yesterday is becoming the criminal of today. The criminal of today is becoming the Prime Minister of tomorrow and they vie with each other as to who is to go to jail first. Is this the way we want to administer our country? If we are talking about democracy, you go and see 10 - Downing Street, you will find that little rennovation has been done there during more than five centuries. The Prime Minister lives in that house. Here, we must make palaces because for six months I might be the Prime Minister or

I might be the Chief Minister. I must have a fleet of Mercedes, I must have a bungalow, I must have a swimming pool, I must have chandeliers I must have imported curtains. Why can't you take an example from India. Look at Gandhi. He lived in the sweepers' colony and he was one of the biggest politicians who brought freedom to India. Look at Raj Gopal Acharia, look at Rajindera Parasad. They were in the Viceroy's House but when they had to quit they went and started living in a hut. Look at Maulana Hasrat Mohani, look at other people., It is time that we have a heart-searching. We have horde of police following behind us. The Queen of England when she goes from Buckingham Palace to Windsor, she goes only with one car. King Zahir Shah, who was sent away and is living in Italy now, used to drive his own car in the streets of Kabul you know how violent Kablis are But he used to drive it and when there was red light he used to stop. I have seen him myself. What are we doing here? The Governor is coming, Jhelum bridge is closed and the people must stand on the side for hours. The Chief Minister of Frontier is coming, falana is coming. dhimkana is coming. This is never done in free countries. This is VVIP, this is VIP. Are they son of God? What is bloody VVIP? You are VVIP today, tomorrow you may be roaming in a bazaar and nobody will say 'Salamo Alaikum' to you. Let us come down to earth. Let us not fly in heavens. We should realise that we are human beings What does Kippling say?. He says if you rub your shoulder with a King, if you rub your shoulder with a Lord ,don't forget the poor man that you have to shoulder him on the same path. Let us take an example. Look at the picture in front of you. The picture of the man who strived to give Pakistan to this country. Today, the Brailvi is fighting with Deobandi. Sipah-e-Suhaba is fighting with Shias. One is calling the other a Kafir. We are Mussalmans. He was the man who gave you this country where today.

لَا اِلٰہ اِلا اللہ مُحَمَّدٌ الرسول اللہ O

is heard on loudspeakers. Go to India. Those of you who have not been there let me tell you; today under compulsion of economic difficulties Muslim girls are

marrying Hindus. I am not making a hearsay statement. I have been to Delhi and I know examples there. Let us pray for the soul of this man and to God that He gave us this country. This is a gift from God and let us not be ungrateful for the gift which has been given to us by Him. Let us before the Almighty bow our heads in submission to His order and let us bring unity on political grounds. Let us not be so rigid in our stand. If Rasool-e-Khuda could excuse Hinda and Abu Sofian for eating the 'kaleja' of his uncle, who are we to say that, for political difference, I will destroy so and so before I rest This is no politics. This is neither politics nor Islam. Please for God sake those who today are becoming the Firons of the country, for them a Moosa will be born one day and the fate of these Firons will be the same as that of the Firons what Moosa or Haroon did to them. And don't forget that Kafirs have given birth to Prophets. Azar was a Kafir. Hazrat Ibrahim was his son. He ordered his son to be burnt. And you know what Quran says about it Hazrat Mauvia gave birth to Yazeed who destroyed all the progeney of Rasool. Hazrat Nooh's wife was a Kafir. Hazrat Nooh's son was a Kafir When he extended his hand to his father he was told he was not from them

In the end I would submit, Sir, that let us be forgiving Let us be tolerant. Let us have consideration and respect for each other All I can say is and hope that my voice is not in the wilderness That some of my friends, some of my better thinking colleagues will at least pay some heed to my submissions at this age and let us go to the grave satisfied that we did something for our country whatever we could do. God be with you. Thank you.

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ لسٹ کے مطابق اب اگلا نام چودھری محمد اقبال کا ہے۔ اب کون بولیں گے جی؟

میاں معراج دین، جناب والا! اب میں بات کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کا اس میں نام ہے۔ کس نمبر پر ہے؟

میاں معراج دین، جناب والا! آپ کے ہوتے ہوئے تو میرا نام آ جانا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں میں اس میں دیکھ لوں نا۔

میاں عمران مسعود ، جناب والا! ان کا نام 20 نمبر پر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی درست ہے۔ جی میاں معراج دین۔

میاں معراج دین ، شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کا بڑا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے جنرل ایڈمنسٹریشن پر بولنے کا موقع دیا ہے۔ جناب والا! انتظامیہ کے متعلق میں یہ عرض کروں گا کہ جب سے یہ حکومت معرض وجود میں آئی ہے انھوں نے یعنی پیپلز پارٹی اور چھٹہ لیگ نے جو اتحاد کیا ہوا ہے اگر ان کے 9.8 مہینے کی کارکردگی کا جائزہ لیا جائے۔ تو ان کی انتظامیہ کا پتا چل سکتا ہے کہ اس دور میں صوبے نے ماشاء اللہ کتنی ترقی کی ہے۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ انتظامیہ کی وجہ سے یہ حکومت بالکل ناکارہ ہو چکی ہے اس لحاظ سے انھوں نے جو بھی کسی آفیسر کی تعیناتی کی ہے تو وہ اپنی مرضی کے مطابق کی ہے۔ جو ایمان دار اور اچھے آفیسرز تھے جو ان کی مرضی کے مطابق کام نہ آئے ان کو تبدیل کر کے اپنی مرضی کے مطابق جو لوگوں کے لیے نا قابل برداشت آفیسرز ہیں ان کو تعینات کیا گیا۔اب وہ آفیسرز اپنی ترقی کے لیے اور نمبر بنانے کے لیے اس حکومت کو خوش کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ اس سلسلے میں میاں منظور احمد وٹو، مخدوم الطاف اور چودھری بدر الدین کا اختلاف چل رہا ہے یہ آپ اخبارات میں دیکھ لیں اس وجہ سے انتظامیہ فیل ہوتی جا رہی ہے۔ اسی سلسلے میں یہ بھی عرض کروں گا کہ انتظامیہ کا حال یہ ہے کہ اگر آپ لوکل باڈیز کی طرف دیکھیں ------

جناب ڈپٹی سپیکر ، آرڈر پلیز۔

میاں معراج دین ، آپ کو یہ احساس ہو گا کہ انھوں نے جو رات کے اندھیرے میں تجاوزات گرانے شروع کیے ہیں میں اس کی ایک مثال پاپی ڈے ان کی دیتا ہوں حالانکہ اس کے پاس عدالت کی طرف سے حکم امتناعی موجود تھا اور وہ بلڈنگ مکمل ہو چکی تھی اور اس میں جو دفاتر بنائے گئے تھے اس میں بھی composition کے لیے اس نے درخواست دے رکھی تھی۔ حالانکہ لوکل باڈی کے رولز میں ہے کہ اگر کوئی آدمی composition کے لیے درخواست دے تو اس کی composition کی جا سکتی ہے۔ تو نہ صرف جو basement کی خلاف ورزی کی تھی اس کو نقصان پہنچاتے بلکہ انھوں نے رات کے اندھیرے میں سارا نقصان پہنچایا اس لیے کہ اس کے ساتھ مک مکا نہیں ہو سکا تھا۔ میں اس بات کا شاہد ہوں کہ ایل ڈی اے کے ڈائریکٹر جنرل اور اس قسم کے اور لوگ ماشاء اللہ جن کی شہرت بڑی اچھی ہے انھوں نے اپنی انا کی خاطر اس بلڈنگ کو تباہ کیا اور اس کے ساتھ کئی ایسی جگہوں پر انھوں نے خود قبضے کرائے ہیں جو قبرستان کی زمینیں ہیں۔ جناب والا! انتظامیہ کا یہ حال ہے کہ خود ایل۔ ڈی۔ اے نے جو جگہ قبرستان کے لیے چھوڑی ہے۔

مثلاً گجر پورہ سکیم میں قبرستان کے لیے جگہ چھوڑی ہے اس کے علاوہ بھی انہوں نے کئی کچی آبادیوں میں جگہ چھوڑی ہے لیکن انتظامیہ کا یہ حال ہے کہ اسی جگہ پر خود قبضہ کروایا جا رہا ہے اور اس کے ساتھ ہی میں یہ بھی عرض کروں کہ کارپوریشن کا جو جنرل بس سٹینڈ ہے وہاں پر انہوں نے بغیر کسی نیلام کے ایک جیالے کو 9 دکانوں کے لیے جگہ lease پر دے دی جو کہ صریحاً غیر آئینی بات ہے۔

حالانکہ اس جگہ کو کرایہ پر auction کیا جاتا ہے۔ لیکن بغیر کسی اشتہار کے صرف ایک آدمی کو دکانیں دے دی گئیں اس جیالے نے فی دکان 5 لاکھ روپے میں فروخت کی ہے۔ یہ آپ کی انتظامیہ کا حال ہے۔ اسی کے ساتھ یہ بھی عرض کروں کہ انتظامیہ نے بغیر کسی نیلام کے چونگیوں کا ٹھیکہ آپس میں ساز باز کرکے دے دیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ صرف کارپوریشن کے لیے ہی نہیں عوام کے لیے بھی نقصان دہ ثابت ہوا۔ کارپوریشن میں وہ لوگ بھی ٹیکس دیتے ہیں جو بے روزگار ہیں یتیم ہیں یا غریب لوگ ہیں لیکن ان سب کے حقوق کی پامالی کی گئی ہے اور یہ صرف اپنے ملنے والوں کے کام کر رہے ہیں۔ اسی طرح بورڈ رینٹ کے جو ٹھیکے ہیں وہ بھی جیالوں کو دیے جا رہے ہیں۔ انتظامیہ اپنی حدود سے تجاوز کر رہی ہے جس پر ہم سب شرمندہ ہیں۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ لاہور شہر میں سب سے زیادہ گندگی واسا نے پھیلا رکھی ہے۔ انتظامیہ کو جب بھی اس کی شکایت کی جاتی ہے تو وہ اس کا نوٹس نہیں لیتی۔ ابھی پچھلے اجلاس میں جناب وزیر قانون کی وساطت سے یہ کہا تھا کہ برائے مہربانی ان سے کہیں کہ وہ لاہور کے شہریوں کا خیال کریں اور بالخصوص میں جس علاقے سے تعلق رکھتا ہوں وہ پس ماندہ ترین علاقہ ہے۔ وہاں پر واسا کا انتظام اس قدر ناقص ہے کہ کسی شکایت پر کوئی توجہ نہیں دی جاتی اور یہ سب کچھ انتظامیہ کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ جب یہاں پر منتخب ادارے موجود تھے تو پھر کچھ کام ہو جاتا تھا لیکن منتخب اداروں کو اس لیے توڑا گیا کہ ان کے جیالوں اور ان کے نامزد عوامی کونسلروں کی کارکردگی کو بڑھایا جائے۔ میں یہ بھی دعویٰ سے کہتا ہوں کہ اگر یہ اب بھی الیکشن کروا دیں تو لاہور کے عوام سکھ کا سانس لیں گے اور عوامی کونسلرز جو آج تک منتخب نہیں ہو سکے ان کو انہوں نے کارپوریشن میں اعلیٰ عہدہ عطا کر دیا ہے۔ میں یہ بھی کہتا چلوں کہ ہمارے وزیر بلدیات نے لاہور کارپوریشن سے متعلق جب بھی جناح ہال میں کوئی میٹنگ کی ہے تو اس میں عوامی کونسلرز اور پیپلز پارٹی کے صدور اور سیکرٹریوں کو بلا کر میٹنگ کی گئی ہے۔ ان کو یہ اختیار بھی دیا جاتا ہے کہ وہ جا کر چیک کریں کہ کون سا آدمی ان کا ہم خیال ہے اور کون ان کا مخالف ہے اور پھر اس کے مطابق مارکیٹوں اور گھروں کو گرایا جاتا ہے حالانکہ یہ صریحاً غیر آئینی ہے۔ جناب والا! واسا کے متعلق میں واضح طور پر عرض کردوں اور شاید چودھری فاروق اس پر توجہ دے دیں پچھلی دفعہ بھی انہوں نے وعدہ کیا تھا لیکن اس پر عمل نہیں ہوا۔ یہ بھی مجبور ہیں کیونکہ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب اپنا وعدہ پورا نہیں کرتے یہ نوجوان ہیں شاید اپنا وعدہ پورا کردیں لیکن مجھے امید نہیں لیکن آج میں آپ کی وساطت سے ان سے یہ وعدہ لوں گا.....

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں معراج دین آپ تشریف رکھیں۔ میں ایک اچھی بات تمام معزز اراکین کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ جب کوئی فاضل رکن تقریر کر رہا ہو تو سپیکر اور اس کے درمیان میں سے کوئی نہیں گزر سکتا۔ یہ ایک روایت ہے اور رولز آف پروسیجر کے مطابق ہے لیکن مجھے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ ابھی ابھی چند ایسے ایسے دوست فاضل اراکین میرے اور آپ کے درمیان میں سے گزرے ہیں جن کا نام میں یہاں پر پوائنٹ آؤٹ نہیں کرتا۔ لیکن یہ ایک غلط روایت بنتی جا رہی ہے

یہ ایک ایسی بات ہوتی جا رہی ہے جس کا کوئی نوٹس نہیں لیا جاتا۔ اور یہ بات قواعد انضباط کار میں بھی لکھی ہوئی ہے جس کے تحت ہم اس ہاؤس کو چلاتے ہیں۔ لیکن اس بات کا کوئی نوٹس نہیں لیتا۔

میاں معراج دین۔

میاں معراج دین، جناب سپیکر! اچھا ہوا رانا اکرام ربانی بھی تشریف لے آئے ہیں انہوں نے پچھلی دفعہ کہا تھا کہ آپ کی درخواست پر غور کیا جائے گا۔ میں آپ کی وساطت سے چودھری فاروق سے بھی عرض کروں گا کہ واسا والوں نے اس قدر اندھیر نگری مچا رکھی ہے لاہور کی وہ سڑک جو جی ٹی روڈ ہے گرینڈ ٹرنک روڈ جو کہ ایک مشہور سڑک ہے آپ اسے جا کر دیکھیں؛ گڑھی شاہو چوک سے ٹرن ہو کر انجینئرنگ یونیورسٹی جائیں اس کے سامنے ایک ماہ میں 25 دن سیوریج بلاک رہتا ہے جس کی وجہ سے پانی سڑک پر رہتا ہے جس سے سڑک ٹوٹتی ہے، مرمت ہوتی ہے تو پھر پانی آ جاتا ہے اور وہاں پر لوگوں نے بینرز لگا رکھے ہیں کہ خدا کے لیے ہمیں واسا سے نجات دلائی جائے اور اس شکایت کو دور کیا جائے۔ میں چودھری فاروق سے دو بار عرض کر چکا ہوں اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ اپنا وعدہ پورا کریں گے لیکن اگر یہ اپنے وزیر اعلیٰ کے نقش قدم پر چلیں گے تو پھر میں امید نہیں رکھوں گا کیونکہ انہوں نے تو فلور آف دی ہاؤس پر میرے ساتھ جو تین چار وعدے کیے ہیں ان میں سے کوئی بھی پورا نہیں کیا۔ مثلاً ایک سب سے بڑا وعدہ جو انہوں نے کیا تھا وہ ترقیاتی فنڈز سے متعلق تھا اور اس کا رزلٹ آپ کے سامنے ہے۔ انتظامیہ اسی لیے ناکارہ ہوتی جا رہی ہے کہ جب وزیر اعلیٰ ایوان میں ایک وعدہ کرتا ہے اور بجٹ تقریر میں یہ کہا جاتا ہے کہ میں اپوزیشن اور حکومتی پارٹی کو برابر فنڈز دوں گا۔ لیکن میں ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں، کہ اپوزیشن کو فنڈز نہ دے کر اپنے ہوائی جہاز کے لیے اپنے آرام و آسائش کے لیے ہمارے فنڈز منجمد کر دیے۔ میں انہیں اس پر مبارک باد پیش کرتا ہوں اور چودھری فاروق سے گزارش کرتا ہوں کہ چودھری صاحب آپ نوجوان ہیں اور آپ اچھے لوگوں میں سے ہیں آپ اچھے خاندان میں سے ہیں آپ اس بات کا خیال رکھیں۔ رانا اکرام ربانی سے بھی کہوں گا کہ آپ بھی اپوزیشن سیٹوں پر بیٹھے رہے ہیں آپ ان باتوں کا خیال نہیں رکھیں گے تو کون رکھے گا۔ جناب سپیکر! میں انتظامیہ کا ذکر کر رہا تھا اس میں جو سب سے اہم معاملہ ہے وہ یہ ہے کہ ایسے لوگوں کو بھرتی کیا جا رہا ہے اور مراعات دی جا رہی ہیں جو اس بات کے اہل نہیں۔ اگر یہی حال رہا تو انتظامیہ پہلے سے بھی زیادہ خراب ہو جائے گی۔ حالانکہ یہ وہی انتظامیہ ہے جو سابقہ دور میں بھی موجود تھی مگر اس وقت نہ تو اتنے ڈاکے تھے نہ اتنی نقب زنی تھی اور نہ ہی اتنی دہشت گردی تھی اور صرف اور صرف اس لیے ہو رہا ہے کہ آپ انتظامیہ کو غلط استعمال کر رہے ہیں۔ بلکہ میں تو یہ بھی کہوں گا کہ انتظامیہ کا یہ حال ہے کہ اگر وزیر اعلیٰ نے کسی آفیسر کو ٹرانسفر کیا ہے تو مخدوم الطاف اس سے ناراض ہیں اگر مخدوم الطاف نے کسی کی پوسٹنگ کروائی ہے تو قبلہ وٹو صاحب ناراض ہیں۔ چودھری فاروق اور رانا اکرام ربانی سے میں عرض کروں گا کہ یہ نوجوان ہیں اور ان کو ان باتوں کا خیال کرنا چاہیے۔ آخر میں صرف یہ عرض کروں گا کہ ہم چند ساتھی جہاز پر سفر کر رہے تھے

کہ اچانک جہاز گر گیا۔ pilot نے tower پر اطلاع دی کہ جہاز میں خرابی پیدا ہو گئی ہے اور میں crash landing کر رہا ہوں۔ ائر پورٹ پر میرا' کھوسہ صاحب اور میاں عباس شریف کا ڈرائیور تھا ٹاور والوں نے ان کو یہ کہا کہ رائے ونڈ اور چھانگا مانگا کے قریب crash landing ہو گئی ہے۔ لیکن انتظامیہ کی یہ حالت ہے اور انتظامیہ نے ہماری یہ مدد کی۔۔۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، رانا آفتاب احمد خان۔

رانا آفتاب احمد خان ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، رانا آفتاب احمد خان پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان ، جناب والا! کریش لینڈنگ ہوتی ہے کریش لینڈنگ کوئی نہیں ہوتی۔ کریش لینڈنگ تو ختم کرنے کے لیے ہوتی ہے۔ اس لیے ان سے کہیں کہ یہ تصحیح کرلیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی میاں معراج دین۔

میاں معراج دین ، جناب والا! میں نے تو کریش لینڈنگ کہا ہے۔ آپ بھی ذرا غور فرمالیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی ٹھیک ہے۔ Please continue.

میاں معراج دین ، جناب والا! گزارش یہ ہے کہ انتظامیہ کا یہ عالم کہ انہوں نے میرے ڈرائیور' ذوالفقار علی خان کھوسہ کے ڈرائیور کو اور میاں عباس شریف صاحب کے ڈرائیور کو یہ کہا کہ فلاں جگہ پر چلے جائیں اندازہ ہے کہ وہ سڑک کے پانچ چھ میل ادھر یا ادھر ہوں گے کہیں نہ کہیں وہ آپ کو مل جائیں گے۔ لیکن ٹاور کو دوبارہ استدعا کی گئی۔ میں نے خود Paktel پر tower کو کہا کہ ہمیں کوئی نہ کوئی emergency squad بھیجیں یا کوئی ایسی چیز بھیجیں جس سے ہم سیدھے راستے پر چل سکیں تو انہوں نے کہا ہم بھیج رہے ہیں لیکن اڑھائی گھنٹے تک جناب والا ہم پھرتے رہے اور انتظامیہ نے ہماری کوئی امداد نہ کی۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ کوئی ایسا نیک آدمی بیٹھا ہوا تھا اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں بچا لیا۔ میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ اس بات کی خاص طور پر انکوائری کی جائے' مجھے Pilot نے یہ کہا تھا کہ میرے پاس ابھی اتنا پٹرول ہے کہ میں ابھی دو گھنٹے مزید fly کرسکتا ہوں۔ جب اس پائلٹ کے پاس دو گھنٹے تک مزید Fly کے لیے پٹرول تھا تو پھر یہ کیا واقعہ ہوا ؟ جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ انتظامیہ کو یہ نہیں دیکھنا چاہئے کہ کون اپوزیشن میں ہے اور کون اقتدار میں ہے' اقتدار والوں کو تو ویسے ہی آج کل دیکھتے ہیں۔ میں لاء منسٹر سے آپ کے توسط سے بالخصوص عرض کروں گا کہ اس واقعہ کی انکوائری کی جائے اور ٹاور والوں نے یا دوسروں نے اس emergency میں ہماری کیوں امداد نہ کی؟ اور پھر اس جہاز کی بھی انکوائری کریں کہ جہاز کا حادثہ کیوں پیش آیا؟ آخر میں جناب والا۔ آپ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے میں یہ عرض کروں گا کہ جو میرے فاضل دوست اور پرانے پارلیمینٹیرین سید تابش الوری نے فرمایا ہے۔

جناب شوکت داؤد ، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میاں معراج دین کے کسی نکتہ پر پوائنٹ آف آرڈر ہے وہ تو بڑے بزرگ ہیں۔

جناب شوکت داؤد ، میں عرض کرتا ہوں کہ پہلے ہی اقتدار کی رسہ کشی جاری ہے اور قائد ایوان ایک ہوتے ہیں اور یہاں پر دو دو تشریف فرما ہیں۔ میرا خیال ہے کہ شائد قائد ایوان نے سیٹ تبدیل کرلی ہے شائد۔ اس بارے میں آپ کوئی رولنگ دیں۔ قائد ایوان کی سیٹ پر اکٹھے ہی دو ممبر بیٹھے ہوئے ہیں ہیں۔ جناب والا! پنجاب میں تو پہلے ہی اقتدار کی بڑی رسہ کشی جاری ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، بیٹھیں۔ آپ نے جائز بات کی ہے جیسے کہ میں نے ابھی کہا ہے کہ کوئی رولز اینڈ ریگولیشن کی بات ہی نہیں رہ گئی' کوئی precedent کی بات نہیں رہ گئی۔ یہ وزیر اعلیٰ کی سیٹ' یہ ہاؤس میں بڑا تقدس ہے' اس پر کوئی دوسرا نہیں بیٹھتا' لیکن حد ہو گئی ہے اور آپ سب دیکھ ہی رہے ہیں۔ جی چلیں۔

میاں معراج دین ، جناب والا! یہی حال میں انتظامیہ کا بیان کر رہا ہوں کیونکہ ان دونوں حضرات کی خواہش ہے کہ ہم بھی اس سیٹ پہ بیٹھیں۔ تو یہ انتظامیہ کا حشر ہو رہا ہے ہمارا تو کچھ نہیں ہو رہا۔ خدا حافظ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، شکریہ جی۔ جناب امتیاز احمد۔

میاں امتیاز احمد ، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب والا! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آج آپ نے مجھے اوکاڑہ بجٹ پر اپنی تقریر کرنے کا موقع فراہم کیا۔ جناب والا! بجٹ جو ہوتا ہے وہ صوبے کے عوام کے لیے مساوی تقسیم کیا جاتا ہے اور بجٹ میں تمام صوبے کے لوگوں کے لیے مساوی فنڈز رکھے جاتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ کٹ موشن پہ بات کریں گے یا بجٹ پر۔

میاں امتیاز احمد ، جناب والا! میں اسی پہ آرہا ہوں اور میں انتظامی اخراجات پر آرہا ہوں اور میں ان کی تسلی کراؤں گا۔ جناب والا! ہم سمجھے تھے کہ اس بجٹ میں مساوات ہو گی۔ لیکن اس بجٹ میں جو مساوات قائم کی گئی ہے وہ روزنامہ مساوات والی ہے' محمد حنیف رامے نے تو مساوات چھوڑ دی تھی' میں بعد میں اس کے متعلق بھی بتاؤں گا۔ جناب والا! ہمارا ملک ایک زرعی ملک ہے اس بجٹ میں کسانوں کے لیے زیادہ سے زیادہ فنڈز رکھے جانے چاہئیں تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، امتیاز صاحب! آپ اس وقت ہم کٹ موشن پر ہیں۔

میاں امتیاز احمد ، جی۔ میں کٹ موشن پر ہی آرہا ہوں۔ اصلاحی معاملات پر آرہا ہوں۔ آہستہ آہستہ اسی پر آؤں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، میری بات سنیں۔

میاں امتیاز احمد ،جناب والا! انتظامیہ پر آرہا ہوں کہ جو ہم نے کٹ موشن دی ہے اس میں انتظامیہ کے لیے بہت سارے فنڈز رکھے گئے ہیں۔ لیکن انتظامیہ کی حالت یہ ہے کہ پولیس ناکہ بندیاں کرتی ہے تو

اس ناکہ بندی میں آج تک کسی بدمعاش، ڈاکو یا کسی چور اچکے کو نہیں پکڑا۔ ناکہ بندیوں پر جب بھی کچھ ہوا ہے تو وہاں پر کسی غریب کی ہی پگڑی اچھالی گئی ہے، کسی شریف آدمی ہی کی پگڑی اچھالی گئی ہے اور اس میں کسی شریف آدمی کی جیب ہی کاٹی گئی ہے۔ انتظامیہ کے لیے اس بجٹ میں جو پیسے رکھے گئے ہیں، میں تو کہتا ہوں کہ جو پہلے رکھے ہوئے ہیں وہ بھی ان سے واپس لے لینے چاہئیں۔ اور انگریز اس معاملے میں کافی آگے تھا۔ اگر ہم پولیس اور انتظامیہ کو قابو میں کریں تو ہمارے بہت سارے مسائل حل ہوجائیں گے۔ جناب والا! جنوبی پنجاب کے لیے اس بجٹ میں کچھ نہیں رکھا گیا۔ جنوبی پنجاب میں احساس محرومی ہے جب بات کی جاتی ہے کہ پنجاب کے جنوبی حصوں کے لیے فنڈز نہیں رکھے گئے تو پھر کہا جاتا ہے کہ یہ تو متعصب ہیں۔ لیکن جناب والا! میرا حلقہ ایسا حلقہ ہے جو کہ پس ماندہ ہے، وزیر اعلیٰ پنجاب منظور احمد وٹو نے اپنے حلقہ کے لیے 660 لاکھ روپے رکھے ہیں۔ ہم سمجھتے تھے کہ فنانس منسٹر (مخدوم الطاف احمد) جو کہ ہمارے ضلع سے تعلق رکھتے ہیں شائد ہمارے ضلع کے لیے 330 لاکھ روپے ہی رکھ لیں۔ لیکن اس بجٹ میں ان کی بے بسی ظاہر ہوتی ہے۔ میرا حلقہ پس ماندہ ہے اسلام آباد میں پانی کی کمی ہوئی تو ٹی وی پر ٹینکروں سے پانی سپلائی ہوتا ہوا دکھایا گیا۔ میرے حلقے میں زیر زمین پانی کڑوا ہے۔ واٹر سپلائی کی ایک بھی سکیم اس بجٹ میں ہمارے حلقے کے لیے نہیں رکھی گئی۔ ہمارے لیے تو یہ بجٹ ایک ردی کے سوا کچھ نہیں۔ جناب والا! آپ بڑے اصول پسند ہیں، آپ کی اصول پرستی کا سارے ایوان کو پتہ ہے ہم بھی آپ سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ آپ ہمارے ساتھ بھی مساوی سلوک کرائیں گے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مہربانی جناب۔ اب شوکت داؤد ہیں۔ جی۔

میاں معراج دین: جناب والا! میں آپ کی اجازت سے صرف ایک عرض کردوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ کوئی طریقہ نہیں۔ جی شوکت داؤد۔

چودھری شوکت داؤد: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ جناب والا! ہماری کٹوتی کی تحریک ایک نوکن کے طور پر ہے۔ ظاہر ہے کہ کسی صوبے کو چلانے کے لیے، کسی ادارے کو چلانے کے لیے بجٹ کی ضرورت محسوس ہوتی ہے اور بجٹ کے بغیر نہ تو ادارہ چل سکتا ہے اور نہ صوبہ چل سکتا ہے۔ ہمارا اختلاف ہے تو صرف اس وجہ سے کہ جن اداروں کے لیے اتنی بڑی رقم 4 ارب 52 کروڑ 24 لاکھ اور 21 ہزار 530 روپے رکھی گئی ہے۔ ان کی کارکردگی ایسی نہیں۔ یہ وہ رقم ہے جو عوام نے، صوبہ پنجاب کے عوام نے اپنے خون پسینے کی کمائی سے ادا کرنی ہے۔ جس میں ایک چھوٹے سے چھوٹا تاجر ایک بڑا Mill owner، ایک زمیندار جس نے اپنا پیٹ کاٹ کر حکومت کے خزانے میں یہ رقم جمع کروانی ہے۔ بلکہ اس بجٹ میں یہاں یہ ظاہر کیا گیا تھا کہ عوام پر مزید ٹیکس نہیں لگائے جائیں گے۔ اس بجٹ کو دیہی عوام کے لیے ایک فلاحی بجٹ قرار دیا گیا تھا۔ لیکن جناب والا! جب آپ اس بجٹ پر نظر دوڑاتے ہیں تو تقریباً 72 کروڑ روپے کے جو نئے ٹیکس ہیں وہ ہمیں ادا کرنے پڑ رہے ہیں۔۔۔۔ ان ٹیکسوں کا بوجھ جہاں عوام پر ہے، لیکن بدقسمتی سے ایڈمنسٹریشن کو سدھارنے پر نہیں۔

بلکہ جب ہم اس معاشرے پر نظر دوڑاتے ہیں جس معاشرے کے ہم بھی ایک فرد ہیں۔ اس معاشرے میں ہماری ایک ایسی حیثیت ہے جس میں اگرچہ ہمیں ایک مؤثر کردار ادا کرنا چاہیے۔ تو بدقسمتی سے میں یہ کہوں گا کہ آج شرم سے ہمارے سر جھک جاتے ہیں کہ آج اس معاشرے میں رہتے ہوئے جہاں ہم اڑھائی اڑھائی لاکھ' پانچ پانچ لاکھ آدمیوں کی نمائندگی کرتے ہیں۔ لیکن میں یہ کہنے میں بجا طور پر حق بجانب ہوں کہ اگر خدانخواستہ ہمیں بھی انصاف لینا پڑے تو ہم انصاف نہیں لے سکتے۔ کیونکہ ہر ادارے میں رشوت' چوربازاری' مک مکا اور چک چکا کا دور دورہ شروع ہو چکا ہے۔ آج ہم نے اپنے اداروں کے اختیارات سے بڑھ کے اپنے اختیارات سے تجاوز کیا ہے۔ جس کی وجہ سے آج ہمارے معاشرے کا چہرہ اتنا مسخ ہو چکا ہے۔ میں یہ کہنے میں بھی حق بجانب ہوں۔ یہ آج کی نئی بات نہیں بلکہ جب سے یہ ملک بنا ہے اس وقت سے اداروں میں جو رجحان پیدا کیا جا رہا تھا اس میں کمی نہیں آئی۔ اس میں ہم ترقی کی طرف نہیں گئے بلکہ تنزلی کی طرف گئے ہیں۔ آج ہم نے پیسے کو ایمان بنا لیا ہے۔ آج کوئی کام بھی ایک غریب آدمی کی استطاعت میں نہیں کہ وہ انصاف حاصل کر سکے۔ حالانکہ کسی بھی سوسائٹی میں تعلیم' صحت عامہ اور امن عامہ کسی بھی حکومت کی اولین ذمہ داری ہوتی ہے۔ جب کہ اتنی خطیر رقم ان اداروں کی فلاح کے لیے' ان اداروں پہ اتنے بھاری اخراجات اٹھانے کے لیے ہم خرچ کرتے ہیں۔ لیکن جب ہم کارکردگی دیکھتے ہیں تو آپ کسی بھی ڈیپارٹمنٹ کو دیکھ لیں' کلرک سے لے کر سیکرٹری تک کم لوگ ہوں گے جو اپنی ذمہ داری کو دیانت داری سے انجام دیتے ہوں گے۔ دفاتر میں تنخواہ سے زیادہ جب تک رشوت کا پیسہ ان کو نہ دیا جائے تو وہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے کسی کا کام کر کے اس پر احسان کیا ہے۔ جب کسی معاشرہ کا یہ حال ہو جائے جو اس وقت اس معاشرے کا ہم نے دیکھا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم تباہی کے دہانے پر کھڑے ہو چکے ہیں۔ وہ دن دور نہیں جب عوام کو ان اداروں پر اور ان دفاتر میں بیٹھنے والی انتظامیہ پر سے اعتماد اٹھ جائے گا اور لوگ انصاف لینے کے لیے ان اداروں کی اصلاح کے لیے میں سمجھتا ہوں کہ سڑکوں پر نکل آئیں گے۔ ہم نے انقلاب فرانس کی باتیں سنی ہیں' انقلاب ایران کی باتیں سنی ہیں۔ آج میں دعویٰ کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس معاشرے میں جو آدمی جس سیٹ پر بیٹھا ہے جب وہ ٹھنڈے دل سے غور کرتا ہے تو کم از کم میں کہتا ہوں کہ چالیس فی صد لوگ ضرور ہوں گے ہم اقتدار میں بیٹھے ہوں اس وقت جب ہم اپنا محاسبہ کرتے ہیں تو اس وقت ہم یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ واقعی یہ معاشرہ تباہی کی طرف جا رہا ہے۔ جناب والا! ہمیں اعتراض نہیں۔ ہم ٹیکس دینے کے لیے تیار ہیں۔ لیکن ان ٹیکسوں کا استعمال صحیح ہونا چاہیے۔ ان ٹیکسوں کو دفاتر کی آرائش کے لیے استعمال نہیں ہونا چاہیے۔ بلکہ ان دفاتر کو عوام کی اصلاح کے لیے' ان کی فلاح کے لیے استعمال ہونا چاہیے۔ اگر آپ دیکھتے ہیں لاکھوں روپیہ وزیر اعلیٰ ہاؤس پر' مشیر اعلیٰ ہاؤس پر خرچ کر دیا جاتا ہے۔ ان وزراء کے' آپ آج کے اخبارات میں دیکھ لیں' وزراء کے پرسنل سٹاف کے غلط بلوں پر خرچ کیا جاتا ہے۔ کیا ہم نے یہ اخراجات ان corrupt لوگوں کی جیبیں بھرنے کے لیے خرچ کرنے ہیں؟ یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ آپ ہسپتال چلے جائیں۔ وہاں مریض ایڑیاں رگڑ رگڑ کے مر رہے ہیں۔ آج کا اخبار اٹھا کے

دیکھ لیں۔ گوجرانوالہ کا ایک ہسپتال ہے۔ اس میں ایک وارڈ بوائے ایرکنڈیشنڈ کمرے میں آرام سے سو رہا ہے اور مریض گرمی سے بلبلاتے ہوئے اس ہسپتال کے فرش پر لیٹے ہوئے ہیں۔ جناب والا! اگر ہم نے ٹیکس اسی لیے دیئے ہیں تو ہم حق بجانب ہیں' ہمارے عوام حق بجانب ہیں بلکہ اس ایوان میں ایک بات کا اعلان بھی کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں اپنی کارکردگی کا بھی جائزہ لینا چاہیے۔ اگر ہم اپنی کارکردگی صحیح نہیں دکھا سکتے تو میں یہ کہتا ہوں کہ ہمیں مجاہد بنتے ہوئے یہ اعلان کرنا چاہیے' ہمیں اپنی تنخواہیں' اپنے الاؤنسز نہیں لینے چاہییں اور ان ایوانوں میں فری آنا چاہیے اور لوگوں کی خدمت کرنی چاہیے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

سب سے پہلا آدمی میں ہوں جو اعلان کرنے گا۔ جب کم از کم ہماری کارکردگی کو دیکھتے ہوئے' ہماری حاضریوں کو دیکھتے ہوئے وہ فنڈ اگر ہمیں دیئے بھی جائیں تو ہم اپنے علاقے میں فلاح و بہبود کے لیے استعمال کریں۔ ہماری جیبوں میں نہ جائیں۔ اس کے لیے بھی ہم تیار ہیں۔ ہم ابتداء اپنی طرف سے کرنا چاہتے ہیں۔ جب ہم اپنا محاسبہ کریں گے------

جناب ڈپٹی سپیکر: شوکت صاحب! پھر تو یہ اسمبلی امیروں کے لیے ہی بن جائے گی! اگر کچھ نہ ملے گا۔ غریب کیسے پھر گزارہ کرے گا؟

چودھری شوکت داؤد: جناب سپیکر! میں بڑے درد کے ساتھ کہہ رہا ہوں۔ آپ کی سوچ بھی یہ ہو گی اگر آپ ایک ایڈوائزر پر ایک مہینے میں ڈیڑھ لاکھ روپے خرچ کر رہے ہیں------

جناب ڈپٹی سپیکر: کبھی نہیں ہوا۔ آپ کٹ موشن پر بات کریں۔

چودھری شوکت داؤد: جناب والا! یہ کٹ موشن ایڈمنسٹریشن پر ہے۔ یہ بڑا vast field ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ایک عوامی جلسے کی تقریر کر رہے ہیں۔ یہاں آپ کٹ موشن پر بات کریں۔

چودھری شوکت داؤد: جناب! عوام نے ہمیں ان ایوانوں میں بھیجا ہے۔ ہم نے یہاں عوام کے دلوں کی بات کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ اور مواقع آتے ہیں۔

چودھری شوکت داؤد: جناب' میری بات بڑی relevant ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: امتیاز صاحب کو میں کچھ نہیں کہہ سکتا تھا وہ پہلی دفعہ آئے ہیں۔

چودھری شوکت داؤد: میں وہی بات کر رہا تھا۔ میں ان اخراجات کی بات کر رہا ہوں جو ہم نے ایڈمنسٹریشن کو دیئے ہیں۔ جو ہم نے اپنے اوپر بھی خرچ کرنے ہیں' وزراء پر بھی خرچ کرنے ہیں وہ بھی عوام کا پیسہ ہے۔ بڑی relevant بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر! میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ آج اگر ہم بیوروکریسی پر تنقید کرتے ہیں تو ہم ان لوگوں کو بھی جانتے ہیں اور یہ میرا ایمان ہے کہ آج کے دور میں دیانت داری اور ایمان داری سے survive کرنا مشکل ہے۔ اور صحیح معنوں میں تنخواہ دار وہ ملازم جو حق حلال کی اپنی روزی کماتا ہے'

میں سمجھتا ہوں کہ وہ آج کا ولی ہے۔جہاں ان پر تنقید کرنی ہے' وہاں ہم نے ان کی کار کردگی کا بھی جائزہ لینا ہے۔ جب تک اس معاشرے میں ہم سزا اور جزا کے عمل کو مؤثر نہیں بنائیں گے اس وقت تک ہم کسی ادارے کی کارکردگی کو بہتر نہیں بنا سکتے۔ اور میں اسی بات پر زور دیتا ہوں' حزب اختلاف کے لوگوں سے اور حزب اقتدار کے لوگوں سے کہ اختلافات کرنے کی بہت سی چیزیں ہیں۔ لیکن جب ہم ان ایوانوں میں پہنچے ہیں تو ہمارے اوپر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ہم اس پیسے کو صحیح معنوں میں استعمال کروائیں۔ آپ ان دفاتر پر کروڑوں روپیہ استعمال کرتے ہیں۔ اور میں جب سیکرٹریٹ جاتا ہوں خدا کی قسم میرا دل پریشان ہو جاتا ہے کہ جو بندہ کار پر ہے اس کو آگے جانے کا حق حاصل ہے۔ جو ایک فریادی ہے' پیدل ہے وہ چوکیدار کی جیب میں پیسے ڈالے گا تو اندر جائے گا۔اگر ہم نے ایسا نظام رائج کرنا ہے۔ ہم اتنے قابل نہیں۔ ہم اتنے گناہ گار ہیں۔ ہم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ خلفائے راشدین کی مثالیں ہم دیتے ہیں۔لیکن ان کی تقلید ہم کر سکتے ہیں۔ ان لوگوں نے بھوکے رہ کے راتوں کو سڑکوں پر جاگ کر یہ دیکھا کہ ہماری خلافت میں ایک جانور بھی بھوکا نہ مر جائے' اور یہاں یہ حال ہے کہ ہم اپنی شاہ خرچیوں پر تو خرچ کر رہے ہیں۔ ہم اپنے صوابدیدی اختیارات تو استعمال کر رہے ہیں۔ کروڑوں روپے جہازوں کی خریداری پر تو لگا رہے ہیں۔ لیکن ہم یہ نہیں دیکھتے کہ ہمارے اس صوبے میں ہمارے اس پنجاب میں عوام پانی کے لیے ترس رہے ہیں۔ میں مختصراً عرض کروں گا کیونکہ آگے بھی میری ایک دو کٹ موشن ہیں جن پر میں نے بولنا ہے۔ تو آخر میں میں اپنی بات ختم کرنے سے پہلے یہی کہوں گا کہ اس وجہ سے ہمارا خیال ہے کہ اگر ہم اتنا بجٹ رکھیں جب ہم سمجھیں گے کہ یہ پیسہ صحیح استعمال ہو رہا ہے تو ہمیں اتنا پیسہ دینے میں کوئی حرج نہیں ہو گا تو ہم کٹ موشن کبھی پیش نہیں کریں گے۔ اس وجہ سے ہم سمجھتے ہیں کہ صوبے کا نظم و نسق صحیح انداز میں نہیں چل رہا ایڈمنسٹریشن صحیح کام نہیں کر رہی اس لیے ہم اس پیسے کا زیاں سمجھتے ہیں اور اسی لیے ہم نے یہ کٹوتی کی تحریک پیش کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، شکریہ۔ جی عمران مسعود ۔

جناب عمران مسعود ، شکریہ۔ جناب سپیکر! جناب والا! مجھ سے پہلے میرے ساتھی نے بہت ہی دردمندانہ باتیں کی ہیں لیکن میں استدعا کرتا ہوں کہ یہ باتیں ریکارڈ کی جائیں یا کہیں رجسٹرڈ ہوں تاکہ لوگ اس سے تنبیہ لے سکیں۔ جناب والا! آج صبح وزیر خزانہ نے جو ڈیمانڈ نمبر 10 پیش کی ہے جس میں انہوں نے 4 ارب 52 کروڑ 24 لاکھ 21 ہزار 520 روپے کی ڈیمانڈ کی ہے۔ جو وزراء پارلیمانی سیکرٹریوں ' مشیروں اور ایڈمنسٹریشن پر جو پیسہ خرچ ہو گا ' کے بارے میں ہے۔ جناب والا! دو تین نکات ایسے ہیں جن کا ذکر میں یہاں ضرور کروں گا۔ عام طور پر دائیں بائیں کی باتیں ہوتی ہیں لیکن میں I shall try to be very precised & relevant. جناب والا! ہر ضلع میں ڈپٹی کمشنرز' سپرنٹنڈنٹ پولیس تعینات ہوتے ہیں۔ آپ نے اکثر جائزہ لیا ہو گا کہ جب کبھی بھی week-end پر ' جمعرات ' جمعہ چھٹی ہوتی ہے تو یہ لوگ اپنے ضلع چھوڑ کر اپنے گھروں میں چلے جاتے ہیں۔ ان کو جانے کی اجازت تو

ہے لیکن ان کی اجازت کا بھی باقاعدہ ایک طریق کار ہوتا ہے۔ جناب والا! ہمیشہ سے یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ جب بھی کبھی چھٹی کا دن آیا ہے تو کبھی نہ کوئی ڈپٹی کمشنر اپنے ضلع میں رہا ہے اور نہ ہی کبھی سپرنٹنڈنٹ پولیس اپنے ضلع میں رہا ہے۔ کچھ لوگ اپنے ہوں گے جنہیں اپنے manuals کا اور اپنی ایڈمنسٹریشن کے قوانین کا خیال ہوگا۔ لیکن عام طور پر یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ کبھی بھی کوئی افسر اپنے علاقوں میں نہیں رہا۔ لیکن پھر بھی جو non-development فنڈز میں اتنی بڑی رقم جنرل ایڈمنسٹریشن کے لیے رکھی گئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ زیادتی ہے۔ جناب والا ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ فنڈ جو آج کل تمام ڈپٹی کمشنر اپنے اپنے اضلاع میں اکٹھے کر رہے ہیں۔ اس کی کیا justification ہے۔ اس بارے میں اگر کوئی قانون سازی ہوئی ہے یا کوئی قانون ہے تو مجھے وہ بتایا جائے۔ ہر غریب آدمی جس نے کوئی لائسنس بنوانا ہے۔ جیسے ضلع میں اسلحہ عام ہے تو اس کو دو ہزار روپیہ جگا ٹیکس دینا پڑتا ہے۔ یہ فنڈ نہ تو کہیں ریکارڈ میں آتا ہے اور نہ ہی کہیں اس کا audit ہوتا ہے جہاں یہ خرچ ہوتا ہے۔ جہاں یہ اکٹھا ہوتا ہے۔ اس بارے میں کوئی نہیں جانتا۔ اس کے بعد یہ فنڈ اکٹھا کرکے ڈپٹی کمشنر اپنے کمشنر تک پہنچاتے ہیں اور کمشنر اس کو اپنی مرضی سے کسی سکیم کے تحت یا جو بھی کوئی صورت ہو اس کو allocate کرتے ہیں اور بھیجتے ہیں۔ جناب والا! ایک طرف تو ہم بجٹ میں ان کے لیے اتنی colossal amount ان کی ایڈمنسٹریشن کے لیے رکھ رہے ہیں تو اس ڈویلپمنٹ فنڈ کا کہاں ذکر آتا ہے۔ یا وہ کس کھاتے میں جاتا ہے۔ میں یہ چاہوں گا کہ کیا ہی اچھا ہوگا کہ ہمارے ہاں جو حزب اقتدار میں لوگ بیٹھے ہیں وہ اس بارے میں قانون سازی کریں۔ اس بارے میں کچھ قوانین بنائیں' تاکہ یہ جو ایک غلط روایت ہے اس کو ٹھیک کیا جاسکے۔ اس کے بعد وزیر اعلیٰ نے اپنے چیف منسٹر سیکرٹریٹ کے لیے 2 کروڑ 64 لاکھ 90 ہزار کی اتنی بڑی رقم رکھی ہے۔ یہ صرف اپنے سیکرٹریٹ کے لیے رکھی ہے۔ جس میں وہ کاریاں خریدیں گے' فرنیچر آئے گا' carpets آئیں گے' chandeliers خریدے جائیں گے اور سٹاف کی بھرتی کی جائے گی۔ جناب والا! آپ نے بجٹ میں بھی دیکھا۔ ایک تو وزیر اعلیٰ نے اپنی صوابدیدی فنڈز کی پاور کو قائم و دائم رکھا ہے اور بلاک allocation کی جو discretion ہے وہ بھی انہوں نے اپنے پاس رکھی ہے۔ جب ڈویلپمنٹ فنڈ کی اتنی بڑی discretion ان کو دی گئی جس میں کروڑہا' اور اربوں روپیہ انہیں دیا ہو اور اسکے بعد block allocation کا جو پیسہ ان کو دیا گیا تو اس رقم کی کوئی justification سمجھ نہیں آرہی کہ یہ بھی کوئی اچھی چیز ہے۔ جناب والا! یہ اس لیے رکھی گئی ہے کہ عیش و عشرت کی زندگی بسر کی جاسکے۔ میں تو یہ کہوں گا کہ ایک طرف تو ہم یہ خسارے کا بجٹ پیش کرتے ہیں۔ ایک طرف مہنگائی کا رونا روتے ہیں۔ ایک طرف strikes ہو رہی ہیں۔ آپ نے دیکھا کہ فیڈرل منسٹر ٹیکسوں کے سلسلے میں Federation سے بات چیت کرتے ہیں اور یہ پہلا موقع ہے کہ فیڈرل منسٹر واک آؤٹ کرگئے۔ ہمیشہ یہ دیکھا ہے کہ جو فریادی ہوتا ہے وہی واک آؤٹ کرتا ہے۔ لیکن یہ پہلی مرتبہ ہے کہ فیڈرل منسٹر صاحب واک آؤٹ کرگئے۔ کیونکہ وہ حقیقت کو face نہ کرسکے۔ میری یہی گزارش ہوگی کہ اتنی بڑی

رقم جو کہ یہ دو items کے لیے رکھی گئی ہے اس میں کمی کی جائے تاکہ کلیم جو وزیر خزانہ کرتے ہیں کہ ہم نے اتنا بڑا۔ بجٹ عوام کی فلاح و بہبود کے لیے رکھا ہے اسے پورا کرسکیں۔ میں ان ہی گزارشات کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، شکریہ۔ جناب عمران مسعود کی تقریر فاضل اراکین حزب مخالف کے لیے کافی رہ نمائی کرتی ہے۔ میں ان کو appreciate کرتا ہوں کہ انہوں نے to the point , relevant مختصراً بات کی ہے۔ باقی دوست کہنا تو نہیں چاہئے beat about the bush کرتے ہیں۔ وقت ضائع کرتے ہیں ' ادھر ادھر کی ڈینگیں مارتے ہیں۔ عوامی جلسے کا سماں پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ انہوں نے بالکل relevant کٹ موشن کا مقصد ہے وہ بیان کیا ہے۔

سردار حسن اختر موکل ، جناب والا! ان کی تقریر کے بعد اس پر implement بھی ہو جائے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، ہونا چاہئے۔ ہر وہ بات جو اچھی ہے اس پر عمل درآمد ہونا چاہئے۔

سردار حسن اختر موکل ، جناب والا! میں آپ کی رولنگ چاہتا ہوں کہ اس پر implement ہو جائے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، میرا مطلب یہ ہے کہ بات اچھی ہے۔ ان کی تقریر اچھی ہے to the point ہے۔ آگے ہاؤس کی مرضی ہے۔ کہ وہ کیا رائے رکھتے ہیں۔ جی راجہ جاوید اخلاص نے تقریر کرنی ہے؟ پانچ منٹ آپ کے ہیں۔ اسی طرح کٹ موشن کے مطابق چلیں اور relevant تقریر کریں۔

راجہ جاوید اخلاص ، جناب والا! کٹ موشن کے مطابق رہوں گا۔ جناب والا! شکریہ۔ یہ جو جنرل ایڈمنسٹریشن کے بارے میں ہم نے کٹوتی کی تحریک دی ہے ۔ اس بارے میں میری یہ گزارش ہے کہ گزشتہ مالی سال کی نسبت رواں مالی سال میں جنرل ایڈمنسٹریشن کے لیے بجٹ میں اضافہ کیا گیا ہے۔ اس میں پولیس اور انتظامیہ کو اضافی وسائل فراہم کیے گئے ہیں تاکہ صوبے میں امن و امان قائم کرنے کے لیے ' لوگوں کو انصاف مہیا کرنے کے لیے اپنا کردار ادا کرے۔ لیکن جناب والا! جہاں تک ایڈمنسٹریشن کی کارکردگی کا تعلق ہے تو fact and figures کے اعتبار سے آپ بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں کہ پچھلے سال کے مقابلے میں اس سال کتنی مایوس کن کارکردگی ہے کہ ہر طرف ایک افراتفری کا ماحول ہے' بے چینی کا ماحول ہے اور کسی بھی سطح پر کسی شخص کو انصاف نہیں مل رہا۔ جس کی وجہ سے آج پورا معاشرہ بد امنی کی لپیٹ میں آیا ہوا ہے۔ جناب والا! مذہبی اعتبار سے بھی اور دوسرے اعتبار سے بھی' جب تک ہم معاشرے کو انصاف فراہم نہیں کریں گے تو اس وقت تک ہمارے حالات ' ہماری یہ بے چینیاں' ہماری یہ پریشانیاں' اور ہماری یہ مصیبتیں جنہوں نے ہمیں ہر طرف سے گھیر رکھا ہے۔ یہ اس وقت تک دور نہیں ہوسکتیں ۔ جناب والا۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ جو ہمارے صوبے کے سربراہ ہیں' جو حکام ہیں' ان کی نیت ٹھیک ہونی چاہئے ۔ اگر ان کی نیت ٹھیک ہو گی تو میں سمجھتا ہوں کہ ایڈمنسٹریشن ٹھیک چلے گی۔ میں ایک حکایت بیان کرنا چاہتا ہوں کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک بادشاہ اپنے چند مشیروں کے ہمراہ اپنی ریاست میں دورے پر نکلا۔ راستے میں ایک باغ کے نزدیک اس

نے پڑاؤ ڈالا۔ اور اس نے یہ خواہش ظاہر کی کہ مجھے انار کا جوس پلایا جائے۔ ان کا ایک ملازم وہاں گیا اور ایک انار توڑ کر لے آیا۔ بادشاہ کے سامنے اس انار کو نچوڑا گیا تو اس میں سے کم از کم تین چار گلاس جوس کے نکلے ۔ بادشاہ نے دل ہی دل میں یہ تصور کیا کہ یہ باغ بڑی زبردست آمدن کا ذریعہ ہے تو کیوں نہ واپس جا کر جب میں دارالخلافہ میں پہنچوں تو اس پر ٹیکس لگا دوں۔ بہرحال اس نے اپنے ذہن میں ایک بات قائم کرلی۔ وہاں سے وہ آگے چلے گئے' واپسی پر پھر انہوں نے اسی جگہ پڑاؤ کیا۔ پھر جب اس نے جوس کے لیے انار منگوایا تو تین چار انار نچوڑنے کے بعد صرف ایک گلاس جوس کا نکلا تو وہ اپنے ایک مشیر سے پوچھنے لگا کہ کیا وجہ ہے ؟ جب ہم یہاں سے گزرے تھے تو اس وقت ایک انار سے تین چار گلاس جوس نکلا تھا اور واپسی پر یہ ہوا ہے۔ تو مشیر نے کہا کہ جناب والا! مجھے یہ شک پڑتا ہے۔ یہ محسوس ہو رہا ہے کہ آپ کی نیت میں کوئی فتور آ گیا ہے۔ آپ کی نیت میں کوئی خلل آ گیا ہے تو بادشاہ نے کہا کہ واقعی میں نے یہ سوچا تھا کہ میں نے اس پر ٹیکس عائد کرنا ہے۔ لہذا اس نے اپنا ارادہ ترک کر دیا۔ یعنی اس وقت ایڈوائزروں کی یہ پوزیشن تھی کہ وہ صحیح مشورہ دیتے تھے۔ حکمران کی نیت کو بھی صحیح جانچ لیتے تھے کہ حکمران کی کیا نیت ہے ۔ اس کے مطابق مشورہ دیتے تھے۔

جناب والا! آج یہ ایڈوائزروں کی فوج ظفر موج' یہ کون سے مشورے دے رہی ہے؟ آج تو یہ عالم ہے کہ یہ اس طرح مشورے دیتے ہیں کہ بادشاہ سلامت باغ میں جا رہے تھے تو آگے بینگن کی سبزی کا ایک پودا تھا۔ بادشاہ سلامت نے کہا کہ یہ کیسی سبزی ہے جو اتنی خوبصورت ہے تو مشیر نے اس کی تعریف شروع کر دی کہ جناب والا! اس کا یہ رنگ دیکھیں ' کتنا خوبصورت ہے' اس کی کتنی نرم جلد ہے اور کھانے میں بھی یہ بڑا لذیذ ہے۔ وقت گزر گیا۔ کچھ دنوں کے بعد بادشاہ سلامت نے دوبارہ جب دورہ کیا تو بادشاہ نے کہا کہ یہ کون سا بدصورت پودا ہے؟ اور اس کے ساتھ یہ کالے سیاہ رنگ کا کیا ہے؟ اس نے کہا کہ واقعی یہ تو بڑی بدشکل سبزی ہے۔ اس کا تو نہ کوئی رنگ ہے۔ اس کو سزا ملی ہوئی ہے اور اس کو پھانسی کے تختے پر لٹکا ہوا آپ دیکھیں۔ آج کل کے مشیروں کی یہ پوزیشن ہے تو بادشاہ نے کہا کہ آج سے دس دن پہلے آپ نے یہ کہا تھا اور آج دس دن کے بعد آپ یہ کہہ رہے ہیں تو اس نے کہا کہ جناب والا! میں بینگن کا ملازم نہیں ہوں۔ میں تو آپ کا ملازم ہوں۔ میں نے آپ کی خواہش کے مطابق آپ کی تعریف کرنی ہے۔ بینگن کی تعریف میں نے نہیں کرنی۔ آج کل کے مشیر اسی طرح کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ جس سے صوبے میں دن بدن لاقانونیت اور اس طرح کے جرائم میں اضافہ ہو رہا ہے۔

جناب والا! پولیس کو آپ دیکھ لیں۔ میں اپنے ضلع کی بات کرتا ہوں کہ ہمارے ضلع راولپنڈی میں پچھلے چار پانچ ماہ کا آپ ریکارڈ منگوا کر دیکھ سکتے ہیں کہ صرف راولپنڈی شہر میں جو major ڈکیتیاں اور چوریاں ہوئی ہیں کم از کم ان کی رقوم تین کروڑ روپیہ بنتی ہے اور اس تین کروڑ روپے میں سے ایک پائی بھی برآمد نہیں ہوئی اور نہ ہی کوئی ملزم گرفتار ہوا ہے۔

آپ نے ایک مشہور و معروف واقعہ سنا ہو گا۔ پچھلے دو تین ماہ کا واقعہ ہے کہ میرے حلقے

میں بارہ افراد ایک آدمی نے قتل کیے اور وہ کم از کم پانچ گھنٹے مسلسل یہ جرم کرتا رہا۔ راولپنڈی میں اس نے یہ جرم کیا۔ پانچ افراد کو وہاں اس نے قتل کیا۔ وہاں سے جرم کرنے کے بعد وہ پچاس میل خود گاڑی چلا کر تھانہ صدر پہنچا۔ راولپنڈی سے گزرا' تھانہ کچہری سے گزرا' تھانہ روات سے گزرا۔

میاں عمران مسعود ، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی عمران مسعود ۔

میاں عمران مسعود ، شکریہ۔ جناب سپیکر! جناب والا! ابھی میری تقریر سے پہلے آپ نے ایک فاضل رکن کی نشان دہی پر اپنی رولنگ دی تھی کہ قائد ایوان جب ہاؤس میں نہ ہوں اور ان کی سیٹ خالی ہو تو کوئی ممبر اس پر نہیں بیٹھ سکتا۔ آپ کے اس فرمان پر وہ دو ممبر حضرات جو تھے اٹھ کر اپنی سیٹوں پر چلے گئے۔ اب جبکہ قائد ایوان یہاں آ چکے ہیں اور ان کی وہ سیٹ بھی خالی ہے اور وہ کہیں اور بیٹھے ہیں۔ تو میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا انھوں نے اپنی وہ جو سیٹ ہے وہ چھوڑ دی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں' وہ کسی بھی سیٹ پر بیٹھ سکتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

راجہ جاوید اخلاص ، جناب والا! اس نے بارہ افراد کو قتل کیا اور پانچ گھنٹے تک مسلسل وہ تین تھانوں کی حدود میں پھرتا رہا اور دندناتا رہا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کتنی بڑی نااہلی ہے کہ تین تھانوں کی حدود سے وہ گزر گیا اور پولیس کے پاس اتنی جدید گاڑیاں اور یہ سارا وائرلیس سیٹ وغیرہ یہ کس کام کے لیے ہیں۔ کسی نے بھی اس ملزم کو پکڑنے کی کوشش نہیں کی اور آج تک وہ ملزم غائب ہے اور جو باقی لوگ بچ گئے ہیں ان کی طرف وہ دھمکیاں اور خطوط لکھ رہا ہے کہ میں جلد ہی آپ کا بھی کام تمام کروں گا۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بہت ہی بڑی نااہلی ہے۔ اس کے لیے ہم کسی طور پر بھی اس ڈیمانڈ کی recommendation نہیں کر سکتے۔ میرے خیال میں یہ جو کٹوتی کی تحریک ہم نے پیش کی ہے۔ یہ بالکل صحیح دی ہے اور پولیس اور انتظامیہ کی اس کارکردگی کی بنیاد پر ہم یہ توقع کرتے ہیں کہ یہ ہاؤس ہماری کٹوتی کی تحریک کو منظور کرے گا۔ بہت بہت شکریہ۔

میاں عمران مسعود ، پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! یہ ایک notification جو ابھی یہاں circulate ہوا ہے اس میں یہ لکھا ہے کہ۔۔۔۔۔

"In pursuance of rules 119, 150 and 154 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1973, the following members, mentioned in column 2 of the table below, have been elected by concensus of the House to the other standing Committee mentioned therein -----"

اس میں سٹینڈنگ کمیٹی' پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ ہے اور اسی طرح دو تین اور ہیں۔

دوسرا جو سرکلر یہاں circulate ہوا اس میں الیکشن کے بارے میں کہا گیا کہ 26 / 27 تاریخ

کو الیکشن ہے۔ اس بارے میں بڑی rumours ہیں کہ وہ الیکشن cancell ہو گئے ہیں۔ kindly اگر آپ واضح طریقے سے یہاں فرما دیں کہ اگلی تاریخ کب ہے؟ کیوں cancell ہو گیا اور کب رکھا جا رہا ہے؟ تاکہ یہ ایک clear ambiguity ہو سکے۔

جناب سپیکر ، کل یہی طے پایا تھا اور لاء منسٹر صاحب سے consult کیا گیا تھا لیکن ممبر صاحبان سارے موجود نہیں ہیں اس لیے اب یہ 27/26 کو میٹنگز نہیں ہو سکتیں۔ نئی میٹنگز کا وقت بعد میں طے کیا جائے گا۔

میاں عمران مسعود ، جی۔ میں یہی چاہتا تھا کہ اگر آپ اناؤنس کر دیں تو بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر ، جی۔ میں نے اناؤنس کر دیا ہے۔ وقت ابھی طے نہیں ہوا ۔ اس کی اناؤنسمنٹ الگ کی جائے گی۔ اس پر اور کوئی صاحب تو نہیں بولنا چاہ رہے۔ جی ڈاکٹر شفیق چودھری۔

جناب ارشد عمران سلہری ، جناب سپیکر! اس وقت ہاؤس order میں نہیں۔ گزارش ہے کہ ہاؤس کو in-order کیا جائے۔ اس وقت باتیں ہو رہی ہیں۔

MR SPEAKER: I call the House to order.

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری ، جناب سپیکر! یہ جو کٹوتی کی تحریک ہم نے دی ہے۔ یہ بالکل جائز ہے کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ہے کہ اے خدا مجھے اس علم سے بچا کہ جس کا نہ مجھے فائدہ ہو ' نہ کسی کو فائدہ ہو اور پنجابی میں ایک ضرب المثل ہے کہ "لعنت اس سونے پر جو کانوں کو کھائے"۔ وہ زیور جو کہ خوبصورتی کی بجائے کانوں کے لیے اذیت بن جائے یا بدن کے لیے اذیت بن جائے ۔ تو صورت حال یہ ہے کہ ہماری جو انتظامیہ ہے وہ اپنے وجود کو جائز ثابت نہیں کر سکتی کیونکہ جس مقصد کے لیے اربوں روپے ان پر خرچ کیے جاتے ہیں وہ مقصد پورا نہیں ہوتا۔

اس سلسلے میں سب سے پہلے تو میں یہ عرض کروں گا کہ بنیادی ذمہ داری ہم سیاستدانوں پر ہے کیونکہ نظم و نسق کی جو خرابی ہے وہ سیاستدانوں کی طرف سے آئی اور جہاں تک ہم اپنی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو میاں ممتاز دولتانہ کے دور سے یہ مداخلت آگے آئی اور انھوں نے انتظامی افسران کو اپنے کاموں کے لیے استعمال کیا اور وہ روش ابھی تک جاری ہے۔ اس کا ہمیں تدارک کرنا ہو گا اور اس کے لیے ہمیں اپنے آپ سے ابتداء کرنی ہو گی اور سیاسی مداخلت بند کرنا ہو گی۔ اب اس کے لیے ضروری ہو گا کہ ہم انتظامیہ کو صحیح خطوط پر چلائیں اور اس کے ساتھ ساتھ انتظامی افسران میں ہم نے نا اہل ' بد دیانت ' دیانت دار اور اہل لوگوں کی تمیز کو روا نہیں رکھا بلکہ ہم نے گدھا گھوڑا برابر کر دیا ہے۔ جو شخص جتنا کرپٹ ہے وہ اتنا ہی موثر ہے۔ وہ اچھی سے اچھی پوسٹ۔ اچھے سے اچھا ضلع لیتا ہے۔ جس کے نتیجے میں وہاں خرابی وجود میں آتی ہے۔ اس سے کسی قسم کی اصلاح کی یا بہتری کی توقع نہیں کی جا سکتی۔

اس کے علاوہ انتظامیہ کے اندر inter-services jealousy زوروں پر ہے D.M.G. group اپنی تعداد سے زیادہ ہمارے صوبے پر حاوی ہے انہیں آنا چاہیے کیونکہ Federal

Government ہے اور ہم Federation میں رہ رہے ہیں افسران کو یہاں اپنی خدمات سرانجام دینی چاہیں لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہماری صوبائی سروسز پوری طرح کچلی جائیں اس وقت اپنے کوٹہ سے زیادہ افسران ہونے کے باعث ہماری P.C.S. سروس اور Secretariat Service بری طرح متاثر ہو رہی ہے اول ان بے چاروں کو بر وقت ترقی نہیں دی جاتی اگر ترقی مل بھی جاتی ہے تو ان کو ایسی پوسٹیں دی جاتی ہیں جو کہ کھڈے لائن ہوتی ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ ہمارے ہاں جن افسران ہم اضلاع یا سب ڈویژن میں پوسٹ کرتے ہیں ان کا کسی قسم کا کوئی محاسبہ نہیں اور محاسبے کا فقدان ہونے کے باعث ہماری انتظامیہ روز بروز بد سے بدتر ہو رہی ہے ہم نے محاسبے کے لیے وفاقی سطح پر F.I.A نامی ادارہ قائم کر رکھا ہے جو کہ صرف اور صرف سیاسی مقاصد کے لیے استعمال ہوتا ہے ہم نے Prime Minister Inspection Team بنا رکھی ہے پہلے جنرل مجید ملک کمیٹی تھی آج کل یہ ملک قاسم کمیٹی ہے اس کے ساتھ ساتھ Chief Minister Inspection Team ہے - Anti-Corruption Department ہے لیکن ان تمام محکموں کا وجود نہ ہونے کے برابر ہے کیونکہ کسی قسم کی کرپشن کو روکنے کے لیے یہ تمام کمیٹیاں کمیشن اور ادارے مؤثر ثابت نہیں ہو رہے - ہمیں محاسبے کے عمل کو بہتر بنانا ہو گا کیونکہ جب تک محاسبہ نہیں ہو گا اس وقت تک ہم اپنی انتظامیہ کو بہتر نہیں کر سکتے اس کے ساتھ ساتھ ناقص عدالتی نظام ہم لوگوں کو پریشان کیے ہوئے ہے کیونکہ لوگوں کو انصاف نہیں ملتا اور اس ملک میں ہمارا جو عدالتی نظام ہے اس میں وکلاء صاحبان بھی خرابیاں ڈالتے ہیں ہمارے جج صاحبان بھی اس سے مبرا نہیں ہیں اور میں یہ کہوں گا کہ سب سے بڑی خرابی ہم سیاستدان ڈالتے ہیں ججوں کی تقرری میں سیاسی وابستگیوں کو مد نظر رکھا جاتا ہے خواہ وہ appointments ہائی کورٹ لیول پر ہوں یا سپریم کورٹ لیول پر ہوں یا سیشن جج لیول پر ہوں جب ہم انتظامیہ کے اندر اپنے من مانے اور منچلے' جیالوں کو جگہ دیں گے تو پھر یہ توقع نہیں رکھنی چاہیے کہ وہ آگے چل کر لوگوں کو انصاف مہیا کریں گے اس کے ساتھ ساتھ ملازمین کے درمیان اقتصادی ناگواری کو ختم کیا جانا چاہیے یہ نہیں کہ گریڈ 22 کے افسران کی تنخواہیں برابر کر دی جائیں اور ان کی مراعات برابر ہونی چاہیں لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ اگر ایک کا یہ فرق 150 روپے کا ہے اور ایک کا سو کا ہے تو اس کو اتنا نہ کاٹ دیجیے کہ یہ بالکل دو کنارے بن جائیں۔ جناب والا! ایک اور 22 گریڈ کے افسران میں ایک اور پانچ سے زیادہ کا تفاوت نہیں ہونا چاہیے جب ہم یہ کہتے ہیں کہ اس دنیا میں آنے والے ہر بچے کو مساوی حق حاصل ہے ایک چپڑاسی کا بچہ فیڈرل سیکرٹری کے بچے کا مقابلہ نہیں کر سکتا وہ کسی بھی اچھے مدرسے میں نہیں جا سکتا وہ اچھی طرح سے اپنا علاج نہیں کر سکتا۔ جناب والا اگر ہم اس فرق کو ختم نہیں کر سکتے تو اس فرق کو کم سے کم کرنا ہو گا۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمیں مذہبی جماعتوں پر خصوصی نظر رکھنی ہو گی۔ اس وقت ہمارے اسلامی دوست ممالک بھی ہمارے ملک میں مداخلت کر رہے ہیں اور ہمارے دشمن ممالک تو ہمارے دشمن ہیں ہی۔ تو جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ ہمیں مذہبی جماعتوں پر پابندی لگانی چاہیے اور طلبہ سے یہ گزارش کرنی

چاہیے کہ اگر انہوں نے سیاست کرنی ہے بڑے شوق سے کریں لیکن وہ اسلام کے نام ----------

صاحبزادہ محمد فضل کریم ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! فاضل مقرر نے مذہبی جماعتوں کے متعلق کہا ہے میرا تعلق بھی چونکہ مذہبی جماعت سے ہے میں آپ کی وساطت سے ان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ مذہبی جماعتوں پر پابندی لگانے کی بجائے مذہبی جماعتوں میں جو دہشت گرد element داخل ہو چکا ہے اسے ختم کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ایسا کوئی قانون یا ضابطہ بنا دیں گے کہ مذہبی جماعتوں پر پابندی ہو گی تو پھر اس ملک کی بنیادی اساس کے ساتھ کھیلنے کی اس ایوان میں ہم سعی لاحاصل کر رہے ہیں لہذا مغربی جماعتوں پر پابندی لگائی جائے --------

جناب سپیکر ، آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ہو گیا۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم ، جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ میں کبھی کبھی بولتا ہوں آپ کے علم میں ہے اور میں نے out of the way جا کر ہاؤس کے تقدس کو پامال کرنے کی کبھی بھی کوشش نہیں کی۔ میں یہ بات عرض کر رہا ہوں اور میرا یہ آئینی حق ہے چونکہ میرا تعلق ایک مذہبی جماعت سے ہے --------

جناب سپیکر ، میں نے آپ کو حق دیا ہے اور اپنے پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر نہ کیجئے۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم ، جناب والا! آپ بالکل درست فرما رہے ہیں۔ جناب والا! یہ قرآن میں ہے (لااکراہ فی الدین) اس کا مطلب ہے کہ دین کے معاملے میں جبر نہیں۔ اصل میں مسئلہ یہاں پر یہ ہے کہ جب ظلم وستم اور تشدد کے ساتھ اپنے مذہب اور اعتقادات کو دوسروں پر ٹھونسنے کی کوشش کی جاتی ہے تو اس وقت خرابی پیدا ہوتی ہے۔ میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ آپ اس طرف خصوصی طور پر توجہ فرمائیں اور ہم اس بات کو ہاؤس میں قطعاً برداشت نہیں کریں گے کہ مذہبی جماعتوں پر پابندی کے سلسلے میں اگر یہاں پر کوئی بات ہو گی تو ہم خاموش تماشائی نہیں بنے بیٹھیں گے اور ہم اس تحریک کے خلاف ہوں گے جو مذہبی جماعتوں پر پابندی عائد کرنے کے لیے یہاں پر کوششیں کریں گے۔

جناب سپیکر ، آپ تشریف رکھیں۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب والا! اس موضوع پر جناب اصغر علی گجر کو سنا جائے۔

چودھری اصغر علی گجر ، جناب والا! میں اپنے بھائی کا بڑا مشکور ہوں کہ انہوں نے تکلیف کی اور میں ہمدردی کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جناب والا! میں اس بارے میں یہ گزارش کروں گا بلکہ میں ڈاکٹر شفیق چودھری کی اس رائے پر مشورہ دوں گا کہ تمام پارٹیوں کو مذہبی قیود کا پابند بنایا جائے۔ حدود اور قیود کے بغیر کوئی چیز نہیں۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ اس ملک کے اندر جتنی پارٹیاں ہیں ان پر یہ پابندی ہو کہ کوئی پارٹی مذہب سے آگے نکل کر کوئی کام نہ کرے۔ ان کو پابند کیا جائے اور غیر اسلامی سرگرمیوں پر پابندی لگائی جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر ، ڈاکٹر صاحب! مہربانی سے آپ کٹ موشن کی طرف رہیے اور مذہب کی طرف ذرا محتاط طریقے سے آگے بڑھئیے۔

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری ، جناب والا! میں خود مسلمان ہوں اور میں نے مذہبی جماعت کا لفظ صرف اور صرف مذہبی exploitation کے حوالے سے عرض کیا ہے ---------

جناب سپیکر ، ڈاکٹر صاحب! اس کا کٹ موشن سے کیا تعلق ہے کہ مذہبی جماعتوں پر پابندی لگائی جائے۔

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری، جناب والا! امن عامہ کے سلسلہ میں انتظامیہ پر جو مشکلات اور دشواریاں ہیں۔ میں اس حوالے سے بات کر رہا ہوں ۔ اس کے اندر ایک ضروری عنصر ہے ۔ میں ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ اس وقت ہمارے ہاں ہمارے دوست ممالک سعودی عرب کا پیسہ آ رہا ہے ایران کا پیسہ آ رہا ہے لیبیا سے پیسہ آ رہا ہے اور عراق کا پیسہ لگ رہا ہے یہاں پر انڈیا ۔ اسرائیل کا پیسہ لگ رہا ہے کیا ہم ان چیزوں سے آنکھیں بند کر لیں جناب میرے عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ حکومت کا فرض ہے کہ اس نے اپنی جو ایجنسیاں پال رکھی ہیں مثلاً سی۔ آئی۔ ڈی ڈیپارٹمنٹ ہے اور اس کے ساتھ آئی۔ بی۔ ہے آئی۔ ایس۔ آئی ہے اور ایم۔ آئی ہے۔جناب والا! ہماری اتنی ایجنسیز ہیں یہ چیز ان کے فرض میں شامل ہے کہ وہ مذہبی جماعتیں جو ملک کے استحکام کو خراب کر رہی ہیں کھوکھلا کر رہی ہیں ان پر پابندی لگنی چاہیے ۔

جناب سپیکر ، میں سمجھتا ہوں کہ ان تمام عناصر پر خواہ وہ مذہبی جماعتوں کے اندر ہیں خواہ وہ غیر مذہبی جماعتوں کے اندر ہیں جو تشدد کرتے ہیں جو لاء اینڈ آرڈر کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہیں ان افراد پر ان گروہوں پر اور ان جماعتوں پر سختی کے ساتھ پابندی ہونی چاہیے۔ آپ مہربانی سے آگے بڑھیں۔آپ اب اپنی تقریر کو wind up کیجئے۔

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری ، جناب سپیکر! میں آپ کا انتہائی شکر گزار ہوں اور آخر میں میں قند مکرر کے طور پر تین چیزوں کا اعادہ کرنا ضروری سمجھوں گا کہ سب سے پہلے اگر ہم انتظامی حالات کو ٹھیک کرنا چاہتے ہیں تو سیاسی مداخلت بند ہونی چاہیے خواہ کوئی شخص وزیر اعظم ہے یا وزیر اعلیٰ اس کو merit کے لحاظ سے seniority کے لحاظ سے دیانت داری کے لحاظ سے افسران کا تقرر کرنا چاہیے اور دوسرے نمبر پر محاسبے کے عمل کو ہمیں تیز کرنا ہو گا کیونکہ جب تک ہم محاسبے کو بہتر نہیں کریں گے اور غلط افراد کو سزا نہیں دیں گے اور صحیح افراد کو ان کی صحیح جگہ نہیں دیں گے اس وقت تک ہم انتظامیہ کو صحیح نہیں کر سکتے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمیں اپنے عدالتی نظام کو بہتر بنانا ہو گا اگر ایسا نہیں ہو گا تو یہ سب چیزیں بے کار ہیں---------

MR SPEAKER I ca ll the House to order.

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری ، اس کے ساتھ سرکاری ملازمین کو مکان ضرور دینا چاہیے اگر ہر سرکاری ملازم کو مکان مل جائے جیسے کہ فوجی سکیمیں چل رہی ہیں تو اس طرح سے کرپشن کا کافی خاتمہ ہو سکتا

ہے اور جو ایمان دار اور اہل لوگ ہیں وہ اس سے استفادہ حاصل کر سکتے ہیں۔ مہربانی شکریہ۔

جناب سپیکر ، ارشد عمران سلہری! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

جناب ارشد عمران سلہری ، شکریہ۔ جناب سپیکر! میں دو تین پوائنٹس پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر ، جی۔ فرمائیے۔

جناب ارشد عمران سلہری ، جناب سپیکر! ڈیمانڈ نمبر 10 جو آج وزیر خزانہ نے پیش کی ہے یہ جنرل ایڈمنسٹریشن وزراء کی ٹیم پارلیمانی سیکرٹریز اور ایڈوائزرز کے ایک سال کے اخراجات کے لیے گیارہ ارب روپیہ رکھا گیا ہے اس بارے میں میں عرض کروں گا۔ جناب والا! درحقیقت کسی بھی نظام کو چلانے کے لیے ہمیں پہلے اس کے لیے وسائل مہیا کرنے ہوتے ہیں اس کو چلانے کے لیے اچھے اور اعلیٰ ملازمین کو رکھنا ہوتا ہے تو جناب سپیکر! اگر ہم صوبے کی صورت حال کو دیکھیں تو یہ بہت ابتر ہے۔ اس پر پولیس اور دیگر محکمہ جات پر اس ایوان میں بہت سی بحث ہو چکی ہے لیکن اگر generally صوبے پر نظر دوڑائیں تو صوبے میں ہمیں کہیں بھی امن و سکون نظر نہیں آ رہا اور جناب والا! محکمہ جات کی جو حالت ہے وہ بھی کچھ ایسی ہی ہے اگر کوئی سائل کسی دفتر میں جاتا ہے تو وہاں پر سب سے پہلے تو متعلقہ آفیسر ہی نہیں ملتا اور وہاں پر موجود جو بھی ملازم ملتا ہے اور میں یہ دعوے سے کہتا ہوں کہ خصوصی طور پر اس نو ماہ کے عرصے میں ملازمین کے اندر بے شک مہنگائی کے اثرات ہیں ہر ملازم سوائے چند ملازمین کو نکال کے ان کے پاس جو بھی شخص جاتا ہے اس ملازم کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ اس شخص کو mis-guide کیا جائے اسے محکمے کے چکر لگوائے جائیں پھر اس کے ساتھ طے کر کے کسی نہ کسی طریقے سے اس کا کام کروایا جائے ------

جناب والا! پولیس کی حالت یہ ہے اور میں نے ذاتی طور پر چیک کیا ہے اب بھی یہ ہو رہا ہے پولیس جس کے اوپر ہم اربوں روپیہ خرچ کر رہے ہیں تاکہ وہ پنجاب کے عوام کو سکون دلا سکے اور ان کا تحفظ کر سکے اور ان کے تحفظ کی ضمانت دے سکے لیکن آج بھی یہ ہوتا ہے کہ ایک شخص اگر اس کے خلاف کوئی مقدمہ دائر ہوا ' وہ عدالت میں چلا گیا ' جیل میں چلا گیا اور اس کے بعد ضمانت پر وہ باہر آتا ہے تو تھانے کے اندر اگر اس کے کپڑے رہ گئے ہیں یا کوئی چیز رہ گئی ہے اس کو واپس لینے کے لیے جاتا ہے تو اس کو پھر بٹھا لیا جاتا ہے۔ یہ میرے حلقہ میں تھانہ وحدت کالونی کی بات ہے کہ ایک شخص دفعہ 307 میں جیل گیا اور پھر ضمانت پر باہر آیا۔ اس کے کپڑے تھانے کے اندر رہ گئے تھے۔ وہ لینے گیا تو اس کو دوبارہ بٹھا لیا گیا اور تقریباً تین ہزار روپے لے کر اسے چھوڑا گیا۔ جب میرے نوٹس میں بات آئی تو میں نے اعلیٰ حکام سے بات کی اور وہ پیسے واپس دلوائے۔ لیکن یہ آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ پولیس کا عوام کے ساتھ یہ حال ہے۔ پھر ہم ان کی شاہ خرچیوں کے لیے اربوں روپیہ رکھ رہے ہیں۔ جناب سپیکر! جہاں تک لاہور میٹروپولیٹن کارپوریشن کی بات ہے جب بلدیاتی ادارے شفاف الیکشن کے لیے توڑے گئے تو ان کو الیکشن کے بعد بحال ہو جانا چاہیے تھا۔ لیکن وہ نہیں ہو سکے اور وہ معاملہ عدالت میں چل رہا ہے۔ جناب سپیکر! ہم

وہاں پر اربوں روپے کا بجٹ چھوڑ کر آئے تھے۔ لیکن جو لاہور شہر کی صورت حال ہے آپ دیکھ سکتے ہیں کہ کوئی گلی بہتر نہیں، کوئی سڑک بہتر نہیں۔ پورے لاہور کے اندر سٹریٹ لائٹ غائب ہو چکی ہے۔ لیکن ہمارے وزیر بلدیات اکثر لاہور کارپوریشن میں جاتے ہیں ٹاؤن ہال میں جاتے ہیں اور اجلاس بھی منعقد کرتے ہیں اور ناشتہ بھی وہیں جا کر کرتے ہیں ' لاہور کے مختلف علاقوں کا دورہ بھی کرتے ہیں۔ لیکن لاہور کے شہری اس بات سے مطمئن نہیں کہ لاہور کارپوریشن کی جو انتظامیہ ہے جس کی یہ ڈیوٹی ہے کہ وہ لاہور کے شہریوں کو صحت و صفائی اور اعلیٰ سڑکیں مہیا کرے یہ اس میں ناکام ہے۔

جناب سپیکر! ایک بات میں صوبہ پنجاب کے ڈپٹی کمشنرز کے حوالے سے کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے اپنی بجٹ تقریر میں بھی یہ کہا تھا کہ ہر ڈپٹی کمشنر نے اپنے ضلع میں ایک پرسنل اکاؤنٹ کھولا ہوا ہے جس میں اسلحہ لائسنس پر پانچ سو یا ہزار روپیہ ڈویلپمنٹ چارجز کے طور پر اس اکاؤنٹ میں جمع کرتے ہیں۔ اس پرسنل اکاؤنٹ کھولنے میں وزیر اعلیٰ کی اجازت نہیں۔ گورنر کی اجازت نہیں، محکمہ مال کی اجازت نہیں۔ پنجاب کے عوام سے یہ رقم وصول کی جا رہی ہے۔ میں نے اس دن بھی یہ گزارش کی تھی۔ اس مہنگائی کے دور میں پنجاب کے غریب عوام پر یہ زیادتی ہے۔ اس کو بند کروایا جائے اور جو رقم پنجاب کے ان اداروں کی اس اکاؤنٹ میں جمع ہو چکی ہے اس کا audit کروایا جائے۔

جناب والا! انتظامیہ کے حوالے سے میں ایک اور بات کرنا چاہتا ہوں۔ اس بجٹ میں بیت المال کے حوالے سے کوئی پیسہ نہیں رکھا گیا۔ آپ نے زکوۃ کمیٹیوں کو توڑ کر ایک چیئرمین مقرر کیا لیکن تین ماہ ہو چکے ہیں ابھی تک اس کو اس کا چارج نہیں ملا۔ جناب سپیکر! آپ دیکھیے ' غریب ' بیوہ ' یتامیٰ اور اسی طرح جو بچے higher qualtfication حاصل کر رہے ہیں اس سے ان کی امداد ہوتی ہے۔ پھر ہسپتالوں کے اندر وہ غریب کہ جس کے پاس وسائل نہیں' ان کی بھی امداد ہوتی ہے۔ آج پورے پنجاب کے عوام اس وجہ سے پریشان ہیں۔ لہذا ہماری کٹوتی کی یہ تحریک بالکل جائز ہے کہ اگر اتنی رقم کا سابقہ سالوں میں جائز استعمال ہوا ہوتا تو آج ہم اس میں کٹوتی کی ڈیمانڈ نہ کرتے۔ ہماری کٹوتی کی ڈیمانڈ جائز ہے۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر ، اب میں وزیر متعلقہ کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اس پہ اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

میاں عبد الستار ، میرا نام بھی اس میں شامل ہے۔

جناب ایس اے حمید ، میں بھی اس پہ دو منٹ بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر ، جو مجھے نام دیے گئے تھے وہ سب ہو گئے ہیں ' ان کے علاوہ بھی دو اور ہو گئے ہیں۔ آپ کے پاس ایک محدود وقت ہے۔ اگر آپ صرف اسی پر بات کرتے چلے جائیں تو پھر اگلی موشن تو نہیں آ سکے گی۔

سید تابش الوری ، ہم دو دو منٹ بات کرنا چاہتے ہیں۔ ہمیں خود احساس ہے کہ ہم نے مختلف ڈیمانڈ کو cover کرنا ہے۔

جناب سپیکر ، مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ جناب ایس اے حمید۔

جناب ایس اے حمید ، شکریہ۔ جناب سپیکر! موجودہ بجٹ میں نظم و نسق عامہ کے لیے 8 ارب 37 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے جب کہ revised budget میں یہ رقم 5 ارب 7 کروڑ روپے کی ہے ۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ 3 ارب 30 کروڑ روپے کی رقم نظم و نسق عامہ کے لیے اس بجٹ میں رکھی گئی۔ جناب سپیکر! یہ تقریباً پنجاب کے کل بجٹ کا 14 فیصد حصہ بنتا ہے ۔ کسی اور مد میں اتنا اضافہ نہیں کیا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ نظم و نسق عامہ میں بنیادی باتیں صوبے میں امن عامہ ، انصاف ، کرپشن کا خاتمہ اور ترقیاتی کام ہیں۔ یہ چار باتیں ہیں۔ میں ان چار باتوں پر ہی بات کروں گا اور لمبی بات نہیں کروں گا۔

سب سے پہلے امن عامہ پر بات کرنی چاہتا ہوں۔ امن عامہ کی جو صورت حال ہے وہ آج پوری قوم کے سامنے ہے۔ مئی کے جو اعداد و شمار ہیں اس کے مطابق 31 فیصد جرائم بڑھے ہیں۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ وزیر اعلیٰ نے جو بیان یہاں ایوان میں دیا تھا اس کے برعکس جرائم بڑھے ۔ جناب سپیکر! انصاف کے حصول کی بات کرتے ہوئے میں کہوں گا کہ اس بجٹ میں کوئی ایسا پروگرام نہیں کہ ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز کے مقام پر ہائی کورٹ کے بنچ بیٹھ کر لوگوں کو انصاف مہیا کریں گے۔ چھوٹی چھوٹی اپیلوں کے لیے اور چھوٹے چھوٹے معاملات کے لیے لوگوں کو لاہور آنا پڑتا ہے ۔ پنجاب کا رقبہ دیکھیں سینکڑوں میل سے لوگ یہاں لاہور میں آتے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر آپ لوگوں کو انصاف نہیں پہنچا سکیں گے تو پھر لوگوں میں محرومیوں کا احساس بڑھے گا اور جیسے کہتے ہیں justice delayed is justice denied. اسی بنیاد پر ہم نے اس بجٹ میں کوئی پروویژن نہیں رکھی۔

اس کے بعد کرپشن ہے۔ یہ ہمارے معاشرے کو ناسور کی طرح چاٹ رہی ہے ۔ اس کے خاتمہ کے لیے کوئی پروگرام وضع نہیں کیا گیا۔ ہمارے جتنے محکمے ہیں ان میں کرپشن انتہا کو پہنچ چکی ہے۔ آج آپ ایکسائز کا محکمہ لے لیں، پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کا محکمہ لے لیں، لوکل گورنمنٹ کا محکمہ لے لیں جو ترقیاتی کام اس صوبے میں ہوتے ہیں ہر آدمی جانتا ہے کہ اس میں کس سٹیج سے لے کر کس سٹیج تک کتنی کمشن ہے۔ تقریباً 20 فیصد تک کمشن ہمیں مختلف مراحل میں ٹھیکیداروں کو دینا پڑتی ہے اور حکومت جانتے بوجھتے۔ اس بارے میں کوئی پالیسی نہیں بنا سکی۔ اس کے سدباب کے لیے کوئی طریق کار وضع نہیں کر سکی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس ملک میں کرپشن کے خاتمہ کے لیے اس صوبے میں کوئی پروگرام نہیں دیا گیا۔

جناب سپیکر! اس دفعہ 12 ارب روپے کے ترقیاتی فنڈ رکھے گئے ہیں۔ لیکن اس کی جو صورت حال ہے وہ آج آپ کے سامنے ہے کہ 248 کروڑ روپے block allocation میں رکھے گئے ہیں، 98 کروڑ روپے وزیر اعلیٰ نے اپنی صوابدید پر رکھ لیے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ کل بارہ ارب روپے میں سے ساڑھے تین ارب روپے جو کہ تقریباً تیس فیصد بنتا ہے وزیر اعلیٰ کی صوابدید پر ہے ۔ وہ جسے چاہیں دیں جسے چاہیں نہ دیں ۔ پہلے ہی آدھا صوبہ پنجاب ان ترقیاتی سکیموں سے محروم رہا ہے ۔ آج

جنرل ایڈمنسٹریشن نے ہمیں جو طریق کار بنا کر دیا ہے اس کے تحت بھی یہ لوگ ترقیاتی کاموں سے محروم رہیں گے ۔ جناب سپیکر! مجھے سیکرٹریٹ میں جانے کا اتفاق ہوا ۔ جب میں وہاں پہنچا تو دیکھا کہ ایڈیشنل سیکرٹری کے کمرے کو تالا لگا ہوا ہے ۔ میں نے پوچھا کہ سیکرٹری صاحب کہاں ہیں ؟ کہنے لگے کہ میٹنگ میں ہیں ۔ میں نے کہا کہ میٹنگ کے لیے آپ نے باہر سے دروازے کو کیوں بند کیا ہوا ہے؟ کہنے لگے کہ کسی کو اندر جانے کی اجازت نہیں۔ جناب والا! میں نے وہ دروازہ کھلوایا' ایڈیشنل سیکرٹری سے ملا اور میں نے ان سے پوچھا کہ عوام کے لیے آپ نے دروازے کیوں بند کیے ہوئے ہیں؟ کہنے لگے کہ میں کام کر رہا ہوں' میٹنگ کر رہا ہوں۔ میں نے کہا کہ اگر آپ ان اوقات میں میٹنگ کریں گے تو پھر لوگوں سے کیسے ملیں گے ؟ کس وقت ملیں گے ؟ لوگوں کے مسائل کیسے حل ہوں گے؟ جناب سپیکر! مجھے تین دفعہ وہاں جانے کا اتفاق ہوا تینوں دفعہ دروازہ بند تھا ۔ آخر کار جب میں تیسری دفعہ گیا تو میں نے سیکرٹری صاحب کے ساتھ دوسرے معنوں میں بات کی اور کہا کہ خدا کا خوف کریں۔ آپ نے یہ کیا مذاق بنایا ہوا ہے۔ جناب والا ! ہم نے آج نظم و نسق عامہ کو حل کرنے کے لیے صوبے میں مرکزی حکومت کے notification تحت چھٹیاں بڑھا دی گئی ہیں ۔ اس سے چھ ماہ میں دو مہینے کی چھٹیاں ہوا کریں گی یعنی ایک سال میں چار ماہ مکمل طور پر ہمارے تمام ادارے بند رہا کریں گے ۔ جس ملک میں ' جس صوبے میں 33 فیصد کام ہی نہ ہو ' ورکنگ اوقات ہی کم ہو جائیں تو پھر اس ملک یا صوبے کی حالت کا اندازہ آپ خود لگا سکتے ہیں ۔ اور اس کے لیے آپ اتنا زیادہ بجٹ allocate کر رہے ہیں ۔ آپ دیکھیں پچھلے دنوں جمعرات کو ورکنگ ڈے تھا ' اس سے پہلے 21 / 22 کی چھٹی تھی ۔ تمام لوگوں کی درخواستیں آ گئیں کسی نے جمعرات کی چھٹی لے لی ' کسی نے اتوار کی چھٹی لے لی اور لوگوں نے جناب Long long long week end منایا۔ باہر کے ممالک میں دو دن کا long week end ہوتا ہے جبکہ ہمارے ہاں long long long week end منایا جاتا ہے یعنی 21/ 22/ 23/ 24/ 25 یہ سب چھٹیاں ہی چھٹیاں منائی گئیں۔ جناب والا! یہ قوم تو پہلے ہی کام نہیں کرنا چاہتی ' قوم کا مزاج تو پہلے ہی کام کرنے والا نہیں۔ اس پر اگر آپ ورکنگ اوقات کم کر کے ' ورکنگ ڈیز کو کم کر کے صوبے کا نظم و نسق چلانا چاہیں گے تو یہ نہیں چل سکے گا۔ اصل میں مجھے سرخ فیتے کے بارے میں یہ بات کرنی تھی کہ ہم ابھی تک روایتی طریقے سے چلے آ رہے ہیں۔ جب ادھر کے بنچز والے ادھر بیٹھتے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ ہم سب ٹھیک کر دیں گے اور جب ادھر کے بنچز والے ادھر بیٹھتے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ ٹھیک نہیں ہو رہا لیکن جناب سپیکر! کسی کو یہ توفیق نہیں ہوئی کہ اسے ٹھیک کرے۔ یہ کیوں نہیں ہو رہا؟ اس کی ایک بنیادی وجہ ہے۔ آج ایک مزاج بن چکا ہے کہ جو گورنمنٹ سرونٹ ہے ' جو پبلک سرونٹ ہے وہ اگر ایک بے ضرر محکمہ تعلیم میں بیٹھا ہے تو اس کی مرضی ہے کہ وہ کسی کو ملے یا نہ ملے ' کسی کا کام کرے یا نہ کرے اور اگر وہ پولیس کا آفیسر ہے تو اس کی مرضی ہے کہ وہ کسی کو بیٹھنے کے لیے کہے یا نہ کہے ' یا لوگوں کو بغیر کسی وجہ سے پکڑ لے ۔ جناب سپیکر ! یہ جو تصور ہے ' یہ جو concept ہے یہ کیوں پیدا ہوا ہے ؟ یہ اس لیے

پیدا ہوا ہے کہ وہ لوگ جو کسی محکمے میں بااثر ہیں انہیں ان کا محکمہ پورا پورا تحفظ دیتا ہے ' protection دیتا ہے۔ جناب سپیکر! اس کی ایک سادہ سی مثال اس قوم کی آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہے ۔ آج سے 16 سال پہلے ڈی ایس پی انار گل نے کمالیہ میں ایک شخص کی ناک میں نکیل ڈال کر اسے سربازار رسواء کیا۔ اس وقت پی۔ این۔ اے کی تحریک چل رہی تھی ' یہ جماعت اسلامی کا بندہ تھا یعنی جب ڈی۔ ایس۔ پی انار گل کمالیہ میں انسپکٹر تھا اس وقت اس نے اپنے بیج کا pin اتار کر اس شخص کی ناک میں ڈالا ' پھر اس کو ایک رسی کے ساتھ باندھا اور پورے بازار میں اسے رسواء کیا۔ اس شخص نے اپنا حق لینے کے لیے سیشن کورٹ میں ' ہائی کورٹ میں اور سپریم کورٹ میں داد رسی کے لیے فریادیں کیں ۔ سیشن کورٹ نے انار گل کو برخاست کرنے کی سزا دی ' ہائی کورٹ میں پانچ ہزار روپے جرمانہ ہوا ' اور 16 سال بعد سپریم کورٹ نے انار گل کو چھ ماہ کی سزا دی۔ لیکن اس پر بھی حیرانگی کی بات یہ ہے کہ یہ مارچ کی بات ہے کہ انار گل کو چھ ماہ کی سزا دینے کا فیصلہ ہو چکا ہے لیکن اس پر کوئی عمل درآمد نہیں ہو سکا ' کوئی ایکشن نہیں لیا گیا۔ آئی۔جی صاحب نے اسے اس لیے نہیں پکڑا کہ اب وہ پولیس کا ایک ڈی ایس پی بن چکا ہے ۔ اور پھر جب یہاں پر ' اسمبلی میں میرے بھائی رانا آفتاب احمد خان جو کہ حکومتی بنچز پر تشریف فرما ہیں نے اس بابت سوال اٹھایا تو وزیر قانون نے یہ یقین دہانی کروائی اس کو پکڑنے کے لیے ٹیمیں تشکیل دے دی گئی ہیں ۔ اگر کسی بے بس کو پولیس نے پکڑنا ہو تو پھر آپ اس کی تیزی ' اس کی efficiencey دیکھیں اسے وہ سورج غریب ہونے سے پہلے پکڑ لے گی لیکن جب ایک ڈی ایس پی کو پکڑنا مقصود ہے تو اس کے لیے ٹیمیں تشکیل دی جا رہی ہیں ۔ جناب سپیکر ! سپریم کورٹ کے فیصلے کی دھجیاں اڑائی جا رہی ہیں کیونکہ آج چار ماہ کا عرصہ گزرنے کے باوجود اسے نہیں پکڑا گیا اور پھر وزیر قانون نے یہ بیان دیا ہے کہ اسے 27 تاریخ تک پکڑ لیا جائے گا پولیس نے یہ اس لیے کہا کہ 27 کے بعد نہ یہ اجلاس ہو گا ' نہ یہ اسمبلی ہو گی ' نہ ہم ہوں گے ' نہ پریس ہو گا ' نہ کوئی سننے والا ہو گا اور نہ ہی کوئی ان کو پوچھنے والا ہو گا۔ جناب والا ! اصل بنیاد یہ ہے جس کی وجہ سے آج اس ملک میں جرائم کرنے والے بڑھ رہے ہیں اور آج dacoit in uniform اس لیے ہیں کہ یونیفارم والے پر ہاتھ ڈالنے والا کوئی نہیں۔ خدا کرے کہ اس ملک میں ایسی حکومت آئے جو بلا امتیاز و تفریق انصاف کرے ۔ جناب سپیکر ! رسول پاک (صلی اللہ و علیہ وسلم) کی وہ بات کہ " پچھلی قومیں اس لیے برباد ہوئیں کہ وہ اپنے امراء ' اپنے صاحب اقتدار لوگوں کے خلاف فیصلے نہیں دیتی تھیں اگرچہ وہ مجرم ہوتے تھے اور آج تم بھی ایسی قوم نہ بننا" ۔ جناب والا! ہم ایسی قوم بن چکے ہیں اس لیے کہ ہم آج ان لوگوں کو تحفظ دیتے ہیں جنہوں نے اس ملک میں لوگوں کو انصاف دینے کا ' امن و امان بحال رکھنے کا ' چادر اور چار دیواری کے تحفظ کو برقرار رکھنے کا حلف اٹھایا ہوا ہے لیکن وہ یہ سب کچھ نہیں کر رہے ۔ ہم ان لوگوں کو تحفظ فراہم کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! ایسی بہت سے باتیں اور بھی ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ میرے دوسرے دوستوں نے بھی ابھی بات کرنی ہے لہذا میں صرف اسی بات پر اکتفا کرتا ہوں کہ جب تک ہم اپنے

ملک میں ' اپنے صوبے میں concept of accountability بلا امتیاز و تفریق نافذ نہیں کریں گے اس وقت تک نہ تو اس ملک میں امن و امان ہو گا نہ انصاف ہو گا اور نہ ہی چادر اور چار دیواری کا تحفظ ہو گا۔ جناب سپیکر ! انہی بنیادوں پر میں تین ارب تیس کروڑ روپے کا یہ جو مطالبہ زر پیش کیا گیا ہے میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر ، انعام اللہ خان نیازی۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب سپیکر! بہت بہت شکریہ۔ میرا خیال تھا کہ شاید آپ کے ہوتے ہوئے میری باری نہیں آئے گی۔ میں اپنی تقریر شروع کرنے سے پہلے ایک چھوٹی سی چیز کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ جناب والا ! آج اس ایوان میں قائد ایوان اپنے ایم پی ایز میں گھل مل کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ مجھے یہ دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی ہے۔ ایک چھوٹا سا شعر عرض ہے ۔

تخت و تاج بدل دیتے ہیں شاہوں کے مزاج
ورنہ چنگیز بھی آغوش میں خونخوار نہ تھا

جناب سپیکر! ہمارے معزز وزیر اعلیٰ آج ان لوگوں کے بنچز پر بیٹھے ہوئے ہیں جن سے ان کو وفا کی امید نہیں ہونی چاہیے۔

جناب سپیکر ، نیازی صاحب کٹوتی کی تحریک پر آئیے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب یہ بھی ایک جنرل ایڈمنسٹریشن کا حصہ ہے۔

جناب سپیکر ، نہیں۔ آپ ذرا مہربانی کیجیے اور کٹوتی کی تحریک پر آ جائیں۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب والا! یہ کٹ کٹا پر آئے ہوئے ہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب والا! یہ بھی حقیقت ہے کہ [*****]

جناب سپیکر ، [*****]

جناب ایس اے حمید ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! [*****]

جناب سپیکر ، [*****]

جناب ایس اے حمید ، جناب والا! [*****]

جناب سپیکر ، جی خاکوانی صاحب۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی ، جناب والا! [*****]

چودھری خادم حسین ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! [*****]

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب والا! آپ نے بڑی اچھی بات کہی۔۔۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! ایک شعر پڑھنا چاہتا ہوں۔

*** (بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

کروں مدح اہل دوول رضا پڑے اس بلا میں میری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارہ اسے ناں نہیں

جناب ایس اے حمید : جناب والا! میں نکتہ ذاتی وضاحت پہ بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر : جی فرمائیں۔

جناب ایس اے حمید : جناب والا! چودھری خادم نے کوئی بات کہی ہے میں متوجہ نہیں تھا۔ براہ کرم وہ اپنی بات ذرا دہرائیں کہ وہ کیا بات تھی؟

جناب سپیکر : جی چودھری صاحب فرمائیے۔

چودھری خادم حسین : جناب والا! انھوں نے کہا ہے کہ ہم میں سے بکنے والا کوئی نہیں۔ معاف کیجئے ہم یہ نہیں کہتے کہ آپ بکنے والے ہیں لیکن ہمیں یہ پتا ہے کہ وہ کتنے لوگ ہیں جنھوں نے ہمارے ہاتھ پر بیعت کی اور جب سپریم کورٹ نے فیصلہ بدلا تو وہ کتنے لوگ ہیں جو آپ کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں میں آپ کی وساطت سے صرف یہ پوچھ رہا ہوں۔

جناب ایس اے حمید : جناب والا! مجھے شک گزرا کہ انھوں نے میرے بارے میں بات کی ہے ---

جناب سپیکر : نہیں نہیں ان کی مجال ہے؟

جناب ایس اے حمید : انھوں نے [*****]

چودھری خادم حسین : جناب والا! ----

جناب سپیکر : چودھری صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ نیازی صاحب از راہ کرم کٹ موشن پر بات کیجئے اور آج ثابت کر دیجئے کہ آپ دوسرے موضوع پر بھی بات کر سکتے ہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی : جناب والا! تقریر میں کر رہا تھا اور مسائل اور چھڑ گئے۔

(آوازیں نیازی صاحب شعر دوبارہ پڑھیں)

وزیر اعلیٰ : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میرے معزز دوست انعام اللہ نیازی نے میرے بارے میں اچھے جذبات کا اظہار کیا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے ان کا دلی طور پر شکریہ ادا کرتا ہوں اور مجھے ان کے بارے میں پورا حسن ظن ہے اور مجھے یقین ہے کہ جب بھی مجھے ضرورت ہو گی انشاء اللہ تعالیٰ یہ بھائی میرا ساتھ دیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب انعام اللہ خان نیازی : جناب سپیکر! شاید وفو صاحب کو ابھی اس بات کا شک ہے۔ جناب والا! میں اپنے محترم وزیر اعلیٰ کو یقین دہانی کراتا ہوں کہ ارادہ کر کے دیکھیں ہم سب آپ کے ساتھ ہیں وہ آپ کو چھوڑ جائیں گے ہم نہیں چھوڑیں گے ارداہ تو بنائیں۔ جناب والا' جہاں تک آپ نے چھوٹی سی بات کہی تقریر میں کر رہا تھا مجھے حق تھا کہ میں آپ کی بات کا جواب دیتا بڑی دفعہ کوششیں ہو چکی ہیں جواب ندارد اس کے علاوہ میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ جناب والا' ڈمانڈ نمبر 10 جنرل

***(بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

ایڈمنسٹریشن اور ہماری کٹوتی کی تحریک۔ یہ دیکھ کر ایک بات کا بہت زیادہ افسوس لگتا ہے کہ 4 ارب 52 کروڑ 24 لاکھ 21 ہزار 520 روپے گورنمنٹ نے جنرل ایڈمنسٹریشن کے لیے وقف کیے۔ جناب والا! جب ہم جنرل ایڈمنسٹریشن کی بات کرتے ہیں اور ہم بجٹ کا ایک اتنا بڑا حصہ ان کی نذر کرتے ہیں لیکن افسوس اس بات کا ہوتا ہے کہ اتنی بڑی رقم کو آج تک کسی نے چیک نہیں کیا کہ یہ رقم کدھر خرچ ہو رہی ہے۔ جہاں تک مشیروں اور وزیروں کے گھروں کی آرائش و زیبائش کا تعلق ہے۔ میں ان وزیروں اور مشیروں پر حیران ہوتا ہوں میرے خیال میں یہاں پر اگر شہری آبادی کو نکالا جائے تو سب سے زیادہ ان ممبران کی تعداد ہے جو ایسے علاقوں سے تعلق رکھتے ہیں ایسے علاقوں سے منتخب ہو کر آئے ہیں جہاں پر غریب ایک سسکتی زندگی گزار رہا ہے۔ جہاں پر ہم مختلف مسائل کو دیکھتے ہوئے ان کے ساتھ جھوٹے وعدے کرتے ہوئے جب اقتدار کی سیڑھیوں پر چڑھتے ہیں تو ہمیں سب کچھ بھول جاتا ہے کہ ہم نے کیا کیا وعدے کیے تھے اور کون سے حالات دیکھے تھے اور کن مراحل سے گزر کر آئے تھے۔ جناب والا' آج جب جنرل ایڈمنسٹریشن کی بات ہوتی ہے تو ان ٹھنڈے ایوانوں میں بحث کرنے کی بجائے اگر یہاں کے وفد ان علاقوں کا دورہ رکھ لیں اور ان پر انصاف چھوڑ دیا جائے جن علاقوں میں ایک غریب پانی کی بوند کو ترسنے لگتا ہے ان علاقوں میں جہاں تعلیم کے لیے معصوم بچے دس دس پندرہ پندرہ میل پیدل چل کر جاتے ہیں۔ ان علاقوں کی طرف آج تک کسی نے توجہ نہ دی اور جنرل ایڈمنسٹریشن کے لیے بجٹ کا ایک اتنا بڑا حصہ ان لوگوں کی نذر کر دیا جاتا ہے۔ جب سیاسی حکومت نہیں ہوتی تو یہ بیوروکریٹ حکومت کی جڑیں چاٹتے ہیں اور جب سیاسی حکومتیں آتی ہیں تو یہ بیوروکریٹ ان وزیروں اور مشیروں کو ورغلا کر وہ ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں جس کی وجہ سے آج تک کبھی بھی کسی غریب کے مسائل کی شنوائی نہیں ہو سکی۔ جناب والا! جہاں تک ضلعی صورت حال کا تعلق ہے تو میں ہر علاقے کے' ہر نمائندے سے ایک بات کا سوال کرتا ہوں کہ جس بے ربطگی' جس فرعونیت' جس ہٹ دھرمی سے ایڈمنسٹریشن ان اضلاع کو چلانے کی کوشش کر رہی ہے۔ اس کی وجہ سے ایک ممبر کو اتنا مجبور ہونا پڑتا ہے اگر وہ حزب اختلاف کی بنچ پر بیٹھا ہے تو حکومت کے ساتھ رابطے کرے اگر حکومت کی بنچ پر بیٹھا ہے تو وزیر اعلیٰ اور وزیروں کی خدمات حاصل کرے۔ جس ایڈمنسٹریشن پر اتنی بڑی رقم خرچ کی جائے اور اس کے بعد بھی ہمارے ممبر حضرات ان سے اچھائی کی توقع کے لیے' ان سے ایک اچھا کام لینے کے لیے ان کی خدمات اور ان کی منتیں کریں کہ ہمارے ممبر اچھے لگیں تاکہ ڈی سی ہمارا اچھا کام کرے گا۔ جناب والا! ڈویلپمنٹ فنڈز کے نام پر عرصہ دراز سے مختلف اضلاع میں ڈاکہ پڑ رہا ہے۔ امیر آدمی کو -/1500 روپے دینے سے کچھ فرق نہیں پڑتا لیکن اس -/1500 روپے کا سب سے زیادہ اثر اس غریب آدمی پر پڑتا ہے جو ان -/1500 روپے کے پیچھے اپنی حفاظت کے لیے اسلحہ نہیں خرید سکتا۔ جناب والا! جہاں تک پولیس کے حفاظتی اقدامات کا تعلق ہے لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال کی بات ہے تو وہ topic ڈیمانڈ نمبر 13 میں ہمارے پاس آئے گا لیکن اس وقت جنرل ایڈمنسٹریشن پر بات ہو رہی ہے۔ جناب والا! میں پوچھتا

ہوں کہ ڈپٹی کمشنر حضرات فی لائسنس 1500 روپے فی کس کے حکم سے لے رہے ہیں ؟ غریبوں کو کچلنے کے لیے ان کو کس نے اتھارٹی دی ہے؟ جناب والا! میری آپ سے استدعا ہے کہ یہ -/1500 فی لائسنس کا ڈاکہ ختم کیا جائے۔ حیرانگی اس بات پر ہوتی ہے کہ -/1500 روپے وصول کرنے کے بعد اس کے مصرف کا آج تک کوئی Audit نہیں ہوا اس سے پوچھنے والا کوئی نہیں۔ جنرل ایڈمنسٹریشن پر اتنا پیسہ خرچ کرنے کے بعد ہم کرپشن کے یہ results وصول کر رہے ہیں۔

جناب والا! اس کے بعد دوسری باری آتی ہے ہمارے ضلعی ایڈمنسٹریٹرز کی چاندی کی۔ ضلع کونسلوں کے فنڈز جو آج کل لاوارثوں کی طرح ان لوگوں کے ہاتھ میں ہیں جو جہاں چاہتے ہیں اپنی مرضی سے استعمال کرتے ہیں اور جہاں پر کوئی چاہتا ہے کسی کو خوش کرتا ہے اور اپنے ایم پی اے کو اپنی ٹانگ کے نیچے رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ جناب والا! یہ ہمارے صوبے پنجاب کی جنرل ایڈمنسٹریشن ہے اور یہاں ہمارے بڑے بھائیوں نے محکمہ بلدیات کی بات کی ' بلدیات کے طریقہ کار کی طرف ابھی کسی نے توجہ نہیں دی سابقہ حکومت نے اس کے متعلق ایک حل پیش کیا تھا بلدیات میں ہونے والی curruption پر سابقہ حکومت نے وہ اقدامات کئے تھے جس کے تحت ٹھیکہ سسٹم ختم کرنے کی کوشش کی گئی تھی لیکن موجودہ حکومت کی مہربانیوں سے آج بلدیات کے وہ پرانے ڈاکو وہ بدمعاشی کے اڈے جو ہر ضلع کے باہر تین تین چار چار جگہوں پر کھلے ہوئے ہیں لیکن ان کی طرف بھی کسی نے توجہ نہیں دی۔ ٹھیکہ سسٹم ختم ہونے کے بعد بلدیات کے اپنے اختیارات میں چونگیاں چلانے کی باری آئی تو ہر ضلع میں جہاں تک میری اطلاع ہے پتا چلا کہ آمدنی پہلے سے بڑھ چکی ہے۔ جس انداز سے پول سسٹم جاری کیا گیا مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے موجودہ وزیر بلدیات کا ایلچی ہر ضلع کی چونگی پر بیٹھا ہوا ہے اور میں گواہ ہوں دو ٹھیکوں کا کہ جہاں پر پول سسٹم ان کے نمائندے کی موجودگی میں ہوا اور ان پول سسٹم کے ذریعے گورنمنٹ کو نقصان پہنچایا گیا ہے۔ میرے خیال میں زیادہ کڑوی باتیں تھیں اس لیے وزیر اعلیٰ صاحب سن نہیں سکے۔

جناب سپیکر ، جنہیں آپ سنانا چاہتے تھے وہ آ گئے ہیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! معزز رکن حقائق کو غلط پیش کر رہے ہیں۔ ابھی بھی برآمدی ضلع کونسل کے جو ٹیکس ہیں وہ تو self collection پر ہوئے ہیں۔ ہم نے تو ابھی فیصلہ ہی نہیں کیا۔ لہذا میری آپ کی وساطت سے اتنی استدعا ہے کہ معزز رکن حقائق تو صحیح بیان کریں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب والا! اپنی بات بتائی جاتی ہے پوری بات نہیں بتائی جاتی ابھی بھی میونسپل کمیٹیوں کی چونگیاں ٹھیکے کی نیلامی پر جا رہی ہیں ۔میں وزیر موصوف سے پوچھتا ہوں کہ کیا یہ بات غلط ہے ؟.....

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ،جناب والا! بات یہ ہے کہ اگر حقائق کا علم کسی کو نہ ہو ویسے جناب والا! میں آپ کی وساطت سے ان کی انفارمیشن کے لئے اور ان کو educate کرنے کے لئے

عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو auction ہو رہے ہیں وہ پراپرٹی ٹیکس کے ہو رہے ہیں اور اس میں بھی تقریباً ہر ضلع میں میں نے یہ کوشش کی ہے کہ منتخب نمائندوں پر مشتمل کمیٹیاں بنائی جائیں اور ان کی supervision میں auction ہو۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب والا! یہ تو پھر مجھے بھی پتا ہے کہ کسی کو تقریر کرنے سے کیسے روکا جاتا ہے۔ اگر انہوں نے کوئی جواب دینا ہے تو میری تقریر کے بعد جواب دیں اور میں یہ بھی بتاتا ہوں کہ کیا چکر ہو رہا ہے؛ ہر ضلع میں ہر ٹھیکے کے بعد----------

سردار سکندر حیات خان ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے اپنے بھائی سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اب تو یہ اتنے irritate ہو رہے ہیں جس وقت کوئی معزز رکن ٹریژری بنچز سے تقریر کرتے تھے تو انعام اللہ خان سب کو اٹھ اٹھ کر disturb کرتے رہے ہیں اور ابھی ایک وزیر نے صرف وضاحت کی ہے اور انہیں سچ بولنے کا کہا ہے اور معزز رکن اتنے irritate ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر ، سردار صاحب! اگر وہ ایسا کرتے ہیں تو اچھا کرتے ہیں؛ اگر وہ اچھا نہیں کرتے تو آپ انہیں ذرا اچھا کر کے دکھا دیں اور اب جب کہ ہمارے دوست کا دم پھولنے والا تھا اور وہ اپنی بات ختم کرنے والے تھے آپ نے پوائنٹ آف آرڈر اٹھا کر ان کو دم لینے کا موقع دیا ہے تاکہ وہ تازہ دم ہو کر پھر شروع ہو جائیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میاں عبدالستار ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! ابھی پوائنٹ آف آرڈر پر جناب وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ارشاد فرما رہے تھے کہ میونسپل کمیٹیوں اور کارپوریشنوں میں جو ٹیکس وصول کیا جا رہا ہے اس کے لئے منتخب عوامی نمائندوں کی کمیٹیاں بنائی گئی ہیں۔ جناب سپیکر! لاہور میں ایسی کوئی کمیٹی نہیں بنائی گئی جس میں کسی منتخب نمائندے کو اس میں شامل کیا گیا ہو۔ ہوا یہ ہے کہ اس وقت لاہور میں پیپلز پارٹی اور جونیجو گروپ کے جو لوگ ہیں پرائیویٹ طور پر انہوں نے کمیٹیاں بنائی ہیں اور وہ سارے کے سارے دونوں گروپوں کے لوگ لوٹ رہے ہیں اور اس لوٹ میں محکمہ بلدیات کے تمام آفیسرز بھی شامل ہیں۔

وزیر بلدیات ، جناب والا! میں معزز رکن کی بات پوری طرح سے سن نہیں سکا اگر یہ دھرا دیں تو میں ان کا مشکور ہوں گا۔ یہ غالباً فرما رہے ہیں کہ لاہور میں کمیٹیاں نہیں بنیں------

جناب سپیکر ، میں بتاتا ہوں وہ یہ کہے رہے ہیں کہ لاہور میں منتخب نمائندوں پر مشتمل کمیٹی نہیں بنائی گئی بلکہ پیپلز پارٹی اور جونیجو لیگ کے غیر منتخب افراد پر مشتمل کمیٹی بنائی گئی ہے۔ یہ لوگ اور محکمہ بلدیات کے آفیسرز مل کر لوٹ مار کر رہے ہیں۔

وزیر بلدیات ، جناب والا! ان کی اطلاع کے لئے میں یہ عرض کر دوں کہ 22 تاریخ کو auction تھی اس کمیٹی میں خالد جاوید گھرکی، رشید احمد بھٹی، کرامت کھوکھر، محمد حسین ڈوگر شامل ہیں۔ اس کا فیصلہ جناب سپیکر آپ کر لیں کہ یہ منتخب نمائندے ہیں یا غیر منتخب ہیں۔

میاں عبدالستار ، جناب والا! ان کا لاہور میونسپل کارپوریشن سے کوئی تعلق نہیں۔ ان کا تعلق ڈسٹرکٹ کونسل سے ہے۔ ارشد گھر کی اور رشید بھٹی ہمارے دوست ہیں لیکن ان کا تعلق ڈسٹرکٹ کونسل سے ہے۔ اگر تو جناب محمد حنیف رامے پر مشتمل کمیٹی بنائی جاتی پھر تو میں مان لیتا اس لئے کہ ان کا تعلق لاہور میونسپل کارپوریشن سے ہے لیکن جناب سپیکر لاہور کارپوریشن کے 13 ایم۔پی۔ ایز اور 8 ہمارے ایم۔ این۔ ایز ہیں جن کا تعلق لاہور سے ہے اس کمیٹی میں ان میں سے کسی کو شامل نہیں کیا گیا--------

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! آپ کی وساطت سے میں اپنے معزز بھائی کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک معزز رکن پورے پنجاب کا ممبر ہوتا ہے اس کے لئے کوئی پابندی نہیں کہ اس کا تعلق اگر ڈسٹرکٹ کونسل سے ہو تو وہ میونسپل کارپوریشن میں نہیں آسکتا۔ لاہور کا ممبر فیصل آباد میں بھی جا سکتا ہے اور فیصل آباد کے ممبر لاہور میں بھی ممبر بن سکتے ہیں اور ایم۔ این۔ اے پورے پاکستان کا ہوتا ہے اس پر کوئی قدغن نہیں۔ لہٰذا ایک منتخب نمائندے کو پورے پنجاب میں کہیں مقرر کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر : اس بحث کو یہاں پر ختم کرتے ہیں .....

جناب ایس اے حمید ، جناب والا! میں ایک قانونی نکتے پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ وزیر موصوف چار مرتبہ پوائنٹ آف آرڈر پر اٹھے ہیں حالانکہ یہ چاروں پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتے۔ ذاتی وضاحت تو ہو سکتی ہے لیکن پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ لہٰذا وزیر موصوف کو ذرا سمجھائیں کہ پوائنٹ آف آرڈر ایسے نہیں اٹھایا جاتا۔

جناب سپیکر ، چلیے اس کو ذاتی وضاحت میں شامل کر لیتے ہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب والا! سب سے پہلے تو میں اپنی بات کا جواب دیتا چلوں کہ آپ نے فرمایا کہ میرا سانس پھولنے لگا تھا تو جناب والا! میں آپ سے گزارش کروں کہ آپ ٹائم دے کر تو دیکھیں stamina دکھانا میرا کام ہے۔ جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ وزیر موصوف نے مجھے educate کرنے کی بات کی ہے تو تعلیم کے لحاظ سے بھی میں ان سے زیادہ ہوں ان کو جناب میری تعلیم کا نہیں پتا اور ویسے اعمال میں شاید یہ مجھ سے زیادہ ہونگے .....

جناب سپیکر ، کبھی آپ نے اس کا ثبوت ہی نہیں دیا۔ (قہقہے)

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب والا! کسی ایسی جگہ پر ثبوت دیا جائے جہاں پر اچھے پڑھے لکھے لوگ بیٹھے ہوں۔ جہاں پر آپ جیسے پڑھے لکھے بیٹھے ہوں وہاں پر کیا ثبوت دینا ہے۔ جناب والا! میں اپنے موضوع پر آتا ہوں۔ جو غالباً ہمارے موصوف کو ناگوار گزر رہا ہے۔ لیکن یہ باتیں میں کسی مخالفت میں نہیں کر رہا' میں لوگوں کی نمائندگی کرتے ہوئے یہ بات کر رہا ہوں کہ یہاں پر ہم قانون بناتے ہیں۔ آپ کوئی بھی اچھا قانون لے آئیں۔ تعلیم کے محکمے میں آپ نے فنڈز دیے' آپ نے بجٹ میں

تعلیم کے لیے خاطر خواہ فنڈز رکھے، میں نے اس کی مخالفت نہیں کی، میں نے تو اس چیز کی مخالفت کی ہے کہ کیا فنڈز بندر بانٹ کی طرف چند ایک اضلاع کا حصہ بنتے ہیں، کیا یہ فنڈ ہمارے اضلاع کا حصہ نہیں بنتا۔ ہمارے وہ لوگ جہاں پر ان چیزوں کی اشد ضرورت ہے وہاں پر کیا ہمارا حق نہیں بنتا۔ جناب والا! آپ یہ اچھا کام کرکے دیکھیں چاہے کچھ بھی ہو جائے میرے منہ سے ان کے لیے تعریف ہی نکلے گی۔ لیکن جہاں پر ہم پیسے خرچ کرکے اور 4 ارب روپے کی investment کرکے ہم کرپشن کرواتے ہیں تو ایوان کو منظور نہیں ہوگا۔ جناب والا۔ بات ہو رہی تھی بلدیات کی چونگیوں کے مسئلے پر، آپ اندازہ کریں وزیر موصوف کے knowledge کے لیے یا ان کو آگے راستہ دکھانے کے لیے میں بات کر رہا ہوں میں تنقید نہیں کر رہا۔ یہ سسٹم وزیر موصوف نے نہیں بنایا یہ سارا سال سے چونگیوں کا سسٹم چلا آرہا ہے۔ میں تو اس کو تنقید کا نشانہ بنا رہا ہوں۔ ایک غریب چونگی کے پاس رہتا ہے وہ مرغی ذبح کرنے چونگی حدود سے باہر جاتا ہے تو چار روپے دیتا ہے، واپس لاتا ہے تو آٹھ روپے دیتا ہے۔ میں اس غریب کی بات کر رہا ہوں۔ جس انداز میں جس بدمعاشی لیول پر چونگیوں کے ٹھیکے، آپ پورے پنجاب کی چونگیوں کو دیکھ لیں ان کے ٹھیکیداروں کی فہرست منگوالیں۔ کوئی بستہ (ب) کا بدمعاش ہے کوئی دس نمبری بدمعاش ہے، کوئی کہاں کا بدمعاش ہے۔ مجھے اس سے کوئی اختلاف نہیں، کئی لوگ ہوں گے جو ہمارے ساتھ بھی ہیں کئی لوگ ہوں گے جو ان کے ساتھ بھی ہیں ہمیں تو اس چیز کو ختم کرنا ہے۔ ہاں اس میں ایک بات آتی ہے۔ جناب والا! اس بارے میں عرض کرتا چلوں کہ ٹھیک ہے حکومت کا بہت بڑا ریونیو generate ہوتا ہے۔ حکومت اس سے بہت بڑا back up لیتی ہے بجٹ بنانے کے لیے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ان حقائق سے آنکھیں بند کرلینا اور بیورو کریسی کی میزوں کی درازیں اور جیبیں بھر دینا۔ یہ جناب والا کہیں کا انصاف نہیں۔ ان جیبوں اور درازوں کے بھرنے کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ ایک غریب آدمی جس چکی میں پس رہا ہے مجھے فرق نہیں پڑتا وہ دس کی بجائے بیس روپے چونگی لگاتا ہے وزیر موصوف کو فرق نہیں پڑتا، آپ کو فرق نہیں پڑتا۔ فرق پڑتا ہے تو غریب کو پڑتا ہے۔ جتنی زیادتی اور ظلم آج کل شروع ہوچکا ہے پہلے نہ تھا کیونکہ 30 جون تک closing ہے اور دھڑا دھڑ گاڑیاں پکڑ رہے ہیں، جھوٹے الزامات لگا کے طرح طرح کی بدمعاشی کی جارہی ہے۔ میں حکومت کی اس طرف توجہ دلانے کے لیے بات کر رہا ہوں کہ اس غریب کے مسائل کی طرف اگر ہم نے توجہ نہ دی تو کل ایسا وقت آئے گا کہ ہم اپنے آپ کو ان کی عدالت میں پیش نہیں کرسکیں گے۔ جناب والا! اس کے بعد بات آتی ہے اسمبلی کی بے حسی پر، یہاں پر میرے دوست تقریریں کر رہے ہیں، مختلف suggestions ہو رہی ہیں، ہماری طرف سے یا ان کی طرف سے مذاق ہو رہا ہے۔ جناب والا! میں اس بات کی طرف بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ یہاں بجٹ تقاریر پر آج مجھے ایک وزیر اٹھ کر یہ بتادے کہ ہاں فلاں تقریر کے فلاں نکات ہم نے نوٹ کرکے ان پر عمل کرنے کی بات کی ہے۔ یہاں پر straight away اپوزیشن کی طرف سے پیش کردہ "پر ناں" اور اپنی طرف سے پیش کردہ "پر ہاں" اس رواج کو عدارا ختم کیا جائے اور

میں آخر میں ایک چھوٹا سا شعر پڑھتا چلوں۔

غریب آخر کب تک ستم کی زد میں رہے
امیر شہر سے کہہ دو کہ اپنی حد میں رہے

اٹھا کے ایڑیاں چلنے سے کچھ نہیں ہوتا
میرے رقیب پہ لازم ہے اپنی حد میں رہے

شکریہ جناب والا! (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، لاء منسٹر۔

وزیر قانون (چودھری محمد فاروق)، اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب والا! مطالبہ زر نمبر 10۔ حکومت پنجاب کے غیر ترقیاتی بجٹ کی بابت ہے۔ اور 4 ارب 52 کروڑ 24 لاکھ 30 ہزار 520 روپے کے اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی تحریک فاضل اراکین اپوزیشن نے پیش کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ مطالبہ زر درست ہے اور یہ ہاؤس میں منظور کیا جانا ضروری ہے جبکہ کٹوتی کی تحریک بلاجواز ہے اور دلائل سے خالی ہے محض سیاسی نکات اور سیاسی گفتگو' سیاسی اعتراض اور سیاسی تنقید کے ساتھ اس مطالبہ زر کے خلاف کٹوتی کی تحریک منظور کروانے کی بات ایک غیر سنجیدہ سا معاملہ نظر آتا ہے۔ یہاں پر ابھی ابھی انعام اللہ خان نیازی نے بات کی ہے (اس مرحلہ پر انعام اللہ خان نیازی ایوان سے باہر جارہے تھے) میں چاہتا ہوں کہ آپ بھی ایوان میں موجود رہیں کہ اپوزیشن کی طرف سے جو تقاریر کی گئی ہیں ان کا کسی نے نوٹس نہیں لیا۔ میں یقیناً ان کی باتوں کا بھی جواب دوں گا اور چند دوسرے فاضل مقررین نے جو گفتگو کی ہے اس کا بھی میں ضرور جواب دوں گا۔ جناب والا۔ کسی ادارے کو چلانے کے لیے انتظامیہ کا وجود انتہائی ضروری ہوا کرتا ہے اور انتظامیہ کی تنخواہوں' ان کے الاؤنسز اور دیگر دفتری اخراجات کے معاملے میں یہ سوچ' یہ رویہ اختیار کرنا کہ ان مدو میں اخراجات نہیں دیے جانے چاہئیں اور ان کو کم کرنا چاہئے ۔ جناب والا! یہ تعمیری تنقید قرار نہیں دی جاسکتی اور پھر اگر سابقہ ادوار کے حوالے سے موازنہ کیا جائے اور آج اس ایوان میں محترم وزیر خزانہ نے جو گفتگو کی' بجٹ تقریر کی اور اس کے بعد انہوں نے کل اپنی final speech میں بھی بات کی اور جناب وزیر اعلیٰ نے بھی حکومتی ذمہ داریوں کے حوالے سے جو بیان دیا تھا کہ ہم فضول اخراجات کو کم کریں گے۔ اور اس صوبے کے اندر مالی ڈسپلن کو بحال کرنے کے لیے اپنی ذمہ داریاں بطریق احسن پوری کریں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ صرف اس مطالبہ زر کو اگر لے لیا جائے اور اس کی تفصیل میں جایا جائے تو فاضل وزیر خزانہ اور معزز وزیر اعلیٰ کے بیانات حکومت میں رہتے ہوئے حکومتی معاملات اور انتظامیہ کے معاملات میں مالی ڈسپلن پیدا کرنے کی انہوں نے واضح مثال پیدا کی ہے۔ جناب والا! ماضی کے حوالے سے میں آپ کے سامنے انتظامی امور کے سلسلے میں اس وقت جو غیر ترقیاتی اخراجات رکھے گئے ہیں ان کا موازنہ پیش کرنا چاہتا ۔ ایس اینڈ جی اے میں صرف ایک محکمہ نہیں آتا۔ اس میں حکومت پنجاب کے تحت جتنے بھی محکمہ جات ہیں ان تمام محکمہ جات سے انتظامیہ اور

سیکرٹریٹ میں بیٹھنے والے انتظامیہ کے لیے اس مطالبہ زر میں غیر ترقیاتی اخراجات رکھے گئے ہیں اور اس میں میں آپ کے سامنے موازنہ پیش کرتا ہوں کہ لوکل گورنمنٹ کا جو محکمہ ہے' اس میں 90-1989 میں جتنی ڈیمانڈز تھیں اس کی نسبت 91-1990ء میں 43.5 فیصد اضافہ کیا گیا تھا۔ جب کہ 92-1991ء میں 91-1990ء کے مالی سال کی نسبت 26 فی صد کا اضافہ ہوا تھا۔ لیکن اس سال 95-1994ء کے مالی سال میں اگر آپ ملاحظہ کریں تو میں موازنے کے طور پر یہ بتانا چاہتا ہوں کہ 94-1993ء میں لوکل گورنمنٹ کے محکمے میں مطالبۂ زر 82 لاکھ 34 ہزار 850 روپے مختص کیے گئے تھے۔ لیکن 95-1994ء میں صرف 82 لاکھ 89 ہزار 90 روپے مختص کیے گئے ہیں۔ اس سے بڑھ کر بہتر کیا مالی ڈسپلن ہو سکتا تھا؟ اس سے بہتر کس طریقے سے ان دفتری اخراجات جب کہ مہنگائی ہو گئی ہے' اس کی تفصیل پر میں بعد میں آؤں گا۔ لیکن اس کے باوجود انتہائی کم اخراجات میں اضافہ کیا گیا ہے۔ جب کہ تمام محکموں کے اخراجات میں دس فی صد اضافہ گزشتہ سال کی نسبت کیا جانا عین رولز کے بھی مطابق ہے اور انتظامی معاملات چلانے کے لیے' حکومتی معاملات چلانے کے لیے بھی ہر جگہ یہ پیمانہ درست تصور کیا جاتا ہے۔ لیکن جناب سپیکر! اریگیشن اور پاور ڈیپارٹمنٹ میں صرف 6.91 فی صد کا اضافہ اس سال 94-1993ء کی نسبت کیا گیا ہے جو کہ دس فی صد سے کم ہے۔ جناب سپیکر! محکمہ مواصلات و تعمیرات میں صرف 6.97 فی صد کا اضافہ کیا گیا ہے اور اس کے علاوہ ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ میں 94-1993ء کی نسبت 4.45 فی صد کی کمی کی گئی ہے۔ اس سے بہتر مالی ڈسپلن کی مثال کیا دی جا سکتی ہے۔ جناب سپیکر! اس سے آگے بڑھیں۔ میں ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کی مثال پیش کرتا ہوں۔ جناب سپیکر' جب کہ مہنگائی ہو گئی۔ سٹیشنری مہنگی ہو گئی۔ پٹرول مہنگا ہو گیا۔ لیکن اس کے باوجود محکمہ صحت میں 6 14 فی صد کم ایلوکیشن commodities and services کی مد میں کی گئی۔

میاں عبدالستار، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ابھی چودھری فاروق فرما رہے ہیں کہ مہنگائی ہو گئی۔ کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ کس کس مد میں مہنگائی ہو گئی اور کتنی کتنی مہنگائی ہو گئی ہے؟

وزیر قانون (چودھری محمد فاروق)، جناب سپیکر! وقفۂ سوالات میں صحیح جواب دے دوں گا۔

جناب سپیکر، وقت قریب آ رہا ہے۔ جناب لاء منسٹر' آپ کتنا وقت لینا چاہتے ہیں؟ اگر آپ نے زیادہ لمبی بات کرنی ہے؟ تو کچھ وقت بڑھا دیں؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! سوا دو بجے تک۔

جناب سپیکر، پندرہ منٹ کے لیے وقت بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! محکمہ تعلیم کے بعد محکمہ صحت سب سے بڑا انتظامی محکمہ ہے۔ لیکن اس کے باوجود اس کے انتظامی امور چلانے کے لیے 14 فی صد کی کمی اس بات کی غمازی کرتی ہے کہ سابقہ ادوار میں جو غیر ضروری اخراجات کیے جاتے تھے انھیں ہم نے ختم کیا ہے۔ جو فضول خرچی ہوتی تھی اسے ہم نے ختم کیا ہے۔ جناب سپیکر! ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے حوالے سے میں عرض کرتا ہوں کہ اس میں ہم نے بے شک 42 ہزار بے روزگار نوجوانوں کے لیے نوکریاں مہیا کرنے کا بھی فیصلہ کیا

ہے۔ لیکن اس کے باوجود اسٹیبلشمنٹ ' utilities اور دوسرے چارجز کی مد میں صرف 5.32 فی صد کا اضافہ کیا گیا ہے۔ قانون اور پارلیمانی امور کی مد میں ہم نے گزشتہ سال میں' میں آپ کے سامنے کوائف رکھتا ہوں کہ 93-1992ء کی نسبت 94-1993ء کے بجٹ میں 24 فی صد کے اخراجات کا اضافہ کیا گیا تھا۔ اور commodities اور utilities کی مد میں 165 فی صد کا اضافہ گزشتہ سال میں ہوا تھا۔ لیکن اس سال utilities اور دوسرے چارجز میں ہم نے 32 فی صد گزشتہ سال کی نسبت کمی کی ہے۔ جبکہ اسٹیبلشمنٹ کے چارجز بھی ہم نے 5 فی صد کم کیے ہیں۔ جناب سپیکر! فارسٹ ڈیپارٹمنٹ کے حوالے سے اس سال تنخواہوں کی مد میں 57 0 فی صد اخراجات میں کمی کی گئی ہے۔جب کہ اسٹیبلشمنٹ کے اخراجات میں صرف 10.65 فی صد اضافہ ہوا ہے۔ جناب سپیکر! فاضل اراکین نے اس مطالبۂ زر کے حوالے سے کٹوتی کی تحریک پیش کرتے ہوئے مختلف معاملات کا ذکر کیا۔کہتے ہیں کہ پنجاب 80 ارب روپے کا مقروض ہے۔ جناب سپیکر! اس سال 10 ارب روپے کی یہ بات کرتے ہیں کہ اس سال میں 10 ارب روپے کا مزید اضافہ ہوا ہے تو جناب سپیکر! پی اینڈ ڈی کے' ADP کے اخراجات وفاقی حکومت برداشت کرتی ہے اور اس سال کے ADP کے لیے 9 ارب روپے کے لگ بھگ جو رقم رکھی گئی ہے وہ وفاقی حکومت سے ہم نے لی ہے۔اس کے علاوہ جتنا پنجاب مقروض ہے وہ موجودہ حکومت کے دور میں مقروض نہیں ہوا۔ جنھوں نے اس کو مقروض کیا' جنھوں نے اس کے مالی ڈسپلن کو بہتر کرنے کے لیے کوئی سوچ نہ سوچی' جنھوں نے اس پر عمل نہ کیا' جنھوں نے اس صوبے کو مقروض ہونے سے بچانے کے لیے اپنی ذمہ داریاں ادا نہ کیں' یہ یقیناً اعتراض کرنے والے خود بھی جانتے ہوں گے' نہیں تو انھیں ضرور سوچنا چاہیے۔جناب سپیکر! ارشد عمران سلہری کٹ موشن کی حمایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ مطالبہ زر منظور نہیں ہونا چاہیے ' اس لیے کہ سابقہ حکومتوں کو جتنی ڈیمانڈ دی گئی اس کے مطابق انھوں نے ذمہ داریاں ادا نہ کیں۔ اس لیے اس سال بھی یہ مطالبہ زر منظور نہیں ہونا چاہیے اور کٹوتی کی تحریک منظور ہونی چاہیے۔

جناب سپیکر ، جی' پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ارشد عمران سلہری ، وزیر موصوف نے میرے حوالے سے بات کی ہے تو میں نے جناب سپیکر! یہ عرض کیا تھا کہ سابقہ حکومت کہ جس کا پچھلے دنوں ضمنی بجٹ بھی پاس کروایا ہے' میں نے عبوری حکومت کا ذکر کیا۔ اسمبلیاں ٹوٹنے کے بعد کا جو عرصہ تھا۔

جناب سپیکر ، ٹھیک ہے۔ چلیے۔

وزیر قانون ، جناب سپیکر! انعام اللہ نیازی نے مطالبہ کیا تھا کہ جو باتیں یہاں کی گئی ہیں ان کا جواب دیا جائے ۔ اس وجہ سے میں نام لے کر گزارش کر رہا ہوں۔ اس کے بعد میں نام لے کر بات کر دوں؟

جناب سپیکر ، اگر نام لیں گے تو بہت پرسنل وضاحتیں ہوں گی' آپ مہربانی کرکے جنرل بات کیجئے۔

وزیر قانون ، جناب والا! سابقہ حکومتوں نے اگر مطالبہ زر کے مطابق اگر اپنی ذمہ داریاں ادا نہیں کیں تو اس کا ذمہ دار آج انتظامیہ کو ٹھہرانے کے لیے ان کے جو جائز اخراجات ہیں' ان کی تنخواہیں اور الاؤنسز نہیں روکے جاسکتے۔ اسٹیبلشمنٹ کے جو اخراجات ہیں آج وہ محض اس لیے نہیں روکے جاسکتے کہ ماضی میں یہ نتائج برآمد نہیں ہوسکے۔ جناب والا! یہاں پر میرے انتہائی محترم اور فاضل دوست کہتے ہیں کہ اس قوم کا مزاج ہی ایسا ہے ۔ یہ قوم کام کرنے والا مزاج ہی نہیں رکھتی۔ جناب والا! حکومت سے اختلافات' سیاسی اختلافات اور ایوان میں بیٹھ کر پوری قوم کے بارے میں یہ ریمارکس دے دیے جائیں ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم سیاست دانوں کو بھی اپنا مزاج بدلنا چاہئے' ہمیں بھی اپنی سوچ بدلنی چاہئے۔ یہ قوم کام کرنے والی قوم ہے۔ پاکستانی قوم سے زیادہ کوئی قوم ایسی نہیں ہوسکتی اور صوبہ پنجاب میں بسنے والے پنجابی پاکستان کے استحکام کے لیے ' اس نظام کے استحکام کے لیے پاکستان کو خوشحال بنانے کے لیے اور پنجاب کو خوشحال بنانے کے لیے یہ 24 گھنٹے کام کرنے کو تیار ہیں۔ یہ کام کرنے کا مزاج رکھتے ہیں۔ ہم آپس میں ذرا افہام و تفہیم کی فضا تو پیدا کریں۔ ہم ان عوام سے اس قوم کی ترقی اور خوشحالی کے لیے کام لینے کے لیے انہیں کوئی راستہ تو دکھائیں۔ جناب والا! یہ قوم کام کرنا چاہتی ہے۔ لیکن یہاں پر سیاسی اختلافات کی بنیاد پر محض تنقید برائے تنقید کا جو رویہ اختیار کیا جاتا ہے اس کی وجہ سے یہ قوم اپنے ان مقاصد میں ابھی تک کامیاب نہیں ہوسکی۔ لیکن یہ کام کرنا چاہتی ہے اور کام کرتی ہے۔ پھر یہیں پر فاضل محرک ـــــــ

چودھری شوکت داؤد ، پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر ، جی۔ چودھری شوکت داؤد ۔

چودھری شوکت داؤد ، جناب والا! [*****]

جناب سپیکر ، آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون ، جناب والا! [*****]

جناب سپیکر ، مجھے [*****]

جناب ایس اے حمید ، جناب والا! [*****]

جناب سپیکر ، [*****]

جناب ایس اے حمید ، جناب والا! [*****]

جناب سپیکر ، [*****]

جناب ایس اے حمید ، جناب سپیکر! [*****]

جناب سپیکر ، [*****]

وزیر قانون ، جناب سپیکر! [*****]

***(حکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

جناب سپیکر : [*****]

وزیر قانون : جناب سپیکر! [*****]

جناب سپیکر : [*****]

وزیر قانون : جناب والا! [*****]

جناب سپیکر : [*****]

وزیر قانون : جناب والا! [*****]

میاں امتیاز احمد : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : جی۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

میاں امتیاز احمد : جناب والا! [*****]

جناب سپیکر : [*****]

میاں امتیاز احمد : جناب والا! [*****]

وزیر قانون : جناب سپیکر! [*****]

وزیر قانون : [*****]

جناب سپیکر : میں جہاں سے یہ بات شروع ہوئی ہے وہاں سے یہ ساری بات کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ جناب لاء منسٹر۔

وزیر قانون : جناب سپیکر! پانچ منٹ کے لیے وقت بڑھا دیں۔

جناب سپیکر : میں دس منٹ کے لیے ہاؤس کا وقت بڑھاتا ہوں۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم : جناب سپیکر! میری ایک گزارش ہے.....

جناب سپیکر : نہیں، کوئی اجازت نہیں۔ کوئی اجازت نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم : جناب والا! یہ میرا ایک استحقاق ہے۔

جناب سپیکر : آپ نہیں کر سکتے۔ میں اجازت نہیں دے رہا۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم : جناب والا! یہ میرا استحقاق ہے۔

جناب سپیکر : میں اجازت نہیں دے رہا۔ میں اجازت نہیں دے رہا۔ میں اجازت نہیں دے رہا اور یہ تمام لیڈر حضرات جنھوں نے اس ہاؤس کے decorum کو قائم رکھنے کا یہاں وعدہ کیا تھا ان کی ذمہ داری ہے کہ جب سپیکر بار بار یہ بات کہتا ہے کہ میں اجازت نہیں دیتا۔ تو خدارا ان کو اپنے اراکین کو کچھ تو روکنا چاہیے۔

****(بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

صاحبزادہ محمد فضل کریم : جناب والا! ہماری طرف سے تو کچھ نہیں ہوا۔ انھوں نے نماز کی بات کی ہے۔

جناب سپیکر : آپ تشریف رکھیں۔ میں نے اسے حذف کر دیا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ تشریف رکھیں اور ہاؤس کے decorum کو maintain کیا جائے۔ قائدین اس بات کا خیال کریں کہ انھوں نے اسی ہاؤس کے floor پر اس بات کی یقین دہانی کرائی تھی۔ جناب لاء منسٹر۔

وزیر قانون (چودھری محمد فاروق) : جناب سپیکر! میں صرف اتنا عرض کرتا ہوں کہ اسٹیبلشمنٹ کے چارجز اور اسٹیبلشمنٹ کے اخراجات میں Telephone, Electricity equipments سے لے کر سٹیشنری تک چھوٹی چھوٹی چیزیں جو ہیں یہ شامل ہوتی ہیں۔ آج زمانہ اتنا ترقی کر چکا ہے کہ جب ہمیں دوسری قوموں کے ساتھ مقابلہ کرنا ہے تو دفتری امور کے سلسلہ میں تو فیکس اور کمپیوٹر تک ضروری ہیں تاکہ صحیح طور پر انتظامی معاملات چلاتے ہوئے اس قوم کی ترقی اور خوشحالی میں انتظامیہ اپنا صحیح رول ادا کر سکے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس سے بھی زیادہ اسٹیبلشمنٹ کے اخراجات کے لیے اور یہ جو مطالبہ زر ہے اس کے لیے ہمیں اس سے بھی زیادہ ڈیمانڈ رکھنے کی ضرورت تھی۔ لیکن ملک اور صوبے کے حالات کو دیکھتے ہوئے، مالی وسائل کو دیکھتے ہوئے، یہ جو مطالبہ زر بالکل درست ہے اور اس میں کٹوتی کی قطعی طور پر کوئی گنجائش نہیں۔

جناب سپیکر! اس لیے میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ ان دلائل کی روشنی میں یہ کٹوتی کی تحریک اس ایوان کو نامنظور کرنی چاہیے اور مطالبہ زر درست ہے اسے منظور کیا جانا چاہیے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی : پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب سپیکر : آپ تشریف رکھیں۔ میں اجازت نہیں دے رہا۔ اب سوال یہ ہے کہ :۔

4 ارب 52 کروڑ 24 لاکھ 21 ہزار 5 سو 20 روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر 10 نظم ونسق عامہ کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔

(تحریک نامنظور ہوئی)

اپوزیشن بنچز : گنتی کرائی جائے۔ ہماری تعداد زیادہ ہے۔

جناب سپیکر : جنہوں نے "ہاں" کہی ہے وہ کھڑے ہو جائیں۔ گنتی کی جائے۔

(گنتی کی گئی)

جناب سپیکر : جنہوں نے "نا" کہی ہے مہربانی سے وہ کھڑے ہو جائیں۔ گنتی کی جائے۔

(گنتی کی گئی)

جناب سپیکر : گنتی کی جائے۔

(گنتی کی گئی)

جناب سپیکر : گنتی کی گئی ہے۔ "ہاں" والوں کی تعداد 53 ہے اور نہ والوں کی تعداد 82 ہے۔ لہٰذا یہ

(تحریک نامنظور ہوئی)

اب سوال یہ ہے کہ۔

2 کروڑ 64 لاکھ 90 ہزار 90 روپے کی مد بسلسلہ وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ مطالبہ نمبر 10۔۔۔۔۔۔۔

سید ظفر علی شاہ : جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : نہیں، میں بات کر رہا ہوں۔ اس وقت کچھ نہیں ہو سکتا۔

سید ظفر علی شاہ : جناب والا! میں رولز کی بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر : نہیں۔ اب میں بات کر رہا ہوں آپ چپ ہو جائیے۔

اب سوال یہ ہے کہ۔

2 کروڑ 64 لاکھ 90 ہزار 90 روپے کی مد بسلسلہ وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ (مطالبہ نمبر 10۔ نظم و نسق عامہ) میں سے 100 روپے کی کمی کر دی جائے۔

(تحریک نامنظور ہوئی)

اب سوال یہ ہے کہ ایک رقم جو۔

4 ارب 52 کروڑ 24 لاکھ 21 ہزار 520 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال 95-1994ء مختتمہ 30 جون 1995ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد نظم و نسق عامہ برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور ہوئی)

وزیر قانون صاحب! تعلیم کی مد پر بحث آئی ہے آپ اسے کس priority میں لینا چاہیں گے۔

وزیر قانون : جناب سپیکر! تعلیم کی کس نمبر پر ہے۔

جناب سپیکر : دوسرے نمبر پر یا تیسرے نمبر پر اسے کب لینا پسند کریں گے۔

وزیر قانون : جناب والا! دوسرے نمبر پر Irrigation ہے اور تیسرے نمبر پر Education ہے۔

جناب سپیکر : جی۔ تعلیم پر نمبر 2 اور آبپاشی پر نمبر 3۔

وزیر قانون : جناب سپیکر! Irrigation پر نمبر 2 اور Education نمبر 3۔

جناب سپیکر : ٹھیک ہے جی۔ agreed تو کل سب سے پہلے آبپاشی پر اور پھر تعلیم پر بحث ہو گی۔ اب ہاؤس کل صبح نو بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کاروائی 27 جون 1994ء صبح نو بجے تک کے لئے ملتوی کی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا دسواں اجلاس)

پیر، 27-جون 1994ء

(دو شنبہ، 17 - محرم الحرام 1415ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں صبح 10 بج کر 40 منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب سپیکر، محمد حنیف رامے کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری صداقت علی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۝ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا ۚ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝ سورة البقره آیات 200 تا 202

اور کوئی آدمی یوں کہتا ہے کہ اے ہمارے رب! ہمیں دینا میں ہی عطا کر دے اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں۔ اور کوئی یوں کہتا ہے کہ اے ہمارے رب! ہمیں دینا میں بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی دے اور ہمیں عذاب دوزخ سے بچا۔ ایسوں کے لیے ان کی کمائی کا حصہ ہے۔ اور اللہ جلد حساب کرنے والا ہے۔

وما علینا الا البلاغ ٥

جناب انعام اللہ خان نیازی، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا! قواعد انضباط کار کے رول نمبر 7 میں واضح طور پر یہ لکھا ہوا ہے کہ جناب سپیکر! جو وقت اجلاس کے لیے اناؤنس کریں اس وقت ان کو کرسی پر متمکن ہو جانا چاہیے۔ لیکن یہاں پر تو آج یہ لگ رہا تھا کہ کسی گھنٹہ گھر ' کسی گرجا گھر یا کسی مندر کی گھنٹیاں بج رہی ہیں کیونکہ ڈیڑھ گھنٹہ سے ہم آپ کا انتظار کر رہے ہیں کہ آپ کس وقت اپنی چیئر سنبھالیں گے۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں ۔ میں اور ڈپٹی سپیکر ہمیشہ سے یہ خواہش رکھتے ہیں کہ اجلاس گھنٹیاں بجنے کی بجائے وقت پر شروع ہو ۔ لیکن اگر اراکین اسمبلی تشریف نہیں رکھتے تو اس صورت میں بھی ایک طریق کار موجود ہے کہ سپیکر یہاں آئے کورم پورا نہ ہو تو پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجیں اور پھر بھی اگر کورم پورا نہ ہو تو پندرہ سے بیس' تیس منٹ کے لیے اجلاس کو ملتوی کیا جائے اور اگر پھر بھی کورم پورا نہ ہو تو اس دن اجلاس کی کاروائی ختم کر دی جائے۔ اس خیال سے کہ اتنے ممبر تشریف لے آئیں تاکہ ایسی صورت حال پیش نہ آئے۔ اکثر تھوڑی سی دیر کی جاتی ہے اور اراکین اس بات سے بھی واقف ہیں کہ اس مرتبہ سوائے ان دنوں کے جب کوئی crisis آ گیا۔ ہم نے یہ کوشش کی کہ پندرہ اور بیس منٹ کے اندر اندر اجلاس شروع ہو جائے ۔ زیادہ تر اجلاس پندرہ بیس منٹ کے اندر اندر شروع ہوئے ۔ ایسا بھی ہوا ہے آج تو ایک گھنٹے کی دیر ہوئی ہے ' ایسا بھی ہوا ہے کہ اجلاس تین تین گھنٹے دیر سے شروع ہوئے اور اس لیے کہ اجلاس کے علاوہ سپیکر کا چیمبر بھی اسی کاروائی کا ایک حصہ ہوتا ہے بعض اوقات بعض معاملات ایسے ہوتے ہیں جو ہاؤس کے اندر نمٹانے سے زیادہ بہتر سمجھا جاتا ہے کہ افہام و تفہیم سے وہ سپیکر کے چیمبرز میں نمٹ جائیں ۔ اس لیے یہ سارے معاملات اس کے تحت ہوتے ہیں اور آپ کو اعتماد ہونا چاہیے کہ اگر ہاؤس دیر سے شروع کیا جا رہا ہے ۔ ہوئی تاخیر تو کچھ باعث تاخیر بھی تھا ۔ ورنہ میری کوشش تو یہی ہے میں حاضر ہوتا ہوں ڈپٹی سپیکر حاضر ہوتے ہیں اور آپ دوست اس سے واقف ہیں ۔ ہماری تو بہرحال یہی کوشش ہے ۔ ہاؤس کو بہتر طور پر چلانے کی خاطر کبھی کبھی اس طرح کی کمی بیشی ہوتی ہے ۔اور اس کو اعتماد رکھتے ہوئے اچھی صورت میں ہی قبول کرنا چاہیے ۔ In good light. لینا چاہیے ۔

چودھری شوکت داؤد، جناب والا! آپ نے crisis کی بات کی ہے میرا خیال ہے کہ یہ crisis اس ہاؤس تک پہنچ چکا ہے ۔ کیونکہ آپ خود یہ تسلیم کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، crisis کا یہاں مطلب جیسے کوئی افہام و تفہیم کا معاملہ ہوتا ہے ۔ جیسے اس دن کا واقعہ تھا ایک طرح کا crisis ہی ہو گیا تھا ۔ اس کے بعد اپوزیشن اور حزب اقتدار کے درمیان میرے چیمبرز میں گفتگو ہوتی رہی ۔ بحران شدید بھی ہوتا ہے نرم بھی ہوتا ہے اور درمیانے درجے کا بھی ہوتا ہے لیکن ہوتا بحران ہی ہے ۔

ایک آواز، جیسے flood آتے ہیں ۔

جناب سپیکر، flood آتے ہیں کبھی high کبھی low ۔جناب ایس اے حمید۔

جناب ایس اے حمید، جناب والا! ایک بڑے اہم معاملے کے متعلق میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری ایک قرارداد ہے جو آپ کے دفتر میں بھی بھجوائی گئی ہے۔

جناب سپیکر، میں اس کی consent نہیں دے رہا ۔ میں نے اسے دیکھا ہے---

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر یہ بڑی اہم ہے---

جناب سپیکر، نہیں میں نے اسے دیکھا ہے ۔ I call the House to order . میں نے وہ قرارداد دیکھی ہے وہ قرار داد رولز کے مطابق نہیں---

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! صورت حال یہ ہے کہ اس قرار داد میں---

جناب سپیکر، میں نے اس پر اپنی consent نہیں دی ۔ حمید صاحب میں نے اسے صرف پیش کرنے کی consent نہیں دی۔

جناب ایس اے حمید، جناب والا ہم پھر واک آؤٹ کرتے ہیں ۔

(اس مرحلے پر اپوزیشن کے اراکین نے واک آؤٹ کیا)

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب سپیکر، اب اراکین کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔

ایم ثاقب خورشید

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست ایم ثاقب خورشید رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے وصول ہوئی ہے کہ ،

گزارش ہے کہ بندہ 14، 15 جون اور 18، 19 جون کو چند گھریلو مصروفیات کی

وجہ سے اسمبلی میں حاضر نہ ہوسکا ہے رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے،

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کردی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

وزیر خزانہ (مخدوم الطاف احمد)، جناب والا! میں گزارش کرتا ہوں کہ ہم میں سے کسی کی ڈیوٹی لگائی جائے جو اپوزیشن کے بھائیوں کو منا کر ہاؤس میں لے آئے۔

جناب سپیکر، آج نواب زادہ منصور علی خان' جناب افضل سندھو اور جناب شاہنواز چیمہ کی ڈیوٹی لگاتا ہوں۔ ازراہ کرم تشریف لے جائیں اور اپوزیشن کو منا کر ہاؤس میں لائیں۔

(متذکرہ بالا اراکین اسمبلی اپوزیشن کو منانے کے لیے گئے۔)

(اس مرحلہ پر تمام اپوزیشن واک آؤٹ ختم کرکے ہاؤس میں آ گئی)

جناب سپیکر، سید ظفر علی شاہ کی تحریک استحقاق پینڈنگ چلی آتی ہے جو کہ ریلوے کے بارے میں ہے۔ آج چونکہ بجٹ اجلاس کا آخری دن ہے یہ طے پایا تھا کہ اس بارے میں آپ بات کریں گے۔

وزیر قانون، جناب والا! بے شک یہ طے پایا تھا کہ۔۔۔

قائد حزب اختلاف۔(چودھری پرویز الٰہی) (کچھ کہنے کے لیے کھڑے ہوئے۔)

جناب سپیکر، لاء منسٹر صاحب ایک منٹ ذرا لیڈر آف اپوزیشن کی بات سن لیں۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب والا! میری آپ سے گزارش ہے کہ جو بات ہمارے معزز ممبر جناب ایس اے حمید کرنا چاہتے تھے اور آپ کی توجہ دلانا چاہتے تھے کہ پورا ملک خیبر سے لے کر کراچی تک بند ہے۔ اور آج بھی وہی حالت ہے اور اس بات کا اظہار' جناب کو یاد ہوگا کہ میں نے اپنی بجٹ تقریر میں بھی کیا تھا کہ وفاقی حکومت خود ایسے حالات پیدا کر رہی ہے۔ کہ تمام ملک بند ہو رہا ہے صنعتیں مفلوج ہو کر رہ گئی ہیں۔ تو اس سلسلے میں وہ زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ بات کرنا چاہتے تھے۔ اگر آپ اجازت دے دیتے تو اس میں کوئی حرج والی بات نہیں تھی۔

جناب سپیکر، محترم پرویز الٰہی اب اس کی اجازت نہیں دی گئی اور وہ معاملہ dispose of ہو گیا۔ اس پر واک آؤٹ ہو گیا' واک آؤٹ ختم ہو گیا' اب اسی معاملے کو دوبارہ نہیں لیا جاسکتا۔

قائد حزب اختلاف، معاملے کو دوبارہ نہیں، بس ان کو دو منٹ کی اجازت دے دیں۔

جناب سپیکر، نہیں یہ بات اگر کرنی ہوتی تو وہ ہو جاتی۔ آپ نے واک آؤٹ کر لیا، واک آؤٹ ختم ہو گیا اب اس پر دوبارہ بات نہیں ہو سکتی، میں معافی چاہتا ہوں۔ آپ تشریف رکھئیے۔

جناب ایس اے حمید، جناب والا! یہ قومی معاملہ ہے آپ بات تو سن لیں کہ میں کیا کہنا چاہتا ہوں؟

جناب سپیکر، مجھے پتہ ہے کہ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

جناب ایس اے حمید، پھر آپ ہی بتادیں کہ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

جناب سپیکر، اگر میں نے وہ بات ہاؤس میں لائی ہوتی تو میں آپ کو اجازت دیتا۔ میں نے تو with hold کیا ہے۔ یہ consent of the speaker اسی لیے رکھی گئی ہے کہ اگر کوئی معاملہ ایسا ہو کہ اس کو روز کو معطل کرکے نہ لایا جائے تو اس کی consent دینا ضروری ہو اور وہ consent دے تو وہ پیش ہوتا ہے۔ نہ دے تو نہیں۔ آپ قرار داد لاسکتے ہیں۔ اس کا طریقہ ہے کہ سات دن کا نوٹس دیا جاتا ہے آپ مجھے کہہ رہے ہیں میں روز معطل کرکے اس کی اجازت دوں۔ میں اس کی اجازت نہیں دے رہا۔ آپ اس پر بات نہیں کرسکتے۔

جناب ایس اے حمید، اسی لیے تو میں کہہ رہا ہوں کہ پورا ملک بند ہے اخبار دیکھ لیں۔ میں کہتا ہوں کہ دو منٹ بات کرنے کی اجازت دے دی جائے۔

جناب سپیکر، میں نے آپ کو اجازت نہیں دی تھی اسی لیے آپ نے بائیکاٹ کیا تھا۔ اب آپ بائیکاٹ ختم کرکے آگئے ہیں۔ اب یہ معاملہ ختم ہو گیا۔ اب اس پر دوبارہ بات نہیں ہو سکتی۔ اس پر دوبارہ بات نہیں ہو سکتی۔ یہ بات dispose of ہو گئی۔

چودھری ایم منیر اظہر، جناب والا۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی۔

چودھری ایم منیر اظہر، آج وہ تمام طبقات جنہوں نے اپنے ٹیکس بچا بچا کر ملک کو معاشی غلامی کی دہلیز پر پہنچا دیا ہے۔ آج وہی ہڑتال کر رہے ہیں۔

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر، نہیں میں اس مسئلے کو زیر بحث نہیں لا رہا۔ یہ مسئلہ زیر بحث نہیں۔ I rule it out of

order. جناب لاء منسٹر آپ مہربانی کرکے ریلوے کے بارے میں وضاحت فرمائیں۔

رکن اسمبلی سے ریل کے مقررہ کرایہ سے زیادہ رقم کی وصولی (جاری۔۔۔)

وزیر قانون (چودھری محمد فاروق)، جناب والا! بے شک فاضل رکن جو اس تحریک کے محرک ہیں، میں اس تحریک کے جواب میں Admissibility کے بارے میں واضح تفصیلات بیان کرچکا ہوں۔ بہرحال فاضل محرک سے میری الگ گفتگو بھی ہوئی ہے۔ اس معاملے میں ۔۔۔۔

جناب سپیکر، I call the House to order. اکرام ربانی صاحب محترم رکن سے درخواست کیجئے کہ وہ آپ کو بعد میں مل لیں۔

رانا اکرام ربانی، وہ مشورہ دے رہے تھے۔

جناب سپیکر، اچھا۔

وزیر قانون (چودھری محمد فاروق)، جناب والا! فاضل رکن اس معاملے کے بارے میں انتہائی personal feel کرتے ہیں اور ان کا خیال یہ ہے کہ اگر اس معاملے کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے تو مسافروں کو سفر کے دوران جو دقت پیش آتی ہے اور محکمہ ریلوے کے بعض حکام کی بھگت سے انہیں جن مشکلات کا شکار کرتے ہیں۔ بے شک اس تحریک استحقاق میں کہیں ان معاملات کا ذکر نہیں چھیڑا گیا۔ لیکن حقیقتاً مسافر سفر کے دوران انتہائی پریشان ہوتے ہیں، اور انہیں وہاں پر غیر ضروری اخراجات بھی ادا کرنے پڑتے ہیں۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ ان کا مؤقف مزید thrash out کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اراکین اسمبلی کی جو کمیٹی ہے اگر یہ تحریک استحقاق، استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دی جائے تو یہ معاملہ اچھے طریقے سے thrash out ہوسکتا ہے۔ لہٰذا میں اس تحریک استحقاق کی مخالفت نہیں کرتا۔ اس لیے اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر، یہ جو استحقاق کی نئی کمیٹی بنی ہے۔ یہ معاملہ سید ظفر علی شاہ نے ریلوے کے کرائے کے بارے میں اٹھایا تھا۔ ان کی تحریک استحقاق اس کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے اور اس سے دو ماہ کی مہلت دی جاتی ہے کہ وہ اس مہلت کے اندر اندر ایوان میں اپنی رپورٹ پیش کردے۔

جناب سپیکر، جناب وصی ظفر۔ مہربانی تشریف رکھیے گا ذرا۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ کل مجھے یہ لفافہ موصول ہوا ہے جس میں

ایک جعلی سے دعوے کی نقل ہے جس میں نہ کوئی عدالت کا نام' نہ کوئی مہر۔ یہ ایک اِدھر لاہور کا ٹھیکوں کا ********ہے' کبیر خان۔ اس کی طرف سے ـــ

جناب سپیکر، language پارلیمانی رکھیے گا۔ یہ لفظ جو آپ نے * استعمال کیا' میں اسے حذف کرتا ہوں۔

چودھری محمد وصی ظفر، ٹھیک ہے جناب۔ یہ سات ممبروں پر دعوے کا ہے کہ ہم نے جو اسمبلی میں---

MR SPEAKER: I call the House to order.

چودھری محمد وصی ظفر، ہم نے جو اسمبلی میں گفتگو کی تھی' اس بارے میں میں آپ پر دعویٰ کرتا ہوں۔ نہ کوئی پیشی' نہ کوئی عدالت' نہ کوئی مہر' نہ کوئی سمن۔ اور proper نہیں ہے in the civil court Lahore جب کہ ایڈریس proper نہیں ہے۔ نہ کسی کورٹ میں یہ داخل ہوا لگتا ہے۔

میاں عبدالستار، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، وہ پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں۔ پلیز۔

چودھری محمد وصی ظفر، یہ صرف بلیک میلنگ کے لیے ہے کہ میں آئندہ بھی ٹھیکے لوں'ـــ

جناب سپیکر، اس کا اسمبلی سے کیا تعلق ہے؟

چودھری محمد وصی ظفر، اس میں جناب والا! یہ ہے کہ میری اسمبلی کی کارروائی میں دخل اندازی یا پریشر ڈالنے کے لیے' چونکہ ہم نے اسمبلی میں پہلے یہ ٹھیکوں کی بات کی تھی۔ سوال آیا تھا۔ سوال پر بحث ہوئی۔ وزیر موصوف نے فرمایا وہ معاملہ sub-judice ہے۔

جناب سپیکر، اب وہ عدالت میں ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، وہ تو عدالت میں ہے۔ فارغ ہو گیا یا نہیں۔ یہ تو عدالت میں نہیں۔

جناب سپیکر، آپ مجھے میرے چیمبر میں ملیں۔ اور جو میں کرسکتا ہوں اس سلسلے میں' میں آپ کو بتاؤں گا۔ آپ تشریف رکھیے۔

چودھری محمد وصی ظفر، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر، جناب ایس اے حمید پہلے کھڑے ہوئے ہیں۔

***(بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

جناب ایس اے حمید، ایک تحریک استحقاق میری تھی انارگل کے بارے میں۔ آپ نے کہا یہ dispose of ہو گئی۔ جناب سپیکر! حکومتی بنچوں سے رانا آفتاب نے ڈی ایس پی انارگل کے بارے میں بات کی تھی۔ میں نے نہیں کی تھی۔ جو میری تحریک استحقاق ہے وہ " Frontier Post " پر نیوز آئیٹم ہے جس میں یہ کہا گیا ہے کہ،

"Home Secretary differs with C.M over remission of D.S.P's sentence."

جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرا استحقاق ایسے مجروح ہوا کہ سی ایم یہاں ایوان کے فلور پر بیان دیتے ہیں کہ ہم انھیں گرفتار کر رہے ہیں۔ لیکن سی ایم اس کی چھ ماہ کی سزا جو سپریم کورٹ نے انارگل کو دی تھی اس کو remit کر رہے ہیں۔ تو میری تحریک استحقاق اس لیے بنتی ہے کہ سی ایم نے یہاں غلط بیانی سے کام لیا' لہٰذا یہ میرا right ہے۔ جناب والا' گرفتاری کا مطالبہ میری طرف سے نہیں تھا۔ یہ تو حکومتی بنچوں کے رانا آفتاب کی طرف سے تھا۔ سوال بھی ان کی طرف سے تھا۔ زور بھی انھوں نے دیا تھا۔جناب سپیکر' میرا تو پوائنٹ اور ہے۔"فرنٹیئر پوسٹ" کی جو رپورٹ ہے اس کے مطابق سی ایم نے ہاؤس میں جو غلط بیانی کی ہے میرا یہ استحقاق بنتا ہے۔ لہٰذا مجھے اپنی اس تحریک استحقاق پر بات کرنے کا موقع دیا جائے۔

جناب سپیکر، جناب ایس اے حمید' میں نے اسے withhold کیا تھا کہ اس پر بات ہو چکی' وہ آدمی گرفتار ہو چکا۔ آپ کا یہ جو پوائنٹ ہے' میں اسے reconsider کروں گا۔ لیکن اس وقت میں نہیں کر سکتا۔ میں اسے دوبارہ اپنے چیمبر میں دیکھوں گا۔ اگر بات بنتی ہوئی تو آپ اس کو دوبارہ لے آئیے گا۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم، جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب سپیکر، جی۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم، سر' کل میں نے ایک تحریک استحقاق آپ کی خدمت میں پیش کی تھی۔ وہ انتہائی اہم نوعیت کی ہے۔اور میں آپ کے اخلاق کریمانہ سے امید کرتا ہوں کہ چونکہ ایک معزز رکن نے ایک معزز رکن کی نماز کی ادائیگی کے سلسلے میں انتہائی دل خراش' دلآزار اور ایمان سوز کلمات کہے تھے۔۔۔

جناب سپیکر، میری بات سنیے۔ یہ مسئلہ کل زیر بحث آیا۔ ایک پوائنٹ آف آرڈر پر یہ بات ہوئی۔ اس پہ آپ کو یاد ہوگا کہ بات ہو گئی۔ اسے dispose of کر دیا گیا۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس طرح کا حساس

مسئلہ ہے کہ ازراہ کرم اسے زیر بحث نہ لایا جائے۔ اور یہ بات آپ کے علم میں ہے کہ میں نے بطور سپیکر اس بات کو چھیڑنے والے دوست جناب وصی ظفر کو باقاعدہ گزارش کی تھی' بار بار ان کو کہہ کر بٹھایا تھا اور اگر یہ لفظ وہ مائنڈ نہ کریں' حقیقتاً میں نے انھیں snub کیا تھا۔ اور اس کے بعد جب یہ معاملہ dispose of ہو گیا اور اس پر سارے ہاؤس نے بھی اطمینان کا اظہار کیا۔ جب یہ بات ہو گئی ہے تو از راہ کرم اب اسے مزید نہ اٹھائیے اور اسی خیال سے کہ یہ ایک حساس مسئلہ ہے۔ اس میں سوائے اس کے کہ مسلمان آپس میں لڑتے ہوئے نظر آئیں گے اور کیا بات نظر آئے گی؟ اس لیے از راہ کرم اسے یہیں رہنے دیجیے۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم، جیسا کہ ابھی آپ نے یہ ارشاد فرمایا' پہلی بات تو یہ ہے کہ میں کسی کے ایمان پر کوئی حملہ نہیں کرتا۔ ممکن ہے کہ وہ عمل کے لحاظ سے ایمان کے لحاظ سے مجھ سے افضل ہوں۔ انھیں فراخ دلی کا مظاہرہ کرنا چاہیے تھا کہ اگر کوئی ایسی بات ان کے منہ سے فرائض شریعہ کے سلسلے میں نکل گئی تھی' سر' میں اس سلسلے میں بات کروں کہ یہ آئین اسلام کی بات ہے۔ اور جب ہم اس مقدس ایوان میں آئین اسلام کے فرائض شریعہ کا تمسخر اڑائیں گے تو پھر آپ مجھے یہ فرمائیں کہ ہم آئین پاکستان کے آرٹیکل 227 کا کھلم کھلا مذاق اڑا رہے ہیں۔

جناب سپیکر، میں بتا رہا ہوں۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم، جناب والا! میں عرض کروں ذرا۔

جناب سپیکر، آپ کو میری بات سننی پڑے گی۔ آپ تشریف رکھیں۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم، آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات سنتے ہیں۔ اگر میں نے دلآزاری کی ہو تو پھر بات ہے۔ یہ میرا استحقاق ہے۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جو میرا استحقاق ہے یہ شرعی بھی' آئینی بھی ہے' آئین اسلام کے مطابق بھی ہے اور پاکستان کے آئین کے آرٹیکل نمبر 227 کے مسلمہ اصولوں کے عین مطابق ہے کہ میری دلآزاری ہوئی ہے۔ اگر محترم' جنھوں نے یہ الفاظ ارشاد فرمائے تھے' وہ اگر کھلے دل سے اس میں معافی مانگتے ہیں' کیونکہ یہ ایمان کا مسئلہ ہے۔ اللہ کی ذات کے ساتھ مسئلہ منسلک ہے' آپ کا بھی امتحان ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

یہ خالصتاً کوئی سیاسی مسئلہ نہیں۔ میں آپ سے یہ توقع کروں گا کہ آپ چونکہ،

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآیِٔ ذِی الْقُرْبٰی وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَارْکَعُوا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ ۝

آپ مجھے یہ فرمائیں کہ کہاں پر انضباط کار میں لکھا ہے کہ ہاؤس میں نماز نہیں ہو سکتی۔ اور پھر یہ کہ ہاؤس کے اندر اور ہاؤس کے باہر کسی بھی جگہ محترم خواتین کے لیے نماز کا انتظام نہیں کیا گیا۔اور پھر ہاؤس کی کارروائی میں خلل بھی نہیں پڑا تھا۔ انھوں نے جو دل آزار کلمات کہے ہیں' اس سے نہ صرف میرا ' آپ کا' ان کا اور اُن کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ میں آپ سے یہ توقع کرتا ہوں کہ آپ ان کو سزا کے طور پر کوئی نہ کوئی سزا ضرور دیں گے۔ وگرنہ جناب والا! پاکستان کے اندر اس طرح کی کھلی چھٹی ہم دے دیں گے تو کل ہماری طرف سے یا کل اُن کی طرف سے آئین اسلام پر حملے کریں گے ۔ لہٰذا انھیں سزا دینی چاہیے' اور ہم آپ سے متفقہ مطالبہ کرتے ہیں کہ آپ فوری طور پر انھیں سزا دیں تاکہ آئندہ اس ہاؤس میں کسی کو اس قسم کی جرأت نہ ہو سکے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد، جناب سپیکر'

جناب سپیکر، میں آپ کو اجازت نہیں دے رہا۔ آپ تشریف رکھیں۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد، مجھے تھوڑا سا ٹائم دے دیں۔

جناب سپیکر، نہیں' آپ تشریف رکھیں۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد، آپ مجھے ٹائم دیں۔ انشاء اللہ ہاؤس میں پرامن فضا برقرار رہے گی۔ برکت ہوگی۔ اللہ رسول کی برکت ہو گی۔ میں کوئی شرانگیز بات نہیں کروں گا۔ آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ۔ حضرت آدم علیہ السلام کو معافی مل گئی تھی حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام پر جب وہ جنت سے نکالے گئے تھے۔ اور جب آپ میری بات سنیں گے' ہو سکتا ہے آپ جنت میں چلے جائیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر' میرے لیے آپ بڑے واجب الاحترام ہیں اور کابینہ میں اکرام ربانی صاحب جیسے غیر جانب دار منسٹر اور اتنے اچھے منسٹر جن کی برکت سے حکومت چل رہی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اکرام ربانی جیسا منسٹر نہ ہوتا تو حکومت ختم ہو گئی ہوتی۔ رامے صاحب' جناب سپیکر' آفیسرز گیلری میں بڑے پڑھے لکھے آفیسر بیٹھے ہیں۔ شرم آتی ہے جب ایسی گالی گلوچ ہوتی ہے۔

جناب سپیکر، آپ مختصر بات کریں۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد، مختصر، مختصراً۔ عرض یہ ہے کہ یہ ہاؤس بڑا معزز ہے۔ اس ہاؤس میں (خدارا مجھے ٹوکیے نہ) اس ہاؤس میں وٹو صاحب تشریف لائے تھے۔ انھوں نے sexy پڑھا تھا۔

گو ہاتھ میں جنبش نہیں آنکھوں میں تو دم ہے
رہنے دو ابھی ساغر و مینا میرے آگے

کچھ ایسے ہی شعر تھا۔ sexy شعر کی اجازت جناب سپیکر نے دے دی تھی۔ پھر انھوں نے ایک اور سیکسی شعر پڑھا تھا۔ وہ سیکسی شعر یہ تھا کہ اگر خوب صورت لوگ ــــ وٹو صاحب نے پڑھا تھا' خوبصورت لوگ نظر نہیں آتے تو حسرت ہی سہی۔ تو ایسے سیکسی شعر پڑھ کر پھر انھوں نے دستی صاحب کو سیکسی باتیں سننے کے لیے پلیٹ فارم دے دیا' تو پھر جناب سپیکر نے اجازت دے دی تھی۔ تو میرا مطلب یہ ہے کہ اس ہاؤس میں سیکسی گفتگو کی اجازت جناب سپیکر دے دیتے ہیں۔ پلیز' جناب رامے' نہیں۔

جناب سپیکر، نہیں' میں نے اس کی کبھی اجازت نہیں دی۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد، رامے صاحب' بات یہ ہے حضور' اس ایوان میں طبلے بازی بھی ہو جاتی ہے' کالی کلوچ بھی ہو جاتی ہے اور نماز تو فرض ہے۔ 1989ء میں خواجہ محمد یوسف میجر تھے اور جناب اکرام ربانی اس وقت اپوزیشن لیڈر تھے۔ آپ کے سپیکر کے سٹیج پر کھڑے ہو کے انھوں نے اذان دی تھی۔ آذان سے تو ہاؤس کی کارروائی رک جاتی ہے لیکن نماز سے ہاؤس کی کارروائی نہیں رکتی ۔ نماز جہاں بھی پڑھی جائے ، جس جگہ بھی پڑھی جائے کوئی نہیں روک سکتا۔ ہاؤس کی کارروائی بالکل نہیں رکتی ۔ تو جناب وصی ظفر نے اگر یہ غلطی کرلی ہے وہ اپنی عاقبت کے لیے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے معافی مانگیں۔ اس ایوان سے معافی مانگیں اور وہ اپنی عاقبت سنواریں۔ انہیں بھی ہاؤس سے نکالا جائے اور پھر وہ آئیں تاکہ انہیں بھی سزا ملے ۔ پھر معافی مانگیں ۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا۔

جناب سپیکر، میں پہلے بات کرلوں۔ جی

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ ایک تو میں نے point out کیا تھا کہ نماز پڑھی جارہی ہے۔ لیکن نماز کے کچھ آداب ہوتے ہیں ۔ اب کعبہ شریف ادھر ہے اور وہ انڈیا کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہی تھیں۔ ان کا منہ انڈیا کی طرف تھا اور کعبہ شریف ادھر ہے ۔ میرا اعتراض

یہ تھا کہ نماز کے بھی کچھ آداب ہوتے ہیں ۔ جہاں شور شرابہ ہو جہاں بحثیں جاری ہوں جیسے یہ ساتھ لابی ہے ادھر بھی وہ نماز پڑھ سکتی تھیں۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ میں نے ہاؤس کی ساری گفتگو سنی ہے۔ میں ہاؤس کا custodian ہوں ۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ اگرچہ جناب وصی ظفر سے سخت سے سخت بات کی بھی توقع کی جاسکتی ہے۔ ایسی باتیں یہ اکثر کر لیتے ہیں جس سے دل آزاری بھی ہوتی ہے۔ جس میں تمسخر بھی ہوتا ہے۔ لیکن جو نکتہ جس انداز سے انہوں نے اٹھایا اس میں کوئی تمسخر والی بات نہیں تھی۔ اس لیے یہ معاملہ کہ انہوں نے تمسخر اڑایا ہے' اگر کوئی بھی شریعت کا' اسلام کا اور اس کے شعار کا تمسخر اڑاتا ہے تو ہم سب کے لئے قابل مذمت ہے اور ہم سب اس کے لیے مذمت کریں گے۔لیکن اگر انہوں نے ایسا نہیں کیا تو اس کا الزام کم از کم میں انہیں دینے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ (قطع کلامیاں) میری بات سنیئے۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے میں نے خود کہا کہ خاموشی سے انسان اللہ کو اگر یاد کرتا ہے تو اس میں کسی کو کیا اعتراض ہے۔ میں نے خود کہا اکثر لوگ ہر وقت اللہ کے ایسے بندے بھی ہیں جن کا قلب ہمیشہ جاری رہتا ہے ۔ جو درود پاک پڑھتے رہتے ہیں۔ لوگ تسبیح پڑھتے رہتے ہیں۔ لوگ کلام اللہ اپنے دل میں پڑھتے رہتے ہیں۔ لہذا اگر کوئی ایسی بات کر رہا ہے تو اس سے کسی دوسرے کو کیا اعتراض ہے خاص طور پر جب وہ کسی اپنے اردگرد کے انسان کے لیے تشویش کا باعث یا اس کی توجہ ہٹانے کا باعث نہیں بن رہا تو اس لیے میں نے جب رولنگ دے دی تو اس کے بعد میں یہ سمجھتا ہوں کہ از راہ کرم آپ یہ بات مت سمجھیں خاص طور پر میرے وہ حضرات جو علماء کرام کہلاتے ہیں کہ باقی کے جو لوگ ہیں خدا نخواستہ انہیں نماز' روزہ یا حج یا اسلام کے دوسرے ارکان کے بارے میں ان سے کم محبت ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ نماز کے لیے اور اسلام کے دوسرے احکام کے لیے تمام مسلمان جو یہاں بیٹھے ہیں یا جو باہر ہیں سب اتنی ہی محبت رکھتے ہیں جتنی آپ کو ہے اور آپ خواہ مخواہ اس بات کو اپنے لیے ایک مخصوص بات نہ سمجھیں ۔ ہم تمام جیسے بھی ناچیز مسلمان ہیں ہم سب اللہ کے احکام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے پابند ہیں اور اس کا احترام کرتے ہیں ۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم، جناب والا! میں نے ابتدا میں یہ بات کی تھی کہ ممکن ہے کہ اعمال کے لحاظ سے یہ مجھ سے افضل ہوں اس میں یہ بات آجاتی ہے ۔ رہا یہ سوال ان کا یہ ارشاد فرمانا کہ ہاؤس کی کارروائی کے دوران محترمہ نے نماز پڑھی ۔ پہلی تو بات یہ ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر، اس میں تمسخر کی کیا بات ہے؟

صاحبزادہ محمد فضل کریم، جناب والا! میں عرض کرتا ہوں اس لیے کہ عورت کا احترام، انسان کا احترام تو در کنار۔۔۔

جناب سپیکر، اس میں بے احترامی کی بات کیا ہے؟

صاحبزادہ محمد فضل کریم، جناب میں بے احترامی کے متعلق عرض کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، اس میں کوئی بےاحترامی کی بات نہیں ہے۔ میں نے رولنگ دے دی ہے۔(قطع کلامیاں) میری رولنگ ہے آپ تسلیم کریں۔ آپ بیٹھیں۔ آپ کا فتویٰ میں تسلیم نہیں کرتا۔

(قطع کلامیاں)

صاحبزادہ محمد فضل کریم، جناب والا! ہمیں اس سلسلے میں تحریک استحقاق پیش کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی تو میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ ہم نے کبھی بھی محترمہ بے نظیر بھٹو جو کہ ہاؤس کے اندر بیٹھ کر تسبیح کا ورد کرتی ہیں اعتراض نہیں کیا۔ اور اگر کسی نے اعتراض کیا تو آپ for example اس ہاؤس میں بتا دیں۔ اگر یہ ہماری بہن نماز ادا کررہی تھی تو کون سا ایسا امر مانع تھا کہ جناب وصی ظفر کےلئے لازم تھا کہ وہ اٹھ کر ان کو روکیں جبکہ انہوں نے اسلام کی توہین کے علاوہ ایک عورت کے تقدس کی بھی توہین کی ہے۔ اسلام عورت کے حقوق کے تحفظ کی ضمانت دیتا ہے۔ دوسری بات یہ رہی کہ انہوں نے فرمایا کہ قبلے کے رخ کا تعین اللہ کے فضل و کرم سے بالکل درست تھا۔ اگر جہاز کے اندر نماز ہوسکتی ہے ریل گاڑی کے اندر نماز ہوسکتی ہے اور اس کی ادائیگی کا حق ہوسکتی ہے تو اسمبلی کے اندر فلور پر بھی اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نظام کے لیے اور اس کے فرائض کے لیے نماز ہوسکتی ہے۔ اگر آپ ہمیں اس کی یہاں پر اجازت نہیں دیں گے تو میں برملا کہوں گا کہ پیپلز پارٹی کا پہلے بھی اسلام دشمنی کا وتیرہ تھا اور اب بھی اذانوں پر، خطبات جمعہ پر پابندی لگا کر حکومت یہ ثابت کرنا چاہتی ہے کہ ہم مداخلت دین کے مرتکب ہوتے ہیں ہم اس کی اجازت نہیں دیتے۔ ہم اس مسئلے پر احتجاجاً واک آؤٹ کرتے ہیں۔ کہ یہ انتہائی حساس نوعیت کا مسئلہ تھا اور آپ سے ہمیں یہ توقع تھی کہ آپ ہمیں اس کی اجازت دیتے کیونکہ اس تحریک استحقاق کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں۔ میں نے پہلے آپ کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ آپ حضرات اس پر ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں۔

(اس مرحلہ پر حزب اختلاف کے اراکین احتجاجاً کھڑے ہوگئے)

سید تابش الوری، جناب والا! ہم احتجاجاً دو منٹ کے لیے کھڑے ہوئے ہیں۔

حافظ محمد اقبال خاں خاکوانی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی پوائنٹ آف آرڈر۔

حافظ محمد اقبال خاں خاکوانی، جناب سپیکر! اگر آپ نے اور جناب وصی ظفر نے یہ فرما ہی دیا ہے کہ اول تو میں نے کوئی دل آزاری والی بات نہیں کی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس کے بعد بھی وہ یہ فرما دیتے کہ اگر آپ کی اور میری اس بات کے باوجود بھی کوئی دل آزاری ہوئی ہے تو میں معذرت کرتا ہوں۔ تو یہ معاملہ ختم ہوسکتا تھا۔

جناب سپیکر، جناب وصی ظفر آپ یہ کہنے کے لیے تیار ہیں؟ (قطع کلامیاں)

چودھری محمد وصی ظفر، میں رعب میں نہیں آیا کرتا۔ (قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر حزب اختلاف کی طرف سے شیم شیم کی آوازیں)

جناب سپیکر، سینئر منسٹر جناب مخدوم الطاف احمد بات کرنا چاہتے ہیں انہیں موقع دیا جاتا ہے۔

وزیر خزانہ (مخدوم الطاف احمد)، جناب والا! جو موضوع اس وقت زیر بحث ہے اس سلسلے میں میں عرض کروں گا کہ اگر میرے بھائی وصی ظفر صاحب نے حالانکہ میں بھی یہی سمجھتا ہوں کہ انہوں نے کسی کی دل آزاری کے لیے یہ بات نہیں کی تھی اس کے باوجود بھی اگر کسی بھی میرے بھائی جو اپوزیشن میں بیٹھے ہیں چاہے گیلریز میں ہیں یا کہیں بھی بیٹھے ہیں اگر ان کی کسی طریقے سے بھی دل آزاری ہوئی ہے تو میں انتہائی معذرت خواہ ہوں۔ میں معافی چاہتا ہوں اور میں درخواست کروں گا کہ میری معذرت قبول فرمائیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)(قطع کلامیاں)

مطالبات زر بابت سال 95-1994ء پر بحث اور رائے شماری

جناب سپیکر، اب ہم گوشوارہ میزانیہ بابت سال 95-1994ء کے مطالبات زر پھر سے زیر غور لاتے ہیں۔ قواعد انضباط کار کے قاعدہ نمبر 113 کے تحت تخفیف زر کی تحریکوں پر کارروائی ایک بجے دوپہر تک جاری رہے گی اور اس کے بعد قاعدہ مذکور کے تحت گلوٹین کے ذریعے مطالبات زر پر رائے شماری شروع کر دی جائے گی۔ اب وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 9 پیش کریں۔

سید تابش الوری، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میری ایک تحریک استحقاق نہایت اہم آپ کے پاس کل بھیجی گئی تھی جو PAC کی رپورٹ پیش کرنے کے سلسلے میں تھی۔

جناب سپیکر، میں نے اسے دیکھا ہے۔ اس میں یہ ہے کہ حکومت سے تو اس کا کوئی تعلق نہیں۔ کچھ کمیٹیوں کی رپورٹیں آئی ہیں' دو کی آ گئی ہیں اور تین کمیٹیوں کی رپورٹیں ابھی نہیں آئیں۔ تو یہ معاملہ ہاؤس کے اندر کا ہے۔ کمیٹیوں کے چیئرمین صاحبان کو اور کمیٹیوں کے ارکان کو میں تاکید کرتا ہوں اور ہم اپنے سیکرٹریٹ کی طرف سے بھی انھیں تاکید کریں گے کیونکہ یہ معاملہ ہمارے سیکرٹریٹ کا ہے اور سیکرٹریٹ کے بارے میں یہاں تحریک نہیں آ سکتی۔ اس لیے حکومت کے خلاف تو کوئی بات ہے نہیں۔ لہٰذا اس کو اندرونی طور پر تاکید کی جا رہی ہے کہ کمیٹیوں کی رپورٹ جلد پیش کر دی جائے۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر امیرا خیال ہے کہ آپ اسے misinterpret کر رہے ہیں۔ یہ اس ہاؤس کا معاملہ ہے۔ قواعد و ضوابط کے تحت ہاؤس کسی کمیٹی کو جو بھی کام سپرد کرتا ہے تو وہ کمیٹی پابند ہے کہ اپنی رپورٹ ' اپنی سفارشات اس ہاؤس میں پیش کرے۔ یہ معاملہ اس اعتبار سے سنگین ہے کہ 84-85 اور 85-86 کی رپورٹیں ابھی تک اس ہاؤس میں پیش نہیں ہوئیں۔ تو یہ سیکرٹریٹ کا مسئلہ نہیں۔ سیکرٹریٹ کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ PAC کی رپورٹ قواعد کے مطابق یہاں پیش ہونی چاہیے تاکہ ہمیں یہ پتا چلے کہ اس کمیٹی پر جو ہم لاکھوں روپے خرچ کر رہے ہیں۔ اس نے اس تمام عرصے میں کیا کام کیا ہے؟ اور صوبے کے حسابات کے سلسلے میں جو بدعنوانیاں اور بے قاعدگیاں ہوئی ہیں اس نے اس میں کیا کردار ادا کیا ہے؟ اور کیا رپورٹ پیش کی ہے۔

جناب سپیکر، الوری صاحب! میری بات سنیے۔ یہ جو کمیٹیاں PAC 1 اور PAC 11 ہیں یہ ابھی بنی ہیں۔ ان کو میں کہہ رہا ہوں کہ جو کام پینڈنگ ہے اس کو سامنے لائیں لیکن کل تک تو یہ کمیٹیاں وجود نہیں رکھتی تھیں۔ اب کمیٹیاں بنی ہیں ان کو آج تاکید کریں گے۔ آپ کے سامنے ابھی کل تو کمیٹیاں بنی ہیں۔

سید تابش الوری، جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ اس کمیٹی کا ذکر نہیں ہو رہا ہے۔ یہ کمیٹی تو آج بن رہی ہے ۔ جو کمیٹیاں بنتی رہی ہیں ان کی کسی کی رپورٹ 1985-86 سے لے کر آج تک اس ہاؤس میں پیش ہی نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر، اگر انھوں نے 85-86 میں پیش نہیں کی تو اس سلسلے میں کیا کیا جا سکتا ہے؟

سید تابش الوری، جناب والا !85-86 سے لے کر 93- 92 تک کوئی رپورٹ پیش ہی نہیں ہوئی۔ یہی تو اتنا سنگین مسئلہ ہے جس کا آپ کو اور اس ہاؤس کو نوٹس لینا چاہیے۔ آخر وہ کیا وجوہ ہیں کہ PAC مسلسل کام کرتی ہے ' PAC مسلسل سفارشات کرتی ہے ' اس کی انسپکشن کرتی ہے اور رپورٹ نہیں دیتی' اس ہاؤس کو اعتماد میں نہیں لیتی تو پھر ان کمیٹیوں کے بنانے کا کیا فائدہ ہے؟ اگر ان کی کار کردگی کا ہمیں علم نہیں ہے۔ اس لیے قاعدے میں یہ گنجائش رکھی گئی ہے۔۔۔۔

جناب سپیکر، میں اب بتاتا ہوں۔ اس پر میں اپنے طور پر توجہ دوں گا۔ جو موجودہ صورت حال ہے وہ آپ کے سامنے اور ایوان کے سامنے رکھ دیتے ہیں۔

1984-85ء کے حسابات کی جو رپورٹ upto 30th June,1993 تھی اس کو extension ملی ' وہ رپورٹ مکمل ہو چکی ہے اور presentation کے لیے تیار ہے۔

1985-86ء کی رپورٹ کے سلسلے میں بھی 30 جون 1993ء تک extension ملتی رہی ' یہ رپورٹ بھی مکمل ہو چکی ہے اور presentation کے لیے تیار ہے۔

1986-87ء کی رپورٹ for approval and printing under process ہے۔

1987-88 under consideration with P.A C report expected shortly

1988-89ء کی رپورٹ جو ہے وہ under consideration ہے discussion ہے اور وہ PAC کے پاس ہے۔

1989-90ء کی رپورٹ PAC کے پاس under consideration ہے۔

یہ اس کی موجودہ پوزیشن ہے۔ اب چونکہ کمیٹی دوبارہ بن گئی ہے۔ اس لیے انھیں تاکید کی جا رہی ہے کہ ان رپورٹس کو جلدی مکمل کر کے ہاؤس کے سامنے رکھ دیا جائے۔

سید تابش الوری، جناب والا یہ ہدایات بھی جاری فرمائیں کہ یہ جو پرانے مردے اکھاڑ رہے ہیں ان کی بجائے جو تازہ ترین معاملات ہیں ' جو پچھلے سال کے معاملات ہیں انھیں بھی ساتھ ساتھ وہ take-up کریں۔ ہوتا یہ ہے کہ ہم 85-1984ء کے جو معاملات ہیں ان پر بحث کر رہے ہیں اور جو 93-1992ء اور 94-1993ء کے معاملات ہیں ان کو ہم نظر انداز کر رہے ہیں۔

جناب والا! میں نے آپ کو ایک تحریک بھیجی ہے جس میں میں نے تجویز کیا ہے کہ آپ آڈیٹر جنرل ' وزیر خزانہ اور دوسرے ارکان پر مشتمل ایک کمیٹی قائم کریں جو یہ جائزہ لے کہ ہمیں اپنے

صوبے کے حسابات کو درست رکھنے کے لیے لائحہ عمل میں کیا تبدیلی کرنی چاہیے۔ آڈیٹر جنرل کو بروقت رپورٹ بھیجنی چاہیے اور PAC کو جو تازہ مسائل درپیش ہیں ان کو حل کرنے کے سلسلے میں اقدامات کرنے چاہئیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ کمیٹی convene کریں جس میں آڈیٹر جنرل ' وزیر خزانہ اور وزیر قانون کو بلا کر ہم ایک نئی حکمت عملی طے کریں۔

جناب سپیکر، میں آپ کی تجویز سے اتفاق کرتا ہوں۔ انہی lines پر میں نے ہدایات کی ہیں اور میری تحقیقات پر مجھے اندازہ ہوا ہے کہ آڈیٹر جنرل کی طرف سے بعض اوقات بڑی دیر بعد رپورٹیں واپس آتی ہیں۔ جب تک وہ رپورٹیں واپس نہ آئیں وہ PAC کو نہیں دی جا سکتیں۔ میری کوشش ہو گی کہ آڈیٹر جنرل بھی جلدی کریں اور PAC بھی بجائے پرانے Accounts پر زیادہ توجہ دینے کے وہ مکمل کرے لیکن اس کے ساتھ ساتھ تازہ ترین Accounts کی رپورٹ بھی پیش کرے۔ یہ نہیں کہ تازہ Accounts جو ہیں ان کو پھر پانچ سال کے لیے ملتوی کر دیا جائے۔ ان کو ساتھ take up کریں اور پرانے کام کو بھی upto-date کرے۔

سید تابش الوری، شکریہ جناب سپیکر۔

چودھری اختر رسول، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب سپیکر، جی اختر رسول صاحب۔

چودھری اختر رسول، جناب والا ! جب وفاقی بجٹ پیش کیا گیا تو پاکستان کے بارہ کروڑ عوام کے اوپر ہتھوڑا مارا گیا۔ صوبے کا بجٹ پیش کیا گیا تو پھر پنجاب کے عوام کے گلے پر چھری چلائی گئی۔ تو آج لاہور کارپوریشن نے لاہور شہر کے اوپر 35 کروڑ کے ٹیکس لگا دیے ہیں۔

جناب سپیکر، نہیں ' یہ زیر بحث مسئلہ نہیں ۔۔

چودھری اختر رسول، ایک تو لاہور شہر کو چوروں ' ڈاکوؤں اور غنڈوں کے حوالے کیا ہوا ہے اوپر سے اس کی عوام پر 35 کروڑ روپے کے ٹیکس لگا دیے ہیں۔

جناب سپیکر، اس کا زیر بحث مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں۔ . . I rule out this point of order.

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب سپیکر ! میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی بادشاہ خان آفریدی۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب سپیکر ! میں آپ کی توجہ ایک بڑے اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں اور اس میں میرا خیال ہے کہ پورا ہاؤس میری بات کی تائید کرے گا۔

جناب والا ! ہم جب یہاں اجلاس میں شرکت کے لیے آتے ہیں تو تقریباً ہم سب MPA حضرات کے جو ڈرائیور ہیں' ان کے لیے نہ تو باہر کوئی سائے کا بندوبست ہے' نہ ان کے بیٹھنے کا کوئی انتظام ہے اور نہ ہی ان کے لیے کوئی پانی کا انتظام ہے۔ سارا دن دھوپ میں وہ غریب کھڑے رہتے ہیں۔ اگر آپ آئندہ اجلاس کے لیے حکم فرمائیں تو ان کے لیے پیچھے لان میں کوئی Tent لگا دیا جائے اور پبلک ایڈریس سسٹم وہاں لگا دیا جائے۔

جناب سپیکر، ڈرائیورز کے لیے باہر Tent لگا ہوا ہے۔ پانی کا انتظام بھی ہے۔ کرسیاں بچھی ہوئی ہیں۔ کولر لگا ہوا ہے۔ اگر ان کا اپنا ہی دل نہ چاہے۔ وہ وہاں بیٹھتے ہی نہیں۔ باقی لوگوں کی طرح ان کا بھی شوق یہ ہے کہ وہ اسمبلی کی سیڑھیوں کو زیادہ پسندیدہ سمجھتے ہیں۔ اگر اس میں کوئی کمی ہے تو دور کر دی جائے۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، مہربانی۔

خواجہ ریاض محمود، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب سپیکر، جی' پوائنٹ آف آرڈر۔

میاں عبدالستار، جناب سپیکر !میں تین چار مرتبہ کھڑا ہوا آپ مجھے وقت ہی نہیں دیتے۔

جناب سپیکر، میں معافی چاہتا ہوں۔ ان کے بعد آپ کو موقع دیا جائے گا۔

میاں عبدالستار، جناب سپیکر!میں سمجھتا ہوں کہ آپ کو دونوں آنکھوں سے دیکھنا چاہیے ایک آنکھ سے دیکھنے والی بات نہیں ہونی چاہیے۔

جناب سپیکر، میرے پاس تو چار آنکھیں ہیں۔ (قہقہے)

میں نے تو دو اوپر لگائی ہوئی ہیں۔ میں ابھی آپ کو دیکھتا ہوں۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر !آپ کی چار آنکھیں تو ہیں لیکن دیدہ و دانستہ آپ آنکھیں چار نہیں کرتے۔ (قہقہے)

جناب سپیکر، یہ تو آپ کو پتا ہے کہ سیاستدانوں کا پرانا طریقہ ہے۔ جی۔۔۔

خواجہ ریاض محمود، جناب سپیکر! تین چار ماہ پہلے میں نے سوال و جواب کی شکل میں ایک تحریک دی تھی کہ گھبرگ میں گونگے، بہرے، اندھوں کا ایک سکول ہے۔

جناب سپیکر، خواجہ صاحب! اس کا زیر بحث مسئلے سے کیا تعلق ہے؟

خواجہ ریاض محمود، یہ میں صرف آپ کو اس بات کی یقین دہانی کرانا چاہتا ہوں کہ وہ چار پانچ ماہ پہلے میں نے جو تحریک دی تھی اس کا کوئی اتا پتا نہیں چل رہا۔ یہ ان بچوں کے لیے بڑا قابل رحم مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر، ویسے بھی آپ سے ملاقات ہوئے عرصہ گزر گیا۔ آپ اس کا پتا کرنے میرے چیمبر میں آئیے نا۔

خواجہ ریاض محمود، مہربانی---

جناب سپیکر، تشریف رکھیے۔ جی میاں عبدالستار ---

میاں عبدالستار، شکریہ جناب سپیکر۔ جناب والا! چودھری اختر رسول نے بات کی کہ وفاقی حکومت نے ٹیکس لگائے اور پنجاب حکومت نے بھی تیس کروڑ روپے کے ٹیکس لگا دیئے ہیں۔ اور آج لاہور کے شہریوں پر 35 کروڑ روپے کے جو ٹیکس لگائے گئے ہیں اس سے رہی سہی کسر نکل گئی ہے۔ جناب سپیکر! اس سلسلے---

جناب سپیکر، میں نے جب ان کا پوائنٹ آف آرڈر rule out کیا تو اس کے بعد آپ وہی point of order نہیں لا سکتے۔

میاں عبدالستار، جناب سپیکر! میں نے اسی سلسلے میں آج ایک تحریک التوائے کار پیش کی ہے کہ اس معاملے کو discuss کیا جائے اور آج ایوان کا آخری دن ہے ظاہر ہے کہ آج یہ اجلاس sine-die ہو جانے کا تو اس کے بعد شاید موقع نہ مل سکے ---

جناب سپیکر، میرے پاس تو کوئی قرارداد نہیں آئی۔

میاں عبدالستار، جناب والا! یہ قرارداد نہیں۔ یہ تحریک التوائے کار ہے جو میں نے آج صبح دی ہے۔ اور مجھے نہیں پتا کہ یہ آپ کے پاس پہنچی ہے یا نہیں۔

جناب سپیکر، نہیں۔ میرے پاس نہیں آئی۔ اب اس کا وقت ختم ہو چکا اور میں متعلقہ وزیر کو فلور دے چکا ہوں۔

میاں عبدالستار، جناب سپیکر! میری التجا ہے کہ ہاؤس کی کارروائی کو adjourn فرما کر اسے take-up کیا جائے اس لیے کہ معاملہ آپ کا بھی ہے آپ لاہور کے ایم۔ پی۔ اے ہیں اور ہم بھی یہاں لاہور کے تیرہ ایم۔ پی۔ اے موجود ہیں۔ جناب سپیکر! یہ جو ٹیکس لگ رہے ہیں یہ PP-118 پر لگ رہے ہیں اور یہ PP-124 پر لگ رہے ہیں۔ یہ لاہور کے شہریوں پر جو 35 کروڑ روپے کے ٹیکس لگائے گئے ہیں اس سے لاہور کے شہریوں کا جینا دوبھر ہو جائے گا۔

جناب سپیکر، میاں صاحب اس کی اجازت نہیں۔

چودھری اختر رسول، جناب والا! آپ بھی لاہور سے الیکشن لڑ کر آئے ہیں۔

جناب سپیکر، یہ میرے نوٹس میں نہیں آئی۔ میں اس کی اجازت نہیں دے رہا۔ آپ تشریف رکھیں اس کا وقت گزر گیا۔ آپ اپنا بھی وقت خرچ کر رہے ہیں۔

جناب عبیداللہ شیخ، جناب والا! ان ٹیکسوں کی وجہ سے آج پورا پاکستان سراپا احتجاج بنا ہوا ہے۔ جناب والا! مرکز نے ٹیکس لگائے پنجاب نے تیس کروڑ کے ٹیکس لگا دیئے اور 35 کروڑ روپے کے لاہور کے شہریوں پر صرف اس لیے ٹیکس لگائے گئے ہیں کہ ان سے یہ سیاسی انتقام لیا جا رہا ہے جناب والا۔ یہ 35 کروڑ روپے کے ٹیکس لگا کر ان پر ظلم کیا جا رہا ہے اور آج آپ ہماری بات نہیں سن رہے۔ ہمیں عوام نے منتخب کر کے اس ایوان میں بھیجا ہے اور ہم ٹیکسوں کا طوق ان کے گلے میں ڈال رہے ہیں اور آپ کہتے ہیں کہ میں نے بات نہیں سننی۔ جناب والا یہ 35 کروڑ روپے کے ٹیکس ان شہریوں پر زیادتی ہے آپ ان لوگوں کو انصاف دیجیے آپ سیاسی طور پر ان لوگوں کو انصاف دیجیے معاشی طور پر ان لوگوں کو انصاف دیجیے معاشرتی طور پر لوگوں کو انصاف دیجیے۔ جناب والا! سیاست صرف شیش محلوں اور اٹر کنڈیشنروں میں بیٹھنے کا نام نہیں ہے آج عوام پر ظلم کیا جا رہا ہے اور عوام سراپا احتجاج بنے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر، I disallow it. آپ تشریف رکھیں۔ میں اس کی consent نہیں دے رہا وہ وقت پر نہیں آئی۔ اس کا ایک طریق کار ہے۔

میاں عبدالستار، جناب والا! یہ خبر آج کے اخبار میں آئی ہے اور میں نے صبح آتے ہی پہلا کام یہ کیا کہ یہاں پر تحریک التوائے کار پیش کی ہے۔

جناب سپیکر، یہ تحریک التوائے کار دس بجکر پینتالیس منٹ پر آئی ہے اور آدھا گھنٹہ پہلے اسے take up نہیں کیا جاسکتا میں اس کے لیے consent نہیں دے رہا۔ یہ رولز کے مطابق نہیں آئی۔

میاں عبدالستار، جناب سپیکر! آفس والے نہیں مان رہے تھے ---

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیے۔ اس کا وقت گزر گیا سرکاری کارروائی شروع ہوگئی اور میں نے وزیر موصوف کو call کیا ہے میں rules and regulations معطل کر کے اسے پیش کرنے کی اجازت نہیں دے رہا آپ تشریف رکھیں۔

میاں عبدالستار، جناب والا! یہ بڑی زیادتی ہے۔ لاہور کے جن شہریوں نے میاں نواز شریف کو ووٹ دیئے ہیں یہ ان کو سزا دی جارہی ہے ---

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔

میاں عبدالستار، جناب والا! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کل جب الیکشن ہونگے اور آپ جب حلقہ PP-118 میں دوبارہ ووٹ لینے جائیں گے تو آپ وہاں جا کر کیا کہیں گے جناب سپیکر! یہ عوام پر ظلم ہو رہا ہے ---

جناب سپیکر، میں جانتا ہوں مجھے کیا کہنا ہے۔

میاں عبدالستار، یہ سارے کا سارا پیسہ ان کی عیاشیوں پر خرچ ہو گا---

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں--- وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 9 پیش کریں۔

جناب امان اللہ خان، (پوائنٹ آف آرڈر)۔ جواب تو میں بھی ان کو دے سکتا ہوں لیکن میں چاہتا ہوں کہ ایوان کا امن اور سکون خراب نہ ہو۔ باتیں تو مجھے بھی بہت آتی ہیں۔

جناب سپیکر! جب کسی علاقے میں کوئی آفت آتی ہے اور جب کوئی مصیبت آتی ہے تو اسے آفت زدہ اور مصیبت زدہ قرار دیا جاتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ لاہور شہر میں جو ٹیکسوں کی وجہ سے مصیبت نازل ہوئی ہے اسے ٹیکس زدہ قرار دیا جائے۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں میں اس کی اجازت نہیں دیتا۔ It is out of order. آپ تشریف رکھیں۔ وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 9 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر 9

وزیر خزانہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم -- جناب سپیکر میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ۔

ایک رقم جو 3 ارب 65 کروڑ 39 لاکھ 16 ہزار 2 سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال 1994-95ء مختتمہ 30 جون 1995ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد آبپاشی و بحالی اراضی برداشت کرنے پڑیں گے۔

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ۔

ایک رقم جو 3 ارب 65 کروڑ 39 لاکھ 16 ہزار 2 سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال 1994-95ء مختتمہ 30 جون 1995ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد آبپاشی و بحالی اراضی برداشت کرنے پڑیں گے۔

سردار حسن اختر موکل، چودھری محمد اقبال - جناب ارشد عمران سلہری، (یک زبان ہو کر)

We oppose it

جناب سپیکر، مطالبہ زر نمبر 9 میں تخفیف کی ایک تحریک مندرجہ ذیل کی اراکین کی طرف سے پیش کی گئی ہے۔

سید تابش الوری - سردار حسن اختر موکل- جناب بادشاہ میر خان آفریدی- چودھری محمد اقبال - رانا اقبال احمد خان اور سید عارف حسین بخاری--- جی چودھری محمد اقبال صاحب۔

CH MUHAMMAD IQBAL: Sir, I move , That the total of Rs.3,65,39,16,200/- on account of Demand No.9 - Irrigation and Land Reclamation be reduced to Rs.1/-

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے۔

کہ 3 ارب 65 کروڑ 39 لاکھ 16 ہزار 2 سو روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر 9 آبپاشی و بحالی اراضی کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔

وزیر قانون، Opposed.

وزیر آبپاشی، Opposed.

جناب سپیکر، اب تحریک کے تمام محرکین کو اجازت ہے کہ ان میں سے جو پہلے تقریر کرنا چاہیں وہ بسم اللہ کریں۔

چودھری محمد اقبال، جناب سپیکر! یہ اس صوبے میں سب سے اہم مسئلہ ہے جس کے بارے میں یہ ڈیمانڈ دی گئی ہے جناب والا! آب پاشی کا معاملہ چونکہ اس صوبے میں فصلات پیدا کرنے کے لیے اہمیت رکھتا ہے' اگر میں اس کی مثال یوں دوں کہ جس طرح جسم اور روح کا رشتہ ہے اسی طرح فصلوں اور نہری پانی کا رشتہ ہے اگر جناب سپیکر! جسم سے روح کو نکال لیا جائے تو جسم سارے کا سارا بے کار ہو جاتا ہے اسی طرح جناب سپیکر! نہری پانی کا معاملہ فصلات کی پیداوار کو بڑھانے کے لیے ہے اور یہ صوبہ جو سارے پاکستان کو اناج مہیا کرتا ہے اس کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے اس بارے میں جناب والا! میں تھوڑی سی نشاندہی کرنا چاہوں گا۔ جناب سپیکر! محکمہ آب پاشی میں کچھ اسطرح کی صورت حال ہے کہ تمام راجباہ جات جو ششماہی ہیں یا سالانہ ہیں ان کی صورت حال کچھ اس طرح سے ہے جس طرح No man's land ہوتی ہے اور اس کا کوئی والی وارث نظر نہیں آتا محکمہ انہار کے افسران کے لیے بڑے خوبصورت بنگلہ جات بنائے گئے ہیں جن میں ریسٹ ہاؤسز ہیں ان کی رہائش گاہیں ہیں اور آبپاشی کی Colonies ہیں لیکن جناب سپیکر! اگر کبھی جناب والا کو موقع ملے تو آپ وہاں پر ایک visit فرمائیں تو وہاں پر آپ کو بالکل ایک ویرانی کا سا سماں نظر آئے گا وہاں پر محکمہ آب پاشی کا پٹواری سے لے کر مہتمم تک کوئی بھی شخص وہاں نہیں رہتا اگر کوئی شخص وہاں آپ کو نظر آجائے تو بڑی خوش قسمتی ہو گی جناب والا! سارے کے سارے غیر حاضر ہوتے ہیں اور پرائیویٹ رہائش گاہ میں رہ رہے ہوتے ہیں اگر کوئی شخص اپنی شکایت لے جاتا ہے کہ مجھے محکمہ آبپاشی کے بارے میں یہ شکایت ہے تو وہاں کوئی چیز نظر نہیں آتی۔ اس کے علاوہ جناب والا نہروں کے بارے میں جو ماہانہ رپورٹ آتی تھی کہ کون سی نہر کس حالت میں ہے اور وہاں کیا کام ہوا ہے؟ وہ رپورٹ بھی آنی بند ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر! آبیانے کی صورت حال اس طرح سے ہے کہ یہ پٹواری اور زمین داروں کے درمیان میل جول ہو کر یہ سارے کا سارا ختم ہو جاتا ہے اور بہت ہی کم آبیانے کی شرح اس وقت وصول ہو رہی ہے۔جناب والا! اگر آپ کو By-Pass کے اوپر سفر کرنے کا کبھی اتفاق ہو میں ان

باتوں کی نشان دہی کر رہا ہوں بڑی آسانی سے visit ہو سکتی ہے۔

چودھری محمد اقبال، U.C.C نہر پر بائی پاس روڈ کی حالت اگر آپ دیکھیں تو بائی پاس روڈ کے ساتھ جو پٹڑیاں ہیں ان کا بالکل ویرانی کا سا سماں نظر آئے گا۔ ان کے ٹوٹے ہوئے کنارے ہیں۔ جناب والا، ایک سروس روڈ ہے جو آج سے بیس پچیس سال پہلے سروس روڈ پر گزرنا جی ٹی روڈ پر سے گزرنے سے بہتر تھا۔ آج کل وہاں سے سائیکل نہیں گزر سکتا۔ پیدل آدمی بھی نہیں گزر سکتا۔ سب سڑکیں ٹوٹی پھوٹی ہیں اور کوئی ان کا پرسان حال نہیں۔ جناب سپیکر! اگر اس طرح کا سماں محکمہ آبپاشی پیدا کرتا رہا تو پھر جو اریگیشن کا اتنا بڑا Net Work ہے کہ اگر آپ ریموٹ ایریا میں جائیں تو آپ کو ہر دس میل کے بعد ایک بڑا اچھا ریسٹ ہاؤس نظر آتا تھا وہ اب بنجر ہو گئے ہیں۔ کوئی آدمی ان کی دیکھ بھال نہیں کر رہا، کوئی مینٹیننس نہیں کر رہا۔ انڈو پاکستان میں نہری سسٹم بالکل جدید ہے اور اگر حساب کتاب نکالیں تو نہری پانی اتنا سستا ہے اور خاص طور پر صوبہ پنجاب میں کہ اس کی شرح ٹیوب ویل سے بہت کم ہے اور بڑا سستا پڑتا ہے۔ دنیا میں کہیں اتنا سستا نہری پانی نہیں۔ جتنا انڈو پاکستان میں ہے۔ اگر اس کی دیکھ بھال نہ کی گئی اور یہ حال رہا تو یہ سارے کا سارا سسٹم collapse ہو جائے گا اور تباہ و برباد ہو جائے گا۔ جناب سپیکر! میرا مقصد صرف تنقید کرنا نہیں۔ میں ان کو چند ایک تجاویز بھی دوں گا اگر یہ ان پر عمل کرنا پسند فرمائیں تو اس سے بڑے بہتر نتائج نکل سکتے ہیں۔ آپ ان افسران کو ہدایت فرمائیں کہ یہ اپنی اپنی تعیناتی کی جگہ پر رہا کریں اور زمینداروں کی شکایات کا ازالہ کریں۔ میری دوسری گزارش یہ ہے کہ جہاں پر محکمہ نہر کے بیراج ہیں وہاں ایسے افسران کی تعیناتی ہونی چاہیے جو بڑے competent ہوں اور اس میں سیاسی مداخلت نہ ہو۔ کیونکہ اگر بیراج ایک جگہ پہ خراب ہو جائے تو اس پر اربوں روپے خرچ ہو جاتے ہیں۔ اور حکومت پنجاب اس کو afford نہیں کر سکتی۔ اس کے علاوہ ان کا چیکنگ سسٹم بھی ہونا چاہیے۔ میں آپ سے یہ عرض کروں کہ جو نہروں پر مینٹیننس کا کام ہوتا ہے وہ موقع پر دس فیصد بھی نہیں ہوتا اس پر چیکنگ اس قسم کی ہونی چاہیے کہ نیسپاک یا محکمہ کی کوئی کمیٹی ہو جو ان کے maintenance work کو چیک کرے انہوں نے جو نہر کو maintain کیا ہے اس پر کتنا کام ہوا ہے اور کتنی رقم ضائع ہو گئی ہے۔ جناب سپیکر! جو پنجاب میں سب سے اہم سیاسی مسئلہ ہے وہ ٹیل پر پانی نہیں پہنچتا۔ جناب سپیکر، اگر وزیر صاحب پسند فرمائیں تو میرے حلقے میں ایک راجباہ ہے جس کا نام اٹاوا والی

ہے ۔ یہ میرے ساتھ چلیں تو میں ان کو منظر دکھاؤں گا کہ کیا صورت حال ہے؟ آج تک وہاں نہری پانی ٹیل تک نہیں پہنچا۔ اور جن زمینداروں کو آج پانی نہیں ملے گا وہ کیسے مونجی اور چاول کاشت کر سکیں گے اور پھر کیسے چاول برآمد ہو گا؟ وہ کہاں سے اناج پیدا کریں گے؟ جناب سپیکر! وزیر صاحب کو چاہیے کہ کبھی کبھی ٹیل چیک کیا کریں۔ اگر ٹیل کے کاشت کار اسی طرح محرومی کا شکار رہے اور ان سے آبیانہ بھی لیا گیا تو پھر کیا صورت حال ہو گی۔ اس کے علاوہ نہروں کے پشتوں کو مضبوط کیا جائے تاکہ نہروں کی حفاظت ہو سکے۔ نہروں کے پانی میں نئے رقبے شامل ہوتے جائیں۔ اس کے لیے وزیر صاحب کو چاہیے کہ وہ کوئی اعلیٰ سطح کمیٹی قائم کریں کہ کیا نہری پانی میں نئی زمین شامل ہوئی ہے یا نہیں؟

اس کے علاوہ ایک سکارپ ٹیوب ویل کی سکیم ہے۔ وہ بڑی قابل دید ہے۔ شیخوپورہ سکارپ ٹیوب ویل کا آپ حال دیکھیں یا زمینداروں کو بلا کر ایک میٹنگ کریں تو کوئی سکارپ کا ٹیوب ویل چلتا نہیں ہے ۔ اور اس کے باوجود زمینداروں کو دہرا آبیانہ دینا پڑ رہا ہے ۔ اس پر ہمارے وقت میں ایک ایکسرسائز ہوئی تھی کہ ان سارے ٹیوب ویلوں کو فروخت کر دیا جائے ۔ یا ختم کر دیا جائے ۔ اور زمیندار کو بجلی اور دیگر سہولیات فراہم کی جائیں تاکہ وہ اپنا ٹیوب ویل لگا سکیں اور اس عذاب سے ان کو نجات مل سکے۔ اس پر جناب سپیکر ' آج تک عمل نہیں ہو سکا۔ جناب سپیکر' پچھلے دور میں پورے دو دن محکمہ اریگیشن پر بحث ہوئی تھی ۔ وہاں ہمارے ایک دوست جلال دین ڈھکو ہوا کرتے تھے۔ان کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنی تھی ۔ انہوں نے دو چار مہینے بڑی اچھی ایکسرسائز کر کے اور ہمارے ایم پی ایز کو شامل کر کے سفارشات بنائی تھیں۔ آج تک ہمیں پتا نہیں کہ ان کی وہ سفارشات کہاں گئی ہیں۔ میری وزیر متعلقہ سے یہ بھی گزارش ہے کہ ان سفارشات کو یا تو آئندہ اجلاس میں زیر بحث لایا جائے یا ان پر عمل درآمد کرنے کے لیے کوئی سکیم بنائی جائے ۔

جناب سپیکر! مسلم لیگ کی حکومت نے پانی کے بین الصوبائی مسئلہ کو حل کر دیا اور یہ بین الصوبائی جھگڑا ختم ہو گیا۔ اس کے علاوہ آج کل جو نئے ڈیمز ہیں مجھے سمجھ نہیں آتا کہ ان کے بنانے میں کیا مشکل پیش آ رہی ہے؟ کالا باغ ڈیم کیوں نہیں بن رہا؟ جب کہ صوبوں کے درمیان پانی کا فیصلہ ہو گیا ہے تو پھر ایسے منصوبے قابل عمل کیوں نہیں ہو رہے؟ علاوہ ازیں اس حکومت کے دور میں کچھ نئے پراجیکٹ بنے تھے۔ ان کی تفصیل میں جناب والا! کی خدمت میں پیش کر دوں۔

1۔ گریٹر تھل پراجیکٹ

2۔داجل برانچ ایکسٹینشن

3۔ جلال پور کینال پراجیکٹ

4۔ری ماڈلنگ آف تھل کینال

5۔ایکسٹینشن آف اریگیشن ان چولستان پارٹ ون

ایک سال تک ان کی مکمل study ہوتی رہی اور ان کی feasibility بھی بن چکی ہے۔ آج تک ان پر کوئی عمل نہیں ہو رہا۔ اور کسی نے اس کو آگے نہیں بڑھایا۔ جناب سپیکر، میری استدعا ہے کہ ان پراجیکٹس کو آگے بڑھا کر لاکھوں ایکڑ بنجر زمین کو آباد کرایا جائے اور اس ملک اور اس صوبے کے لیے اناج پیدا کرایا جائے۔

میرے ایک فاضل دوست نے یہ تجویز دی ہے کہ ایسے علاقے جہاں زمینی پانی کڑوا ہے اور چھ ماہ کے لیے نہری پانی ہے اس کو سال کے لیے مستقل کیا جائے۔

وزیر محنت، جناب والا! میرے فاضل دوست نے بہت اچھی تقریر کی ہے لیکن کٹوتی کی تحریک پر ان کو کوئی اعتراض نہیں۔

جناب سپیکر، اس سے ایک بات تو ظاہر ہے کہ انہوں نے بڑی تعمیری بات کی ہے اصل میں کٹوتی کی تحریک انہوں نے اپنی بات کہنے کے لیے دی تھی۔ اس کا تو ایک بہانہ تھا اور اسے وہ بھول گئے۔

چودھری محمد اقبال، جناب سپیکر! میں personal explanation پر بات کر رہا ہوں۔ مجھے بڑا افسوس ہے کہ کہ وہ وزیر محنت جو بدقسمتی سے زمیندار بھی ہیں۔ ان کو میری تقریر پسند نہیں آئی۔

جناب سپیکر، ایسی بات نہیں۔ ان کو تقریر پسند آئی ہے وہ technically کہہ رہے ہیں کہ آپ نے کٹوتی کی تحریک کی منظوری کے لیے نہیں کہا۔

چودھری محمد اقبال، جناب والا! مجھے عرض کر لینے دیں۔ کٹوتی کی تحریک کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ پالیسی کو discuss کیا جائے۔ اگر آپ کے پاس کوئی نئی تجاویز ہوں تو وہ دیں۔ میں نے تجاویز بھی دی ہیں اور نقائص بھی discuss کیے ہیں۔ اور اپنی کٹوتی کی تحریک کو سپورٹ کیا ہے۔ لیکن ان کو بات سمجھ نہ آئے تو اس میں میرا قصور تو نہیں۔

جناب سپیکر، انہیں سمجھ بھی آئی ہے وہ آپ کی good intention کے قدر دان بھی ہیں۔ انہوں نے صرف technically کہا ہے کہ آپ نے آخر میں یہ نہیں کہا کہ لہذا اس میں کٹوتی کر دی

جائے ۔ چلیے ہم کہہ دیتے ہیں۔ سردار حسن اختر موکل ۔

سردار حسن اختر موکل، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! آج میں پھر آپ سے اجازت چاہوں گا۔

جناب سپیکر، اور آج میں امید کروں گا کہ آج آپ پورا دیوان دامن دوبارہ نہیں سنائیں گے ۔

سردارحسن اختر موکل، جناب والا ! آپ کو سننا پڑے گا۔ دامن بھی یہ کہتے کہتے مر گئے ۔ اور آپ کو بھی یہ سننا پڑے گا۔ جناب والا ' میں کوشش کروں گا کہ آپ کے حکم کے مطابق میں پورا دیوان نہ پڑھوں۔ لیکن کچھ تو عرض کروں گا۔ جناب والا '

ساڈے دکھاں نوں جاندے ہین سارے
ونڈدے درد نئیں ایہہ حساب ہوناں ایں
دھکے کاشتکاراں نوں ماردے جا رہے نیں
اگے کیہہ ہوناں ایہہ انقلاب ہوناں ایں
لبھناں کوئی جواب نئیں دامن
ہر اک ظالم دا خانہ خراب ہوناں ایں

جناب والا ! میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہوں گا ۔ میرے کچھ دوست جو باتیں کر رہے ہیں شاید اس بات سے لاعلم ہیں یا یہ علم رکھتے ہیں تو پھر ساری کرپشن بھی یہی کر رہے ہیں۔ کہ دوسری طرف کے لوگوں کو کچھ سہولیت نہیں مل رہیں۔ عوام تڑپ اور سسک رہے ہیں۔ عوام پانی کی ایک ایک بوند کو ترس رہے ہیں۔ کاشت کاروں کے ساتھ ظلم ہو رہا ہے ۔ وہ ان کو نظر نہیں آتا۔ اس لیے کہ یہ تو پیدا ہی منہ میں سونے کا چمچ لے کے ہوئے ہیں۔ ان کو کاشت کاروں اور غریبوں کے دکھ کا احساس کیا ہو گا۔ آج یہ ہنستے ہیں' آج یہ تماشا دیکھتے ہیں۔ ان کو مکافات عمل سے ڈرنا چاہیے ۔ کہ کل کہیں یہ خود تماشا نہ بن جائیں۔

جناب والا ' میں نہری سسٹم کے بارے میں عرض کر رہا تھا یہ خوش قسمتی ہے کہ دنیا بھر میں سب سے بڑا نہری نظام پاکستان میں ہے ۔ کچھ تو آج کل بنیادی مسائل ہیں ۔ جن میں بنیادی مسئلہ یہ بھی ہے کہ جب یہ rules & regulations بنے تھے اس وقت زمینیں اتنی آباد نہیں تھیں۔ کاشت کاری کے اتنے جدید طریقے رائج نہیں تھے۔ اس وقت یہ نظام بنا کر کل زمین کا ساٹھ فیصدی پانی کاشت کار کو دیا جاتا تھا۔ آج جبکہ زمین کا چپہ چپہ آباد ہو چکا ہے ۔

ایک معزز ممبر ، میں ریکارڈ کی درستگی کرنا چاہتا ہوں ۔ 60 فیصد نہیں 33 فیصد پانی دیا جاتا ہے۔

سردار حسن اختر موکل: جناب والا ' میں اپنے دوست کا احسان مند ہوں کہ اگر انہوں نے یہ بات ریکارڈ درست کرنے کے لیے کہی ہے اور واقعی یہ صحیح ہے تو پھر یہ کاشت کاروں کے ساتھ اور بھی بہت بڑا ظلم ہے ۔ میں یہ عرض کرنے لگا تھا کہ آج کل زمین کا چپا چپا آباد ہو رہا ہے پھر بھی وہی قانون جو صدیوں پہلے بنایا گیا تھا وہ رائج ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی ظلم کی ایک نئی وضع ہے۔ اس سلسلہ میں نیا قانون بننا چاہیے۔ جناب والا ! ایک طرف تو حکومت یہ کہتی ہے کہ ہم نے کاشت کاری کو ' زمینداری کو ' زراعت کو ترقی دی ہے اور اس کی ترقی کے لیے شب و روز کام کر رہے ہیں ۔ ہم نے اس میں انقلابی اقدامات کیے ہیں لیکن یہ ترقیاتی کام ہمیں روئے زمین پر تو نظر نہیں آتے ۔ میرے دوست اس بات پر ہنس رہے ہیں شاید انہوں نے اپنے چند ایک پیاروں ' اپنے حواریوں کے علاقوں میں کچھ کام کیے ہوں ۔ اگر یہ چند ایک کام انہوں نے کیے بھی ہوں تو وہ صرف ایک فیصد بنتا ہے ۔ اور اسی ایک فیصد پر یہ خوش ہوتے ہیں تو ان کی مرضی ہے ۔ یہ تو وقت ہی بتائے گا کہ آج ہنسنے والے کل قوم سے کیا صلواتیں سنتے ہیں ۔ اگر انہوں نے چند ایک جگہوں پر کوئی کام کیے ہیں اور ان کی بنیاد پر یہ خوش ہو رہے ہیں تو پھر بات وہیں آجاتی ہے کہ بقول احمد ندیم قاسمی کہ ۔

رات جل اٹھتی ہے جب شدتِ غم سے اے ندیم
لوگ اس وقفۂ ظلمت کو سحر کہتے ہیں

جناب والا ! میں عرض کرتا چلوں کہ کاشت کاروں کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ ان کو پانی کیسے مل رہا ہے ' ان کی تکالیف کو کیسے دور کیا جا رہا ہے؟ آپ کو یاد ہو گا کہ میں نے اسی ہاؤس کے فلور پر پچھلی دفعہ بھی عرض کیا تھا کہ کاشت کاروں کو ذبح کیا جا رہا ہے ۔ یہ سیاسی انتقامی کارروائی کا ایک نیا اصول وضع کر دیا گیا ہے کہ جہاں پر لوگوں نے حکومتی پارٹی کے مخالفین کے نمائندگان کو منتخب کیا وہاں کے غریب لوگوں کو ذبح کیا جا رہا ہے ' ان پر بے شمار مقدمات بنائے جا رہے ہیں ۔ یہ میرے پاس ایف آئی آر کی نقول ہیں آپ ان کو ملاحظہ فرما سکتے ہیں ۔ جناب والا ! علاقے میں پانی کی ایک بوند نہیں پہنچی لیکن وہاں پر پانچ سو آدمیوں کے خلاف مقدمات درج کروا دیے گئے ہیں ۔ میں پوچھتا ہوں کہ ان غریبوں کا کیا گناہ ہے ؟ ان کاشت کاروں کا کیا گناہ ہے ؟ اگر آپ نے ظلم ہی کرنا ہے ' اگر آپ نے اپوزیشن پر کند چھری چلانی ہی ہے ' اگر آپ نے سیاسی انتقامات لینے ہیں ' اگر آپ نے یہ سیاسی

کارروائیاں کرنی ہیں تو آؤ ہمارے اُوپر مقدمات بناؤ، ہمیں جیلوں میں بھیجو ہم اس کے لیے تیار ہیں لیکن ہم غریب کاشت کاروں کا تڑپنا اور سسکنا نہیں دیکھ سکتے۔ گناہ اگر ہو سکتا ہے تو ہمارا ہو سکتا ہے کہ ہم حکومت کی مخالفت میں یہاں اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے ہیں لیکن ان غریب کاشت کاروں کا کیا قصور ہے؟۔

چودھری محمد منیر اظہر، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، منیر اظہر صاحب پوائنٹ آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد منیر اظہر، جناب سپیکر! میرے فاضل دوست نے پانچ سو آدمیوں پر پرچے درج کرنے کا ذکر کیا ہے۔ یہ بہت سارے کاشت کاروں پر پرچے درج ہونا سابقہ قانون 1912ء میں ستم کی وجہ سے ہے۔ یہ وارہ شکنیاں اور پانی کی نہریں توڑنا تو ان بڑے بڑے زمینداروں کا کام ہے جن کے پاس چھ چھ، دس دس، بیس بیس مربع زمین ہوتی ہے۔ کبھی کوئی چھوٹا کاشت کار انہیں نہیں توڑتا لیکن اگر پرچے صرف ان چھوٹے کاشت کاروں پر درج ہوتے ہیں تو یہ اس قانونی ستم کی وجہ سے ہے۔ سردار صاحب اپنے علاقے سے معلوم کرلیں کہ ان کے علاقے میں وہ کون کون بڑے زمیندار ہیں جو وارہ شکنیاں کر رہے ہیں۔

سردار حسن اختر موکل، جناب سپیکر! میں اپنے فاضل دوست کا پھر ممنون ہوں کہ انہوں نے میری ہی بات کو دہرا دیا کہ یہ بڑے زمین دار وارہ شکنیاں کرتے ہیں، نہر کو توڑتے ہیں، water courses کو توڑتے ہیں۔ میں مطالبہ کرتا ہوں کہ ان زمینداروں کو قانون میں جو سزا ہے اس سے بھی زیادہ سزا دی جائے بلکہ یہ بھی کم ہے۔ لیکن مجھے یہ بتایا جائے کہ ان غریبوں کا کیا گناہ ہے؟ جو چار چار کنال کے مالک ہیں، جو ایک ایک ایکڑ کے مالک ہیں۔ انہیں کس لیے ذبح کیا جا رہا ہے؟ میں وزیر آبپاشی کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ میرے علاقے میں تشریف لائیں اور دیکھیں کہ جہاں پرچے درج کیے گئے ہیں وہاں پر ایک بھی water courses نہیں ٹوٹا ہوا۔ اگر وہاں پر ایک بھی water courses ٹوٹا ہوا نظر آ جائے تو ہم ہر سزا بھگتنے کے لیے تیار ہیں۔ جناب والا! اصل میں محکمہ اپنی کوتاہیاں چھپانے کے لیے یہ سب کچھ کرتا ہے اور جب وہ اپنی کوتاہیوں کو چھپاتے ہیں تو نزلہ غریب کاشت کاروں پر گرتا ہے۔ میں یہاں مطالبہ کرتا ہوں کہ آپ ایک کمیٹی بنا دیں جو اس محکمے کی کوتاہیوں کو دیکھے اور یہ بھی دیکھے کہ کتنی نہروں سے کتنے درخت صاف ہو چکے ہیں لیکن آج تک اس سلسلے میں ایک بھی پرچہ

وہاں پر درج نہیں ہوا ۔ حکومت کی کتنی زمینیں ، محکمہ آبپاشی کی کتنی زمینیں لوگ مفت کاشت کر رہے ہیں ؟ یا ان سے پیسے لے لیے جاتے ہیں لیکن حکومت کے خزانے میں جمع نہیں کروائے جاتے ۔ جناب والا ' یہ محکمے والے اپنی کوتاہیوں کو چھپانے کے لیے پرچے دیتے ہیں ۔ آئیں میں آپ کو دکھاؤں کہ وہاں پر کیا کیا ہوتا ہے ۔ غریب کاشت کاروں کے ساتھ کیا ہوتا ہے ۔ ان کے پاس powers کی انتہا ہے ۔ جناب والا ! میں یہاں پر ایک مثال دیتا ہوں بڑی خوب صورت مثال ہے کہ وہاں پر پٹواری جو ہوتے ہیں ان کا اگر کسی سے کوئی دکھ ہوتا ہے تو وہ کریانہ کے دکانداروں کو بھی آبیانہ ڈال دیتے ہیں ۔ ایک بڑی مشہور مثال ہے کہ ایک پٹواری بغیر ٹکٹ گاڑی میں سفر کر رہا تھا ۔ وہ قصور آ رہا تھا ۔ ٹکٹ چیکر / گارڈ نے اس سے ٹکٹ پوچھا ۔ اس نے کہا کہ میرے پاس ٹکٹ تو نہیں ہے۔۔۔ سنیے لغاری صاحب۔ یہ آپ کے سننے کی باتیں ہیں' یہ مذاق نہیں۔جب اس پٹواری نے کہا کہ میرے پاس ٹکٹ نہیں ہے تو چیکر نے کہا کہ اگر تمہارے پاس ٹکٹ نہیں ہے تو پھر ایک سو روپے جرمانہ ادا کرو ۔ اس پٹواری نے سو روپے تو دے دیے ۔ لیکن واپس آ کر اس نے اپنے کاغذات میں چیکر / گارڈ کے بارے میں لکھ دیا کہ اس کی فلاں جگہ زمین ہے اور اس کی طرف اتنا آبیانہ بنتا ہے ۔ تین چار مہینے تک یہ پٹواری اس کو دبا کر بیٹھا رہا ۔ اس کے بعد اس پٹواری نے محکمہ مال کے through اس چیکر / گارڈ کے وارنٹ گرفتاری جاری کروا دیے ۔ اور ایک دن جب ٹرین منڈی بہیرا سنگھ ریلوے اسٹیشن پر پہنچی تو وہاں پر پٹواری صاحب پولیس اور تحصیل والوں کو لے کر کھڑا تھا۔ جب گاڑی اسٹیشن پر پہنچی تو انہوں نے کہا کہ گارڈ صاحب نیچے آ جاؤ ۔ آپ کے وارنٹ گرفتاری ہیں۔ کیونکہ آپ نے آبیانہ ادا نہیں کیا ۔ اس گارڈ نے کہا جناب میں تو لاہور کا رہنے والا ہوں۔میرے پاس تو کوئی زمین ہی نہیں ہے پھر آبیانہ کس بات کا ؟ پٹواری نے کہا نہ ہو گی لیکن میرے کاغذات میں تو آ گئی ہے ۔ لہذا اسے گرفتار کر لیا گیا۔ تو جناب والا۔۔۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (سعید اکبر خان)، جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر، جی فرمائیے ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا ! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ بغیر ٹکٹ سفر کرنے والا آدمی قصور کا تھا' اس پر پرچہ دینے والا بھی قصور کا تھا' اور گرفتار کرنے والے بھی قصور کے تھے۔

سردار حسن اختر موکل ، جناب والا ! میں ریکارڈ کی درستگی کے لیے عرض کر دوں' شاید وزیر صاحب

نے میری بات نہیں سنی۔ بغیر ٹکٹ سفر کرنے والا ضلع اوکاڑہ کا تھا۔ میں نے منڈی ہیرا سنگھ کا ذکر کیا ہے۔ میں اپنے وزیر بھائی کی اپنے صوبے کے بارے میں لاعلمی پر افسوس کرتا ہوں کہ ان کو یہ بھی علم نہیں ہے کہ منڈی ہیرا سنگھ ضلع اوکاڑہ میں ہے۔ میں عرض کر رہا تھا کہ جس آدمی نے بغیر ٹکٹ سفر کیا وہ ضلع اوکاڑہ، منڈی ہیرا سنگھ کا رہنے والا تھا۔ جہاں پر پرچہ ہوا وہ بھی منڈی ہیرا سنگھ ہے البتہ جس پر پرچہ ہوا وہ لاہور کا رہنے والا تھا۔

جناب والا! یہ جو 3 ارب 65 کروڑ 39 لاکھ 16 ہزار 2 سو روپے کی گرانٹ مانگتے ہیں۔ کس لیے مانگتے ہیں؟ کیا انہیں یہ رقم عیاشیوں کے لیے فراہم کی جائے؟ یہ صوبہ عیاشیوں کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ ان کو دیکھنا چاہیے کہ غریب کاشت کاروں کے ساتھ کیا سلوک ہو رہا ہے۔ لیکن شاید ان محلات میں پیدا ہونے والوں کو جھگیوں میں رہنے والے لوگوں کا احساس نہیں ہے۔ یہ یہاں عیاشیوں کے لیے رقم مانگ رہے ہیں اور اُدھر عالم یہ ہے کہ،

ہم غریبوں کی بستی میں تو وقت بھی رُک رُک کر چلتا ہے
کبھی صبحیں نہیں ہوتیں، کبھی شامیں نہیں ہوتیں

جناب والا! میرے محترم بڑے بھائی جناب لغاری یہاں تشریف رکھتے ہیں میں ان کو دو بار عرض کر چکا ہوں اور یہاں پر بھی عرض کر چکا ہوں کہ خاص طور پر میرے ضلع میں سیاسی انتقامی کارروائیوں کا نشانہ بنانے کے لیے آج تک ایسا نہیں ہوا کہ اپنے ہی گاؤں میں ایک ایس ڈی او تعینات کر دیا جائے۔ یہ وہاں پر کس لیے کیا گیا؟ اس لیے کہ اس کا باپ اس کے بھائی اس کے بھتیجے حکم ران پارٹی کے office bearer ہیں اور اس کو اپنے ہی حلقے میں اپنے ہی گاؤں میں میرے حلقے میں تعینات کر دیا گیا۔ تاکہ وہ لوگوں کو سیاسی انتقامی کارروائیوں کا شکار کر سکے۔

جناب والا! میں یہاں پر کھڑے عرض کرتا چلوں اور میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ آپ بھی جانتے ہیں کہ میں نے ایک دو تحاریک استحقاق بھی دیں اور وہ کس حساب سے نہ آسکیں وہ آپ بہتر جانتے ہیں۔ ایکسئین کو خاص طور پر وہاں لگایا گیا جب اس کی پوسٹنگ ہوئی تھی میں نے اس وقت بھی بتایا تھا کہ اس کو یہاں پر نہ لگاؤ یہ سیاسی انتقامی کارروائیاں کرے گا۔ وہ ایکسئین آج بھی وہاں پر ہے وہ ایس ڈی او آج بھی وہاں پر ہے اور سیاسی انتقام اور غریب کاشت کاروں کو لوٹنے کی یہ سب سے بڑی دلیل ہے کہ ایک ہی water course پر رہنے والے تمام لوگوں پر پرچے ہو گئے صرف چار آدمیوں کو چھوڑ دیا گیا جو وہاں کا بڑا زمیندار ہے لیکن اس کی رشتہ داری وہاں کے پیپلز پارٹی کے ایم

این اے کے ساتھ ہے ۔ جناب والا ' اس سے بڑی سیاسی انتقامی کارروائی کیا ہو گی؟ غریب کاشت کار پر ظلم کیا ہو گا ؟ یہ کہتے ہیں کہ بڑے زمیندار توڑتے ہیں ۔ اگر وہ جاننا چاہیں تو میں ان کے پاس بیٹھ کر مثالیں دے سکتا ہوں۔ یہ ایف آئی آر میرے پاس ہیں ریکارڈ میرے پاس ہے۔ جناب والا ' گزارش یہ ہے کہ جہاں تک محکمے کا تعلق ہے یہ ایک بھل صفائی مہم چلی۔۔۔

وزیر محنت (ملک اقبال احمد خان لنگڑیال)۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! محترم دوست اپنے حلقے کی بات کر رہے ہیں لگتا یوں ہے کہ ان کا کچھ خاندانی معاملہ ہے ان کے بڑے بھائی تو ہمارے ساتھ منسٹر ہیں۔ تو کس طرح ممکن ہو سکتا ہے کہ ان کی موجودگی میں ان کے حلقے میں زیادتیاں ظلم اور نا انصافیاں ہوں ؟

سردار حسن اختر موکل، جناب والا ' ریکارڈ درست کرنے کے لیے میں عرض کر دوں کہ جن کا یہ ذکر کر رہے ہیں وہ میرے بڑے بھائی نہیں۔ وہ میرے رشتہ دار ہیں میرے بزرگ ہیں ۔ غالباً ان کی یہ عادت ہو چکی ہے کہ بزرگوں کا تقدس بھی ان کی نظر میں نہیں رہتا۔ وہ ان کے ساتھ ہیں نظریاتی اختلافات تو دو بھائیوں میں بھی ہو سکتے ہیں ۔

جناب سپیکر ، ٹھیک ہے' ٹھیک ہے۔

سردار حسن اختر موکل، یہ الگ بات ہے کہ یہ آج سننا نہیں چاہتے موصوف خود بھی بہت بڑے زمیندار ہیں' جیسے چودھری صاحب نے فرمایا کہ خوش قسمتی سے یہ زمین دار ہیں۔ لیکن بد قسمتی سے یہ ایک ایسے گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں کہ جن کے آباؤ اجداد تو ہمیشہ اچھائیوں کے لیے لڑتے رہے لیکن یہ ہمیشہ برائیوں کے لیے لڑتے ہیں

جناب سپیکر ، برائیوں کے خاتمے کے لیے۔۔۔

سردار حسن اختر موکل، جناب والا ! یہ آپ کہتے ہیں اور ان کو تھوڑا سا boost up کرنا ان کو بچانا آپ کا حق بنتا ہے ۔ جناب والا ! جہاں تک محکمے کی کرپشن کا تعلق ہے بہت افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ یہاں حالت یہ ہے اور شاید وزیر موصوف جانتے بھی ہوں گے اور ان کے علم میں بھی ہو گا کہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ افسر شاہی نے اپنے ہتھکنڈوں کو استعمال کرتے ہوئے ان تک یہ بات پہنچنے ہی نہ دی ہو۔ سنا ہے اور میرے بھائی کی ایک شہرت ہے کہ یہ سخت ہیں اور جب جس محکمے کے انچارج کی یہ شہرت نکل جائے تو اس وقت افسر شاہی اپنے ہتھکنڈوں کو استعمال کرتی ہے اور ان کے سامنے یہ

باتیں آنے بھی نہیں دیتی کہ کیا ہوتا ہے؟ جہاں تک افسر شاہی کا عالم ہے یہ ٹیکنو کریٹس ہوں یہ بیوروکریٹس ہوں یہ کچھ بھی ہوں۔ یہاں ہاؤس میں کیا ہوتا ہے عوام ان کو کن ناموں سے یاد کرتے ہیں۔ یہ تو ان تمام باتوں کو خارہ سمجھ کر اپنے منہ پہ لگا کر بڑے فخر سے پھرتے ہیں کہ نظر آ رہا ہے یا نہیں ---

جناب سپیکر، سردار صاحب اب آپ نہروں کی طرف آئیں۔

سردار حسن اختر موکل، جناب والا! میں نہروں کی طرف آ رہا ہوں۔ چونکہ اوپر بیوروکریٹس بیٹھے ہیں ٹیکنو کریٹس بیٹھے ہیں نہریں خود نہیں چلتیں۔ جناب والا' میں بات کر رہا تھا کہ ایک ایکسیئن جس پر کرپشن کا کیس ہے اور پچھلے کافی عرصہ سے انٹی کرپشن ڈیپارٹمنٹ میں کیس چل رہا ہے آج تک وہ گرفتار نہیں ہوئے آج تک ان کی کسی نے ضمانت نہیں کروائی ---

چودھری محمد منیر اظہر، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا' مجھے اجازت دیں کہ میں سردار صاحب کو نہروں کی طرف واپس لاؤں۔

جناب سپیکر، نہیں۔ میرا خیال ہے کہ وہ آ ہی گئے ہیں۔ آپ کی ضرورت نہیں پڑی۔ جی سردار صاحب!

سردار حسن اختر موکل، معلوم ہوتا ہے کہ شاید ان کا تعلق ان سے ہو اور یہ چاہتے ہیں کہ ان کا ذکر نہ ہو۔ جناب والا' میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جس نے پٹوار کے بوگس امتحان لے کر امیدواروں سے لاکھوں روپے وصول کر لیے اس پر آج تک کوئی چارج نہیں اس کی promotion کا کیس چل رہا ہے۔ جناب والا' ریسٹ ہاؤسز کی بات ہو رہی تھی چونیاں برانچ میں ایک ریسٹ ہاؤس ہے اس کی اینٹیں تک لوگوں کو بیچ دی گئیں اور محکمے کے کان پر جوں تک نہیں رینگی وہاں پر تمام درخت کاٹ کر بیچ دیے گئے اور محکمے کے کان پر جوں تک نہیں رینگی۔ پرچہ ہوا' بیچنے والے اوور سیئر ایس ڈی او اور ایکسیئن تھے لیکن قابو بیلدار آ گئے۔ جناب والا! کرپشن کا یہ حال ہے کہ نہروں کی کھدائی ریکارڈ میں آ جاتی ہے۔ کاغذوں میں آ جاتی ہے لیکن کھدائی نہیں ہوتی جس کی وجہ سے tail پر پانی نہیں پہنچتا۔ جناب والا! آپ نہروں کو چیک کر لیں ان کی پلیں اتنی خستہ حال ہو چکی ہیں کہ ان کے اوپر سے گزرنا موت کو دعوت دینا ہے لیکن یہ ان کی maintenance نہیں کرتے وہ پیسہ کہاں جاتا ہے۔ فرضی ادائیگیاں کی جاتی ہیں۔ جناب والا! دریائے ستلج کا رخ موڑنے کے لیے تین دفعہ منصوبہ بنا اور غالباً دو دفعہ بند باندھ بھی دیا گیا۔ جناب والا! وہ میرے پاس سے ہی گزرتا ہے میرے حلقے میں سے گزرتا ہے ہم نے بار بار

پوائنٹ آؤٹ کیا کہ یہ بند کہاں باندھا گیا ہے ہمیں بھی دکھا دیجیے؟ لیکن وہ بند آج تک ہمیں نظر نہیں آیا۔ وہ کہاں گیا؟ کس کی نذر ہوا؟ کچھ پتا نہیں۔ جناب والا! حالت یہ ہے کہ جتنی نہریں ہیں ان کے اوپر جتنے درخت ہیں۔ کچھ درخت محکمہ جنگلات کے کنٹرول میں چلے گئے اور کچھ ابھی تک محکمہ نہر کے کنٹرول میں ہیں تمام درخت کاٹ لیے گئے کروڑوں روپے کی لکڑی بیچ دی گئی لیکن کسی بھی جگہ نہ کوئی اس کا ریکارڈ ہے اور نہ ہی ان کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی ۔ جناب والا ' میں یہ عرض کرتا چلوں کہ ضلع قصور میں محکمہ نہر کی زمین ہے اس کو پچھلے بیس سال سے ایک شخص کاشت کر رہا ہے اور محکمہ نہر کی بار بار یقین دہانی کے باوجود نہ تو اس شخص سے روپیہ لے کر خزانے میں جمع کیا گیا اور نہ ہی اس سے زمین چھڑائی گئی۔ جناب والا ' کرپشن کی اس سے بڑی مثال اور کیا ہوسکتی ہے۔ میں یہاں پر پھر عرض کروں گا کہ یہ کیسز جو غریب کاشت کاروں پر بلا وجہ درج کیے گئے ہیں اور میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ آفیسرز یہ کہتے سنے گئے کہ ہمیں حکم ہے کہ ان کی ضمانتیں نہیں لی جانی چاہییں۔ میں آپ سے اور آپ کی وساطت سے وزیر آبپاشی سے گزارش کروں گا کہ خاص طور پر اس بات کی خود انکوائری کرائیں۔ اگر وہ کیسز جھوٹے ہیں تو واپس لیے جائیں۔ یہ ان غریبوں پر ایک احسان ہو گا۔ حق تو میں اس لیے نہیں کہتا کہ اگر ان کو ان کا حق دیا جاتا تو یہ بات نہ ہوتی۔ یہ حق تو دے نہیں سکے کم از کم ان پر ایک احسان کر دیں۔ جناب والا ! یہاں پر میں پھر عرض کرتا چلوں میری کل پرسوں بھی ان سے بات ہوئی تھی اور آج میں یہاں پر مطالبہ کرتا ہوں کہ اس ایکسئین اور ایس ڈی او کو اور خاص طور پر ایس ڈی او جو اس حلقے کا رہنے والا ہے فوری طور پر اس کا وہاں سے تبادلہ کیا جانا چاہیے۔ یا اتنی اخلاقی جرأت پیدا کر لیجیے کہ یہاں پر on the floor of the House یہ کہہ دیا جائے کہ ہم نے اس کو خاص مقصد کے تحت وہاں پر لگایا ہے ہم نے ایکسیئن نہر قصور کو وہاں پر خاص مقصد کے لیے لگایا ہے اور جب تک وہ سیاسی مقاصد حاصل نہیں کریں گے تب تک ہم اس کو وہاں سے ٹرانسفر نہیں کریں گے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ یا یہ اخلاقی جرأت پیدا کر کے کاشت کاروں کو انصاف مہیا کریں۔

جناب سپیکر، اب آپ آخر میں کیا کہنا چاہتے ہیں؟

سردار حسن اختر موکل، جی؟

جناب سپیکر ، آپ آخر میں کیا کہنا چاہتے ہیں؟

سردار حسن اختر موکل، جناب والا! میں آپ کی بات سمجھ گیا ہوں۔ میں آخر میں یہی کہتا ہوں کہ جناب ہم پر رحم کیجیے انصاف کا خون نہ کیجیے۔ اپنی پارٹی کے motto کو جو کہتی ہے کہ غریبوں' کاشت کاروں اور مظلوموں کی پارٹی ہے اس motto پر قائم رہیں۔ جناب میں عرض کرتا چلوں گا کہ یہ (تعزیرات پاکستان) کی جو حکومت ہے اگر مکمل طور پر انصاف نہیں دے سکتی۔ انصاف ہمارے دروازوں تک نہیں پہنچا سکتی تو بار بار ہمارے دروازوں پر پولیس کو بھیجنے کی زحمت نہ کرے۔ مہربانی شکریہ۔

جناب سپیکر، جناب سید عارف حسین شاہ

چودھری منیر ازہر، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میرے فاضل اپوزیشن والے بھائیوں نے غریب کاشت کار غریب کاشت کار کی بڑی رٹ لگائے رکھی .....

جناب سپیکر، آپ کو کوئی اعتراض ہے؟

چودھری منیر ازہر، جناب والا! مجھے اعتراض ہے۔ میں آپ کو عرض کرتا ہوں شاید یہ اس سے استفادہ حاصل کر سکیں۔ انہوں نے غریب کاشت کار کی بار بار بات کی مگر یہ نہیں بتایا کہ غریب کاشت کار کو ٹیوب ویل کے پانی سے 66 فیصد اراضی سیراب کرنا پڑتی ہے۔ اور وہ کاشت کار تیس چالیس اور پچاس روپے فی گھنٹہ پانی خرید کر آب پاشی کرتے ہیں۔ اور 33 فیصد رقبہ نہری پانی سے آب پاش کرتے ہیں۔ لیکن آبیانہ سو فیصد رقبہ کا ادا کرتا ہے۔ ان کو یہ واضح کرنا چاہیے تھا اور ان کو اس بات پر stress کرنا چاہیے کہ وہ 66 فیصد آبیانہ جو ہے وہ غریب کاشت کار سے نہ لیا جائے اور اسے معاف کیا جائے خواہ اس مطالبہ زر کو بڑھانا ہی کیوں نہ پڑے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! پرسوں آپ کے چیمبر میں یہ طے ہوا تھا کہ اس قسم کے پوائنٹ آف آرڈرز کی اجازت نہیں دی جائے گی اور یہ تقریر تھی یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں تھا۔ میں آپ سے التجا کروں گا کہ ایسے پوائنٹ آف آرڈر کی اجازت نہ دی جائے۔

جناب سپیکر، اصل میں مسئلہ زیر بحث معاملے سے تعلق رکھتا تھا۔ اس لیے میں نے اس کی اجازت دی۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! تقریر کیسے کر سکتے ہیں اور ہمارے مقرر پر یہ پابندی---

جناب سپیکر، نہیں اس سے لمبی لمبی بات ہو جاتی ہے کھوسہ صاحب' اس کے باوجود میں کوشش

کروں گا۔۔۔

سید تابش الوری: جناب والا! فاضل رکن بڑی معلومات رکھتے ہیں اور ہم ان سے مستفید ہونا چاہتے ہیں لیکن وہ اپنی تقریر فرمائیں پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے نہ ہوں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

چودھری شوکت داؤد: جناب والا! ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ ٹریژری بنچز سے صرف دو اراکین نے بار بار مداخلت کی دونوں ایک ہی تحصیل سے تعلق رکھتے ہیں حلقے ملحقہ ہیں' پتا نہیں انہوں نے کیا صلاح کی ہے۔ چلیں منیر صاحب کا تو میں مانتا ہوں کہ منسٹری اناؤنس ہونے والی ہے لیکن لنگڑیال صاحب کی مجھے سمجھ نہیں آرہی کیونکہ وہ تو وزیر بھی بن گئے ہیں اس کے باوجود اس قسم کے پوائنٹ آف آرڈر اٹھا کر ہمیں interrupt کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: اب یہ بھی غیر ضروری بات ہے۔ سید عارف حسین شاہ۔

جناب عثمان ابراہیم: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا آج جو کارڈ تقسیم ہوا ہے وزیر تعلیم جناب ریاض فتیانہ نے ہمیں لنچ پر بلایا ہے۔ کل بھی ہمیں ایک دعوت نامہ جناب وزیر خزانہ کی طرف سے ملا تھا اور آج شاید وہ عشائیہ دے رہے ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ چار پانچ دن سے بجٹ پر جو بے جا اسراف ہو رہا ہے ہم اس پر بحث کر رہے ہیں۔ اور بیوروکریسی کو بھی مورد الزام ٹھہرا رہے ہیں وزراء سے بھی کہہ رہے ہیں کہ وہ اسراف پر توجہ نہیں کرتے۔ جناب سپیکر! میرے علم میں یہ آیا ہے کہ کل جناب لنگڑیال' نے جو لنچ دیا تھا اس کا سارا بل محکمہ لیبر نے ادا کیا ہے۔ اگر آپ اس کی تصدیق چاہتے ہیں تو میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ ہاؤس کی ایک کمیٹی بنائی جائے جو پرل کانٹینینٹل میں جائے اور وہاں سے سارا ریکارڈ حاصل کیا جائے کہ اس کا بل لنگڑیال صاحب نے دیا ہے یا محکمہ لیبر نے ادا کیا ہے۔ جناب والا! میری آپ سے گزارش ہے کہ ان وزراء سے کہیں کہ اگر انہوں نے لنچ دینا ہے تو اپنی کوٹھیوں پر دیں اور دال روٹی جو بھی وہ استطاعت رکھتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: کوٹھیوں میں اتنی جگہ نہیں ہوتی۔ آپ تشریف رکھیں۔ وزیر محنت

وزیر محنت: جناب والا! میں اس بات کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ جو میں نے لنچ دیا تھا وہاں پر میرے ذاتی ملازم گئے تھے اور انہوں نے ہی منیجر سے رابطہ کیا تھا اور وہاں ہم نے خود payment کی ہے۔ یہ میں نے ان کی اطلاع کے لیے عرض کیا ہے۔

جناب عثمان ابراہیم، جناب سپیکر! اگر یہ کہیں تو میں ثبوت پیش کر سکتا ہوں ۔ جناب والا منیر صاحب ہیں مجھے ان کے عہدے کا پتا نہیں---

جناب سپیکر، جب آپ کے پاس ثبوت ہو تو آپ اس کے مطابق یہاں کوئی تحریک لے آئیے گا

جناب سید عارف حسین شاہ۔

سید عارف حسین شاہ بخاری، شکریہ جناب سپیکر! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، کبھی کبھی وہ بات کرتے ہیں آپ ان کو وہ بھی نہیں کرنے دے رہے ۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا فنانس منسٹر کی طرف سے بھی Pearl Continental پر جو Dinner دیا جا رہا ہے---

جناب سپیکر، نہیں میں اس پوائنٹ آف آرڈر کی اجازت نہیں دیتا۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! ہم گورنمنٹ سے یہ بات پوچھنے کا پورا پورا حق رکھتے ہیں کہ اس صوبے کی دولت اس طرح سے کیوں اڑائی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر، آپ کی خاطر کر رہے ہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! وہاں تو غریبوں کے لیے پینے کا پانی دستیاب نہیں ہے اور یہاں پر یہ کچھ سے اڑائے جا رہے ہیں ۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے یہ آؤٹ آف آرڈر ہے۔

(قطع کلامیاں)

سید عارف حسین شاہ بخاری، بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔

جناب والا! ہمارے پیارے صوبہ کی سرزمین کو اللہ تعالیٰ نے وافر آبی وسائل سے نوازا ہے اور پانچ دریاؤں کی مناسبت سے اس کا نام پنجاب ہے ۔ اور دنیا کا عظیم ترین نہری نظام اسی صوبے میں ہمیں انگریز سے ورثہ میں ملا ہے۔ مگر افسوس کہ ہم نہ تو اس کو وسعت دے سکے ہیں اور نہ ہی مزید اصلاح کے لیے ہمارے پاس کوئی پروگرام ہے اور نہ ہی بنجر زمین کو آباد کرنے کے لیے زیادہ غلہ اگانے کے لیے، اپنے کسان اور کاشت کار کی relief کے لیے ہم نے کوئی منصوبہ بندی کی ہے اس پر

مستزاد یہ کہ آج 3 ارب 65 کروڑ 39 لاکھ 16 ہزار 2 سو روپے کا مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ ہمیں ایسے اخراجات کے لیے جو سفید ہاتھی انہوں نے باندھ رکھے ہیں ان کے خرچے کے لیے ہمیں دیے جائیں۔ جناب والا محکمہ آبپاشی انتہائی اہم محکمہ ہے اگر اس کے تمام کل پرزے درست ہوتے، تو ہمیں اس رقم پر کوئی اعتراض نہ تھا لیکن یہاں تو صورت یہ ہے کہ پورا آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے۔ کوئی پہلو مجھے ایسا نظر نہیں آتا جس کو میں قابل تحسین قرار دوں۔ ہماری کارکردگی کی جناب والا! یہ صورت ہے کہ میں پورے وثوق سے یہ کہتا ہوں کہ شاید پنجاب بھر میں کوئی ایک راجباہ بھی ایسا نہیں ہے جس کی ٹیل پانی سے آشنا ہوں۔ میں دیہاتی علاقے کا رہنے والا، زمین دار ہوں، میرا حلقہ حافظ آباد ہے اور میں اپنے ضلع کے اکثر مقامات کی ٹیل پر بھی گیا ہوں لیکن ٹیل کے پانچ پانچ دس دس میل کے علاقوں میں پانی کا نام ونشان تک نہیں ہے اور یہی حال باقی پنجاب میں بھی ہو گا۔ ٹیل تک پانی کیوں نہیں پہنچتا؟ اس کی دو وجوہات ہیں۔ ایک فنی ہے اور دوسری انتظامی ہے۔ فنی وجہ تو محترم! یہ ہے کہ نہ مناسب دیکھ بھال ہے نہ بھل صفائی کا مناسب انتظام ہے اور ناقص کھالے ناقص نہریں۔ جب مقررہ معیار کا پانی ان میں چھوڑا جاتا ہے وہ پانی کو گزار نہیں سکتیں سنبھال نہیں سکتیں اور اکثر مقام پر کٹ لگ جاتے ہیں اور ہمارے جو ارباب حل وعقد ہیں وہ اس پر کوئی توجہ نہیں دیتے اور اس طرح ٹیل پانی سے محروم رہ جاتے ہیں۔ اور جہاں تک انتظامی وجہ کا تعلق ہے پانی کی چوری کا تدارک ہم نہیں کر رہے۔ بھل صفائی کے مسئلے پر میں ایک بات عرض کرنا بھول گیا کہ پچھلے دور میں، جناب غلام حیدر وائیں مرحوم کے دور میں ایک بھل صفائی کا پروگرام یہاں چل رہا تھا۔ وہ بہت اچھا پروگرام تھا اگر ہمارے ارباب اختیار اس کو جاری رکھتے۔ اچھی روایت کوئی بھی قائم کر جائے اس کا جاری رکھنا ہی ایک بہترین عمل ہے۔ ہمارے محترم وزیر آبپاشی تشریف فرما ہیں میں آپ کی وساطت سے ان سے یہ عرض کروں گا کہ جناب والا! مشنری جذبے کے ساتھ ترجیحی بنیادوں پر بھل صفائی کروا دیا کریں تاکہ ٹیل پر پانی پہنچ سکے۔ دوسری وجہ میں عرض کر رہا تھا، حضور والا کہ انتظامی وجہ ہے۔ یعنی ہم پانی کی چوری پر قابو نہیں پا سکے۔ پانی چوری کون کرتے ہیں؟ جن علاقوں میں پانی کی چوری ہوتی ہے وہاں کے گاؤں کا بچہ بچہ واقف ہے کہ کون پانی کا چور ہے؟ غریب آدمی پر مقدمے قائم ہو جاتے ہیں اور جو بااثر افراد محکمہ نہر کے نااہل افسروں کرپٹ افسروں کے ساتھ سازباز کر کے پانی چوری کرتے ہیں وہ بچ جاتے ہیں؟ کیوں بچ جاتے ہیں؟ کیونکہ ہمارے ہاں احتساب کا انتظام نہیں۔ ہمارے ہاں احتسابی روایات جڑ نہیں پکڑ سکیں۔ میں چاہتا ہوں کہ یہاں پر احتسابی روایات قائم ہوں خواہ وہ حکم ران ہوں خواہ وہ عوام ہوں خواہ وہ سیاست دان

ہوں کوئی بھی ہو ان کو احتسابی عمل سے گزرنا چاہیے اور آج میں سمجھتا ہوں کہ میری یہ بات دیوانے کی بڑ سے بڑھ کر کچھ حقیقت نہیں رکھتی کہ۔

منافقت کی زمین پہ رہ کے محبتوں کے میں خواب دیکھوں
عجیب خواہش یہ چاہ رہا ہوں کہ بیچ صحرا گلاب دیکھوں
جو محتسب ہیں زمانے بھر کے وہ خود لرزتے ہیں آئنوں سے
کوئی تو ان کا نقاب الٹے میں ان کا یوم حساب دیکھوں

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! محترم وزیر آبپاشی تشریف فرما ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے انہیں عرض کروں گا کہ حضور والا۔ ذرا اپنے محسنوں پہ توجہ فرمائیے 'دفتری امور کے علاوہ فیلڈ میں بھی نکلئے' جہاں آپ نہیں پہنچ سکتے وہاں مؤثر دیانت دار' لائق افسروں پر مشتمل ٹیمیں تشکیل دیں ا گر ایسا بھی نہیں ہوسکتا' تو پھر ضلع کے انتظامی افسروں سے فرمائیں کہ ہر ڈی سی اور ایس پی ٹیل پہ ماہانہ کھلی کچہری منعقد کریں۔ وہاں پر پانی چوروں سے بچہ بچہ واقف ہے' اور جو بھی اس ضمن میں آئے اس کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔ جناب والا! یہ اپنے ایس پی اور تمام چیف انجینئر لیول کے افسروں کو ذاتی طور پر تنبیہ فرمائیں دو چار بڑی مچھلیوں کو' کچھ گندے انڈوں کو اگر یہ کیفر کردار تک پہنچا دیں گے تو باقی ماندہ کے بھی چودہ طبق روشن ہو جائیں گے۔

جناب والا! 1960ء کے عشرے میں سکارپ شروع ہوئے تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری پنجاب کی زراعت میں سکارپ ایک اہم حصہ ہے۔ بنجر زمینیں آباد ہوئیں' سیم تھور کا خاتمہ ہوا' ہزاروں ٹیوب ویل نصب ہوئے لیکن افسوس اس منصوبے کو قائم رکھنے پر ہم توجہ نہ دے سکے اور آج سکارپ کے اکثر ٹیوب ویل ناکارہ ہوچکے ہیں اور جو باقی ہیں وہ بے مہری ایام کا شکوہ کر رہے ہیں۔ جناب والا! کروڑوں روپیہ ماہوار سکارپ کے ملازمین کی تنخواہوں' سکارپ کے افسران کے الٹوں تلٹوں پہ خرچ ہو رہا ہے لیکن اس کے اوپر چیک کا کوئی انتظام نہیں۔ میں اپنے فاضل وزیر آبپاشی سے عرض کروں گا کہ حضور ترجیحی بنیادوں پر سکارپ کے ٹیوب ویلوں کو چالو کروائیں۔ ان لوگوں کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس دلوائیں۔

حضور والا۔ چاہیے تو یہ تھا کہ جس طرح قدرت نے ہمیں اپنی رحمت سے وافر آبی وسائل سے زیر زمین میٹھے پانی سے نوازا ہے یہاں مزید ٹیوب ویل لگائے جاتے' زمیندار کو سب سڈی دی جاتی۔ اور

میرے دوست نے جو فرمایا ہے کہ 33 فیصد رقبے کو نہری پانی ملتا ہے اور باقی زمیندار اپنے وسائل سے کھیت کو سینچتا ہے ' لیکن آبیانہ وہ بھی کئی علاقوں میں دہرا آبیانہ ہے ' اس دہرے آبیانے کے عذاب سے اس کو گزرنا پڑتا ہے ۔ جناب والا! چاہیے تو یہ تھا کہ ہم اس کا تدارک اس صورت میں کرتے کہ جو زمیندار ذاتی ٹیوب ویل لگاتا ہم اس کو رعایت دیتے' اس کو سب سڈی دیتے ' حکومت ٹیوب ویل لگا کر پانی فراہم کرتی' لیکن افسوس کہ ہمیں انتخابی اور دیگر غیر نصابی معاملات سے فرصت ہی نہیں اور محکمہ ران اور ہمارے محکمہ آبپاشی کے فاضل وزیر کی طرف کوئی توجہ نہیں دے پا رہے۔ جناب والا! water management کو کوآپریٹو بنیادوں پر شروع کیا گیا تھا۔ ابتداء میں اس کی کارکردگی بہت اچھی تھی لیکن آج اس کی صلاحیتوں کو بھی زنگ لگ چکا ہے۔ جناب والا! فاضل وزیر موصوف اس طرف توجہ دیں اور water management کو کوآپریٹو بنیادوں پر مزید آگے بڑھایا جا سکے تاکہ کھیت تک نہری پانی پہنچ سکے۔

جناب سپیکر، آخر میں۔۔۔

سید عارف حسین بخاری: جی بالکل میں وائنڈ اپ کر رہا ہوں۔ تو جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ اصلاح اراضی کا ادارہ ایک سفید ہاتھی بن کر آبپاشی کے وسائل کو ہڑپ کر رہا ہے۔ کروڑوں روپے کی خطیر رقم اس پر خرچ ہوتی ہے لیکن اس کی out put صفر ہے۔ میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ ادارہ اصلاح اراضی نے کون سا ایسا تیر مارا ہے کہ جس کے لیے کروڑوں روپے مزید مختص کر دیے گئے ہیں۔ چاہئے تو یہ تھا کہ بنجر اراضی جس میں کسان کے حصہ داری کے تحت جنگلات اگانے کے لیے ' درخت لگانے کے لیے تقسیم کی جاتی کچھ حصہ حکومت کا رہتا کچھ کسان کا ہو جاتا۔ ایسے منصوبے بنائے جاتے لیکن ہماری اس طرف تو کوئی توجہ ہی نہیں ہے۔ جیسا کہ پچھلے دور میں سندھ میں کسانوں کو' ہاریوں کو یہ زمین دی گئی ہے ' اس کام کو مزید آگے بڑھایا جائے ۔ اور یہ زمین کسانوں ' مزدوروں ' ہاریوں میں تقسیم کی جائے اور حکومت کا بھی اس میں باقاعدہ حصہ ہو۔ ان کو باقاعدہ سب سڈی دی جائے' ان کو ٹریکٹر دیے جائیں' ٹیوب ویل کے لیے ان کی مدد کی جائے۔ پھر کام بنے گا۔ صرف ادارے قائم کر دینے سے کوئی بات نہیں بنتی ۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ میں نے آپ کا کافی وقت لے لیا ہے اور شاید میں اپنی کج بیانی سے اپنا کوئی مقصد آپ کے سامنے واضح نہیں کر سکا۔ ناکام کوشش تو کی ہے۔ میں اس پر آپ کا شکر گزار ہوں اور آخر میں' میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ہماری کارکردگی انتہائی

ناقص ہے اور اتنی بڑی رقم کا ان کو دیا جانا وسائل کا زیاں ہو گا۔ اس لیے میں اس کٹوتی کی تحریک کی حمایت کرتا ہوں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، وزیر آبپاشی کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

میاں معراج دین، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی پوائنٹ آف آرڈر۔

میاں معراج دین، جناب والا! میں آپ کی وساطت سے ' کیونکہ آج چیف منسٹر تشریف لے آئے ہیں' میں ان کی موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ کی وساطت سے ان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ خدارا لاہور کو کہا جاتا ہے کہ پاکستان کا دل ہے۔ لیکن لاہور کے ساتھ جو پس ماندہ آبادیاں ہیں ان میں میں یہ وثوق سے اور حلفاً کہہ رہا ہوں کہ خدا گواہ ہے آج چھ روز سے پانی نہیں آ رہا۔ ٹیوب ویل بند پڑے ہیں' جو اہلکار ہیں وہ ٹیوب ویل چلاتے ہیں' اگر ان سے پوچھا جاتا ہے کہ پانی نہیں آ رہا تو ٹیوب ویل کیوں چلاتے ہو؟ وہ کہتے ہیں کہ یہ ہماری ڈیوٹی ہے۔ میں ان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ خدا کے لیے یہ محرم کا مہینہ ہے نویں دسویں محرم سے پانی بالکل نہیں آ رہا۔ خدا کے لیے اس طرف توجہ فرمائیں آپ کی بڑی ذرہ نوازی ہوگی۔ خاص طور پر شمالی لاہور میں تو پانی ہے ہی نہیں' اور لوگ وضو کی بجائے تیمم کر کے نماز پڑھ رہے ہیں۔

جناب سپیکر، میاں صاحب! آپ کی بات واضح ہے۔ وزیر آبپاشی نے بھی سنا ہے ' وزیر اعلیٰ صاحب نے بھی سنا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ لاہور کے ایک منتخب نمائندے کے طور پہ میرا بھی فرض ہے آپ تسلی رکھیے کہ لاہور میں پینے کے پانی کی جو کمی ہے اس کا فوری طور پہ تدارک کیا جائے گا۔ میں بھی کوشش کرتا ہوں اور متعلقہ حضرات بھی کوشش کریں۔ جناب وزیر آبپاشی۔

سید تابش الوری، (کھڑے ہوئے)

جناب سپیکر، جی۔

سید تابش الوری، جناب والا! میں صرف دو تین منٹ میں اس کٹوتی پر اپنی بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، نہیں! آپ ہی نے وہ فہرست بنا کر بھیجی تھی اس میں آپ نے اپنا نام نہیں لکھا۔

سید تابش الوری، جناب والا! ہم نے کہا تھا کہ یہ پہلے بولیں گے۔ ان کو priority ہو گی۔

جناب سپیکر: نہیں جناب! یہ آپ کی اپنی بنی ہوئی فہرست ہے۔

سید تابش الوری: میں صرف تین منٹ میں اپنی بات کو ختم کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: چلئے ختم کر لیجیے۔

سید تابش الوری: جناب والا! وزیر آبپاشی نے اس ڈیمانڈ کے تحت 3 ارب 65 کروڑ 39 لاکھ روپے کی رقم اس ہاؤس میں منظوری کے لیے رکھی ہے۔ لیکن اس سال اس محکمے نے جس غفلت اور نا اہلی کا مظاہرہ کیا ہے اور پنجاب کو جس عظیم خسارے سے دوچار کیا ہے اس کے پیش نظر میرا مطالبہ تو یہ ہے کہ یہ رقم دینے کی بجائے اس محکمے پر 3 ارب 65 کروڑ روپے کا جرمانہ کیا جائے۔ کیوں کہ اس سال جب پنجاب کو دسمبر اور جنوری میں گندم کو پانی دینے کی ضرورت تھی اس وقت بھل صفائی کے نام پر آبپاشی کے محکمے نے پنجاب کے حق کا قیمتی پانی سمندر میں جانے دیا لیکن نہریں خشک رکھیں جس کے نتیجے میں جناب والا! آپ محسوس کر رہے ہوں گے کہ ہمیں پنجاب میں ہی گندم کی کمی کا سامنا ہے۔ اور اپنے ہدف سے 20 ہزار ٹن کم گندم اس سال پیدا ہو رہی ہے۔ جس کو ہمیں باہر سے درآمد کرنا پڑے گا۔ جناب والا! اسی نا اہلی اور غفلت کے نتیجے میں آپ نے ملاحظہ کیا کہ ہماری گندم کی فصل کے ساتھ ہماری کپاس کی فصل بھی متاثر ہوئی۔ اور اس کو بھی بروقت پانی میسر نہ آسکا۔ جب ہماری فصلوں کو پانی کی ضرورت تھی اس وقت وہ پانی سمندر میں ضائع ہو رہا تھا' اور ہمارا یہ محکمہ اپنے فرائض کو ادا کرنے میں ناکام رہا۔۔۔

پھر جناب والا' ہم نے تو یہ سنا ہے کہ وفاقی حکومت اس حکومت کو ختم کرنے کا اصولی فیصلہ کیے ہوئے ہے۔ یہ ہم سے 3 ارب 65 کروڑ مانگ رہے ہیں جب کہ وفاقی حکومت نے آئی ایم ایف کے کہنے سے جو اصولی فیصلہ کر لیا ہے کہ پنجاب کے نہری نظام کو ٹھیکے پر دے دیا جائے۔ آئی ایم ایف نے یہ کہا ہے کہ یہ پانی ضائع ہو رہا ہے اور نہایت کم قیمت پر لوگوں کو دیا جا رہا ہے۔ آئی ایم ایف کے قرضے اسی صورت پورے ہو سکتے ہیں جب پنجاب کے نہری نظام کو ٹھیکے پر دے دیا جائے۔ نہریں نیلام کر دی جائیں۔ اور ان کی جگہ ٹھیکے دار مقرر کر دیے جائیں' جو ہر نہر پر پانی بیچنے کا اہتمام کریں گے۔

چودھری شوکت داؤد: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا' اگرچہ وزیر اعلیٰ بھی موجود ہیں' لیکن کان پڑی آواز نہیں سنائی دے رہی۔ کچھ لوگ منسٹرز کی طرف ہیں۔ اس سے پہلے کبھی یہ نہیں دیکھا گیا کہ وزیر

اعلیٰ ہاؤس میں بیٹھے ہوں اور ہاؤس آرڈر میں نہ ہو۔ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر: I call the House to order. سید تابش الواری۔

سید تابش الوری، جناب والا! میں ایک نہایت اہم مسئلے کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں اور میں پنجاب کی حکومت سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا اس نے آئی ایم ایف کے مطالبے پر ــــ

جناب سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

وزیر اوقاف، جناب سپیکر، میں اک گل پچھنی چاہناں واں کہ کنک نوں پانی کدوں دتی دا اے تے کپاس نوں کدوں دتی دا اے؟ الوری صاحب ایہہ وی دس دین۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔

سید تابش الوری، میں عرض کر رہا تھا کہ دسمبر اور جنوری کے اس نازک مرحلے میں جب گندم کو پانی کی ضرورت تھی ہماری نہریں بھل صفائی کے نام پر بند رہیں۔ اور اب بھی جب کپاس کی بیجائی کا وقت تھا تو نہروں میں ان کی ضرورت کے مطابق پانی فراہم نہیں کیا گیا بلکہ جو ششماہی نہریں ہیں وہ چل ہی نہیں سکیں۔ شاہ نواز چیمہ صاحب بہت بڑے زمین دار ہوں گے۔ لیکن مجھے بھی اس سلسلے میں معلومات ہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! ابھی ہمارے محترم دوست وزیر اوقاف نے فرمایا' کہ الوری صاحب فصلوں کے بارے میں بتا دیں۔ آج میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ وزیر اوقاف تو وہ بن گئے ہیں' ان سے صرف پانچ کلمے سن لیں کہ انھیں آتے ہیں یا نہیں۔

MR SPEAKER: I rule it out of order. Yes, Syed Tabish Alwari..

سید تابش الوری، میں منتظر ہوں کہ آپ وزیر اوقاف کو پانچ کلمے سنانے کا آرڈر دینے والے ہیں یا میں اپنی تقریر جاری رکھوں۔

جناب سپیکر، ویسے کلمے چھ ہوتے ہیں۔ پتا نہیں چھٹے بے چارے نے کیا قصور کیا ہے؟

سید تابش الوری، چھٹا کلمہ آپ سے سنیں گے جناب۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ I have ruled it out of order.

میاں معراج دین، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر' میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے فرما دیا کہ

کھلے ہوتے ہیں۔ حقیقتاً بھے ہی ہوتے ہیں۔ لیکن اگر مشاورتی کونسل کے چیرمین کو کھلے نہیں آتے تو چیمہ صاحب کہاں سے سنائیں گے؟

جناب سپیکر، I rule it out of order. چلیے' سید تابش الوری صاحب بات مکمل ہو گئی۔ دو منٹ کی بجائے دس منٹ ہو گئے۔

سید تابش الوری، یہاں تو بات کرنے کو ترستی ہے زباں میری

میں نے تین منٹ مانگے تھے وہ بھی نہیں دیے جا رہے۔ آپ نے دیکھا ہے کہ چار دفعہ اس میں مداخلت ہوئی ہے۔

جناب سپیکر، نہیں۔ بات تو مکمل ہو گئی ہے۔

سید تابش الوری، میں یہ عرض کرنا چاہ رہا تھا' کہ یہ ایک نہایت اہم اور سنگین مسئلہ ہے کہ پنجاب کے نہری نظام کو تبدیل کرنے کے لیے آئی ایم ایف کی ہدایت پر ایک ٹھیکے داری نظام رائج کرنے کا فیصلہ کیا جا رہا ہے۔ ہم یہ سننا چاہتے ہیں کہ کیا ہماری صوبائی حکومت نے وفاقی حکومت کو اس سلسلے میں کسی رضا مندی کا اظہار کیا ہے؟ اگر ایسا ہوا تو میں خبردار کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب کا نہری نظام تباہ ہو کر رہ جائے گا۔ اور وہ پنجاب جو غذائی کفالت کے سلسلے میں پورے ملک میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ وہ یہ کردار ادا نہیں کر سکے گا اور کاشت کار ان نہری ٹھیکے داروں کے رحم و کرم پر اتنے مفلوج اور مظلوم بنا دیے جائیں گے کہ پنجاب میں زراعت کا مستقبل تباہ ہو کر رہ جائے گا۔ جناب والا! میں چاہتا ہوں کہ اگر اس محکمے کو اتنی بڑی گرانٹ دی جا رہی ہے تو اسے کوئی ایسے انقلابی اقدامات کرنے چاہییں جس کے نتیجے میں پنجاب کی زرعی معیشت میں کوئی انقلابی تبدیلیاں واقع ہو سکیں۔ ہمارے تھل اور چولستان کا تقریباً پچاس لاکھ ایکڑ رقبہ پانی کو ترس رہا ہے۔ اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کا فرض ہے کہ وہ ان علاقوں میں نئی نہروں کو جاری کر کے زرعی کفالت کے امکانات کو بہتر بنائے۔ اور فضول خرچیوں اور شاہ خرچیوں کو ختم کر کے' بدعنوانیوں کا خاتمہ کر کے مثبت اقدامات کرے۔ کیونکہ اب تک ہم دیکھ رہے ہیں کہ نہریں کھودی جاتی ہیں اور مٹی کے نام پر بہت سے' کروڑوں روپے ٹھیکے داروں اور افسروں کی جیبوں میں چلے جاتے ہیں اور نہریں پھر اسی طرح پیاسی پڑی ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ نئی نہریں چولستان اور تھل میں بنائی جائیں تاکہ ہزاروں ایکڑ جو بنجر زمین ہے' جو پیاسی زمین ہے وہ سیراب ہو سکے اور پنجاب زرعی اور غذائی اعتبار سے حقیقی طور پر خود کفالت حاصل کر سکے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جناب وزیر آب پاشی۔

رانا محمد اقبال، پوائنٹ آف آرڈر۔ میرا نام بھی اس میں شامل ہے؟

جناب سپیکر، اپوزیشن کی طرف سے جو نام آئے تھے۔ وہ سب ہو گئے ہیں۔

رانا محمد اقبال خان، جناب سپیکر! میں نے پتا کیا ہے۔ متفقہ طور پر جو نام دیے گئے ہیں' وہ اضافی نام ہیں۔ لیکن پہلے جن کے نام کٹ موشنز پر ہیں' وہ نام پہلے لیے جائیں گے۔

چودھری پرویز الٰہی، دو منٹ انہیں دے دیں۔

جناب سپیکر، رانا اقبال احمد خان۔ یہاں تو رانا اقبال احمد خان لکھا ہے۔

رانا محمد اقبال خان، سر' نام کی درستگی فرمالیں۔ رانا محمد اقبال خان میرا نام ہے۔

جناب سپیکر، بہت اچھے۔ رانا محمد اقبال خان۔

رانا محمد اقبال خان، جناب سپیکر! آبپاشی کے محکمے کو ڈیمانڈ نمبر 9 کے تحت 3 ارب 65 کروڑ 39 لاکھ 2 ہزار روپے دیے جا رہے ہیں جس کی کہ ہم مخالفت کر رہے ہیں۔ جناب سپیکر! دیکھنا تو یہ ہے کہ اس محکمے کی کارکردگی کس حد تک کاشت کار کے لیے بہتر ہے۔ جہاں تک پچھلے سال کا تعلق ہے' پچھلے سالوں کی بات میں نہیں کر رہا' صرف میں پچھلے سال کی بابت عرض کر رہا ہوں' پچھلے سالوں میں درست تھا' پچھلے سال سے نہری پانی میں بے تحاشا کمی واقع ہو چکی ہے۔ یہاں تک کہ تحصیل پتوکی' پھول نگر' چونیاں کے علاقوں کی حالت جا کر آپ دیکھ لیں۔ خدا کی قسم آپ کو رونا آئے گا۔ وہاں کی فصلات تباہ ہو چکی ہیں۔ اب جب کہ دھان کی کاشت شروع ہو چکی ہے۔ لیکن جو کاشت کار ٹیل پر ہیں ان تک پانی نہیں پہنچ پا رہا۔ اس سے پہلے حکومت کی طرف سے کچھ ٹیوب ویل راجباہ نیاز بیگ پر لگائے گئے تھے۔ ان ٹیوب ویلوں میں سے 80 فیصد ٹیوب ویل بند پڑے ہیں۔ تو کاشت کار کی بہتری اور پانی کی ترسیل کو بہتر بنانے کے لیے حکومت زمین داروں' کاشت کاروں کو ٹیوب ویلوں کے لیے سبسڈی کیوں نہیں دے رہی؟ چاہیے تو یہ کہ اس کمی کو پورا کرنے کے لیے کاشت کاروں کو ٹیوب ویل لگانے کے لیے سبسڈی دیں۔ جس سے ملک کی حالت بھی بہتر ہو' کاشت کار کی حالت بھی بہتر ہو۔ بے شک محکمہ نہر اور زراعت پر بھی اربوں روپے خرچ کر دیں۔ لیکن جناب سپیکر! پانی انسانی جسم کے لیے' فصلات کے لیے اور مویشیوں کے لیے بہت زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ جب پانی ہی نہیں ہو گا' تو بے شک

گندم کی قیمت چاہے یہ دوہزار روپے مقرر کر دیں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ جب کاشت ہی نہیں ہوگی تو پھر کاشت کار کو کیا فائدہ ہوگا؟

وزیر محنت و افرادی قوت(ملک اقبال احمد خاں لنگڑیال)، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میرے بھائی بہت اچھی تقریر کررہے ہیں ۔ لیکن ان کے علاقے میں پختہ نہریں بن چکی ہیں۔ اور بہت اعلیٰ قسم کا نہری نظام چل رہا ہے ۔ مجھے ان کے گھر میں جانے کا اتفاق ہوا ہے ۔ یہ پھول نگر کی بات کررہے ہیں یہ بہت اچھی آبادی ہے اور وہاں کی فصلات بھی بہت اچھی ہیں ۔ زمینیں بھی بڑی زرخیز ہیں ۔ پتا نہیں یہ کس جگہ کی بات کررہے ہیں۔ یا تو جناب والا! یہ پنجاب کے کسی اور حصے کی بات کریں ۔ اگر یہ اپنے پھول نگر کی بات کرتے ہیں تو وہ میرے خیال میں درست نہ ہوگی ۔

جناب سپیکر ، جی رانا صاحب ۔

رانا محمد اقبال خان، جناب والا! ان کی بات کو میں مکمل طور پر follow نہیں کرسکا کیونکہ تھوڑی سی مداخلت ادھر سے ہو گئی۔

جناب سپیکر ، وہ کہہ رہے ہیں کہ آپ کے اپنے علاقے میں تو نہریں بڑی اچھی ہیں ۔ پختہ ہو چکی ہیں۔ پھول نگر میں پانی ہی پانی ہے ۔

رانا محمد اقبال خان، جناب والا! پختہ نہریں تو ہوں گی ۔ اگر پانی نہیں ہوگا تو پختہ نہر کا کیا فائدہ؟ جب اس میں پانی ہی نہیں ہے تو اس پختہ نہر کا ہمیں کیا فائدہ؟ یہ پختہ نہر اپنی طرف لے جائیں اور پانی ہمیں دے دیں۔ میں ان سے یہ سودا کرتا ہوں ۔جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ کاشت کاروں کے ساتھ اور کیا ظلم ہورہا ہے ۔جہاں یہ ٹیوب ویلز راجباہ نیاز بیگ پر لگائے گئے تھے جو Grow More Food کے تحت ۔ اب وہ ٹیوب ویلز بند پڑے ہیں۔ لیکن کاشت کاروں کو اس کا آبیانہ اسی طرح ادا کرنا پڑ رہا ہے۔ جناب سپیکر! میں چاہتا ہوں کہ حکومت اس بات کا نوٹس لے۔ کہ جب کاشت کار اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا رہے تو ان پر ٹیکس کیوں لگایا جا رہا ہے؟ دوہرا ٹیکس ایک تو وہ محکمہ انہار کا ٹیکس دیتے ہیں دوسرا یہ ٹیوب ویلز کا ٹیکس ہے جبکہ اس سے کوئی رقبہ سیراب نہیں ہو رہا۔ باقی فلیٹ ریٹس کے بارے میں گزارش کروں گا۔ ہمارے وزیر اعلیٰ بھی یہاں تشریف فرما ہیں۔ لیکن کاشت کاروں کو فلیٹ ریٹس تو دینا پڑتے ہیں۔ لیکن بجلی کی سپلائی ان کو پوری نہیں دی جارہی۔ اس کے باوجود کہ ٹیوب ویل دو دو دن تک بند رہیں لیکن اس کو فلیٹ ریٹس کے مطابق وہ ادا کرنے پڑتے ہیں۔ اب اس کا

ریٹ 12 سو سے 4 ہزار روپے تک پہنچ چکا ہے۔ ان گزارشات کو مدنظر رکھتے ہوئے اور اس کٹوتی کی تحریک کو سامنے رکھتے ہوئے مہربانی فرمائیں اور اس کو منظور فرمائیں۔

جناب سپیکر، اب جناب وزیر آبپاشی تقریر فرمائیں گے۔

وزیر آبپاشی (سردار مقصود احمد خان لغاری)، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب والا! فاضل ممبران نے یہ مطالبہ کیا ہے کہ محکمہ انہار کے غیر ترقیاتی بجٹ 3 ارب 65 کروڑ 39 لاکھ 16 ہزار 2 سو روپے کی کل رقم کو کم کرکے ایک روپیہ کردیا جائے۔ کیونکہ محکمہ کی ناقص حکمت عملی خسارے کا باعث بنی۔ جس سے فصلوں کو نقصان پہنچا ہے۔ اور فی ایکڑ پیداوار میں کمی ہوئی ہے۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں اور اس تحریک کو بلاجواز سمجھتا ہوں۔ جناب والا! اس ضمن میں عرض ہے کہ محکمہ کے غیر ترقیاتی بجٹ، عملہ کی تنخواہوں کے علاوہ نہری نظام، حفاظتی پشتوں، ٹیوب ویلوں، ڈیمز، ور کشاپوں اور محکمہ کے دیگر تنصیبات کی مرمت اور دیکھ بھال کے لیے فنڈز مہیا کرتا ہے۔ پنجاب کا نہری نظام دنیا کا سب سے بڑا مربوط نہری نظام ہے۔ جس میں چودہ بڑے بیراج ہیڈ ورکس اور 23 ہزار 3 سو میل چھوٹی بڑی نہریں شامل ہیں۔ جن سے 50 سے 55 ملین ایکڑ فٹ دریائی پانی ایک طویل سفر کے بعد 60 ہزار موگوں کے ذریعے کاشت کاروں کو فراہم کیا جاتا ہے۔ جس سے سالانہ تقریباً 2 کروڑ 40 لاکھ ایکڑ اراضی کو پانی مہیا کیا جاتا ہے۔ محکمہ چار ہزار تین سو میل لمبے سیم نالوں اور پندرہ سو میل لمبے سیلاب سے بچاؤ کے لیے حفاظتی پشتوں کی مرمت اور دیکھ بھال بھی کرتا ہے۔ علاوہ ازیں محکمہ کو تقریباً ساڑھے نو ہزار ٹیوب ویلوں کی بجلی کے بل بھی ادا کرنے پڑتے ہیں۔ محکمہ کے بیشتر ٹیوب ویل اپنی میعاد پوری کرچکے ہیں۔ اس لیے ان کی مرمت پر زیادہ اخراجات برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ جناب والا! حفاظتی پشتوں اور آبادیوں کو دریا کے کٹاؤ سے بچانے کے لیے محکمہ کو سپرز تعمیر کروانا پڑتے ہیں۔

میاں عمران مسعود، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی پوائنٹ آف آرڈر۔

میاں عمران مسعود، جناب والا! میرے ذہن میں کچھ confusion ہے۔ مجھے تو یہ پتا ہے کہ جب بھی منسٹر آب پاشی کسی بات کا جواب دیں تو وہ پڑھ نہیں سکتے۔ مہربانی کرکے آپ میری یہ confusion دور کردیں۔ کیا پڑھنے کی اجازت ہے یا نہیں۔ خاص طور پر کٹ موشن کا جب جواب دینا ہوتا ہے۔

جناب سپیکر، دیکھیے آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ جہاں تک facts and figures کا تعلق ہے کوئی شخص بھی نوٹس کے بغیر بات نہیں کرسکتا۔ نوٹس consult کرنے کی اجازت ہے۔ آپ پریشان نہ ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔ وہ پڑھ نہیں رہے۔ آپ تسلی رکھیں۔ جی۔

وزیر آبپاشی، جناب والا! چودھری اقبال صاحب نے بڑی اچھی تجاویز دیں اور بڑی تعمیری باتیں کیں۔ انہوں نے مسلم لیگ گورنمنٹ کے water accord کا ذکر کیا۔ جناب والا! میں سارے ہاؤس کی خدمت میں یہ عرض کرتا ہوں کہ جو water accord انہوں نے کیا وہ سراسر پنجاب کے ساتھ زیادتی تھی۔ کالا باغ ڈیم کا اس water accord میں ذکر ہی نہیں جس کو انہوں نے بنیاد بنایا ہے۔ اب جناب! یہ ہوا کہ کالا باغ ڈیم بنا نہیں' اس water accord میں اسٹوریج کا ذکر ہے' دس ملین ایکڑ feet کا سٹوریج انہوں نے تصور کر لیا۔ اور اس سال سردیوں میں جو پانی کی کمی رہی ہے وہ صرف اس وجہ سے کہ پنجاب کا حصہ انہوں نے سندھ اور فرنٹیئر کو دے دیا۔ ایک ملین ایکڑ فٹ فرنٹیئر کو دیا گیا۔ اور یہ انہوں نے اس وقت فیصلہ کیا تھا کہ پنجاب کی جتنی نہریں ہیں ان کی لائننگ کی جائے گی' ان کو پکا کیا جائے اور اس کے پکا کرنے سے جو سیونگ ہوگی وہ ایک ایکڑ فٹ ہمیں ملے گی۔ جناب والا! نہ وہ لائننگ ہوئی' نہ وہ پکی ہوئی' اور نہ ہی وہ written agreement میں ہے وہ water accord میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب کو سراسر نقصان ہوا ہے۔ اور میں پاکستانی کی حیثیت سے ہاؤس کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ پنجاب نے 19 ملین ایکڑ فٹ پانی استعمال کیا۔ اور ہم نے 12 ملین ٹن گندم پیدا کی۔ جبکہ سندھ نے 15 ملین ایکڑ فٹ پانی استعمال کیا۔ اور صرف تین ملین ٹن گندم انہوں نے پیدا کی۔ جناب والا! پنجاب کا حصہ اور صوبوں کو دے کر انہوں نے پنجاب کے ساتھ سراسر زیادتی کی ہے۔ اور آج یہ باتیں کر رہے ہیں کہ جناب پنجاب کو پانی کی کمی تھی۔ پانی کی کمی صرف ان کی وجہ سے تھی اور اس water accord کی وجہ سے تھی۔ جناب تابش الوری نے غفلت اور نااہلی کا ذکر کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ غفلت اور نااہلی ان کی حکومت کی ہی تھی۔ جس کی وجہ سے آج ہم suffer کر رہے ہیں اور یہ پنجاب suffer کر رہا ہے۔ جناب والا! موکل صاحب نے کچھ شکایات کیں۔ میں ان کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ ہم نے کبھی کسی کے خلاف کوئی انتقامی کارروائی نہیں کی۔ اور ناجائز کیس رجسٹر نہیں ہوئے۔ لیکن اگر کوئی پانی کی چوری کرے گا تو یقیناً اس کے خلاف کیس رجسٹر ہوں گے۔ ہم چاہتے ہیں کہ جو لوگ ٹیل پر ہیں ان کو بھی پانی کا حق ملنا چاہیے۔ ان کی مہربانی ہے کہ انہوں نے مجھے دعوت

دی۔ میں انشاء اللہ ان کی خدمت میں اپنے ساتھیوں سمیت حاضر ہوں گا۔ اور جس ایکس ای این کا انہوں نے ذکر کیا ہے میں اس کے بارے میں تحقیق کروں گا۔ اور ان کو کسی قسم کی victimization کی شکایت ہم سے نہیں ہونی چاہئے۔ اور انشاء اللہ نہ ہوگی۔ میں ان چند معروضات کے ساتھ جناب والا! عرض کروں گا کہ یہ تحریک مسترد فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ:

"3 ارب 65 کروڑ 39 لاکھ 16 ہزار 2 سو روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر 9 ' آبپاشی و بحالی اراضی کو کم کرکے ایک روپیہ کر دیا جائے۔"

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ۔۔

ایک رقم جو 3 ارب 65 کروڑ 39لاکھ 16ہزار 2سو روپے سے متجاوز نہ ہو ' گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال 95-1994ء مختتمہ 30جون 1995ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد آبپاشی و بحالی اراضی برداشت کرنے پڑیں گے۔

(مطالبہ زر نمبر 9 منظور ہوا)

چودھری شوکت داؤد، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب سپیکر، اچھی بات چل رہی ہے ۔ جانے دیں۔

چودھری شوکت داؤد، جناب سپیکر ابڑی مزیدار بات ہے۔

جناب سپیکر، اچھا۔۔۔

چودھری شوکت داؤد، جناب سپیکر !آپ کا یہ جوش دیکھ کر مجھے ایسے محسوس ہوا جیسے ہم نیلام گھر میں بیٹھے ہیں۔ (قہقہے) (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 13 پیش کریں۔

وزیر خزانہ، جناب سپیکر ایں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر، جی ایک منٹ۔۔۔

بیرسٹر عثمان ابراہیم: پوائنٹ آف آرڈر ۔۔۔

جناب سپیکر: جی پوائنٹ آف آرڈر آ گیا۔

بیرسٹر عثمان ابراہیم: جناب سپیکر! کل جب آپ نے ہاؤس adjourn کیا تھا۔۔۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب سپیکر! کچھ میری قسمت خراب ہے یا کیا چکر ہے؟ جب میری speech آتی ہے تو موبل صاحب آ جاتے ہیں۔ آپ نہیں چاہتے کہ ہم آرام سے بیٹھیں۔

بیرسٹر عثمان ابراہیم: جناب سپیکر! مجھے پہلے جناب رامے floor دے گئے ہیں۔ میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہا ہوں کہ کل جب ہاؤس adjourn ہوا تھا تو اس وقت یہ فیصلہ ہوا تھا کہ تیسرے نمبر پر ایجوکیشن کو take up کیا جائے گا۔ تو ایجوکیشن کا مطالبہ زر نمبر 15 ہے، نمبر 13 نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ اس بارے میں بتائیں گے کیونکہ یہ آپ کا لکھا ہوا ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب سپیکر! کل اجلاس کے کچھ حصے میں، میں غیر حاضر تھا جب یہ بعد میں ایجوکیشن پر بھی تقریر کرنے کی درخواستیں کی گئیں۔ تو میں نے وزیر قانون سے درخواست کی تھی کہ پولیس کو پہلے لے لیا جائے، ایجوکیشن اس کے بعد لے لیا جائے۔ یہ درخواست میری طرف سے گئی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ تعلیم کو پہلے لینا چاہتے ہیں یا پولیس کو؟

اپوزیشن بنچز: پولیس کو

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب والا! پولیس پر لکھ کر دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہاں پولیس کو پہلے لکھ کر دیا ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: جی (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر پلیز۔ وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 13 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر 13

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ،

"ایک رقم جو 4 ارب 18 کروڑ 22لاکھ 94 ہزار 4سو روپے سے متجاوز نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال 1994-95ء مختتمہ 30 جون 1995ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد پولیس برداشت کرنے پڑیں گے"۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

"ایک رقم جو 4 ارب 18 کروڑ 22 لاکھ 94ہزار 4 سو روپے سے متجاوز نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال 1994-95ء مختتمہ 30 جون 1995ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد پولیس برداشت کرنے پڑیں گے"۔

اپوزیشن بنچز، Opposed

جناب ڈپٹی سپیکر، مطالبہ زر نمبر 13میں تخفیف کی دو تحاریک پیش کی گئی ہیں۔ ان میں سے پہلی تحریک مندرجہ ذیل اراکین کی طرف سے ہے۔

سید تابش الوری

سردار حسن اختر موکل

سید ظفر علی شاہ

جناب تاج محمد خانزادہ

چودھری محمد اقبال

چودھری محمد ریاض

چودھری شوکت داؤد

جناب ارشد عمران سہری

جناب شاہد ریاض ستی

رانا محمد اقبال خان

میاں عبدالحمید

بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں

جناب عبدالروف مغل

ملک محمد عباس خان کھوکھر

خواجہ محمد اسلام

راجہ جاوید اخلاص

چودھری محمد حنیف خان

جناب ایس اے حمید

جناب بادشاہ میر خان آفریدی

جناب انعام اللہ خان نیازی

میاں معراج دین

میاں عبدالستار

میاں فضل حق

جناب محمد بشارت راجہ

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری

خواجہ محمد منشاء اللہ بٹ

پروفیسر ڈاکٹر نور محمد غفاری

جناب عبیداللہ شیخ

صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم

سردار امجد حمید خان دستی

میاں عمران مسعود

حاجی مقصود احمد بٹ

ملک سلیم اقبال

تو اب انعام اللہ خان نیازی صاحب اپنی بحث کا آغاز کریں گے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، شکریہ جناب سپیکر! آپ میری تقریر ذرا توجہ سے سنیے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کو فکر کیوں ہو گئی ہے؟ میں تو ہمیشہ توجہ سے سنتا ہوں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! ڈیمانڈ نمبر 13 پولیس ڈیپارٹمنٹ پر ہم نے کٹوتی کی یہ تحریک پیش کی ہے کہ پولیس کے لیے وقف کیے گئے 4 ارب 18 کروڑ 22لاکھ 94ہزار 4سو روپے پر ہم اس ڈیمانڈ کی مخالفت میں اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہیں گے۔

جناب سپیکر! پولیس کے لیے پچھلے سال کے بجٹ میں 4 ارب 57 کروڑ 82لاکھ کے قریب پیسہ رکھا گیا تھا۔۔۔

وزیر صحت (رانا اکرام ربانی)، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! پہلے یہ کٹ موشن پیش کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہاں' آپ نے پہلے یہ پیش کرنی ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! میں تحریک پیش کر چکا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ پہلے کٹ موشن مود کریں۔

MR. INAMULLAH KHAN NIAZI: I move that the total of Rs.4,18,22,94,400/- on account of Demand No.13 Police, be reduced to Re.1/-

ایک آواز، اردو میں پیش کریں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب میں پہلے اسے اردو میں تقریباً پیش کر چکا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ۔

4 ارب 18 کروڑ 22 لاکھ 94 ہزار 4 سو روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر 13 پولیس کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔

MINISTER FOR LAW: I oppose it.

جناب ڈپٹی سپیکر، اب اس پر جناب انعام اللہ خان نیازی بحث کا آغاز فرمائیں گے۔ اب آپ اپنی تقریر کیجیے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، شکریہ جناب سپیکر! آج خوش قسمتی سے وہ لوگ ایوان میں موجود ہیں جن کو یہ باتیں چاہے کڑوی ہوں' جس طریقے کی ہوں' سننا چاہئیں کیونکہ یہی صاحب اقتدار لوگ اپنے

محکموں کے اعمال کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔

جناب والا! میرا دل بڑا چاہتا تھا کہ میں اس بات کا جواب وزیر اعلیٰ سے لوں۔ کیا ان مجرموں کی لسٹ میں میانوالی ضلع شامل نہیں؟ کیا ان مجرموں کی لسٹ میں میانوالی کے ایس پی کو جرأت نہیں دی گئی۔ لیکن جناب والا! جہاں پر ایک وفاقی وزیر جو اسلام آباد سے چلتا ہے اور اپنے علاقے میں گندگی پھیلانا شروع کر دیتا ہے۔ اس کے سامنے ایس پی کی اوقات کا آپ اچھی طرح اندازہ لگا سکتے ہیں۔ یہاں پر پولیس کی کارکردگی کی بات ہو رہی ہے۔ آپ کی رولنگ بجا ہے، آپ کی رولنگ بہت اچھی ہے۔ میں صرف ایک بات کی طرف ایوان اقتدار کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

مٹ جائے گی مخلوق تو انصاف کرو گے
منصف ہو تو حشر اٹھا کیوں نہیں دیتے

جناب والا! میں ان میں وہ تھوڑی سی چیز پیدا کرنے کی کوشش کر رہا ہوں جو ان میں مردہ ہو چکی ہے۔ جو غریبوں کی گردنیں کٹ رہی ہیں، جو غریبوں پر ظلم ہو رہے ہیں۔ جناب والا! آپ مجھے چیمبر میں اجازت دیں اور وزیر اعلیٰ مجھ سے بات کریں۔ میں ایف آئی آرز کی وہ مثالیں دے دوں۔ جناب والا! اتنی مضحکہ خیز ایف آئی آرز۔ بھکر میں چالیس بالے چوری ہوئے اور 37 آدمیوں پر پرچہ ہو گیا۔ ماشاء اللہ، ان لوگوں نے بڑا ہی ظرف پایا ہے۔ اور بالے چوری کرنے والوں میں دو بھائی شامل ہیں جن پر ایک ہی دن دو تھانوں میں عورتیں اغوا کرنے کا علیحدہ علیحدہ پرچہ درج ہو گیا۔ ایف آئی آرز موجود ہیں۔ بھکر میں دو قتل ہوتے ہیں، دونوں طرف پرچہ درج ہوتا ہے۔ دوسرے دن ایک پرچہ خارج ہو جاتا ہے کیونکہ یہ ہمارے ووٹر نہیں ہیں۔ جناب والا! ماشاء اللہ ان کی کارکردگیوں کی لسٹ --- جناب وزیر اعلیٰ کے لیے یہ کڑوی کسیلی باتیں خالی سننے کے لیے نہیں ہیں، ان پر عمل کریں۔ آج جو وزیر اعلیٰ کے حالات ہیں خدا کی قسم یہ ان غریبوں کی بددعائیں ہیں جو ان کے ان حالات سے تنگ آ کر دے رہے ہیں۔ بھکر جائیں۔ وہاں پہ لوگ جھولیاں اٹھا کر یہ دعا مانگتے ہیں اللہ ان کو غرق کر۔ (ڈیسک بجائے گئے)

لالہ مہر لال بھیل، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔ میں 1990ء-1991ء اور 1992ء کی مثال دیتا ہوں سابقہ حکومت میں ہمارے بہاولپور ڈویژن میں آٹھ دس ڈکیتیاں ہوئیں۔ سابق حکومت نے پولیس کو یہ ہدایات دے رکھی تھیں کہ کوئی پرچہ درج نہیں کرنا۔ میں سابق حکومت کی مثال دوں کہ پرچے درج ہوتے ہی نہیں تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بیٹھیں، یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔

جناب انعام اللہ خاں نیازی، یہ وہی للہ صاحب ہیں کہ جو پرسوں انصاف کی بھیک مانگ رہے تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نیازی صاحب! میں نے ان کا پوائنٹ آف آرڈر رول آؤٹ کر دیا ہے۔ جناب افضل سندھو پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

وزیر اعلیٰ، جناب سپیکر! میں point of personal explanation پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ جناب سپیکر! میرے فاضل دوست جناب نیازی نے جوش خطابت میں موجودہ حکومت کی پولیس کے حوالے سے کارکردگی کو ہدف تنقید بنایا ہے۔ میں آپ کے توسط سے ان کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اگر پولیس کی طرف سے بھکر میں یا میانوالی میں ان کے ساتھیوں کے ساتھ کسی قسم کی بے انصافی یا زیادتی ہوئی ہے تو میں اس پہ محکمانہ انکوائری کروانے کے لیے بھی تیار ہوں اور جوڈیشل انکوائری کروانے کے لیے بھی تیار ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اور اس کے علاوہ جناب سپیکر! میں اپنے محترم دوست کی خدمت میں آپ کے توسط سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج جو یہ ارشاد فرما رہے ہیں اور جو ایف آئی آر کی نقول اور پرچے کی کھڑی انہوں نے ایوان میں دکھائی ہے انہوں نے اس سے پہلے کبھی میرے ساتھ ذکر نہیں کیا۔ حالانکہ یہ مجھے ملتے رہتے ہیں۔ اگر کوئی ایسی بات میرے فاضل دوست محسوس کرتے ہیں تو اگر اس سے پہلے یہ میرے ساتھ ذکر کر دیتے تو میں اس کا ازالہ کر دیتا اور اب بھی جب یہ فرمائیں میری طرف سے ان کے معاملات میں محکمانہ انکوائری یا جوڈیشل انکوائری کروانے کے لیے جب بھی مجھ سے رابطہ کریں میں حاضر ہوں۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب انعام اللہ خاں نیازی، جناب والا! میں ان پر ڈائریکٹ الزام لگا رہا ہوں، وزیر اعلیٰ نے جواب دے دیا ہے اور مجھے وزیر اعلیٰ کی بات کا جواب دینے دیا جائے۔ ان کا فلور لینے کا کوئی حق نہیں بنتا۔ میری تقریر میں اگر یہ مداخلت کریں گے تو میں بھی کسی رولز ریگولیشن کی پرواہ نہیں کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جب آپ ایسے کرتے ہیں تو فوٹو گرافر آپ کا فوٹو لے لیتے ہیں۔ جو اچھی نہیں لگتی۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ میں جناب والا! کی وساطت سے اس بحث اجلاس میں کم از کم ایک درجن مرتبہ دونوں اطراف سے سنیئر ساتھی اکٹھے ہوئے اور دونوں طرف

سے ساتھیوں کو ایسی زبان استعمال کرنے کے لیے آپس میں ہر بار شرمندہ ہونا پڑا۔ جب بھی ہم نے جناب سپیکر کے کمرے میں میٹنگ کی۔ مجھے اس بات کا افسوس ہے۔ لیڈر آف اپوزیشن موجود ہیں، جناب کھوسہ یہاں پر موجود ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب انعام اللہ خان نیازی پہلے افضل سندھو صاحب کو بات کر لینے دیں۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی، ہم نے ہر دفعہ میٹنگ کی، ہم نے ہر دفعہ ایسے ساتھیوں کے لیے اندر کمروں میں بیٹھ کر معذرت کی ہے۔ میں تمام ممبران، اپنے دوستوں، اپوزیشن کے دوستوں اور خاص طور پر اس وقت ہمارے جو دوست نیازی صاحب بات کر رہے ہیں ان سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ ایسی زبان استعمال نہ کریں۔ جناب نیازی ہر اس موضوع پر بھی بات کرتے ہیں جو کہ یہاں پر نہیں کرنی چاہیے۔ وہ وفاقی وزیر کے بارے میں بھی بات کرتے ہیں جو کہ اس ہاؤس کے ممبر نہیں، اس ہاؤس میں موجود نہیں ہیں کہ اپنے آپ کو defend کر سکے۔ ڈپٹی لیڈر اپوزیشن جو کہ اس وقت قائم مقام اپوزیشن لیڈر کے رول میں بیٹھے ہوئے ہیں کو چاہیے کہ وہ اس بات کا نوٹس لیں تاکہ آنے والے وقت میں ہم اس ہاؤس کو ایسے طریقے سے چلا سکیں جو جمہوری روایت کے مطابق ہو اور جو امن و آشتی کی طرف لے کر جائے۔ بڑی مہربانی۔ میری آپ سے آخری التماس یہ ہے کہ اگر یہاں پر ایسی زبان استعمال کی جاتی ہے تو آپ اس کا نوٹس لیں اور ایسے ممبر کے لیے آپ definitely time out کریں اور اسے آئندہ کے لیے بولنے کی اجازت نہ دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب کھوسہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! میں وزیر موصوف کے احساسات و جذبات کی قدر کرتا ہوں۔ اور میں یہ بھی تسلیم کرتا ہوں کہ دونوں اطراف کے سینئر پارٹی ممبران سپیکر چیمبر میں ملتے رہے ہیں اور ہاؤس کو بہتر انداز میں چلانے کے لیے گفتگو کرتے رہے ہیں۔ لیکن آج جس طرح وزیر موصوف حوالہ دے رہے ہیں، جس سپیکر کا ذکر کر رہے ہیں۔ اس بارے میں عرض یہ ہے کہ ہمارے اپوزیشن کے ساتھی وزیر صاحب کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔ وزیر موصوف نے نیازی صاحب کو درمیان میں interrupt کرنے کی کوشش کی اور انہوں نے گالی کا لفظ استعمال کیا جس سے ہمارے فاضل

رکن جناب نیازی جو کہ تقریر کر رہے تھے وہ جذبات میں آگئے ۔ جناب والا! اب پھر یہ بات کی جائے گی کہ یہ ہاؤس کے ریکارڈ میں نہیں کیونکہ ان کا mike on نہیں تھا' آپ نے ان کو فلور نہیں دیا ہوا تھا۔ لیکن ہمارے اپوزیشن کے دوستوں نے سنا ہے اور ہمارے فاضل رکن نے بھی وہ گالی کا لفظ سنا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، آرڈر پلیز ۔ آرڈر پلیز ۔ No cross talks ۔ جی کھوسہ صاحب آپ فرمائیں ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! ہماری قطعاً یہ خواہش نہیں کہ بحث یا تقاریر میں ذاتی باتیں کی جائیں یا اس قسم کا ماحول پیدا کیا جائے کہ جس سے پھر کشیدگی پیدا ہو لیکن جناب والا! تالی کبھی ایک ہاتھ سے نہیں بجتی۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہاؤس کو بہتر انداز میں چلایا جائے۔ حکومتی بنچز کی طرف سے آج صبح ایک ایسا مظاہرہ کیا گیا کہ سینئر وزیر کو اٹھ کر واقعے کے بارے میں معذرت کرنا پڑی جبکہ جس رکن پر یہ الزام لگایا گیا تھا وہ پیچھے سے چلا چلا کر کہہ رہا تھا کہ میں معافی نہیں مانگتا۔ کیا یہ ماحول کو سنبھالنے اور سدھارنے کے حالات ہیں یا بگاڑنے کے؟ ہم پر یہ ذمہ داری عائد نہیں ہوتی یہ ذمہ داری حکومتی بنچز پر عائد ہوتی ہے۔ جناب والا! اب آپ خود اس پر انصاف کیجیے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ کھوسہ صاحب ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (سعید اکبر خان)، جناب سپیکر! میں نقطہ ذاتی وضاحت پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سعید اکبر خان صاحب نقطہ ذاتی وضاحت پر بات کرنا چاہتے ہیں ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب سپیکر! جو کچھ میرے بھائی جناب کھوسہ نے ابھی فرمایا ہے میں اس بارے میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ میں کسی معزز رکن یا آدمی کو گالی دینا تو کیا اس بات کا بھی نہیں سوچ سکتا کہ میں اس کا نام غلط طریقے سے لوں۔ اس کے علاوہ دوسری بات جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ابھی وزیر اعلیٰ صاحب نے فرمایا ہے کہ میں بھکر میں انکوائری کروانے کے لیے تیار ہوں ۔ میں اس کو welcome کرتا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ یہ انکوائری ہو۔ اور میں بھی 1990ء سے لے کر 1993ء تک ریکارڈ پیش کروں گا کہ وہاں پر کیا کیا ظلم ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ جناب والا! میرے بھائی انعام اللہ خان نیازی نے ایک پرچے کا ذکر کیا ہے میں نے اس بارے میں اسی ہاؤس میں کھڑے ہو کر پہلے بھی چیلنج کیا تھا اور آج پھر کرتا ہوں کہ اگر یہ پرچہ غلط ثابت ہو جائے

تو میں وزارت اور اس اسمبلی کی رکنیت سے استعفیٰ دے دوں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اس کے بعد جناب والا!۔۔۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! کیا یہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں یہ نقطہ ذاتی وضاحت پر بات کر رہے ہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، یہ کیوں وضاحت کر رہے ہیں؟ کس چیز کی وضاحت کر رہے ہیں؟ یہ نقطہ ذاتی وضاحت کا کون سا وقت ہے؟ میں نے ایک بات کی اور وزیر اعلیٰ نے اس کا جواب دیا۔ اب مجھے بات کرنے دیں۔ یہ درمیان میں انہوں نے کیوں تقریر کرنی شروع کر دی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، ان کا ذکر آیا ہے اس لیے وہ اپنی وضاحت دے رہے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں ان کو بات کر لینے دیں۔ جی جناب سعید اکبر۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ انعام اللہ خان نیازی نے اس پرچے کے بارے میں آئی جی سے کہہ کر ایک نہایت ہی دیانت دار ایس پی پر انکوائری لگوائی۔ اور میں اس ہاؤس میں ہر قسم کا حلف دینے کے لیے تیار ہوں کہ جب تک وہ انکوائری ہوتی رہی میں نے اس افسر سے بات نہیں کی۔ یہ ایک دیانت دار افسر ہے۔ اس کے بارے میں پورے پنجاب میں مشہور ہے کہ ضلع خوشاب کا ایس پی نہایت ہی دیانت دار ہے۔ تو اس دیانت دار افسر نے بھی یہ چالان کیا اور ان کو مجرم قرار دیا۔ تو میں جناب والا! آخری بات یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں وزیراعلیٰ کی انکوائری خواہ وہ judicial ہو یا کوئی دوسری اسے welcome کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ یہ انکوائری ضرور ہو۔۔۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! میں بتاتا ہوں کہ اس ایس پی نے کیا کہا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سعید اکبر صاحب شکریہ۔ اب آپ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں) آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ جناب نیازی، جناب سعید اکبر آپ تشریف رکھیں۔ میں ایک منٹ کے لیے بات کرتا ہوں۔ جناب نیازی براہ کرم بیٹھیں کیونکہ مجھے بھی بات کرنے کا حق ہے۔ لہٰذا مجھے بات کرنے دیں۔ دونوں طرف کے جذبات کو میں قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ اور حقیقت میں سپیکر چیمبر میں ہمارا یہی فیصلہ ہوا تھا کہ ہم نے جمہوریت کی خاطر پنجاب اسمبلی کو چلانا ہے اور اس طرح کی زبان استعمال نہیں کرنی۔ جناب کھوسہ کی بات بھی بالکل ٹھیک ہے کہ تالی دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے ایک ہاتھ سے نہیں۔ یہاں دونوں اطراف سے ایسی باتیں ہوئی ہیں۔ جناب افضل سندھو کی بات بھی درست ہے کہ ایسا لب ولہجہ

اور ایسے الفاظ ہمیں استعمال نہیں کرنے چاہئیں کہ جن سے ماحول خراب ہو۔ لیکن یہ اس وقت ممکن ہے جب دونوں اطراف کے معزز ممبران اس پر عمل پیرا ہوں ۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ دونوں طرف کے لیڈر صاحبان ' سیاسی رہنما اس پر قابو پائیں گے۔ شکریہ مہربانی۔ دوسرا میں یہ بتا دوں کہ ہم نے ایک بجے guillotine استعمال کرنا تھا ۔ چونکہ جناب نیازی نے تقریر شروع کر دی تھی تو میں نے مناسب سمجھا کہ ان کی تقریر کے بعد اب guillotine استعمال کریں گے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر ! آپ کا ارشاد بجا ہے میں احتیاط برتوں گا لیکن ----

سید تابش الوری، جناب والا ! دو بجے تک وقت بڑھا دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں جناب نیازی کی تقریر کے بعد دیکھیں گے۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری پرویز الٰہی پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں ۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب سپیکر ! سپیکر چیمبر میں یہ طے ہوا تھا کہ بجٹ اجلاس کو ہر روز ایک گھنٹہ بڑھا دیا جائے گا۔ اس حوالے سے بھی وقت بڑھایا جانا چاہیے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس بارے میں وزیر قانون کی کیا رائے ہے چودھری پرویز الٰہی کہتے ہیں کہ اجلاس کا وقت دو بجے تک بڑھایا جائے یعنی guillotine دو بجے استعمال کریں۔

وزیر قانون، آپ جناب نیازی کی تقریر کروالیں اس دوران ہم طے کر لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔ جی جناب انعام اللہ خان نیازی۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر ! آپ نے اور جناب سندھو نے بجا فرمایا ہے میں احتیاط کروں گا کہ کوئی ایسی بات نہ ہو جس سے کسی کی دل آزاری ہو لیکن اگر facts and figures بتانے میں کسی کی دل آزاری ہوتی ہے تو پھر میں کیا کرسکتا ہوں ۔ سب سے پہلے تو میں ہاؤس میں بیٹھے وزیر اعلیٰ کی بات کو بڑے خوب صورت انداز میں welcome کرتا ہوں کہ جناب نے ایک انکوائری قائم کرنے کے لیے فرمایا ۔ جناب والا ! انکوائری منظور ہے لیکن کسی ایس پی کی نہیں بلکہ ہائی کورٹ کے جج کی انکوائری اگر وزیر اعلیٰ appoint کر سکتے ہیں تو میں اسے welcome کرتا ہوں ۔ آج ایک اور خوش قسمتی ہے کہ آئی جی بھی یہاں پر تشریف فرما ہیں۔ آئی جی گواہ بیٹھے ہیں کہ جب میرے بھائی پر

اونٹ کی چوری کا مقدمہ درج کیا گیا تو میں آئی جی کے پاس گیا۔ آئی جی نے بڑے خوب صورت انداز میں مجھ سے میری مرضی پوچھی۔ ماشاء اللہ آئی جی صاحب ویسے ہی بڑے good looking ہیں' سمارٹ ہیں' اچھے ہیں' graceful ہیں۔ ویسے ہی دل کرتا ہے کہ آدمی ان سے باتیں کرتا رہے۔ ان کی باتوں کو سننے کو ہمارا دل تو کرتا ہے لیکن شاید ہماری باتیں سننے کو ان کا دل نہ کرتا ہو۔ بہر حال میں نے آئی جی سے کہا جناب میری مرضی نہیں بلکہ آپ اپنی مرضی سے کوئی آدمی appoint کریں۔ آئی جی نے کہا کہ میرے پاس ایک ایماندار افسر خوشاب کا ایس پی ہے۔ میں نے ابھی تک اس کی شکل نہیں دیکھی سنا ہے کہ داڑھی والا ہے۔ جناب والا! بڑے خوب صورت انداز میں انکوائری چل رہی تھی۔ ایس پی صاحب نے خود اکیلے جا کر مسجد میں بیٹھ کر لوگوں سے' نمازیوں سے پوچھا۔ اور بعد میں انھوں نے ٹیلی فون پر مجھ سے رابطہ کیا اور ہنس پڑا' کہنے لگا کہ یہ کیس تو مجھے مذاق لگتا ہے۔ کیس نہیں لگتا۔ لیکن ہفتے بعد ایس پی نے کہا کہ خدا کے لیے میں مجبور ہوں میں اپنی findings نہیں دے سکتا۔ میں وہ گواہ وزیر اعلیٰ اور آپ کے چیمبر میں پیش کر سکتا ہوں جن کو ایس پی نے یہ بات کہی۔ جناب والا! یہ تھی وہ انکوائری۔ آج آپ پھر انکوائری کی بات کر رہے ہیں میں ایسی انکوائری کو چوتی کی نوک پر لکھتا ہوں لیکن اگر وزیر اعلیٰ اس بات کی مجھے guarantee دیں کہ ہائی کورٹ کے جج سے انکوائری کرائیں گے تو میں پہلا بندہ ہوں گا جو اٹھ کر وزیر اعلیٰ کی تعریف کروں گا کہ انھوں نے پہلی دفعہ بڑا اچھا کام کیا ہے۔ جناب والا! جہاں تک ان ایف آئی آر کے ڈھیر کا مسئلہ ہے ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی چودھری محمود اختر گھمن پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

چودھری محمود اختر گھمن: جناب والا! عدالت عالیہ میں تو پہلے ہی مقدمات کی بھرمار ہے ۔ کیا اب ہائی کورٹ کے جج اس خصوصی نسل کے اونٹ کی چوری کی انکوائری کے لیے رہ گئے ہیں؟

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب والا! ایف آئی آرز کا یہ ڈھیر ان کو معمولی لگتا ہے؛ غریبوں کا یہ مسئلہ ہائی کورٹ کے جج سے کم ہے۔ لیکن اگر وزیر اعلیٰ فرمائیں تو میں اسی وقت as it is ان کے حوالے کرنے کو تیار ہوں تاکہ میں اس میں کوئی رد و بدل نہ کر سکوں۔ یہاں پر آئی جی بیٹھے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں اب آپ آگے چلیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب والا! آگے چلتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک ہی مسئلے پر سارا وقت نہ لگائیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! کیا وزیر اعلیٰ اس انکوائری کے لیے ہائی کورٹ کا جج مقرر کرنے کے لیے تیار ہیں؟ اور تاریخ مقرر کر سکتے ہیں؟ اٹھ کر جواب دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں آپ آگے چلیں نا۔ آپ بات کریں۔

سید ظفر علی شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میرے فاضل دوست انعام اللہ خان نیازی نے ہائی کورٹ کی جوڈیشل انکوائری پر بڑا زور دیا ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ میرے محترم بھائی وصی ظفر کو ہائی کورٹ کا جج بھی لگا دیا جائے اور ان کے ذمہ ہی یہ انکوائری لگا دی جائے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! مجھے یہ بھی منظور ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، This is no point of order I rule it out. جناب نیازی اب آپ اس مسئلے کو ہی نہ گھماتے رہیں سارے پنجاب کا مسئلہ بیان کریں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! پنجاب پر آتا ہوں۔ چونکہ پنجاب بڑی اچھی کلاس ہے اور میں خود بیچ میں آتا ہوں۔ جناب والا! وزیر اعلیٰ نے فرمایا ہے کہ اکثر ملتے رہتے ہیں۔ وزیر اعلیٰ میرے لیے قابل احترام ہیں اگر یہ---

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کیا آپ نکتہ ذاتی وضاحت پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں۔ آپ کا ذکر ہوا ہے کیا آپ اس بات پر بولنا چاہتے ہیں؟

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میں نے نہیں سنا۔ میں تو پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کیا فاضل رکن نے اپنے لیڈر سے پوچھ لیا ہے۔ کیونکہ وہ تو پہلے ہی جناب صدر کے کیس میں ہائی کورٹ کے جج کی انکوائری کو رد کر چکے ہیں اور اب یہ ہائی کورٹ کے جج کی انکوائری کی ڈیمانڈ کر رہے ہیں یہ پہلے اپنے لیڈر سے پوچھ لیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! میں آگے چلتا ہوں مجھے لگتا ہے کہ ہائی کورٹ کے جج کی

انکوائری ذرا کڑوی گولی ہے کوئی نہیں کھائے گا۔

سید تابش الوری، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا ! اگر سپریم کورٹ کے اور ہائی کورٹ کے جج اور چیف جسٹس ایسے ہی تبدیل کیے گئے تو آئندہ کوئی عدلیہ کی طرف سے بھی انکوائری کا مطالبہ نہیں کرے گا۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میرے بھائی سید تابش الوری کو آج تو محسوس ہوا ہے یہ پہلے کہاں تھے جب in bulk ہائی کورٹ کے جج کے تبادلے ہوا کرتے تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس وقت یہ پنجاب اسمبلی کے ممبر نہیں تھے۔

سید تابش الوری، جناب والا! میں اس وقت بھی حزب اختلاف میں تھا۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب والا! یہ اس وقت کہاں تھے جب پوری ایڈمنسٹریشن کو اپنی مرضی کے تابع کرنے کے لیے جبری ریٹائرمنٹ کے لیے دس سال کا قانون لایا گیا۔ کیا اس وقت سید تابش الوری کو تکلیف نہ ہوئی۔ اگر آج ان کو تکلیف ہوئی ہے تو ان کو مولا بخش کا پان کھلا دیں یہ خوش ہو جائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس طرح کی گفتگو کو بند کریں یہ جو جواب در جواب کا سلسلہ ہے یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتے۔ تو میں کارروائی کو آگے لے جانے کے لیے ۔۔۔ سید تابش الوری آپ تو سمجھ دار ہیں آپ تشریف رکھیں۔ میں نے وہ rule out کر دیا ہے کوئی بات نہیں ہے (قطع کلامیاں) میاں فضل حق کیا آپ کی سیٹ بدل گئی ہے نہیں مجھے یاد ہے کہ یہ سیٹ آپ کی نہیں ۔ میرے خیال میں اب نیازی صاحب کو بات کرنے دیں ورنہ پھر میں مجبور ہوں گا اور چودھری پرویز الٰہی نے بھی کہا تھا کہ دو بجے تک تقاریر ہوں گی تو پھر بات کیا ہوئی ؟ اگر ہم دو بجے تک اسی طرح کرتے رہے تو مقصد کیا ہوا ؟ جی جناب انعام اللہ خان نیازی براہ مہربانی بات کریں ۔۔۔ ستی صاحب اب آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

جناب شاہد ریاض ستی ، جناب والا! relevant بات ہے اور اس پر آپ کی رولنگ چاہتا ہوں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ستی صاحب کبھی کبھی کھڑے ہوتے ہیں جناب ستی۔

جناب شاہد ریاض ستی ، جناب والا! میں آپ سے یہ رولنگ لینا چاہتا ہوں کہ کیا اس ہاؤس کے اندر وزراء ایک دوسرے کی گود میں بیٹھ سکتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں بیٹھ سکتے۔ کوئی بیٹھا ہے ؟ کوئی بھی نہیں بیٹھ سکتا ہر آدمی کی اپنی علیحدہ

علیحدہ سیٹ ہے۔

میاں فضل حق: جناب والا! سید ناظم شاہ نے چیمہ صاحب کو اپنی گودی میں بٹھا کر باقاعدہ جپھی ڈالی ہے۔ اور پریس والے اس چیز کے گواہ ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ معمولی باتیں ہیں سید ناظم شاہ I do not allow you. Please have your seat آپ وزیر ہیں آپ حکومت میں ہیں۔ آپ تشریف رکھیں ۔ جی انعام اللہ خان نیازی اب ہم آگے چلتے ہیں

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب والا! جب یہ مجھے بولنے دیں گے تو میں بولوں گا ناں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بولیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اب آپ بولیں گے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب والا! وزیر اعلیٰ -----

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری وصی ظفر have your seat please جی نیازی۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب والا! وزیر اعلیٰ نے اپنی باتوں میں ایک اور بات کا اظہار کر دیا کہ میرے فاضل دوست اکثر مجھ سے ملتے رہتے ہیں۔ تو جناب والا! ایک عرض کرتا چلوں کہ دل کی باتیں دل میں ہی رہ گئیں۔ یہ خواہشیں نہ پوری ہونے والی خواہشیں ہیں۔ جن کے متعلق وزیر اعلیٰ اس floor پر دوسری دفعہ میرے متعلق اظہار کر چکے ہیں۔ جناب والا! میں اس بات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب میرے لیے قابل عزت ہیں۔ اگر وہ اس بات کا نوٹس لیں کہ اگر ان کا کوئی وزیر کرپشن کرتا ہے اگر کسی محکمے کا کوئی افسر کرپشن کرتا ہے اگر پولیس غلط راستے پر جا رہی ہے ۔ تو ان کو روکنے ٹوکنے سے وزیر اعلیٰ کو کوئی نہیں روک سکتا۔ اگر ان کو کوئی مجبوری ہے تو ہمیں علیحدگی میں بتا دیں کہ یہ مجبوری ہے اس لیے میں کچھ نہیں کر سکتا۔ لیکن یہ ٹوپی ڈرامہ پولیس انکوائری ایس پی کو بٹھا دینا ڈی آئی جی کو دے دینا۔ اب میں حزب اختلاف میں بیٹھا ہوں میں ان حالات کو جس خوبصورتی سے دیکھ رہا ہوں شاید مجھے ان اندھی آنکھوں والے صاحب اقتدار کی حیثیت میں یہ چیز نصیب نہ ہوتی۔ جناب والا! مجھ پر بھکر میں پرچے پر بات ختم نہیں ہوتی ۔ آگے چلتا ہے سفر ملتان سے کوٹ چھٹہ سے آگے اس زمین تک جس کا ہم نے طویل سفر طے کیا ان کٹھن مراحل کو عبور کرتے ہوئے---

وزیر زکوٰۃ و عشر (جناب غلام سرور خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب سرور خان آپ کو پتا ہونا چاہیئے کہ precedent ہے کہ وزراء پوائنٹ آف آرڈر نہیں کیا کرتے۔۔۔

وزیر زکوٰۃ و عشر، جناب والا! میں ایک جائز بات کرنا چاہتا ہوں آپ مجھے اجازت دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگر آپ کا پوائنٹ آف آرڈر جائز نہ ہوا تو پھر میں اسے rule out کروں گا۔

وزیر زکوٰۃ و عشر، جناب والا! میں نے فوٹو بنوانے کے لیے پوائنٹ آف آرڈر نہیں اٹھایا۔ میرے فاضل دوست نے جس ڈیمانڈ کے بارے میں اپنی کٹ موشن دی ہے۔ آپ ان کی ساری تقریر کا دوبارہ ملاحظہ کریں، معائنہ کریں اور ٹیپ چلائیں کہ کیا انھوں نے ایک بات بھی relevant کی ہے اور آپ نے انھیں اجازت دے رکھی ہے۔ کبھی یہ چوٹی کی بات کرتے ہیں کبھی بھکر کی بات کرتے ہیں۔ جناب والا! یہ relevant بات کریں اپنی کٹ موشن پر بات کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر درست ہے میں اس کو valid قرار دیتا ہوں اور میں متعلقہ ممبر کو کہوں گا کہ آپ four walls کے اندر آئیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! میں پولیس کے کردار کی بات کر رہا ہوں جس پر اتنا پیسہ خرچ کیا جا رہا ہے جو غریبوں کی کھالیں کھینچ کر اکٹھا کیا گیا ہے۔ جناب والا، کردار کی بات سنتے ہوئے آج وزراء صاحبان جن facilities کو avail کر رہے ہیں میں ان سے پوچھتا ہوں کہ یہ کس کا پیسہ ہے؟ تو کیا اس پر بات نہ کی جائے یہ بات پنجاب کے بجٹ پر ہو رہی ہے جو غریبوں کی ----

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ مخصوص کٹ موشن پر ہے بجٹ پر نہیں۔ بجٹ کا مرحلہ گزر گیا ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، کٹ موشن بھی بجٹ کا حصہ ہے۔ جناب والا بات صرف اتنی ہے اور میں آپ سے عرض کرتا چلوں۔۔۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی سید ناظم حسین شاہ۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب والا! میں آپ کے توسط سے فاضل رکن سے یہ گزارش کروں گا کہ جب کٹ موشن پر بات ہوتی ہے تو آپ specifically اپنی بحث کو اسی مرکز کے گرد رکھتے ہیں۔ آج بجٹ پر بحث نہیں ہو رہی بلکہ کٹ موشن پر بحث ہو رہی ہے ۔۔۔ جناب والا! یہ

دیکھیں ان میں اتنی بھی برداشت نہیں ہے یہ دوسرے کی بات بھی نہیں سنتے۔ صرف ان کی آواز اونچی نہیں ہے باقی لوگوں کی بھی ہے۔ ہم بھی آدھے گھنٹے سے ان کی بات سن رہے ہیں یہ بھی ہماری بات سن لیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب والا! دیکھ لیں اور جناب کھوسہ بھی یہ بات نوٹ کریں کہ وہ کس تہذیب اور شائستگی کا مظاہرہ کر رہے ہیں جس کا جناب کھوسہ نے ابھی ذکر کیا ہے ---

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے' آپ بھی پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر نہیں کر سکتے اور دو باتیں بھی نہیں ہو سکتیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب والا! میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ شیخ محمد انور سعید نے جو یہ بات کی ہے کہ میں نے جناب چیئرمین کو اپنی گودی میں بٹھایا ہوا تھا اگر ان کا استحقاق مجروح ہوا ہے تو میں اس کی معافی چاہتا ہوں کہ اور ان کو میں دو بار گودی میں بٹھانے کے لیے تیار ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کا پہلا پوائنٹ آف آرڈر درست ہے---

شیخ محمد انور سعید، جناب والا! میں نے تو ابھی تک کوئی بات ہی نہیں کی میں نے تو اپنا منہ ہی نہیں کھولا منہ بند کر کے بیٹھا ہوں۔ تو پھر میرے دوست نے کیسے میرا نام لے لیا ہے یہ معذرت کریں کیونکہ انہوں نے میرا نام غلط طور پر لیا ہے اور اسے جناب کارروائی سے بھی حذف کروائیں جو کچھ بھی انہوں نے کہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مجھے نہایت افسوس سے یہ کہنا پڑے گا۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ، جناب والا! I am very sorry میں نے شیخ انور سعید کا نام غلط لیا ہے ان کے ساتھ میاں فضل حق بیٹھے ہوئے ہیں میں ان کے متعلق عرض کر رہا تھا۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! میں وہ بات کر رہا ہوں میں پولیس کی کارکردگی کی وہ مثال دے رہا ہوں جو کسی اور کے ساتھ نہیں میرے ساتھ واقعہ پیش آیا ہے۔ ہم پر امن جلوس کی شکل میں چونی کی طرف جا رہے تھے میرے اوپر ۵۰۶ کا پرچہ درج کر دیا گیا۔ کرلو گل۔ بھئی بات سوچنے کی ہے کہ بھائی تسی ضرور وچ حصہ پاناں اے۔ یعنی کہ انہوں نے انتہا کر دی ہے صرف کل ڈیرہ غازی خان راجن پور اور مظفر گڑھ میں ایک سو مسلم لیگی کارکنوں پکڑا گیا۔ یہ سب کچھ کل کی تاریخ میں ہوا۔

آوازیں، شیم شیم۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! کونسی پولیس کی بات کرتے ہیں آپ' بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ پولیس کا قصور بھی نہیں ڈیرہ غازی خان میں ہر ایک صدر بنا ہوا ہے اور اس کے اختیارات ہر ایک استعمال کر رہا ہے۔ جناب والا! بات Worker clean up operation. کی ہے جو پولیس کے سپرد کر دیا گیا ہے۔ جناب والا! آپ راجن پور مظفر گڑھ ڈیرہ غازی خان کا ریکارڈ منگوا کر دیکھ لیں۔ لیکن یہاں پر افسوس اس بات کا ہوتا ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب بھی بے حس ہیں۔ یہاں کا سپیکر بھی بے حس یہاں کی اسمبلی بھی بے حس ہے۔۔۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں اس کی اجازت نہیں دوں گا آپ تشریف رکھیں۔ دوسرے فاضل اراکین بھی ہیں میں نے ایک رولنگ دی ہے۔۔۔

جناب محمد رفیق آرائیں، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ جناب لانگ مارچ کے دوران اور کاٹن کے انعامات کے خلاف جب ہم نے لودھراں میں ایک احتجاجی جلسہ کیا تو ان کی گورنمنٹ نے میرے خلاف ۵۰۶ کے پرچے درج کروائے جو ابھی تک موجود ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سوال وجواب کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔

جناب محمد رفیق آرائیں، میرے خلاف ابھی تک 506 کا پرچہ موجود ہے۔ میں ان کے دور کی بات کرتا ہوں جب ہمارے ورکر زخمی ہو جاتے تھے تو ڈاکٹر ان کا علاج تک نہیں کرتے تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب نیازی آپ تشریف رکھیں آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ اب میں گلوٹین استعمال کرتا ہوں (قطع کلامیاں)۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، اس وقت بھی آپ لوگ ہی یہاں پر تشریف رکھتے تھے میں تو پہلی دفعہ اس ہاؤس کا رکن بنا ہوں۔۔۔

جناب محمد رفیق آرائیں، جناب والا! خود ہی یہ نواز شریف کی حکومت کا حوالہ دے رہے۔ میں بھی یہی کہہ رہا ہوں کہ نواز شریف کی حکومت کے دور میں مجھ پر پرچے بنے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، رانا اکرام ربانی آپ نے اس کی مخالفت کی تھی اب آپ اس پر بات کریں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! میری ابھی بات ختم نہیں ہوئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں اب آپ کو ٹائم نہیں دوں گا آپ تشریف رکھیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! میں پھر واک آؤٹ کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کوئی بات نہیں آپ واک آؤٹ کریں۔ کس بات پر واک آؤٹ کریں گے آپ سپیکر کے ساتھ تکرار کرتے ہیں۔ (قطع کلامیاں) یہ کیا بات ہوئی پھر کہتے ہیں کہ آپ کے ممبر ایسے ہیں نوٹ کریں اس بات کو...

(اس مرحلے پر انعام اللہ خان نیازی ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

وزیر اعلیٰ، پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں

جناب ڈپٹی سپیکر، وزیر اعلیٰ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ آرڈر پلیز۔

وزیر اعلیٰ، جناب والا! یہاں محترم انعام اللہ خان نیازی نے پھر جوش خطابت میں، وزیر اعلیٰ کے بارے میں تو انہیں حق پہنچتا ہے کہ وہ بات کریں اور وزیر اعلیٰ کے رول کو criticise کریں یہ ان کا جمہوری حق ہے اور میں اس کو تسلیم کرتا ہوں اور میں اسے اس حوالے سے دیکھتا ہوں کہ اپوزیشن کی جو تنقید ہے اس میں سے ہم نے improvement کے پہلو نکالتے ہیں اور اپنی کارکردگی کو بہتر بناتا ہے۔ لیکن جس طریقے سے انہوں نے سپیکر کے بارے میں ریمارکس دیے ہیں اور اس معزز ایوان کے بارے میں ریمارکس دیے ہیں وہ نہایت قابل اعتراض ہیں اور میں یہ بھی کہوں گا کہ ان ریمارکس کو کارروائی سے حذف کیا جائے اور نیازی صاحب ان ریمارکس کو واپس لیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اور اس کے ساتھ میں یہ کہوں گا کہ ٹریژری بنچز کی طرف سے اب کوئی مقرر نہیں بولے گا آپ چونکہ دو بجے گلوٹین لگانے والے ہیں اور جناب نیازی ابھی اپنی بات مکمل نہیں کر پائے ہیں۔ میں آپ کو یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ان پندرہ منٹوں میں حکومتی بنچوں کی طرف سے کسی قسم کا کوئی پوائنٹ آف آرڈر کسی قسم کی کوئی interruption ان کی تقریر کے دوران نہیں ہوگی۔ آپ ان سے بات مکمل کروانا چاہتے ہیں تو یہ کریں اگر اور کسی صاحب کو موقع دینا چاہتے ہیں تو دوسرے کسی صاحب کو موقع دیں۔ ہماری طرف سے کوئی interruption نہیں ہوگی۔ اس کے ساتھ ہی میں یہ بھی آپ سے گزارش کروں گا کہ جس طرح کا واقعہ پچھلے دنوں پنجاب اسمبلی میں پیش آیا اس سے سب لوگوں کے سر شرم سے جھکے ہیں اور اس کے بعد مجھے اس بات کی خوشی ہوئی کہ ہمارے دونوں طرف

سے معزز پارلیمنٹیرین نے اس پر ندامت کا احساس کیا اور انہوں نے اس واقعے کو نہ دھرانے کا فیصلہ کیا لیکن ہمارے کچھ معزز دوست جوش خطابت میں بہت آگے بڑھ جاتے ہیں جذبات میں بہت آگے بڑھ جاتے ہیں انہیں اس بات کا احساس ہونا چاہیے کہ عمدہ پارلیمنٹیرین بننے کے لیے اپنے جوش پر اپنے جذبات پر قابو پانے سے ہی بہترین پارلیمنٹیرین بن سکتے ہیں۔ اور جو اپنے جذبات پر قابو نہیں پا سکتے ان کو کبھی تاریخ نے بہترین پارلیمنٹیرین نہیں کہا (نعرہ ہائے تحسین)۔اس لیے میں اپنے دونوں طرف کے بھائیوں سے یہ گزارش کروں گا کہ جمہوری روایات کو آگے بڑھانا ہے اور اپنے جذبات پر قابو پانا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ چونکہ دو بجے گلوٹین کے لیے وقت مقرر کیا گیا ہے حالانکہ ہم ایک بجے گلوٹین استعمال کرنا چاہتے تھے لیکن قائد حزب اختلاف کے کہنے پر ہم نے یہ وقت دو بجے تک extend کیا لیکن اس میں وزیر موصوف کی تقریر بھی آئے گی تو اس طرح دو بج جائیں گے تو میں نے اسی لیے جناب انعام اللہ خان نیازی کی خدمت میں یہ گزارش کی تھی کہ آپ اپنی تقریر ختم کریں کیونکہ وزیر موصوف نے بھی اپنا جواب دینا ہے اب بمشکل دس منٹ رہ گئے ہیں وہ بڑی مشکل سے دس منٹ میں جواب دے سکیں گے تو میرے خیال میں اب وزیر موصوف اس کا جواب دیں تاکہ ہم آگے چلیں۔ وزیر قانون۔

وزیر قانون، جناب والا! فاضل قائد حزب اختلاف سے میری بات ہوئی ہے ازراہ کرم دو بجے تک اپوزیشن کے اراکین کو تقاریر کے لیے وقت دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ اب کون صاحب تقریر کریں گے؟

چودھری پرویز الٰہی، چودھری شوکت داؤد صاحب تقریر کریں گے۔

چودھری شوکت داؤد، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب والا! میں مختصراً چند باتیں کروں گا۔میری تیاری تو ویسے آج ایجوکیشن کٹ موشن پہ تھی۔ یہ جو 4 ارب 18 کروڑ 22 لاکھ 94 ہزار 4 سو روپے کی ڈیمانڈ نمبر 13 جو پولیس کے لیے رکھی گئی ہے اس کی ہم نے مخالفت اس وجہ سے کی ہے کہ صوبے میں امن و امان کی صورت حال آپ سب لوگوں کے سامنے ہے۔ اگر ہم اپوزیشن والے کچھ اعتراض کرتے ہیں تو شائد یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ اپوزیشن کی وجہ سے کر رہے ہیں۔ آپ پچھلے دنوں کے اخبارات اٹھا کے دیکھ لیں۔ پرائم منسٹر اور گورنر کے بیانات تھے انہوں نے خود اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ

یہاں کوئی قانون نہیں۔ جنگل کا قانون' بلکہ ان کے الفاظ یہ تھے کہ یہاں جنگل کا قانون ہے۔ اور پرائم منسٹر کے الفاظ تھے کہ پولیس والے صاحب بن گئے ہیں۔ جناب سپیکر! کٹ موشن پیش کرنے کا ہمارا مقصد یہی ہے ہم وہ رول ادا کرنا چاہتے ہیں جو کہ اپوزیشن کا ایک رول ہوتا ہے۔ اور میں نے ہمیشہ اس ہاؤس میں ' آپ بھی گواہ ہیں سیاسی تقاریر سے ہٹ کر اصلاحی پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔ میں نے ہمیشہ اپنے ضمیر کی بات کی ہے میں نے وہ بات کی ہے جس کا میں نے اپنے دل میں درد محسوس کیا ہے۔ اور آج بھی میں یہی کہوں گا کہ یہ انتہائی قابل افسوس بات ہے کہ بعض جگہ پولیس نے لکھا ہوتا کہ P for polite, O for obedient , L for loyal, intelligent, courageous and efficient اس کے الفاظ کو یہ کہا جاتا ہے۔ لیکن اگر آپ ان کے کردار کا بغور جائزہ لیں تو افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ پولیس کے کردار سے ان کا چہرہ اتنا مسخ ہوچکا ہے تو میرا خیال ہے کہ آپ جو بھی الفاظ کہہ سکتے ہیں آپ کہنے میں حق بجانب ہوں گے۔ آپ باہر کسی ملک میں چلے جائیں۔ اگر آپ کو کسی مدد کی ضرورت ہے تو آپ پولیس والے کو تلاش کریں گے اور میں ایمان داری کے ساتھ کہتا ہوں کہ یہاں ہر شریف آدمی پولیس کی وردی کو دیکھ کر اس سے پرہیز کرے گا کہ اس کے قریب سے بھی نہ گزرے ۔ کیونکہ اگر کچھ اور نہ لگا تو دفعہ 109۔ آپ پر وہ لگا دیں گے۔ میں پچھلے دنوں کی بات کروں گا کہ میں نے رات کو ایک جگہ راستہ پوچھنا تھا ۔ میں نے کہا کہ ان کے پاس گاڑی روکو ۔ ایک انسپکٹر صاحب اور ایک اور صاحب تھے میں نے ان سے کہا کہ میں نے یونیورسٹی روڈ پہ چڑھنا ہے مجھے راستہ بتادیں۔ تو اس کا جواب یہ تھا کہ جناب باہر نکلو کاغذ دکھاؤ اور ڈگی دکھاؤ۔ یعنی انداز دیکھیں ۔ پھر ساتھ والے نے کہا کہ بھئی ایم پی اے ہے ۔ پھر کہا کہ اچھا جی سوری جاؤ جی جاؤ۔ میں نے کہا کہ بات یہ نہیں ہے ۔ میرے بھائی بات یہ ہے کہ جو criminal ہے اس نے تم سے ہی آکے راستہ پوچھنا ہے تم نے صرف یہ جاننا ہے کہ یہ کوئی باہر سے آیا ہے اس کو پھانس لیں۔ یعنی ان کا اس طرح کا behaviour ہو' اور ہم ان کو اربوں روپے کی گرانٹ دیں ۔ آپ ان کی کارکردگی کا جائزہ تو لیں ' آپ اخبارات اٹھا کے دیکھ لیں' کل کا "خبریں" اخبار آپ اٹھا کے دیکھ لیں' میرا خیال ہے کہ آٹھ یا دس ایسے پولیس افسر ہیں جن کے نام لے لے کے یہ لکھا ہوا ہے کہ وہ فلاں کرائم میں مبتلا ہیں' ان کی فلاں involvement ہے حتیٰ کہ ایک لیڈی ڈی ایس پی لاہور کی ہے۔ پچھلے دنوں ہمارے نوٹس میں آیا ہے کہ ان کا ڈرائیور سبزی والوں سے جگا ٹیکس وصول کرتا ہے۔ یہ تو حالات ہیں۔ میں عورتوں کا بڑا احترام کرتا ہوں کہ اسلام میں عورتوں کا بڑا احترام ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ عورت کو مرد سے کمزور بھی گردانا گیا ہے۔

جہاں مرد پولیس آفیسر جن کرائم کو کنٹرول نہیں کر رہے وہاں جناب لیڈی پولیس اسٹیشن بنا دیے' میرا خیال ہے کہ پیسے کا زیاں اس سے بڑھ کر اور کچھ نہیں ہوگا۔ عورتوں کے پولیس اسٹیشن' معاشرے میں دیکھیں کہ معاشرے میں کیا ہے؟ میں باہر گیا' میرے ایک دوست نے بتایا' میں نے ایسے ہی بات کی کہ آپ ادھر امریکہ میں رہتے ہیں' آپ یورپ میں رہتے ہیں آپ شاید اسلام پر پوری پابندی نہ کرسکیں۔ انہوں نے کہا جناب آپ کس معاشرے کی بات کرتے ہیں؟ آپ پاکستان کی بات کرتے ہیں' کہتا ہے کہ رات میں ادھر کار پر آ رہا تھا ایک لڑکی نے مجھے ہاتھ دیا لفٹ مانگی رات کے 3.00 بجے تھے میں نے اس کو اٹھایا اور فلاں جگہ پہ چھوڑ دیا۔ میں پاکستان آیا ہوں اور میری بہن کالج جاتی تھی تو میرے باپ نے میری ڈیوٹی لگائی ہوئی تھی کہ اس کو کالج چھوڑ کے آنا ہے اور لے کر بھی آنا ہے۔ وہاں دن کے وقت ایک عورت' اور آج اس معاشرے میں کیا ہو رہا ہے۔ آپ دور نہ جائیں' آپ صوبائی دارالحکومت کی بات کریں وہاں پر دیکھیں ان کی کارکردگی' میں یہ نہیں کہتا کہ تمام لوگ ایک جیسے ہیں ان میں اچھے بھی ہیں' خاص طور پر میں سمجھتا ہوں کہ اگر آج ہم سی ایس پی کی بات کرتے ہیں تو ان میں بھی آپ کو ایسے لوگ ضرور نظر آئیں گے اگر انصاف نہیں دے سکیں گے تو اخلاق سے ضرور بات کریں گے۔ اور جو پرانے ہیں میں معذرت کے ساتھ کہتا ہوں کہ وہ پہلے گالی دیں گے اور بعد میں بات کریں گے یہ پولیس کا behaviour ہے۔ یعنی ہمیں اصلاحی پہلو دیکھنے چاہئیں۔ ہماری کٹ موشن بھی اس طرح ہے یہاں پر آئی جی صاحب بھی بیٹھے ہیں' میں چیلنج کے طور پر ان کو ایک کیس دوں گا جو ایک اے ایس آئی کی طرف سے ہے' اتنی اس کی داڑھی ہے' مجھے پتہ ہے اور میں ان چیزوں سے گھبرانے والا نہیں' میں ہمیشہ حق بات کہتا ہوں اور منہ پر کہتا ہوں' مجھے لالچ نہیں بہلا سکتا کیونکہ میرا اس شعر کا عندیہ ہے کہ

اَے طائرِ لاہوتی اُس رِزق سے مَوت اچھی
جِس رِزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

مجھے پتہ ہے کہ مجھے یہ پیش کرکے علاقے میں دشمنی بھی مول لینی پڑے گی۔ کیونکہ وہ بااثر لوگ ہیں' اور وہ پیپلز پارٹی کے جیالے ہیں اور ان کا کام ہے کہ جو بھی حکومت آتی ہے ان کے ساتھ شامل ہوجاتے ہیں۔ ایک اے ایس آئی ہے اس کی ایف آئی آر بھی آئی ہے اس کی ایک کاپی میں وزیر اعلیٰ صاحب کو بھی دوں گا۔ اور آئی جی صاحب کو بھی اس کی کاپی دوں گا۔ پیپلز پارٹی کے جیالوں نے

ایس آئی کی وزیر اعلیٰ جناب منظور احمد وٹو کو سفارش بھی آئی تھی لیکن ان کی مجبوری ہے۔ وہاں کا جو پولیس افسر ہے وہ ان کے ایک ایم پی اے کا عزیز ہے۔ پولیس کی وردیاں پھاڑ دی گئیں' انہوں نے اس کو پکڑ کر غائب کرنے کی کوشش کی انہوں نے اس کو refuse کیا۔ تھانے میں چلے گئے۔ ان کا examination نہیں کروایا گیا اور ڈی ایس پی اور ایس پی تک نے اس اے ایس آئی کو کہہ دیا کہ تو نوکری وچ رہنا کہ نہیں رہنا۔ جو افسر اپنے ایک دیانت دار پولیس افسر اے ایس آئی کی حفاظت نہیں کرسکتے تو جو پولیس کے شکایتی ہیں ان کے متعلق کیا کریں گے۔ ہمارے نظام کا حال تو یہ ہے کہ جہاں ہم شکایت درج کرواتے ہیں' جن کے خلاف جاتے ہیں وہی تحقیقات کرنے والے ہوتے ہیں۔ میں مختصر عرض کرتا ہوں جناب والا ابھی تو دو بجنے میں دیر ہے۔ میں نے سوچا کہ آج موقعہ ملا ہے اور میں چاہتا تھا کہ وزیر اعلیٰ کی عنایتوں کا شکریہ بھی ادا کردیتا۔ مجھے خیال تھا کہ شاید یہ معذرت کر لیتے۔ کہ زیادتیاں کی ہیں۔ جس پولیس کو آپ سیاسی طور پہ استعمال کریں گے اس کا نتیجہ یہ نکلے گا جو آج کی کارکردگی ہے۔ جن کو سیاسی طور پر استعمال کرتے ہوئے انعامات سے نوازا جائے گا۔ پاکستان کی تاریخ میں آج تک نہیں ہوا تھا کہ پولیس کو cash award دیا جاتا۔ اور اس حکومت کے دور میں ہوا۔ اور مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ سیاسی طور پہ جن دنوں میں نے وٹو صاحب کا ساتھ نہیں دیا۔ میرے والد جو سابقہ ایم پی اے ہیں' چیئرمین ہیں' دل کے مریض ہیں' پندرہ دن پہلے وہ انگلینڈ سے آئے تھے' ان کو تھانے میں محض اس لیے پابند کردیا گیا کہ میں نے ان کا ساتھ نہیں دیا۔ جب لوگوں کو سیاسی انتقام کا نشانہ بنایا جائے گا تو پھر انصاف کہاں تلاش کیا جائے گا۔ یہ وہ زیادتیاں ہیں یہ وہ محرومیاں ہیں جو لوگوں کو اس حکومت پہ اعتماد نہیں کرنے دیتیں' اور پولیس اس وقت نفرت کا نشان بن چکی ہے۔ میں یہی عرض کروں گا کہ ہمیں خود ان کی ڈیوٹیوں کا احساس ہے ان کی ڈیوٹیاں بھی reduce کرنی چاہئیں۔ ان کو سیلریز بھی زیادہ دینی چاہییں' سہولیات بھی دینی چاہییں۔ خاص طور پر میں سمجھتا ہوں کہ میرے علاقہ کو ایک طرف سندھ کا بارڈر لگتا ہے اور دوسری طرف انڈیا کا بارڈر لگتا ہے۔ ہم خود ان کے سفارشی ہیں کہ ان کو سہولیات دیں' لیکن اس کے ساتھ ساتھ ان کی کارکردگی کا بھی جائزہ لیں۔ یہ نہ ہو کہ لاکھوں روپے ہم افسران پر لگا دیں۔ بتائیں کہ ایک اے ایس پی کو ایرکنڈیشنڈ آفس allow ہے؟ آپ تحصیل لیول پر جا کر دیکھ لیں' میری ہی تحصیل میں جا کر دیکھیں۔ڈی ایس پی اور اے ایس پی ایر کنڈیشنڈ آفس میں بیٹھے ہیں۔ صبح نو دس بجے اٹھتے ہیں کہ جناب ہم رات گشت پر رہے ہیں۔ شام کو کب میں جاتے ہیں اور رات کو ملتے نہیں۔ گشت پہ نکلے ہوئے ہیں۔ جب یہ کارکردگی رہے گی تو کس

طرح یہ ممکن ہے کہ ہم اتنی خطیر رقم جو ہمارے خون پسینے کی کمائی ہے' ہمارے ٹیکسوں کی کمائی ہے' ہم ان ہاتھوں میں جانے دیں؟ ان جیبوں میں جانے دیں جو ہماری حفاظت تو نہیں کر سکتے ایمان داری کی بات ہے' کل بھی میں نے کہا تھا۔ آپ نے دیکھا شیخ رفیق احمد کے بیٹے کا حشر۔ آج میرا بھائی نہ کوئی ایم پی اے محفوظ ہے نہ کوئی ایم این اے محفوظ ہے۔ ایک ایس پی کی بات سناتا ہوں۔ آخری واقعہ ہے۔ وہ سنا کر میں ختم کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ایک منٹ میں ختم کریں۔

چودھری شوکت داؤد، ختم کرنے لگا ہوں۔ مزے کی بات ہے۔ ایس پی آئے۔ بڑے ایمان دار مشہور تھے۔ وہ آئے' بڑی بڑھکیں ماریں۔ جتنا مال انھوں نے کمایا ہے میرے خیال میں کسی نے بھی نہیں کمایا ہوگا۔ ایک ایم پی اے اس کے پاس گیا اور کہا کہ جناب' فلاں تھانے کا جو انسپکٹر ہے' وہ بڑا راشی ہے۔ اس کو تبدیل کر دیں یا آپ خود جائزہ لے لیں۔ وہ ایم پی اے بتاتا ہے' شام کو وہ آ گیا کہ " مینڈا سائیں' مینڈے نال کیا تساں دشمنی کیتی اے۔" کہا کہ بھائی کیا بات ہے۔ کہنے لگا "سائیں' ایس پی نے تاں مینڈی منتھلی ودھا چھوڑی اے۔ اوہ اتنا corrupt ہے کہ پنجاہ ہزار ڈیویں' لکھ ڈے میکوں"۔ یہ تو حال ہے تو پھر کیا رہے گا؟ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' رانا اکرام ربانی

وزیر صحت، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے اس ڈیمانڈ پر جو کٹ موشنز پیش کی گئیں' اس کے جواب میں حکومت کا نقطہ نظر پیش کرنے کی اجازت دی ہے۔ جس وقت یہ بحث شروع ہوئی تو مجھے سید تابش الوری کا ایک جملہ بہت پسند آیا۔ انھوں نے جمہوریت کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ یہ چیک اور بیلنس کا نظام ہے۔ جناب سپیکر! مجھے ان کے اس جملے سے خوشی بھی ہوئی اور مجھے فخر بھی ہے کہ اس تبدیلی کے بعد جمہوریت کی جو تعریف ہونی چاہیے وہ نہ صرف انھوں نے محسوس کی بلکہ ان کی زبان پر آئی۔ کیونکہ ان کی حکومت کے دور میں جو جمہوریت رائج تھی اس کی interpretation صرف یہ بینک کے چیک اور کیش کا نظام سمجھا جاتا ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اسی سلسلے میں ایک اور عرض میں ان سب دوستوں سے کرنا چاہتا ہوں کہ جب اس تبدیلی کے بعد' عوام کے ایک فیصلے کے بعد جمہوریت کی اصل تعریف انہیں یاد آ گئی ہے تو میں بھی انھیں

کچھ عرض کرنا چاہوں گا کہ اس کی کامیابی کے لیے بھی یہ ضروری ہے کہ غیر جانب دارانہ انتخابات ہوں اور ان غیر جانبدارانہ انتخابات کے نتیجے میں عوام کی رائے اور عوام کے اعتماد کا احترام کیا جائے۔ جناب سپیکر! آج کٹ موشن پر جب بحث شروع کی گئی تو نیازی صاحب نے سب سے پہلے یہ فرمایا کہ سارے صوبے میں چیک پوسٹوں کا ایک نظام قائم کیا گیا ہے۔ میں چیک پوسٹوں کی موجودگی کو justified سمجھتا ہوں اور یہاں ایوان میں کہتا ہوں کہ چیک پوسٹوں کا نظام موجود رہے گا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں ایوان کو یہ یقین دہانی بھی کرانا چاہتا ہوں کہ جہاں جہاں کوئی بے قاعدگی ہوئی انشاء اللہ تعالیٰ اس کا نوٹس بھی لیا جائے گا اور اس ضمن میں، میں جناب ایس اے حمید اور تاج محمد خان زادہ کی تقاریر کا حوالہ ضرور دوں گا جنھوں نے اس ایوان میں اس امر کا اظہار کیا تھا کہ مجرموں کے مقابلے میں پولیس کے پاس equipments کافی نہیں ہیں۔ انھیں اس سے بھی زیادہ well equped کرنے اور اس سے بھی زیادہ فنڈز دینے کی ضرورت ہے۔ جناب سپیکر! جہاں تک امن و امان کی صورت حال کا سوال ہے، میں انھیں پھر یاد دلانا چاہتا ہوں کہ اسلام پورہ کے متاثرین نے ابھی کل یا پرسوں اپنے مقتولین کی برسی منائی ہے اور کسی کو یہ توفیق بھی نہیں ہوئی کہ وہ جو بہتر گھنٹے کا وقفہ تھا وہ شاید بہتر مہینوں، اور بہتر سالوں میں گزر جائے گا اور انھیں کبھی اس پر ندامت محسوس نہیں ہوگی۔ جناب سپیکر! یہی صورت حال شیخوپورہ کے مقتولین کی بھی ہے۔ میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس دور میں---

جناب ڈپٹی سپیکر، ایک منٹ، وقت میں تین بجے تک اضافہ کیا جاتا ہے۔

وزیر صحت، جناب سپیکر! ان کی حکومت کے دور میں بڑے دلچسپ واقعات ہوئے۔ ایک عجیب نرم سننے میں آئی کہ جی ڈاکہ کینسل ہو گیا۔ ان کی حکومت کے دور میں ڈاکے ملتوی ہو جاتے تھے۔ ایک بس میں کسی ضلع میں ــــ میں نام نہیں لوں گا، کسی کے علاقے کا نام نہیں لوں گا ــــ بس روکی گئی۔ سواریوں کو نیچے اتارا گیا۔ ان سے پیسے لے لیے گئے اور پندرہ بیس منٹ کی کانفرنس کے بعد ڈاکوؤں نے وہ پیسے واپس کرنے شروع کر دیے۔ سواریاں بڑی حیران ہوئیں کہ یہ ڈاکہ کینسل یا ملتوی کیوں ہو گیا ہے۔ انھوں نے کہا، جناب ہم جس کے علاقے میں رہ رہے ہیں جب یہ خبر صبح اس کے پاس جائے گی اسے تو ہم فی ڈاکہ پچاس ہزار روپیہ ادا کریں گے۔ وصولی ہمیں ہوئی ہے سینتیس ہزار کی۔ تو تیرہ ہزار ہمیں اپنے پاس سے دینے پڑیں گے۔ اس لیے آج یہ ڈاکہ کینسل۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب عبید اللہ شیخ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں اس بات کا گواہ ہوں اور وہ بس آسٹریلیا چوک

میں موجود ہے۔ آج سے تین ماہ پہلے یہ واقعہ ہوا ہے۔ یہ ان کی حکومت میں ہوا ہے۔ میں اس بات کی گواہی دینے کے لیے تیار ہوں۔ جس کو لوٹا گیا' اس کے بعد اس کی رقم واپس کر دی گئی اور یہ کہا گیا کہ ہم نے تو تمہارے کو پچاس ہزار دینا ہے اور یہ کم ہے۔ یہ آج سے تین ماہ پہلے کا واقعہ ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! آپ کے توسط سے رانا اکرام ربانی سے ایک درخواست ہے۔ وہ خود بھی اپوزیشن میں رہ چکے ہیں اور مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک دفعہ میں اسمبلی کی کارروائی سننے آیا تھا تو رانا صاحب کی بڑی دھواں دھار قسم کی تقریر پولیس کے موضوع پر میں سن چکا ہوں۔ مجھے رانا صاحب سے یہ امید نہیں تھی۔ رانا صاحب تو بڑے سلجھے قسم کے بندے ہیں۔ رانا صاحب سے امید نہیں کی جا سکتی کہ وہ غلط باتوں سے اپنے دلائل کو justify کرنے کی کوشش کریں۔ پوری قوم کا مسئلہ بھی ان کا مسئلہ ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے نیازی صاحب؟ آپ خود ہی اپنے دل میں دھیان کریں۔

This is no point of order. I rule it out.

وزیر صحت، جناب سپیکر! اسی دور میں out of promotions, shoulder promotions, erratic postings کا کمال اور عروج اس وقت ہوا' جب ان کے دور میں مرکز میں ایک ایسے شخص کو جو تہذیب و تمدن کے الفاظ سے ناآشنا تھا' اسے erratic posting کے طور پر وزیر کلچر نامزد کیا گیا۔ نیازی صاحب نے ایک شعر پڑھا تھا۔ اس سارے پس منظر میں جو ہمیں ورثے میں ملا' میں ان کی خدمت میں بھی یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ جناب سپیکر! 1977ء سے ہمیں خودسوزی پر مجبور کیا گیا۔ ہمیں کوڑوں سے نوازا گیا۔ ہمیں جیلوں میں ڈالا گیا۔ اور اس کے بعد یہ شعر ان پر بھی صادق آتا ہے اور ہماری صورت حال بھی واضح کرتا ہے۔ میں یہ چودھری صاحب کی خدمت میں نذر کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

نفرتوں کا نصاب پڑھ کر محبتوں کی کتاب لکھنا
بڑا کٹھن ہے خزاں کے ماتھے پہ داستانِ گلاب لکھنا

(نعرہ ہائے تحسین)

لیکن انشاء اللہ تعالیٰ ہم یہ کٹھن کام انہیں کر کے دکھائیں گے۔ جناب والا! مجھے moment to moment نوٹ کرنے کی عادت ہے۔ اس مرحلہ پر جناب چیف منسٹر نے پرسنل explanation پر نیازی صاحب اور اپنے ملنے جلنے کی کوئی بات کرکے کافی دلچسپ صورت حال پیدا کردی۔ اس کے بعد

میرے بھائی نے آئی جی کی خوبصورتی اور smartness کی تعریف کی۔ اور یہاں تک بھی میں توقع کرتا تھا کہ پنجاب کی روایات کے مطابق وہ شاید جیب سے کچھ نکال کر آئی جی کے سر پر مارنے کی کوشش بھی کریں۔ عدالتی کمیشن کو welcome کیا گیا۔ جناب والا! ان کو اپنی شکست کی وجہ کا بھی علم ہونا چاہئے۔ پنجاب کے عوام آج بھی یہ سمجھتے ہیں کہ ایک معاملے میں یہ کہا جاتا ہے کہ جی ہاں ہم عدالتی کمیشن کو welcome کرتے ہیں اور دوسرے معاملے میں لاہور ' اسلام آباد ہر سڑک پر کھڑے ہوکے ' عدالت اور عدالتی کمیشن کا مذاق اڑایا گیا ہے اور اس دو رخی کی وجہ سے پنجاب کے عوام نے ان کو مسترد کیا ہے۔ اور آئندہ بھی کریں گے۔ سید تابش الوری نے ایک پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا کہ عدالتوں کے جج آج کل تبدیل ہوتے ہیں یا ہو رہے ہیں۔ جناب والا! میں اس کی تفصیل میں تو نہیں جاتا۔ لیکن میں ریکارڈ کو درست کرنے کے لیے اتنا تو ضرور کہوں گا کہ جن کو آج چیف جسٹس بنایا گیا ہے۔ جس وقت وہ یہاں سے اپنی seniority کے اعتبار سے بھیجے گئے تھے تو اس وقت بھی اس کی بلائیں لینی چاہئیں تھیں۔ (نعرہ ہائے تحسین) اس کے بعد جناب والا! جناب شوکت داؤد تشریف لے آئے ۔ انہوں نے اعتراف بھی کیا کہ وہ اس تقریر کے لیے تیار نہیں تھے ۔ اور ان کی تقریر ان کے الفاظ کا جو تسلسل تھا وہ بھی اس امر کی غمازی کرتا تھا کہ وہ واقعی اس کے لیے تیار نہیں تھے۔ انہیں تو زبردستی کہا گیا تھا کہ آپ کٹ موشن پر بات کریں ۔ انہوں نے پرائم منسٹر ' گورنر اور چیف منسٹر کے کچھ بیانات کو یہاں پر دہرایا۔ جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ شاید انہوں نے اخبارات میں پڑھا کسی کے حوالے سے اس کی interpretation نہیں کی ۔ لیکن مجھے یہ پتا ہے کہ ہمارے لیڈر کے بیانات سے پنجاب کے امن و امان میں ان کی دلچسپی' ان کی فکر اور ان کے احساس ذمہ داری کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

باہر کے ممالک کا انہوں نے حوالہ دیا کہ مدد کے لیے پولیس کو درخواست کی جاسکتی ہے۔ میں اس میں کچھ اضافہ کرنا چاہوں گا کہ گھر سے راستہ بھولنے والے بچے بھی پولیس سے راستہ پوچھ سکتے ہیں۔ باہر سے آنے ہوئے اجنبی بھی پولیس سے راستہ پوچھ سکتے ہیں۔ لیکن جناب والا! یہ ایک پراسس کے ذریعے سے ہوتا ہے۔ اور میں اکثر یہاں اور اس ایوان کے باہر بھی کہا کرتا ہوں کہ 1977ء کے بعد جان بوجھ کر اس قوم کے ساتھ ایک ظلم کیا گیا۔ کہ اداروں کو criticise کیا گیا اور سوسائٹی کو de-politicise کیا گیا۔ جناب والا! آج ہمارے لیے سب سے کٹھن مرحلہ یہی ہے کہ اس situation کو reverse کریں۔ اداروں کو de- politicise کریں۔ اور سوسائٹی کو de-politicise کریں۔ سوسائٹی کو کیسے de-politicise کیا گیا۔ جناب والا! میں کسی کا نام نہیں لیتا' اس سے بحث شروع ہوجاتی

ہے۔ لیکن جس وقت یہ incentive دیا جائے ' یہ کہا جائے کہ اپنے کلے مضبوط کرو' حکومتوں کے خزانے لوٹو' اس وقت سوسائٹی de-politicise نہیں ہو گی تو اور کیا ہو گی۔ مجھے احساس ہے ہم انشاء اللہ کوشش کریں گے کہ پنجاب کے عوام بھی اس احساس اور اس اعتماد سے مالا مال ہوں کہ پنجاب کی پولیس بھی لوگوں کو اسی قسم کی سروسز اور اسی قسم کی sense of protection مہیا کر سکے۔ مجھے یاد ہے گورنر ہاؤس کے سامنے ایک قتل ہوا۔ میں نے اس پر نوٹس برائے طلبی توجہ دیا۔ کھوسہ صاحب کو یاد ہو گا' چودھری اقبال احمد کو یاد ہو گا۔ ریاض صاحب کو جو کہ اس وقت میرے سامنے تشریف فرما ہیں۔ اس وقت کی حکومت کا یہ مؤقف تھا کہ یہ دھند کی وجہ سے ہوا۔ اور پولیس کی گولی کا نشانہ ایک بے گناہ آدمی بن گیا۔ جناب والا۔ میں نے محکمہ موسمیات کا ایک ہفتے کا ریکارڈ پیش کیا' جس میں میں نے یہ ثابت کیا کہ visibility کی حد اتنی تھی کہ گولی اگر چہ ٹائر کے لیے چلائی جاتی تو ٹائر کو ہی لگتی۔ لیکن اس قتل کا ' نہ اسلام پورہ کے قتل کا' نہ شیخوپورہ کے قتل کا' آج تک کوئی حساب ہمیں ملا۔ لیکن جناب والا! میں یہ سارا کچھ کہہ کے اپنی ذمہ داریوں سے بھاگنے کی کوشش نہیں کر رہا۔ میں جناب والا! آپ کی اجازت سے کچھ نگرز اور کچھ انگریزی کے حوالہ جات ہیں جو کہ میں عرض کرنا چاہوں گا۔ والٹیئر ایک مفکر تھے ' انہوں نے ایک دفعہ کہا تھا کہ Voltaire once said about the holy Roman Empire that it was neither holy, nor Roman nor Empire. جناب والا! آج پھر ان دوستوں کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان کا جو دور حکومت تھا جو criminal justice کا سسٹم تھا۔

he same might not be said about the previous system of criminal justice that it was neither a system, nor a justice. It was just criminal. جناب والا! انہوں نے یہ جو کٹ موشن دی ۔ مجھے یاد ہے کہ جہاں پر چودھری صاحب تشریف فرما ہیں میں بھی یہاں سے کچھ گزارشات پیش کیا کرتا تھا۔ لیکن اس کے لیے میں نے ایک alternative policy تجویز کی تھی۔ میں کٹ موشن کی مخالفت اس بنیاد پر بھی کرتا ہوں کہ یہ تکنیکی لحاظ سے It was not a cut motion. کہ یہ اس کی تعریف پر پوری نہیں اترتی۔ لیکن صرف اتنا کہہ کر اگر میں بیٹھ جاتا تو یہ سمجھا جاتا کہ شاید جو کچھ اس ایوان میں کہا گیا ہے ہم اس کو تسلیم کرتے ہیں یا ہمارے پاس ان الزامات کا جواب نہیں۔ جناب والا! ماضی میں یہ ہوتا رہا کہ جو جرم کرتا تھا اس کو یقین ہوتا تھا یا اس کو یقین دلا دیا جاتا تھا کہ وہ پکڑا نہیں جائے گا۔ پکڑا گیا تو سزا نہیں ہو گی۔ سزا ہو گی تو بہت کم ہو گی۔ لیکن جناب والا! ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس صورت حال کو بھی reverse کریں گے۔ اور اداروں کو de-politicise کریں گے۔ تاکہ یہ

ادارے جس مقصد کے لیے قائم کیے گئے ہیں وہ مقصد حاصل کیا جاسکے۔ اور مقصد صرف اور صرف پنجاب کے عام آدمی میں امن و امان کا تحفظ پیدا کرنا ہے۔ جناب والا! یہ جو ہم نے اور فیصلے کیے ہیں وہ بھی situation کو reverse کرنے کے لیے To raise the standard of selection, training of establishment and publicise appropriate norms of promotions. یہاں پر یہ بھی ہوا کہ دوپہر کو قتل کیے گئے، ضمیمے چھپے کہ 13 لاشیں تھیں بعد میں کہا گیا کہ گیارہ لاشیں ہیں۔ اور غالباً اسی کارکردگی کے زمرے میں اسی دن یہاں پروموشنز ہوئیں، ہائی کورٹ نے اس کے بعد اس پر اعتراض کیا۔ لیکن وہ شولڈر پروموشن کے نام پر ہائی کورٹ کے آرڈرز کا بدستور ان کی حکومت میں آج تک مذاق اڑایا جاتا رہا ہے۔ جناب والا! یہ جو آج کل جرائم میں اضافے کی ایک لہر دیکھنے میں آتی ہے ۔ اس میں بہت سی چیزیں ایسی ہیں، جن پر حکومت صرف ایڈمنسٹریٹو پالیسیوں کے ذریعے سے یا ایڈمنسٹریٹو ایکشن کے ذریعے سے کنٹرول نہیں کرسکتی۔ اس کے لیے پوری سوسائٹی کو چاہے وہ لوگ ایوان کے اس جانب ہیں چاہے وہ لوگ ایوان کے اس جانب ہیں۔ جناب سپیکر! یہ سیٹیں تبدیل ہوتی رہتی ہیں اور یہ سیٹیں تبدیل ہونے کے لیے ہیں۔ ذمہ داریاں تبدیل ہوتی رہتی ہیں اور ذمہ داریاں تبدیل ہوں گی اور ہم سب کو ایک ذمہ داری common سمجھنی چاہیے اور وہ صوبے میں معاشی، سماجی، اخلاقی استحکام پیدا کرنا ہے۔ لیکن آج کل جہاں بے روزگاری جرم کی طرف راغب کرنے کا ایک ذریعہ ہے، جہاں ڈرگس جرم کی طرف راغب کرنے کا ذریعہ ہے وہاں جناب سپیکر! میں یہاں اگر یہ عرض نہ کروں تو یہ میرے فرض سے کوتاہی ہو گی کہ لسانی اقلیتوں کے خلاف، نسلی اور مذہبی اس قسم کی کارروائیاں ہو رہی ہیں یا انھیں شہ دی جا رہی ہے۔ یہ بھی ایک وجہ ہے اس دور میں جو کچھ دیکھنے میں آتا ہے کہ تشدد کی ایک لہر ہے۔ ہم اپنی حکومت کی ذمہ داریوں کو پورا کریں گے۔ میں ایوان کے اس جانب بیٹھنے والے دوستوں سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ پنجاب اسمبلی کے اراکین کی حیثیت سے اپنی ذمہ داریاں پوری کریں۔ ہمارے ساتھ ہاتھ بٹائیں اور پنجاب میں واقعتاً وہ کردار ادا کریں جو پنجاب کے عوام ہم سے توقع کرتے ہیں۔ لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ اس دور میں جس قسم کے criminals سے، جس قسم کے gangs سے ہمارا واسطہ ہے ان کو counter کرنے کے لیے پولیس کو effective اور well equiped ہونا چاہیے۔ اس کے لیے یہ فنڈ بہت ضروری ہیں۔

لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ ان اخراجات کو، ان کی ورکنگ کو اس طریقے سے monitor کیا جائے گا کہ یہ پیسہ ضائع ہوتا ہوا دکھائی نہ دے بلکہ صحیح استعمال ہوتا ہوا

دکھائی دے۔ میری آپ سے اور اس ایوان سے استدعا ہے کہ کنوتی کی اس تحریک کو مسترد کیا جائے۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

4 ارب 18 کروڑ 22 لاکھ 94 ہزار 4 سو روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر 13 پولیس کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ۔

ایک رقم جو 4 ارب 18 کروڑ 22لاکھ 94ہزار 4سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو 30جون 1995ء کو ختم ہونے والے مالی سال 95-1994ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد پولیس برداشت کرنے پڑیں گے۔

(مطالبہ زر نمبر 13 منظور ہوا)

جناب سپیکر، اب Guillotine apply ہوتی ہے۔

سید ظفر علی شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی فرمائیے۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! Guillotine استعمال کرنے سے پہلے آپ ایک بات ذہن میں رکھ لیں۔

جناب سپیکر، نہیں' اس کا میں نے اعلان کر دیا ہے کہ وہ اپلائی ہو گئی ہے۔

سید ظفر علی شاہ، ہو گئی ہے۔ میں نے کب کہا کہ نہیں ہوئی۔ میں اسی سلسلے میں بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر، جی۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! آپ نے چونکہ Guillotine کے استعمال کا اعلان کر دیا ہے۔ دوسرے لفظوں میں رول 113 کا آپ نے اعلان کیا ہے کہ اب آپ وہ کر رہے ہیں۔ صبح ایجنڈے میں اس کٹ

موشن کے علاوہ چار اور بھی آئٹم تھے، جن میں ایک فنانس بل اور تین اور باتیں بھی ہیں۔ میں جو بات جناب کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں اور یہ بھی فائدہ اٹھانا چاہتا ہوں کہ یہاں پر اس وقت خوش قسمتی سے پنجاب کے سابق منجھے ہوئے سپیکر جناب منظور وٹو بھی تشریف رکھتے ہیں۔

جناب سپیکر! Guillotine استعمال کرنے کے بعد اور Guillotine کی کارروائی کرنے کے بعد ایجنڈے کی کسی اور کارروائی پر کوئی عملدرآمد نہیں ہو سکے گا۔ اس پر میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ اگر کوئی ڈیبیٹ کرنا چاہے تو اس کے لیے بھی اور اگر جناب کہیں تو میں جناب کے گوش گزار کر دوں گا۔ یہ بات ذہن میں رکھ لیں کہ Guillotine کے استعمال کرنے کے بعد اس ہاؤس میں کوئی اور further proceeding نہیں ہو سکے گی اور نہ ہوتی ہے۔ اس کے لیے آپ مجھے سن لیں یا کسی اور کو اگر پہلے سننا چاہیں تو جس طرح آپ کی مرضی ہے؟

جناب سپیکر، پہلے تو یہ ہے کہ جب Guillotine apply اپلائی ہو گئی ہے تو پھر آپ کی بات بھی کیسے سنی جا سکتی ہے؟

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہا ہوں اور رولز کے مطابق بول رہا ہوں۔ میں رولز پر بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر، جب ڈیمانڈ put ہونے کے بعد وہ مرحلہ آئے گا تو اس پر بات کر لیں گے۔

سید ظفر علی شاہ، نہیں، نہیں، جناب سپیکر ایسی تو میں عرض کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر، نہیں، ظفر صاحب، اب Guillotine apply ہو گئی ہے۔ جب ڈیمانڈز put ہو جائیں گی۔ اس کے بعد جب مرحلہ آئے گا تو پھر اس پر بات کریں گے۔ دیکھیں گے۔

سید ظفر علی شاہ، اچھا، ٹھیک بات ہے۔ ٹھیک بات ہے۔ ایک ہی بات ہے۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔

مطالبہ زر نمبر 1

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

ایک رقم جو 8 لاکھ 94 ہزار 4 سو سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1995ء کو ختم ہونے والے مالی

1994-95ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد افیون برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر 2

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

ایک رقم جو 34 کروڑ 74 ہزار 6 سو روپے سے متجاوز نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1995ء کو ختم ہونے والے مالی سال 1994-95ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد مالیہ اراضی برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر 3

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

ایک رقم جو 4 کروڑ 40 لاکھ 62ہزار 2 سو روپے سے متجاوز نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1995ء کو ختم ہونے والے مالی سال 1994-95ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد صوبائی آبکاری برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر 4

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

ایک رقم جو 1 کروڑ 72 لاکھ 69 ہزار ایک سو روپے سے متجاوز نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1995ء کو ختم ہونے والے مالی سال 1994-95ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد اسٹامپ برداشت کرنے پڑیں

گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر 5

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

ایک رقم جو 30 کروڑ 83 لاکھ 8 ہزار 9 سو روپے سے متجاوز نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1995ء کو ختم ہونے والے مالی سال 95-1994ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد جنگلات برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر 6

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

ایک رقم جو 80 لاکھ 18 ہزار 5 سو روپے سے متجاوز نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1995ء کو ختم ہونے والے مالی سال 95-1994ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد رجسٹریشن برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر 7

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

ایک رقم جو 2 کروڑ 67 لاکھ 71 ہزار 3 سو روپے سے متجاوز نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1995ء کو ختم ہونے والے مالی سال 95-1994ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد موٹر گاڑیوں کے قوانین برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر 8

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

ایک رقم جو 7 کروڑ 9 لاکھ 81 ہزار 5 سو روپے سے متجاوز نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1995ء کو ختم ہونے والے مالی سال 95-1994ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد دیگر ٹیکس اور محصولات برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر 11

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

ایک رقم جو 27 کروڑ 65 لاکھ 43 ہزار 8 سو روپے سے متجاوز نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1995ء کو ختم ہونے والے مالی سال 95-1994ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مدعدل گستری برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر 12

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

ایک رقم جو 33 کروڑ 39 لاکھ 41 ہزار ایک سو روپے سے متجاوز نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1995ء کو ختم ہونے والے مالی سال 95-1994ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد جیل خانہ جات و سزا یافتگان کی بستیاں برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر 14

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

ایک رقم جو 87 لاکھ 90 ہزار 5 سو روپے سے متجاوز نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1995ء کو ختم ہونے والے مالی سال 95-1994ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مدعجائب خانہ جات برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر 15

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

ایک رقم جو 16 ارب 70 کروڑ 91 لاکھ 15 ہزار ایک سو 30 روپے سے متجاوز نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1995ء کو ختم ہونے والے مالی سال 95-1994ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مدتعلیم برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر 16

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

ایک رقم جو 3 ارب 92 کروڑ 25 لاکھ 18 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1995ء کو ختم ہونے والے مالی سال 95-1994ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد خدمات صحت برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر 17

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

ایک رقم جو 38 کروڑ 12 لاکھ 59 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1995ء کو ختم ہونے والے مالی سال 95-1994ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد صحت عامہ برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر 18

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

ایک رقم جو ارب 8 کروڑ 75 لاکھ 90 ہزار ایک سو روپے سے متجاوز نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1995ء کو ختم ہونے والے مالی سال 95-1994ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد زراعت برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر 19

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

ایک رقم جو 6 کروڑ 22 لاکھ 51 ہزار 7 سو روپے سے متجاوز نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1995ء کو ختم ہونے والے مالی سال 95-1994ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد فشریز برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر 20

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

ایک رقم جو 53 کروڑ 63 لاکھ 71 ہزار 4 سو روپے سے متجاوز نہ ہو' گورنر پنجاب ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1995ء کو ختم ہونے والے مالی سال 95-1994ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد وٹرنری برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر 21

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

ایک رقم جو 12 کروڑ 17 لاکھ 31 ہزار 3 سو روپے سے متجاوز نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1995ء کو ختم ہونے والے مالی سال 95-1994ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد امداد باہمی برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر 22

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ۔

ایک رقم جو 12 کروڑ 11 لاکھ 39 ہزار 4 سو روپے سے متجاوز نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1995ء کو ختم ہونے والے مالی سال 95-1994ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد صنعتیں برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر 23

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

ایک رقم جو 42 کروڑ 44 لاکھ 62 ہزار 5 سو روپے سے متجاوز نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1995ء کو ختم ہونے والے مالی سال 95-1994ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد متفرق محکمہ جات برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر 24

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

ایک رقم جو 94 کروڑ 97 لاکھ 23 ہزار 3 سو روپے سے متجاوز نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1995ء کو ختم ہونے والے مالی سال 95-1994ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سول ورکس برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر 25

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

ایک رقم جو ایک ارب 31 کروڑ 11 لاکھ 77 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1995ء کو ختم ہونے والے مالی سال 95-1994ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد مواصلات برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر 26

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

ایک رقم جو 18 کروڑ 2 لاکھ 18 ہزار 7 سو روپے سے متجاوز نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1995ء کو ختم ہونے والے مالی سال 95-1994ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد تعمیر مکانات و عملی منصوبہ بندی برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر 27

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

ایک رقم جو 89 لاکھ 45 ہزار 4 سو روپے سے متجاوز نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1995ء کو ختم ہونے والے مالی سال 95-1994ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ریلیف برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر 28

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

ایک رقم جو 3 ارب 50 کروڑ 88 لاکھ 83 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1995ء کو ختم ہونے والے مالی سال 95-1994ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد پنشن برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر 29

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

"ایک رقم جو 8 کروڑ 88 لاکھ 71 ہزار 7 سو روپے سے متجاوز نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1995ء کو ختم ہونے والے مالی سال 95-1994ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سامان تحریر و طباعت برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر 30

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

"ایک رقم جو 1 ارب 36 کروڑ روپے سے متجاوز نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1995ء کو ختم ہونے والے مالی سال 95-1994ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سبسڈیز برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر 31

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

"ایک رقم جو 81 کروڑ 93 لاکھ 93 ہزار 5 سو روپے سے متجاوز نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1995ء کو ختم ہونے والے مالی سال 95-1994ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد متفرقات برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر 32

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ۔

"ایک رقم جو 2 کروڑ 74 لاکھ 82 ہزار 8 سو روپے سے متجاوز نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1995ء کو ختم ہونے والے مالی سال 1994-95ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد شہری دفاع برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر 33

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ۔

"ایک رقم جو 12 ارب 43 کروڑ 58 لاکھ 2 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1995ء کو ختم ہونے والے مالی سال 1994-95ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد عکے اور چینی کی سرکاری تجارت برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر 34

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ۔

"ایک رقم جو 15 کروڑ 7 لاکھ 54 ہزار 3 سو روپے سے متجاوز نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1995ء کو ختم ہونے والے مالی سال 1994-95ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد میڈیکل سٹورز اور پتھر کے کوئلہ کی سرکاری تجارت برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر 35

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

"ایک رقم جو 5 کروڑ روپے سے متجاوز نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1995ء کو ختم ہونے والے مالی سال 1994-95ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مدقرضہ جات برائے سرکاری ملازمین برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر 36

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

ایک رقم جو 5 ارب 27 کروڑ 12 لاکھ 33 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1995ء کو ختم ہونے والے مالی سال 1994-95ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ترقیات برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر 37

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

"ایک رقم جو 51 کروڑ 38 لاکھ روپے سے متجاوز نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1995ء کو ختم ہونے والے مالی سال 1994-95ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد تعمیرات آبپاشی برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر 38

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 2 کروڑ 47 لاکھ 44 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1995ء کو ختم ہونے والے مالی سال 95-1994ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مدزرعی ترقی و تحقیق برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر 40

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 10 کروڑ 21 لاکھ روپے سے متجاوز نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1995ء کو ختم ہونے والے مالی سال 95-1994ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد شہری ترقی برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر 41

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 3 ارب روپے سے متجاوز نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1995ء کو ختم ہونے والے مالی سال 95-1994ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد شاہراہات پل برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر 42

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 3 ارب 47 کروڑ 68 لاکھ 97 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1995ء کو ختم ہونے والے مالی سال 95-1994ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مدسرکاری عمارات برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر 43

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ۔

"ایک رقم جو 85 کروڑ 36 لاکھ 79 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو' گورنر پنجاب، کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1995ء کو ختم ہونے والے مالی سال 95-1994ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مدقرضہ جات برائے بلدیات / خود مختار ادارے وغیرہ برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری محمد ریاض: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

جناب سپیکر: نہیں resolution میری consent سے پیش ہوتا ہے اور میں اس کی consent نہیں دے رہا۔ جناب میں اس کی consent نہیں دے رہا۔ A Minister will move that the Punjab Finance Bill ,1994, as introduced may be taken into consideration at once.

سید ظفر علی شاہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ Objection Mr. Speaker۔

جناب سپیکر: جی شاہ صاحب فرمائیے آپ کو کیا اعتراض ہے؟

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر ! جب آپ guillotine میں داخل ہوئے تھے تو میں نے اس وقت پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہو کر بات کی تھی اور آپ نے کہا تھا کہ guillotine ختم ہونے پر آپ کی بات کو سنیں گے۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! guillotine کب ختم ہوتی ہے؟

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر ! guillotine تو آپ نے ختم کر لی ہے۔ جب آپ نے مطالبہ زر نمبر 43 منظور کیا تو guillotine اسی وقت ختم ہو گئی۔ اب میں نے اسی پر بات کرنی ہے کہ اب کوئی اور کارروائی نہیں ہو سکتی۔ یہ قانون کی بات ہے میں کوئی ایسے ہی بات نہیں کر رہا۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب یہ روایات کی بات ہے اور مشترکہ طور پر حزب اختلاف اور حزب اقتدار کے درمیان طے شدہ بات ہے۔لہذا میں آپ کے پوائنٹ آف آرڈر کو rule out کرتا ہوں۔

سید ظفر علی شاہ، No, no۔ جناب سپیکر! خدا کے لیے آپ مجھے سنیے کہ میں کیا کہنا چاہتا ہوں۔ یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ آپ ایسا نہیں کر سکتے۔ آپ مجھے سن تو لیں۔

سید تابش الوری، جناب والا ! آپ ہماری بات تو سن لیں۔ ہم قواعد انضباط کار کے تحت بات کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، قائد حزب اختلاف بات کرنا چاہتے ہیں۔ جی فرمائیں۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب والا! اگر کوئی قانونی نکتہ ہے تو صرف دو منٹ کے لیے آپ اسے سن تو لیں۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب! شاہ صاحب نے جو قانونی نکتہ پیش کیا ہے میں نے اسے سن لیا ہے۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر ! خدا کے لیے یہ جو ہاؤس کے رولز ہیں، قواعد ضوابط ہیں ان پر بھی توجہ دیں۔ میں آپ کو قواعد و ضوابط کا حوالہ دے رہا ہوں۔ اس پر توجہ دیں۔ آپ اتنا یک طرفہ فیصلہ نہ صادر فرمایا کریں۔

جناب سپیکر، نہیں میں یک طرفہ فیصلہ نہیں کر رہا۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! آپ نے مجھے سنا ہی نہیں اور میرا پوائنٹ آف آرڈر rule out کر دیا

ہے۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! میں آپ کے پوائنٹ آف آرڈر کو rule out کر چکا ہوں۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر ! آپ کو مجھے سننا پڑے گا۔ آپ ایسے نہیں کر سکتے۔ یہ کوئی تماشا ہے۔

جناب سپیکر، یہ سپیکر کے ساتھ بات کرنے کا کوئی طریقہ نہیں۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر ! جب یہاں پر rude بات ہو' یہاں پر تماشے ہوں' یہاں پر jokes ہوں' یہاں پر sexy باتیں ہوں تو آپ انہیں سنتے ہیں۔ لیکن جب میں rules کی بات کرتا ہوں تو آپ فرماتے ہیں کہ میں نے rule out کر دیا۔ آپ نے تو میری بات سنی ہی نہیں اگر آپ نے میری بات سنی ہے تو بتائیں کہ میں نے کیا کہا ہے؟

جناب سپیکر، میں rules کی بات بھی سنتا ہوں اور میں نے اسے سننے کے بعد ہی rule out کیا ہے۔

سید ظفر علی شاہ، آپ نے کیا سنا ہے؟

جناب سپیکر، آپ نے جو کہا ہے وہ یہ ہے کہ جب guillotine apply ہو جاتی ہے تو اس کے بعد کوئی اور کارروائی نہیں ہوتی۔ اور میں نے اسے rule out کر دیا ہے۔ (قطع کلامیاں) ظفر علی شاہ صاحب آپ تشریف رکھیں۔ آپ کا لب و لہجہ' سپیکر کے ساتھ بات کرنے کا طریقہ نامناسب ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ میری بات سنیں۔

سید ظفر علی شاہ، میں سپیکر کا بے حد احترام کرتا ہوں لیکن قواعد و ضوابط کے خلاف کوئی بات نہیں سن سکتا۔ ہم یہاں law maker بیٹھے ہوئے ہیں۔ کوئی گدھے گھوڑے نہیں ہیں۔ (قطع کلامیاں)

میاں فضل حق، آپ اس سلسلے میں میاں منظور احمد وٹو سے رائے لے لیں۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ شاہ صاحب آپ تشریف رکھیں۔ میاں فضل حق آپ بھی تشریف رکھیں۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی تابش الوری صاحب فرمائیں۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر ! میں آپ کی توجہ قواعد انضباط کار کی طرف مبذول کرا رہا ہوں۔ ظاہر ہے کہ آپ سے زیادہ اس ہاؤس کا custodian اور امین کوئی نہیں اس لیے میں چاہتا ہوں کہ رول

113 کی طرف آپ کی توجہ مبذول کراؤں ۔ جس میں کہا گیا ہے کہ :۔

113. On the last day of the days allotted under rule 111 for stage (ii) mentioned in rule 110 at the time when the sitting is to terminate,

یہ بڑے اہم لفظ ہیں جو قاعدہ نمبر 113 میں کہے گئے ہیں :۔

"------ when the sitting is to terminate, the Speaker shall forthwith put every question necessary to dispose of all the outstanding matters in connection with the completion of that stage of the Budget."

جناب والا ! اس میں بڑے واضح طور پر یہ کہا گیا ہے کہ جب sitting terminate ہو تو پھر باقی تمام کام چھوڑ کر بجٹ کے جو باقی stages ہیں اس کو مکمل فرمائیں گے ۔ وہ stage آپ نے مکمل کر لی ہے اور اس کے بعد یہ sitting تو پہلے ہی ختم ہو گئی ۔ اور ہماری ساری پارلیمانی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ Finance Bill ہمیشہ دوسرے دن پیش ہوتا ہے اور آج کی کارروائی صرف demands اور بجٹ کی منظوری تک ہے ۔

جناب سپیکر، ہاؤس کا وقت آدھے گھنٹے کے لیے بڑھایا جاتا ہے ۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ پارلیمنٹ کی پوری تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ اس سلسلے میں اسی روایت پر عمل کیا گیا ہے اور میں نہیں چاہتا کہ آپ کی ذات پر کوئی ایسا دھبہ آئے کہ آپ نے پارلیمانی روایات سے انحراف کر کے کوئی نئی روایت قائم کی ۔ جناب قائد ایوان بھی تین terms سپیکر رہے ہیں وہ بھی اس بات کی تائید کریں گے کہ اس قاعدے کی یہی تشریح ہے اور اسی کے مطابق عمل ہوتا رہا ہے ۔ میں نے اس پر مزید تقویت کے لیے رات کو سابق سپیکر جناب انور بھنڈر سے تشریح چاہی اور انھوں نے کہا کہ قطعاً یہی شکل ہے یہی صورت ہے اور پارلیمانی تاریخ میں اس کے خلاف عمل در آمد نہیں کیا گیا ۔ کیونکہ میں نے ایجنڈے میں یہ چیز دیکھی تھی تو میں نے اپنی تسلی اور ریکارڈ کی درستی کرنے کی خاطر ان سے بھی رابطہ کیا اور وہاں سے بھی یہی رائے ملی کہ قاعدے کے مطابق guillotine کے بعد کسی اور کارروائی کو نہیں کرنا چاہیے ۔ اگر آپ کل صبح کے

اجلاس میں یہ فنانس بل پیش کر دیں اور اس پر بحث ہو جائے تو میرا خیال ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں ۔ دوسرا میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ نے ان تمام قواعد سے انحراف کرتے ہوئے یہ فنانس بل آج پیش بھی کیا شاید پھر بھی یہ اتنی جلدی منظور نہ ہو سکے ۔ ہم نے اس کو oppose کرنا ہے اس کے principles پر بحث کرنی ہے تو اگر آپ ساری رات بیٹھنا چاہتے ہیں تو پھر ٹھیک ہے ۔ ورنہ اگر آپ قواعد کے مطابق کارروائی کرنا چاہتے ہیں تو اسے انا کا مسئلہ نہ بنایا جائے اور اسے کل صبح تک postpone کر دیجیے اور روایت کے مطابق فنانس بل کو منظور کیجیے ۔

جناب سپیکر، میری بات سنی جائے' میرے چیمبر میں حزب اختلاف اور حزب اقتدار کے معزز نمائندوں کی موجودگی میں یہ بات طے پائی ۔ ہم نے پہلے 28 جون تک بجٹ اجلاس رکھا تھا ۔ آپ دونوں فریقین کو سن کر آپ کے باہمی مشورے سے اور یہ بات وہاں پر بار بار کی گئی کہ چونکہ اس پر کوئی بحث نہیں ہونی ۔ آپ اس پر کوئی کٹ موشن نہیں لائے اس میں کوئی ایسی بات نہیں؛ یہ دس منٹ کا کام ہے ۔ اتنا لمبا ہاؤس چلا ہے ممبروں نے واپس جانا ہے 27 جون کو جب بجٹ کی بحث مکمل ہو جائے۔ جب guillotine مکمل ہو جائے تو اس صورت میں دس منٹ کے لیے یہ کام بھی کر لیا جائے تاکہ لوگوں کو واپس جانے میں آسانی ہو ۔ یہ بات آپ دونوں فریقین کے باہمی فیصلے کے مطابق طے پائی گئی۔ میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ جب آپ ایک بات اتفاق رائے سے سپیکر کے ساتھ طے کرتے ہیں ---

سید ظفر علی شاہ، جناب والا ' پوائنٹ آف آرڈر ----

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں' میں بات کر رہا ہوں ابھی آپ مت اٹھیے ۔ تو اس کے بعد پھر سپیکر سے یہ کہا جاتا ہے کہ وہ اس کے خلاف چل رہا ہے اس وقت جناب وزیر خزانہ نے کئی سالوں کا حوالہ دیا کہ جن سالوں میں ایسا ہوا' یہ روایت رہی ہے کہ بجٹ کی بحث کے آخری دن یہ فنانس بل بھی پیش کیا جاتا رہا ہے ۔ اس لیے یہ کہنا کہ پارلیمانی تاریخ میں کبھی ایسا نہیں ہوا یہ بھی درست نہیں ۔ ایسا ہوتا رہا ہے اور باہمی اتفاق رائے سے ہوتا رہا ہے اور اس مرتبہ بھی اگر یہ بات اس طرح سے ہاؤس میں پیش کی جا رہی ہے تو اس لیے کی جا رہی ہے کہ دونوں فریقین نے اس پر رضامندی کا اظہار کر کے مجھے بتایا تو میں نے اس کے مطابق اس بات کو 28 جون کی بجائے 27 جون کے ایجنڈے میں شامل کیا۔ اب آپ کہتے ہیں کہ ہم ساری رات اس پر بحث کرنا چاہتے ہیں یہ نامناسب ہے ۔

سید ظفر علی شاہ، پوائنٹ آف آرڈر ' جناب والا! میں آپ کا بہت مشکور ہوں اور کوشش کروں گا کہ

میں تحمل سے بات کروں اور آپ کی خدمت میں بھی عرض کروں گا کہ آپ تحمل سے بات کو سنا تو ضرور کریں ۔ آپ ماشاء اللہ بہت منجھے ہوئے سپیکر ہیں ۔ جناب سپیکر! میں اب جو بات کر رہا ہوں میں حزب اختلاف کے رکن کی حیثیت سے یا حزب اقتدار کے رکن کی حیثیت سے نہیں کر رہا بلکہ میں ایک ممبر کی حیثیت سے بات کر رہا ہوں ۔ آپ مجھے اس بات کا جواب دیں۔ کہ حزب اقتدار اور حزب اختلاف آپ کے چیمبر میں بیٹھ کر یہ طے کر لے کہ اگر اسمبلی بلڈنگ کے سامنے کوئی دو آدمی کسی اور دو آدمیوں کو قتل کر دیں گے۔ تو ان پر مقدمہ نہیں بنے گا تو آپ سمجھتے ہیں کہ ایسا ہو گا؟ کبھی نہیں ہو گا۔ قانون اپنے راستے کا خود تعین کرتا ہے ۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ مجھے اس بات کا علم نہیں لیکن اگر انھوں نے کیا بھی ہے تو ان کو کوئی اختیار نہیں ہے اور نہ ہی جناب کو کوئی اختیار ہے کہ آپ آئین کو رولز کو یا لاء کو by pass کر جائیں ۔ یہ اس طرح نہیں ہو سکتا اگر انھوں نے آپس میں معاہدہ کر بھی لیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ معاہدہ خلاف ضابطہ ہے ۔ کوئی آسمان نہیں گر رہا ۔ آپ کچھ روایات تو یہ بھی ڈالیں کہ اس ہاؤس میں ہر چیز accordingly ہوتی ہے ۔ جناب والا! اس صوبے کے longest period کے سپیکر یہاں پر موجود ہیں ۔ میں ان کا mind پڑھے بغیر کہتا ہوں کہ وہ بتا دیں کہ کیا میرا objection غلط ہے ۔ ڈپٹی سپیکر بتا دیں ' کوئی چار وکلاء کا پینل بٹھا دیں۔ اگر یہ بات غلط ہے تو میں معافی بھی چاہتا ہوں اور اپنے الفاظ بھی واپس لیتا ہوں ۔ جناب سپیکر! جس طرح سید تابش الوری نے کہا ہے کہ آپ کیا سمجھتے ہیں کہ وزیر خزانہ کی طرف سے جونہی بل آئے گا تو you know کہ اس بل کی بھی ایک ایک کلاز پر اور principles پر بھی discussion ہو گی۔ and it will take time ہم نے اس کو بھی oppose کرنا ہے اور اس پر بات بھی کرنی ہے۔ جناب والا!

جہاں جہاں پارلیمانی سسٹم ہے وہاں یہی ہوتا ہے ۔ یا تو آپ guillotine استعمال نہ کرتے چلتے رہتے ٹائم بڑھاتے رہتے چلتے رہتے ٹائم بڑھاتے رہتے ۔ guillotine کا فلسفہ ہی یہی ہے اسی لیے guillotine کی provision رکھی گئی ہے کہ آپ بجٹ کے لیے ایک calculated time دے دیں جس کا حوالہ رول 110 اور رول 111 میں ہے ۔ اب جس وقت وہ calculated time run کر رہا ہوتا ہے ہاتھ سے نکل رہا ہوتا ہے۔ sitting terminate ہونے والی ہوتی ہے ۔ وقت بھاگ رہا ہوتا ہے لیکن چونکہ بجٹ نے پاس ہونا ہے اس کا calculated time ہے ۔ اس لیے law maker نے سپیکر کو اجازت دی ہے یا رول رکھا ہے کہ سپیکر اس وقت guillotine کی کلہاڑی چلائے گا کیونکہ ٹائم بھاگ رہا ہے ۔ تاکہ اس ٹائم کے بھاگنے سے پہلے پہلے termination سے پہلے پہلے اس نے اپنے بجٹ

کا process پورا کرنا ہے ۔ وہ آپ نے کر لیا ہے ---

جناب سپیکر، شاہ صاحب! guillotine کا وقت ختم ہو گیا ہے اب ہم نے نیا وقت شروع کر دیا ہے---

سید ظفر علی شاہ، نہ نہ جناب سپیکر! یہی تو زیادتی ہے ۔

جناب سپیکر، اس میں کون سی بات ایسی آ گئی ہے ۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا ' sitting terminate ہونے سے پہلے guillotine کرنی ہے اور جب guillotine ختم ہوئی تو وہ خود اس بات کی وضاحت ہے ۔ guillotine کا استعمال کرنا اس بات کی وضاحت ہے کہ time terminate ہو چکا ہے sitting ختم ہو چکی ہے ۔

جناب سپیکر، اچھا لاء منسٹر کو سن لیتے ہیں ۔ جی لاء منسٹر

وزیر قانون ، جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ فنانس بل move کرنے کے بارے میں فاضل محرک نے اعتراض کیا ہے کہ رول 113 کے حوالے سے اب کوئی اور کارروائی نہیں ہو سکتی ۔ جناب والا! ابھی وزیر خزانہ نے بل move کرنے کے بارے میں اپنی تحریک پیش ہی نہیں کی تھی اور اس سے پہلے ہی یہ اعتراض سامنے آیا جس کے حوالے سے آپ نے جو بات کی میں اپنی جگہ یہ سمجھتا ہوں کہ حزب اختلاف اور حزب اقتدار کے حوالے سے جو بات طے ہوئی' آپ نے اس کا بھی ذکر کیا ۔ اس کے بعد یہ اعتراض نہیں اٹھایا جانا چاہیے تھا ۔البتہ رول 113 کی interpretation کس طریقے سے کی جا رہی ہے ۔ جناب والا! آج guillotine دو بجے استعمال نہیں کی گئی ۔ آج کے اجلاس کا ٹائم دو بجے کا تھا اجلاس ختم ہونے کا ٹائم گزر چکا تھا ۔ آپ نے 2 15 پر guillotine استعمال کی ہے ۔ اس لیے اجلاس کا جو اصل ٹائم تھا وہ یقیناً اس وقت اختتام کے وقت سے گزر چکا تھا ۔ اس لحاظ سے بھی رول کی جس پابندی کا حوالہ سید ظفر علی شاہ دے رہے ہیں یہ وقت تو اس سے آگے جا چکا تھا لیکن guillotine use کرنے کی sense اس رول کے تحت یہ ہے کہ میزانیہ کے جتنے مراحل ہیں وہ اس روز کی sitting میں مکمل کر لیے جائیں ۔ اس مقصد کے لیے روز میں guillotine کا استعمال رکھا گیا ہے ۔رول نمبر 113 میں لکھا ہے

میزانیہ کے مراحل کی تکمیل قاعدہ 113 ۔ قاعدہ نمبر 110 میں متذکرہ مرحلہ (دوم) کے لیے قاعدہ نمبر 111 کے تحت مخصوص کردہ ایام آخری روز ایسے وقت پر جب نشست ختم ہونے والی ہو'

سپیکر کے لیے لازم ہوگا کہ وہ خود ایسا ہر سوال پیش کرے، جو میزانیہ کی اس مرحلہ کی تکمیل کے سلسلہ میں تمام باقی ماندہ امور کے فیصلے کے لیے ضروری ہو۔

اس لیے جناب سپیکر! میزانیہ کی کارروائی کی تکمیل کے لیے آپ کو guillotine کے استعمال کا اختیار حاصل ہے۔ جب میزانیہ کے تمام مراحل مکمل ہو گئے۔ اس کے بعد guillotine کے استعمال کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اس کے بعد اگر کوئی ایسی صورت حال موجود ہے تو مزید کارروائی کی جا سکتی ہے۔ 1985ء سے لیکر 1990ء تک کا جناب سپیکر! آپ ریکارڈ اٹھا کر دیکھ لیں کہ فنانس بل جب بھی پیش کیا گیا ہے، بجٹ کے روز ہی پیش کیا گیا ہے۔ البتہ اس معاملے میں اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ رول 113 کی پابندی باقی کارروائی کرنے کے معاملے میں امر مانع ہے تو رول 202 کے تحت تو آپ رول 113 میں نرمی کرکے فنانس بل پیش کرنے کی اجازت دے سکتے ہیں۔

جناب سپیکر، ہاں میں کر سکتا ہوں۔

وزیر قانون: اس کے علاوہ جناب والا! میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں اور فاضل اراکین اپوزیشن کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب بھی قائد حزب اختلاف اور حزب اقتدار کی طرف سے کسی معاملے کو طے کر لیا جائے اور اس پر دستخط بھی تحریری طور پر ہو جائیں تو یہ تصور کیا جاتا ہے کہ پورا ایوان متفقہ طور پر اگلی کارروائی کی اجازت دیتا ہے۔ جناب والا! ڈپٹی لیڈر آف اپوزیشن سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ اور میرے درمیان یہ تحریری طور پر معاہدہ ہوا جس میں جناب ذوالفقار علی خان کھوسہ نے یہ بات واضح طور پر لکھی ہوئی ہے کہ 27-6-94 کو آپ فنانس بل move کر کے باقی ماندہ کارروائی کرکے اجلاس کو غیر معینہ عرصہ کے لئے ملتوی کر دیں۔ جناب سپیکر! اس صورت میں جب ہم نے کوئی تحریری معاہدہ کیا ہے تو ہم نے یہ اپنے طور پر ایوان کے معاملات بہتر طور پر چلانے کے لیے کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ مجھے بھی اس معاہدے کو honour کرنا چاہیے اور فاضل اراکین اپوزیشن کو بھی سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ کے احترام میں اسے honour کرنا چاہیے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: ذاتی نکتہ وضاحت۔ جناب والا! یہ تحریر جو وزیر قانون نے آپ کے اور ہاؤس کے سامنے پیش کی ہے اور اس کا کچھ حصہ پڑھا ہے وہ خود اس بات کی دلیل ہے کہ فنانس بل پیش کرکے باقی کارروائی مکمل کر لی جائے۔ میں نے یہ کبھی ان سے معاہدہ نہیں کیا کہ آپ قانون کی دھجیاں اڑا دیں۔ وہ یہ تحریر پڑھ لیں اور پھر سے پڑھ لیں۔

جناب سپیکر، کوئی قانون کی دھجیاں نہیں اڑا سکتا۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، یہ معاہدہ ہوا تھا کہ یہ 26 تاریخ تک باقی تمام کارروائی مکمل کرلیں اور پھر 27 جون کو یہ بے شک فنانس بل پیش کر دیں ۔ اب جب کہ انہوں نے باقی کارروائی 27جون کو ہی پوری کی ہے اور guillotine بھی 27جون کو ہی لگائی ہے تو اس میں میرا کیا قصور ہے ؟

جناب سپیکر، نہیں سردار صاحب' میں موجود تھا اس میں ہر گز یہ مفہوم نہیں تھا کہ کارروائی 26 جون کو مکمل کر لی جائے گی اور 27 جون کو صرف فنانس بل پیش کیا جائے گا ۔ واضح طور پر یہ بات ہوئی تھی کہ دو دن ووٹنگ ہوگی دو دن اس پر بحث ہوگی دو دن کٹ موشنز پر بحث ہوگی اور 27 جون کو جب آخر میں guillotine استعمال ہو گی تو اس کے بعد فنانس بل پیش کیا جائے گا۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! وزیر قانون جو تحریر پیش کر رہے ہیں وہ آپ کے چیمبر کی نہیں ہے اپنی سیٹ سے انہوں نے مجھے لکھ کر بھیجا تھا اور میں نے بھی انہیں لکھ کر بھیجا تھا۔ یہ بات آپ کے چیمبر میں طے نہیں ہوئی ۔

جناب سپیکر، جی اس میں یہ واضح طور پر لکھا ہوا ہےاور اس پر معاہدہ ہو گیا تھا کہ 27 تاریخ کو ہی فنانس بل پیش کر دیا جائے گا ۔اور آپ نے خود یہ تحریری طور پر لکھا ہوا ہے کہ 27 جون کو فنانس بل اور دیگر سرکاری کارروائی کرکے اجلاس کو prorogue کر دیں ۔

سید ظفر علی شاہ، پوائنٹ آف آرڈر ۔جناب والا! وزیر قانون صاحب کی طرف سے ایک وضاحت آئی ہے ایک تو انہوں نے یہ کہا کہ رولز کو معطل کر دیں لیکن مجھے یہ سمجھ نہیں آئی کہ کون سا رول معطل کر دیں ۔

جناب سپیکر، رول نمبر 202۔

سید ظفر علی شاہ، یہ تو مجھے بھی پتا ہے کہ رول نمبر 202 کو معطل کیا گیاہے لیکن اس کے تحت کس رول کو معطل کیا جائے ؟ رول نمبر 202 کے تحت تو پاور ملتی ہے لیکن یہ بھی تو بتایا جائے کہ کس رول کو معطل کریں۔ جناب سپیکر! میں پھر آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ ہم مخالفت برائے مخالفت کی بات نہیں کر رہے جناب نے اور وزیر قانون نے بھی یہ حوالہ دیاہے کہ حزب اختلاف اور حزب اقتدار نے معاہدہ کیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر، اور یہ بھی بتایا ہے کہ کتنے سال ایسا ہوتا بھی رہا ہے---

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! اگر غلط ہوتا رہا ہے تو میں اس کا پابند نہیں ہوں کیونکہ میں تو پابند ہوں اس کتاب کا میں پابند ہوں black and white کا۔ اگر خدانخواستہ حزب اختلاف کا اور حزب اقتدار کا ایک معاہدہ ہو جاتا ہے یعنی قائد حزب اختلاف اور قائد ایوان آپس میں اسمبلی کے خلاف conspiracy کر لیتے ہیں اندر جاکر سودا کر لیتے ہیں کہ ہم دونوں کا معاہدہ ہوگیا ہے کہ اسمبلی کو توڑ دو Who they are?۔ جناب سپیکر! اس طرح سے نہیں ہوتا---

جناب سپیکر، یہ کوئی بات نہیں یہ کوئی ایک دو آدمیوں کے درمیان بات نہیں ہوئی بلکہ باقاعدہ وفود کے درمیان بات ہوئی ہے اور میری موجودگی میں ہوئی ہے---

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! وہ over-rule نہیں کر سکتے---

جناب سپیکر، کوئی over -rule نہیں کیا جا رہا۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! میں عرض کرتا ہوں آپ مجھے ایک منٹ دے دیں۔ جناب سپیکر! میری مؤدبانہ آپ سے گزارش ہے وہ باتیں جس کی Rules Regulation اجازت دیتے ہوں آئین جس بات کی اجازت دیتا ہو اس میں حزب اختلاف اور حزب اقتدار کی آپس میں باہمی باتیں ہوتی ہیں اور اس میکوئی شک نہیں انہیں رول میں لکھا ہوا ہے مثلاً ابھی پرسوں آپ نے سٹینڈنگ کمیٹیاں بنائی ہیں۔ رولز بذات خود اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ اگر حزب اقتدار اور حزب اختلاف اپنی consent دے دیں تو وہ کمیٹیاں بنا دی جاتی ہیں۔ اب اس بات کی اجازت رولز نے دی ہے لیکن اگر یہ بات نہیں ہوتی تو پھر اس کا الیکشن ہوتا ہے یہ بھی رولز کی بات ہے ۔صرف انہی باتوں پر دونوں دھڑے کسی ایک نکتے پر پہنچ سکتے ہیں جن کی قانون ان کو اجازت دیتا ہے ۔ قانون یا رولز کو پس پردہ رکھ کر وہ اپنے طور پر کوئی معاہدہ نہیں کر سکتے ۔اور اگر کرتے بھی ہیں تو اس معاہدے کی کوئی حیثیت نہیں۔ اس معاہدے کی آپ کی نظر میں اور نہ اس ہاؤس کی نظر میں کوئی وقعت ہے اور نہ ہی ہاؤس اس کا پابند ہے۔ جناب سپیکر! وزیر قانون نے کہا ہے کہ رول 202 ہمیں اختیار دیتا ہے' اسی لیے میں نے شروع میں یہ بات کی تھی کہ اب رول 113 آپ apply کرنے لگے ہیں اور اس وقت اگر آپ رول نمبر 202 apply کرتے ہیں .....جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں آپ کی تھوڑی سی توجہ چاہوں گا اور میں کوئی مخالفت برائے مخالفت کی بات نہیں کر رہا اب رول 113 کو apply کرنے سے پہلے آپ رول 202 کو apply کرتے

ہیں تو رول کونسا معطل کرتے ہیں ؟ اور اگر آپ رول 113 کو معطل کریں تو پھر تو کام ہی نہیں چل سکتا' آگے بجٹ ہی پاس نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اگر آپ رول 113 کو معطل کریں گے تو وہ تو ویسے ہی dead ہو جائے گا۔ اگر رول 113 کو آپ کرتے ہیں جس طرح آپ نے کیا اور بالکل ٹھیک آپ نے کیا اور یہ دنیا کی ہر پارلیمنٹ میں ہوتا ہے اگر یہ نہ ہو تو 48 گھنٹے کے بعد تو جولائی شروع ہونے والا ہے۔ اسی لیے یہ جو فلسفہ ہے guillotine کا اسی لیے ہے ۔ یہ ایسے ہی نہیں رکھا گیا' اس کے پیچھے بھی کوئی مقصد ہے۔ لہٰذا آپ نے اسے استعمال کیا اور صحیح کیا ۔ دیکھیں بے شمار کٹ موشنز ہماری طرف سے آئی تھیں۔ ہمارے بہت سے اراکین نہیں بول سکے کیونکہ guillotine کا ٹائم آ گیا time run کر رہا ہے اور موجودہ نشست terminate ہونے والی ہے اور calculated time ہے جو آپ نے رول 111 اور رول 112 کے تحت مقرر کیا ہے۔ اس ٹائم کو پکڑنے کے لیے آپ نے guillotune استعمال کی ہے۔ اسی طرح رول 113 بذات خود اس وقت کے مطالبے پر ہے یعنی guillotne کے بعد اور کوئی کارروائی نہیں ہوگی ۔ رول 113 کا فلسفہ ہی یہی ہے۔ میں معذرت سے عرض کروں گا کہ اگر 1985ء سے 1990ء تک ایسا ہوتا رہا ہے ۔ مجھے اس سے کوئی غرض نہیں ہے اور میں اس وقت اس ہاؤس کا رکن بھی نہیں تھا۔ لیکن اگر کوئی غلط بات ہوتی رہی ہے تو جناب سپیکر! وہ غلط بات آپ کے بھی ماتھے اور مقدر میں لکھی گئی ہے ---- ۔

جناب سپیکر، وہ میرے ماتھے پر نہیں وہ اس لیے کہ حزب اقتدار اور حزب اختلاف دونوں کے معزز لیڈروں نے مل کر اس کا فیصلہ کیا اس کو میں نے پورے ہاؤس کی consent سمجھتے ہوئے قبول کیا اور اس کے مطابق میں چل رہا ہوں اور میں کوئی بات اپنے طور پر نہیں کر رہا ۔ میں آپ کے معاہدے کو ہاؤس کی consent سمجھتے ہوئے اس پر عمل کر رہا ہوں ۔ جناب قائد ایوان۔

وزیر اعلیٰ (میاں منظور احمد وٹو)، جناب سپیکر! سید ظفر علی شاہ ہمارے دوست ہیں ۔ انہوں نے بڑا اہم نکتہ اعتراض اٹھایا ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ guillotine apply کرنے کے بعد جو کارروائی ہوئی ہے اس کے بعد فنانس بل ہاؤس میں پیش نہ کیا جائے' کیونکہ رولز اس کی اجازت نہیں دیتے۔ انہوں نے اس کو study کیا ہے اور شاہ صاحب ایک ماہر قانون دان ہیں۔ اور ان کا رولز کا مطالعہ اور اس میں ان کی دلچسپی قابل تعریف ہے اس پر ان کا exert کرنا' ان کا کوشش کرنا اور رولز کا حوالہ دینا' اور اپنے اس استحقاق پر ان کا contest کرنا قابل تعریف ہے۔ اور باقی دوستوں کو بھی ان میں اسی انداز سے دلچسپی

لینی چاہئے۔ لیکن جناب سپیکر! چونکہ سید ظفر علی شاہ نے میرا حوالہ دیا ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ میں اس بارے میں اپنی رائے دوں۔ میں ہاؤس میں موجود ہوں۔ اور میں اس مسئلے پر خاموش نہیں رہ سکتا تھا جب وہ مجھے فرمارہے تھے کہ میں اپنی رائے دوں ۔ اس سلسلے میں جو پریکٹس رہی ہے وہ یہی ہے کہ ہاؤس کی کارروائی کے بارے میں ہے۔ باہر کے معاملات کے بارے میں نہیں ہے' باہر کوئی وقوعہ ہوتا ہے ' باہر کسی قسم کی کوئی بات ہوتی ہے اس کو رولز کے مطابق ' جو ملکی اور صوبائی مروجہ قوانین ہیں اس کے مطابق ان کو deal کیا جائے۔ہاؤس میں اگر لیڈر آف اپوزیشن اور لیڈر آف ہاؤس کوئی بات طے کرلیں بلا شبہ شاہ صاحب کی بات درست ہے کہ باہر اگر کسی آدمی کا murder کردیا جاتا ہے تو وہ اس سے قتل کرنے والا بری نہیں ہو جائے گا۔ لیکن ہاؤس کی کارروائی کے سلسلے میں ' ہاؤس کی کارروائی کو احسن طریقے سے چلانے کے سلسلے میں اگر حکومتی بنچز اور اپوزیشن سپیکر کے چیمبر میں مل کے کوئی فیصلہ کرلیں تو یقیناً یہ اس معزز ایوان کی پریکٹس رہی ہے کہ اس معزز ایوان کے وہ ممبران جو براہ راست ان پارٹیوں سے تعلق نہ بھی رکھتے ہوں تو وہ لیڈر آف ہاؤس اور لیڈر آف اپوزیشن یا ان کے نمائندوں کے مابین ہونے والا فیصلہ' یا بات چیت جو جناب سپیکر کے پاس ہوتی ہے اس کو honour کرتے ہیں۔ اس کا خیال رکھتے ہیں' اس کا پاس کرتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اور میں اپنے محترم بھائی سید ظفر علی شاہ صاحب سے بھی یہ کہوں گا کہ ان کی بات میں جتنا وزن ہو ' اس میں جتنی بھی logic ہو ۔ لیکن میں نے لاء منسٹر کے پاس جو تحریک دیکھی ہے اور جس پر ہمارے محترم بھائی سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ کے بھی دستخط ہیں اور لاء منسٹر کے بھی دستخط موجود ہیں۔ اس تحریک کو ادھر بیٹھنے والے سب لوگوں کو اور ادھر بیٹھنے والے بھی سب لوگوں کو honour کرنا چاہیے اور اس کی پاس داری کرنی چاہیے۔ کیونکہ اسی طریقے سے ایوان نے معاملات کو چلانا ہے۔ اور اگر اس بات کا پاس نہیں کیا جائے گا تو پھر جناب سپیکر کے پاس بیٹھ کے بات کرنا' کوئی معاہدہ کرنا ' کوئی طریق کار طے کرنا ' پھر اس کی افادیت کم ہوتی چلی جائے گی جو کسی لحاظ سے بھی ہم afford نہیں کر سکتے۔ دوسری بات جناب سپیکر! یہ ہے میں اپنے بھائی سے کہنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے رول 202 کا حوالہ دیا ہے اور 113 کا انہوں نے حوالہ دیا ہے ۔ کہ اس وقت requirement of rules کو معطل کیا جائے تو اس کی کیا پوزیشن ہوتی ہے؟ لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ یہ صاف واضح ہے کہ اس وقت بھی اگر کوئی ممبر رول 202 کے تحت جناب سپیکر کی توجہ اس طرف مبذول کراتے ہیں کہ

requirement of rules کو معطل کیا جائے' 113 کی requirement جس کا شاہ صاحب نے حوالہ دیا ہے۔ تو جناب سپیکر! اس کو ہاؤس کے سامنے put کرکے اس کو suspend کر سکتے ہیں اور اس کے مطابق کارروائی آگے بڑھ سکتی ہے۔ لیکن میں اپنے بھائی سے یہ کہوں گا کہ بہرحال یہ رولز ہاؤس کے تابع ہیں' ہاؤس سپریم ہے' اسمبلی سپریم ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور اس اسمبلی نے یہ رولز بنائے ہیں' ہمارے یہ رولز جناب گورنر کے بنائے ہوئے ہیں۔ اور ہم نے پچھلے دور میں فیصلہ کیا تھا کہ جناب سپیکر! ان رولز کو اسمبلی بنائے اور اس کے لیے جب میں سپیکر تھا تو ایک کمیٹی constitute کی تھی۔ میں آپ کی خدمت میں بھی یہ گزارش کروں گا کہ اس معزز ایوان کو اپنے رولز خود بنانے چاہئیں۔ اور یہ ایوان ہی جو رولز بنائے گا وہ معتبر' معزز اور محترم ہوں گے۔ اور چونکہ یہ ایوان رولز بنانے پر قدرت رکھتا ہے' اس لیے رولز کے بارے میں کسی قسم کا بھی فیصلہ کرنا' اس ایوان کا حق ہے۔ اس کا استحقاق ہے اور رولز کے معاملے میں اس کی supremacy ہے۔ اس کی supremacy کو کوئی چیلنج نہیں کرسکتا۔ اس لیے اگر شاہ اس معاملے پر compromise پہ آمادہ ہوجائیں تو میرے خیال میں یہ بات مناسب ہوگی۔ کیونکہ سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ نے اور لاہنسٹر نے یہ معاہدہ کیا ہے اور شرفا اپنے معاہدے کا پاس کرتے ہیں۔ ہم پارلیمینٹیرین ہیں' ہم نے اچھی روایات چھوڑنی ہیں اس لیے اس معاہدے کا پاس کرنا چاہیے۔ لیکن اگر پھر بھی ہمارے دوست اس پر راضی نہ ہوں تو آپ اس کو ہاؤس میں place کریں ہاؤس کا جو فیصلہ ہوگا وہ carry ہوگا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب امان اللہ خان: (کھڑے ہوئے)

جناب سپیکر: فرمائیے۔

جناب امان اللہ خان: جناب سپیکر! میں بصد ادب گزارش کرنے والا ہوں کہ ہم (اپوزیشن) نے پچھلے اجلاس میں بائیکاٹ کیا تھا۔ ان شرفا کی کمیٹی بنی تھی اور ان شرفا نے اس اسمبلی میں اناؤنس کیا تھا کہ تمام اپوزیشن ممبران کو فنڈز ملیں گے۔ وہ نہیں ملے تو کیا ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ وہ شرفا نہیں ہیں؟

جناب سپیکر: یہ irrelevant ہے۔ جناب ظفر علی شاہ۔

سید ظفر علی شاہ: جناب والا! میں آپ کا بھی مشکور ہوں اور محترم چیف منسٹر کا بھی مشکور ہوں وہ سابق سپیکر ہیں ان کا بھی بڑا تجربہ ہے انہوں نے کافی حد تک بات کی۔ (قطع کلامیاں) ہاؤس کو ذرا آرڈر میں کریں جناب۔

جناب سپیکر: I call the House to order. وزراء صاحبان سے بھی درخواست ہے کہ ازراہ کرم توجہ فرمائیں۔

سید ظفر علی شاہ: جناب والا! چیف منسٹر نے بڑی اچھی بات کی ہے اور انہوں نے شرفا کا حوالہ دیا کہ شرفا کا آپس میں کوئی معاہدہ یا دونوں دھڑوں سے کوئی معاہدہ مجھے ان شرفا کی پاس داری ہے ان کے دستخطوں کی پاس داری ہے۔ جناب والا! مجھے یہ سوچنا پڑتا ہے کہ ابھی وہ stage نہیں آئی ۔ میں تھوڑا سا legally مطمئن ہونا چاہتا ہوں۔ بات یہ نہیں ہے' ٹھیک ہے اسمبلی سپریم ہے ۔ 1973ء کے رولز بنے ہوئے ہیں اور وہ بھی جناب گورنر کے بنے ہوئے ہیں ۔ کیا constitution کی آرٹیکل 66 خود اجازت دیتی ہے کہ ہاؤس اپنے رولز خود بنائے گا۔ اور جناب سپیکر! نے اپنے دور میں کہا بھی لیکن عمل درآمد نہ ہوا۔ بہرحال یہ ہمیں پتا نہیں کہ کیا وجوہات تھیں؟ 1973ء سے آج 1994ء ہوگیا ہے۔ 21 سال جو گزر گئے ہیں اور جو گزر رہے ہیں اور یہ ہاؤس بھی بمع میرے اگر اتنا لاپرواہ رہا ہے کہ 21 اور 22 سال تک اپنے رولز نہیں بناسکا اور اپنے لمحہ بہ لمحہ معاملات اس طرح interim طریقے سے چلاتا ہے' کہ جی ابھی فیصلہ کرلو کہ کیا کرنا ہے۔ جناب سپیکر! میں اس بات کی تائید کرتا ہوں کہ رولز اس آرٹیکل کے مطابق بنائے جائیں اور اس constitution کے مطابق۔ جناب سپیکر! میں پھر آپ کی خدمت میں اور حکومتی بنچز سے عرض کروں گا کہ یہ ضد کی بات نہیں میں ہاؤس کی خدمت میں عرض کروں گا مجھے پتا ہے کہ پارٹی بازی میں یہ ہوتا ہے کہ ایک چیز put کرو Ayes/Noes وہ ادھر ادھر بھی لکھا ہوا ہے۔ پارٹی بازی کی جب بات آئے گی۔ guillotine کی بات آئی ہے آپ نے پاس کیا ہے۔

جناب سپیکر: آدھ گھنٹے کے لیے وقت بڑھایا جاتا ہے۔

سید ظفر علی شاہ: جناب سپیکر! میں اپنے ان حضرات کی خدمت میں' پورے ہاؤس میں استدعا کر رہا ہوں۔ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ میں ایک عام ممبر کی حیثیت سے بات کر رہا ہوں۔ میں حزب اختلاف کی طرف سے نہیں' تمام ہاؤس کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں' دیکھیں اگر یہ فنانس بل کل صبح تک چلا جائے تو کیا یہ پاس نہ ہو سکے گا؟ پھر بھی تو یہ بل پاس کر لیں گے۔ اگر بات خوبصورتی سے کی جائے' قانون کے مطابق کی جائے تو دیکھنے والا' سننے والا' پڑھنے والا' آئینی اداروں کا تقدس بڑھتا ہے۔ گھٹتا نہیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! اور تمام اراکین' ازراہ کرم توجہ دیجیے۔ جہاں تک سیکرٹریٹ کا تعلق ہے' واضح

طور پر ریکارڈ پر ہے کہ جو ایجنڈا ابتداء میں issue ہوا ہوگا اس میں 28 تاریخ کا اجلاس شامل ہے۔ ہم نے تو دوبارہ یہ ساری مشقت اس لیے کی کہ آپ دونوں کے درمیان ایک معاہدہ ہوا ہے۔ اور اس معاہدے کے تحت ہم نے از سر نو ایجنڈا issue کیا کہ 27 ہی کو windup کرلیں گے۔ اب اس پہ جب اتنے اہم دوست مل کے ' دونوں طرف سے ٹیمیں مل کے ' سپیکر کے ساتھ ایک بات کرتی ہیں اور اس کی روایات بھی موجود ہیں تو از راہ کرم' میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی ہرج نہیں کہ اب جب کہ یہ معاہدہ پورے ہاؤس کے نمائندوں کی consent سے ہوا ہے' اس کی legalities کو' اس کی constitutionalities کو' ہم مزید زیر غور لے آئیں گے۔ اس پہ ہم اپنی رولز کمیٹی کو بھی متوجہ کریں گے۔ اس پر مزید غور کرلیں گے۔ لیکن آج کے لیے جو ہاؤس کے نمائندوں نے ایک فیصلہ کیا جس کے مطابق آج سپیکر نے یہ چیز آپ کے سامنے رکھی' میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کے مطابق ہاؤس کو چلنے دینا چاہیے۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! پھر یہ بھی ریکارڈ پر رہے۔ ہم سب لوگوں نے مر جانا ہے۔ یہ ریکارڈ پر رہے۔ ریکارڈ پہلے بھی بڑا محفوظ ہے اور آپ یہ put کر دیں کہ کیا guillotine کے بعد' آج کی اس guillotine کی کارروائی کے بعد further کارروائی شروع کی جائے یا نہ کی جائے؟ اس پر آپ consent لے لیں اور اس کے مطابق شروع کر دیا جائے۔ تاکہ ریکارڈ پر رہے۔ اس پر میں insist کروں گا۔ میں جناب چیف منسٹر کی تائید کروں گا۔

جناب سپیکر، سید تابش الوری۔

سید تابش الوری، جناب وزیر قانون اور جناب قائد ایوان نے ہمارے نقطۂ نظر کو درست تسلیم کر لیا ہے۔ اور اسی کے پیش نظر یہ رائے دی ہے کہ اگر یہ رول حائل ہو رہا ہے تو اسے قاعدہ نمبر 202 کے تحت معطل کر دیا جائے۔ ایک بات تو واضح ہو گئی کہ ہمارا جو مؤقف تھا اسے اس طرف سے تسلیم کر لیا گیا ہے کہ یہ جو sitting ہے وہ terminate ہو گئی۔ اور اب دوسری صورت یہ ہے کہ وہ اس کو reverse کرنا چاہتے ہیں تو ہو نہیں سکتا۔ کیونکہ اگر یہی قاعدہ 202 کے تحت آپ guillotine apply فرما رہے تھے اس وقت یہ معطل کرا دیتے تو پھر اس کا امکان موجود تھا کہ ہم قاعدے کے مطابق اس کو regulate کر لیتے۔ اب تو وہ وقت ہی گزر گیا۔ قاعدہ 113 کے تحت آپ نے guillotine apply کر لی' وہ sitting ختم ہو گئی۔ اب اس کے بعد اگر آپ اسے معطل کریں گے تو کس قاعدے کو معطل کریں گے۔ وہ کام تو ہو چکا جسے آپ معطل فرمانا چاہتے تھے۔

جناب سپیکر، نہیں، آپ تشریف رکھیں۔ یہ سب باتیں اس وقت بھی موجود تھیں جب آپ لوگوں نے یہ فیصلہ کیا تھا۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایک فیصلہ جو سب نے سوچ سمجھ کر کیا اس میں کوئی ایسی رولز کی violation نہیں۔ اس کے ساتھ guillotine کا وقت ختم ہو گیا، اس کے بعد ہم ایک اگلی سٹیج پر اس بات کو لے رہے ہیں کہ آج فنانس بل پیش ہو جائے۔ جناب وصی ظفر، آپ اپنے کوئی لیگل پوائنٹس بتائیے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب سپیکر! میری سب سے پہلے گزارش تو یہ ہے کہ شاہ صاحب جو اس وقت سے فرما رہے ہیں کہ لیڈر آف دی اپوزیشن اور لیڈر آف دی ہاؤس سے جو طے کر لیا ہے، یہ تو ان کا اپنی پارلیمانی پارٹی سے سیدھا انحراف ہے۔ انھیں اپنی لیڈرشپ پر عدم اعتماد ہے جو وہ کہہ رہے ہیں کہ انھوں نے جو طے کیا ہے، وہ غلط کیا ہے، میں اس کو نہیں مانتا۔ جناب والا! اس میں آپ ملاحظہ فرمائیں:

On the last day of the days allotted under rule 111 for stage (ii) mentioned in rule 110 at time when the sitting is to terminate....

اس کا مطلب ہے کہ دو بجے، یا ایک بجے جب terminate ہونی ہے جناب نے اس وقت یہ عمل کرنا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس کے بعد terminate ہو جائے گی۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس کے بعد automatic terminate ہو جائے گی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جناب نے یہ سیکشن تب apply کرنا ہے جب It has to terminate. پڑھ لیں۔ تو اس کے بعد اس کو suspend کر کے آپ وہی کر سکتے ہیں کہ ان کو فنانس بل پیش کرنے کا کہیں۔

جناب سپیکر، لاء منسٹر صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ ویسے میں یہ واضح کر دوں کہ جب تک میں اس sitting کو suspend نہیں کرتا یہ continue کر رہی ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! جب کسی رول کو suspend کیا جاتا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ وہ رولز ہمیشہ کے لیے ختم ہو گئے ہیں۔ رول suspend کیا جاتا ہے اس متعلقہ تحریک کے لیے جس کو ایوان میں پیش کیا جانا ہوتا ہے۔ اس مقصد کے حاصل ہونے کے بعد، یعنی رول suspend ہوئے، تحریک موو کی گئی، اس کے بعد رولز اپنی جگہ پر پھر موجود رہتے ہیں۔ اس لیے باقی ماندہ کارروائی میں قطعی طور پر ایک تحریک موو کرنے کے لیے رولز suspend کیے جائیں تو وہ رکاوٹ نہیں بنتے۔ لہٰذا میں

یہ سمجھتا ہوں کہ فنانس منسٹر رول۔ 202 کے تحت رول۔113 کو suspend کر کے فنانس بل ایوان کے اندر پیش کر سکتے ہیں۔اور اس کے بعد باقی ماندہ کارروائی بھی جاری رہ سکتی ہے۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! اب آپ تشریف رکھیں۔

سید تابش الوری، جب آپ نے guillotine استعمال کر لی وہ terminate ہو گئی۔۔۔

جناب سپیکر، جب تک میں announcement نہیں کرتا' اس وقت تک وہ terminate نہیں ہوئی۔

سید تابش الوری، اب آپ ایک مردے کو زندہ کرنا چاہتے ہیں؟

جناب سپیکر، نہیں۔ وہ کوئی مردہ نہیں ہے۔ یہ زندہ ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

سید تابش الوری، جناب! آپ مجھے یہ بتائیں کہ اگر اس مرحلے پر آپ نے نہیں کیا تو پھر آپ نے ساری کارروائی غلط کی ہے۔

جناب سپیکر، کوئی غلط کارروائی نہیں کی۔

سید تابش الوری، time is to terminate ' اگر وہ ٹائم terminate نہیں کہا تو آپ نے ساری کارروائی غلط کی۔ اور اگر آپ نے کارروائی صحیح کی ہے تو اب آپ کیسے معطل کرانا چاہتے ہیں؟

جناب سپیکر، جب تک سپیکر یہ واضح طور پر نہیں کہتا کہ یہ ہاؤس adjourn ہو گیا ہے' اس وقت تک کیسے adjourn ہوتا ہے۔ sitting جاری ہے۔ جی۔

وزیر خزانہ، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ،

"رول۔ 202 کے تحت رول۔113 کو معطل کر کے پنجاب فنانس بل 1994ء فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔"

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

"رول۔202 کے تحت رول۔ 113 کو معطل کر کے پنجاب فنانس بل 1994ء فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔"

میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو لوگ اس کے حق میں ہیں وہ اکثریت میں ہیں۔

سید تابش الوری، جنھوں نے oppose کیا ہے' انھیں حق حاصل ہے کہ وہ اس پر کہیں کہ انھوں نے کیوں oppose کیا ہے۔ مجھے حق حاصل ہے کہ میں یہ کہوں کہ میں نے کیوں اس کو oppose

کیا ہے۔ آپ نے مجھے بولنے کی اجازت دینی ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، جو اس کے حق میں ہیں، وہ "ہاں" کہیں۔ (ہاں کی آوازیں) جو اس کے خلاف ہیں وہ "نہ" کہیں۔(نہ کی آوازیں)

(تحریک منظور کی گئی)

جناب سپیکر، ہاؤس واضح طور پر اس کے حق میں ہے۔ میں اس کی اجازت دیتا ہوں۔ فنانس بل پیش کیا جا سکتا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

سید تابش الوری، جناب رامے صاحب آپ تاریخ کو روشن رکھیں۔ آپ اس دباؤ میں آ کر قاعدے، قانون اور آئین کی دھجیاں نہ اڑائیں۔ کم از کم آپ کے شایان شان نہیں۔ ایک طرف سے تجویز پیش کی گئی ہے اور میں نے اسے oppose کیا ہے۔ ان کی بات بھی سنیں اور میری بات بھی سنیں۔

جناب سپیکر، میں نے ہاؤس میں put کر دیا ہے۔ ہاؤس کا واضح ووٹ آ گیا ہے (قطع کلامیاں)

سید ظفر علی شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی پوائنٹ آف آرڈر۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! یہ اس قسم کی debates healthy debates ہوتی ہیں۔ کوئی ایسی بات نہیں۔ healthy for nation healthy for consideration. اس لیے آپ اپنے ماتھے پر بل نہ ڈالیں۔

جناب سپیکر، بل ہے ہی نہیں۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! جب ایک معزز وزیر کی طرف سے ایک بات آئی۔ اس کو دوسری طرف سے oppose کیا گیا ہے۔ اب ہمیشہ for the motion اور against the motion بات ہوتی ہے۔ اپنے اپنے دلائل ہوتے ہیں۔ ultimately پاس ہو گی یا kill ہو گی۔ وہ الگ بات ہے۔ وہ تو counting کی بات ہے۔ اب oppose والے کے آپ دلائل سنیں گے کہ وہ اس 202 کے تحت 113 کی suspension کو کیوں oppose کر رہا ہے۔ اسی طرح آپ ان کو سنیں گے۔ ان کو بھی موقع دیں گے۔ انہیں بھی موقع دیں گے۔ جناب والا! آپ Judicial Judge ہیں۔ آپ کا مرتبہ بہت بڑا ہے۔ اس لیے آپ دونوں پارٹیوں کے مؤقف کو سنے بغیر اس طرح فوری بلڈوز کرنے کی طرف نہ جایا کریں۔

اس لیے آپ ہمیں پہلے اس بات پر سنیں کیونکہ ہاؤس کے اس پورے ونگ نے oppose کیا ہے۔ ہر آدمی دو تین منٹ بات کرے گا۔ اس کے بعد آپ موشن کو put کریں۔ اگر وہ carry ہو جاتی ہے تو پھر آپ 202 کے تحت 113 کو معطل کریں، چاہے سارے رولز کو معطل کردیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر، پہلی بات یہ ہے کہ وونگ کے بعد سے مسلسل تقریباً ایک گھنٹے سے یہی بحث ہو رہی ہے (قطع کلامیاں) میری بات سنئے please میں نے آپ کی اتنی لمبی چوڑی گفتگو سنی ہے۔ ادھر سے بھی گفتگو ہو چکی ہے۔ دونوں کا مؤقف واضح طور پر سامنے آچکا ہے۔ اس لیے میں نے اب ہاؤس کے سامنے اس بات کو put کردیا۔ اگر آپ کو یہ بات نامنظور تھی تو جب انہوں نے ہاں کہا تھا تو آپ ناں نہ کہتے۔ اب جب آپ ناں کہہ کر اس میں participate کرچکے ہیں۔ اب فیصلہ ووٹ پر ہوچکا ہے۔ اب میں اس کا کیا کرسکتا ہوں۔ اب میں ایک ہی چیز کرسکتا ہوں کہ فنانس منسٹر کو کہوں کہ وہ فنانس بل پیش کرے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

مسودہ قانون

مسودہ قانون مالیات پنجاب مصدرہ 1994ء

وزیر خزانہ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

Mr Spekaer Sir, I move.

That the Punjab Finance Bill, 1994, be taken into consideration at once.

(قطع کلامیاں)

سید تابش الوری، جناب سپیکر! آپ نے موشن پیش کی اور اس کے ساتھ ہی اسے put کردیا، تو مجھے بتائیں کہ کس وقت ہم کہیں کہ ہمیں بولنے کا وقت دیا جائے۔

جناب سپیکر، اس لیے کہ میں ایک گھنٹے سے پہلے سن چکا۔

سید تابش الوری، اگر ہم اس وقت کھڑے ہوتے تو آپ کہتے کہ اس وقت بول رہے ہو۔ آپ نہیں بول سکتے۔

جناب سپیکر، نہیں یہ نہیں اب ہر بات پر ایسی بات کیے جاتے ہیں جس سے بات بڑھتی چلی جاتی ہے۔ میں نے ایک گھنٹے تک آپ کا مؤقف سنا ہے اور ہمدردی سے سنا ہے (قطع کلامیاں) اب آپ نے اپنا موقف بدل لینا ہے؟ (قطع کلامیاں)

سید ظفر علی شاہ، آپ نے سنا ضرور ہے لیکن ہمدردی پر اعتراض ہے۔

جناب سپیکر، تشریف رکھیں۔ جناب فنانس منسٹر آپ شروع کیجیے۔

وزیر خزانہ، جناب والا! میں نے فنانس بل پیش کردیا ہے۔ اب دوبارہ پیش کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی۔

MINISTER FOR FINANCE: I move;

"That the Punjab Finance Bill , 1994 be taken into consideration at once "

MR SPEAKER: The motion moved and the question is:

"That the Punjab Finance Bill , 1994 be taken into consideration at once".

آوازیں (حزب اختلاف)، oppose (قطع کلامیاں) (Interruption)

جناب سپیکر، اب آپ oppose کرکے کیا چاہتے ہیں؟

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! ہم اپنا حق چاہتے ہیں کہ اس پر بحث ہو گی۔ Clause by Clause General Principles پر بحث ہو گی۔ یہ رولز کی پروویژن ہے۔ اور اس پر بحث ہو گی (قطع کلامیاں) (Interruption)

جناب سپیکر، لاء منسٹر صاحب what is your suggestion? (قطع کلامیاں) (Interruption)

میاں عمران مسعود، شکریہ جناب سپیکر! کہ آپ نے مجھے پوائنٹ آف آرڈر پر بولنے کی اجازت دی۔ جناب والا! چونکہ ابھی مخدوم صاحب نے فنانس بل پیش کیا ہے۔ تحریک کی اس نے اجازت لی ہے۔ اس پر بحث بھی ہوتی ہے۔ ہم نے oppose بھی کیا ہے۔ بہت زیادہ بحث ہوتی ہے۔ تو میری گزارش ہے کہ ہاؤس کا ٹائم رات کے دس بجے تک بڑھا دیا جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، دیکھیں گے۔ جی لاء منسٹر کو سنیے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ Money Bill ہے اور اس پر کوئی ترمیم حزب اختلاف کی طرف سے نہیں آئی۔ اور جب کوئی ترمیم ہی نہیں آئی تو اس صورت میں یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ فنانس بل میں کوئی تبدیلی نہیں چاہتے تھے۔ اگر یہ اس میں تبدیلی لانا چاہتے تھے تو یہ اس بارے میں ترمیم دیتے۔ پھر اس پر Clause by Clause بحث ہو سکتی تھی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ فاضل اراکین اپوزیشن نے آج کے دن سے پہلے تک تو اس فنانس بل کو درست تصور کیا اس لیے جس طرح یہ فنانس بل پیش کیا گیا ہے اس پر ابھی فوری طور پر شاید انہوں نے اپنی رائے بدلی ہے۔ اس لیے یہ فنانس بل بغیر بحث کے ایوان کے اندر منظوری کے لیے آپ پیش کر سکتے ہیں۔

سید ظفر علی شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! پہلے تو مجھے یہ سن کر بہت افسوس ہوا کہ ہمارے لاء منسٹر کو یہ بھی نہیں پتا کہ حزب اختلاف کے کسی رکن نے ترمیم پیش کی تھی یا نہیں۔ پہلی بات یہ ہے جناب والا کہ فنانس بل پر ترمیم without the previous consent of the Government. پیش نہیں کی جا سکتی۔ یہ 115 of the Constitution کی بات ہے۔

جناب سپیکر، وہ move تو نہیں ہوئی۔

سید ظفر علی شاہ، مجھے افسوس ہے کہ جناب سپیکر کو بھی نہیں پتا۔ (قطع کلامیاں) جناب سپیکر! میرے پاس جواب پڑا ہے۔ سیکرٹری صاحب۔ آپ ان کو بتا دیں کہ move ہوا تھا یا نہیں۔

آوازیں۔ (حزب اختلاف)، ہوا تھا۔ ہوا تھا۔

جناب سپیکر، میری بات سنیے، دیکھیے آپ جس طرح سے چل رہے ہیں۔ بات یہ ہے کہ بہت سے معاملات ہیں جہاں حزب اختلاف اور حزب اقتدار آپس میں بات کرتی ہے۔ اب اس معاملے میں بھی بات کر سکتے تھے۔ جیسے آپ باقی جگہ پر کٹ موشنز لائے ہیں۔ اس پر بھی ان سے بات کر سکتے تھے کہ یہ آپ ہماری بات منظور کریں۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! سیاست میں مصلحت ہوتی ہے، آئین اور قانون میں مصلحت نہیں ہوتی جناب سپیکر! میں عرض کروں آج مجھے اس بات پر افسوس ہو رہا ہے کہ میں نے آپ کے وہ minutes بھی پڑھے ہیں۔ کاش آج آپ کا وہ Advisor جو امریکہ سے آپ نے بھرتی کیا ہے آج اگر وہ یہاں

پر ہوتا تو آپ کو مشورہ دیتا کہ میں بات ٹھیک کر رہا ہوں یا غلط کر رہا ہوں اس Advisor کا ہمیں کیا فائدہ جو یہاں پر نہیں۔ جناب سپیکر! لاء منسٹر نے یہ کہا ہے کہ اس پر ترمیم move نہیں ہوئی۔ پہلی بات یہ ہے کہ میں ریکارڈ کو درست کرنا چاہتا ہوں amendment میں نے پیش کی تھی چونکہ میں ڈائریکٹ تو ترمیم move کر نہیں سکتا۔ آئین میرے آڑے آتا ہے۔ آئین کے حوالے سے میں نے گورنمنٹ کو دیا اور آپ کے چیمبر کے ذریعے دیا جس کا مجھے جواب آ گیا۔ کل مل گیا۔ کہ گورنمنٹ آپ کو ترمیم کی اجازت نہیں دیتی۔ اس کے بغیر میں موو نہیں کر سکتا۔ اب لاء منسٹر صاحب نے جو interpret کیا ہے۔ اس طرح بات نہیں ہے۔ اب وہ بات تو نہیں ہے چونکہ میں ترمیم موو نہیں کر سکتا اس لیے کہ گورنمنٹ نے مجھے اجازت نہیں دی۔ اب ہم اس پوزیشن پر ہیں۔ میں لاءمنسٹر کو اس پوزیشن پر لے جاتا ہوں اگر آپ ان کو تھوڑا سا متوجہ کریں۔

جناب سپیکر، لاء منسٹر صاحب توجہ دیجیے۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! اب ہم کس جگہ کھڑے ہیں؟ میں آپ کی وساطت سے لاءمنسٹر سے بھی عرض کروں گا۔ اب ہم رول 79 پر ہیں۔ یہ جو فنانس بل ہے' ٹھیک ہے اس پر بغیر گورنمنٹ کے امنڈمنٹ پیش نہیں ہو سکتی۔ وہ باتیں ساری ہم نے پوری کر لی ہیں۔ اب رول 79 کے تحت جناب وزیر خزانہ نے یہ ہاؤس میں put کیا ہے۔ اب اس کی language آپ ملاحظہ فرمالیں۔ پھر آپ آگے پڑھیں گے تو آپ کو سمجھ لگے گی کہ بات کدھر جا کر link ہوتی ہے۔

جناب سپیکر ا رول 79 ہے۔

Rule 79. Motions to be made by member-in-charge on the day appointed under.

فنانس بل کے ممبر انچارج جناب عزت مآب وزیر خزانہ ہیں۔ 78 رول اس لیے ہے کہ اس میں باقی جو یہ سارا بل جہاں سے گزر کر آتا ہے تو 78 کے بعد 79 شروع ہوتا ہے جہاں پر جس طریقے سے ابھی انھوں نے آپ کے سامنے پیش کیا ہے۔ or on any subsequent day to which the matter might have been adjourned, the member-in-charge may make any of the following motions in regard to his Bill:-1,2,3,4. چار ہیں۔ اب چار میں سے جو میں سمجھا ہوں ' ممبر انچارج' منسٹر صاحب نے وہ بات نہیں کی لیکن understood ہے۔ انھوں نے (a) (b) (c) (d)

میں (a)کے تحت وہ put کیا ہے۔ اب (a)کے تحت یہ ہے کہ

(a) That it be taken into consideration by the Assembly at once.

اب consideration کے مرحلے میں ہم داخل ہو گئے ہیں۔ اب consider والے سیکشن سے آگے آتے ہیں کہ اب ہم نے consider کرنا ہے اور consider کیسے کریں گے؟

جناب سپیکر! اب میں رول 80 میں وقت نہیں ضائع کرنا چاہتا کیونکہ وہ Injunctions of Islam کے بارے میں ہے۔ میں رول 81 میں آپ کو لے جاتا ہوں۔

Rule 81. Discussion of principles of Bills.

(1) On the day on which any of the motions referred to in rule 79 ابھی جو انھوں نے کیا ہے۔

is made, or on any subsequent day to which discussion thereof is postponed, the principles of the Bill and its general provisions may be discussed, but the details of the Bill shall not be discussed further than is necessary to explain its principles.

principle پر اور اس کی clause پر discussion ہو سکتی ہے۔ آگے بھی تھوڑا سا۔۔

(2) At this stage amendments to the Bill may not be moved, but--

جناب سپیکر، اس لفظ may پر بھی غور کیجیے۔

سید ظفر علی شاہ، جناب! میں نے کر لیا ہے۔ میں نے پڑھنے سے پہلے کیا ہوا ہے۔ صرف آپ کی خدمت میں عرض کر رہا ہوں کہ تھوڑا سا آپ بھی اس کی طرف توجہ دیں۔ آگے (2) کی (a) کلاز ہے۔

(a) if the member-in-charge moves that his Bill be taken into consideration....

اب یہ بڑی important بات ہے کیونکہ ابھی اسی وقت میں ایک اور بات move کر رہا ہوں کہ:

any member may move an amendment that the Bill be referred to the Select Committee.

(a) if the member-in-charge moves that his Bill be taken into

consideration,

جو کہ ابھی انہوں نے بات کی ہے۔

any member may move an amendment that the Bill be refferred to a Select Committee

اس کے لیے میں ابھی اسی وقت یہ move کر رہا ہوں کہ یہ جو بل ہے یہ Select Committee کے سپرد کیا جائے۔ اب اس میں لا منسٹر اور کیا کہیں گے، فنانس بل سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد نہیں ہو سکتا۔ سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد نہیں ہو سکتا، سلیکٹ کمیٹی کے سپرد ہو سکتا ہے۔ اب اس پر بھی آپ ڈویژن پر آجائیں گے کہ ہم کریں یا نہ کریں۔ اس کو بھی شاید آپ کو مطلل کرنا پڑے، تب آپ by pass کر سکیں گے ورنہ نہیں کر سکیں گے۔ تو اس لیے ابھی اس مرحلے پر پہلے تو میں یہ کہہ رہا ہوں کہ جو فنانس بل نمبر 10 جناب وزیر خزانہ نے پیش کیا ہے۔ اس پر میں ابھی اسی وقت امنڈمنٹ پیش کرتا ہوں کہ This Bill must be referred to the Select Committee اب اس پر بھی ڈویژن کرائیں۔ پھر آگے چلیں گے تو میں آپ کو بتاؤں گا کہ آگے کدھر چلتے ہیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر قانون، جناب سپیکر! میرے خیال میں تو میرے جواب اور آپ کی رولنگ کے لیے خود فیصل فاضل محرک نے ہی کر دیا ہے۔ یہ جتنا انہوں نے ذکر کیا یہ ایسے مسودات قوانین کے بارے میں تھا جو فنانس بل نہیں ہوتے اور پھر خود ہی انہوں نے جواب بھی دے دیا کہ فنانس بل جو ہے وہ سٹینڈنگ کمیٹی کو refer نہیں کیا جاتا۔ تو جب سٹینڈنگ کمیٹی کو refer نہیں کیا جاتا تو اس لیے اسے کسی کمیٹی کو refer کرنے کی ضرورت نہیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس وقت جو کارروائی چل رہی ہے، یہ قواعد اور ضابطے کے مطابق ہے۔ انہوں نے اپنے موقف کی خود ہی نفی کر دی ہے۔ جہاں تک امنڈمنٹ دینے کا تعلق ہے۔ میں نے اسی لیے ذکر کیا تھا کہ اگر یہ امنڈمنٹ دینا چاہتے ہوتے تو یہ گورنمنٹ کی consent لینے کے لیے کل تک رابطہ کر لیتے۔ انہوں نے کسی لحاظ سے امنڈمنٹ لانے کے لیے نہ ذکر کیا، نہ سوچا، اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ انہوں نے حکومت کی consent بھی نہیں لینا چاہی تھی۔ یہ امنڈمنٹ بھی نہیں چاہتے تھے۔ لہٰذا جناب سپیکر! اس بل کو قطعی طور پر کسی کمیٹی کے سپرد کیے جانے کی ضرورت نہیں۔ اس لیے آپ یہ معاملہ ایوان کے سامنے پیش کر سکتے ہیں۔ شکریہ

سید تابش الوری، جناب سپیکر! میں حیران ہوں کہ یہ کس بات پر آپ بحث کی اجازت دے رہے ہیں۔ فنانس بل زیر غور لانے کے لیے ہاؤس میں پیش کر دیا گیا ہے۔ ہم نے اسے oppose کیا ہے۔ اب آپ قاعدہ 81 کے تحت اس کے اصولوں پر بحث کے لیے ہمیں دعوت دیجیے۔ جن حضرات نے اسے oppose کیا ہے ان سب کو حق حاصل ہے کہ وہ اس کے اغراض و مقاصد اور اس کے اصولوں پر first 'reading first reading ہی ہوتی ہے کہ اس کے اصولوں اور اغراض و مقاصد پر بحث کی جائے۔ جب ہماری طرف سے یہ بحث ہو جائے تو محرک اس کا جواب دیں گے اور اس کے بعد دوسرا مرحلہ شروع ہو گا۔ پھر آپ clause wise اسے پاس کریں گے۔ اس لیے جناب والا یہ مرحلہ شروع کیا جائے۔ ہمیں اجازت دی جائے کہ ہم اس کے اغراض و مقاصد کے خلاف اپنا اظہار خیال کریں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں نے جو مؤقف پیش کیا تھا آپ رول 77 کے حوالے سے اسے دیکھ لیں کہ ظفر علی شاہ نے جو سارے اصول بیان کیے ہیں وہ فنانس بل پر لاگو نہیں ہوتے۔ رول 77 میں واضح ہے کہ، Upon introduction a Bill other than the Finance Bill. تو جناب سپیکر! اس لیے انھوں نے جتنی تفصیل پہلے بیان کی وہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ غیر متعلقہ ہے اور اس کے علاوہ یہ جو اصولوں پر اور principles پر بحث کرنا چاہتے ہیں تو رول 81(2) کے تحت بھی یہ بات واضح ہے کہ جب کوئی امنڈمنٹ دی گئی ہو تو پھر اس کے اصولوں پر اور principles پر بحث ہو سکتی ہے۔ جب انھوں نے amendment دی ہی نہیں تو یہ کس طریقے سے اس کے principles پر اور اصولوں پر بحث کرنا چاہتے ہیں۔ انھوں نے تو اتفاق کیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

سید تابش الوری، جناب سپیکر! وزیر قانون کا مجھے بہت احترام ہے لیکن میں انھیں یہ اجازت نہیں دے سکتا کہ وہ قاعدے اور قانون کی غلط interpretation کریں۔ خود قائد ایوان بھی غور فرما رہے ہوں گے کہ ان کے وزیر قانون کس طرح آج کے ہاؤس کو گمراہ کر رہے ہیں؟ قاعدہ نمبر 77 میں واضح طور پر یہ بات کہی گئی ہے کہ مالی مسودہ قانون کے سوا کسی دیگر مسودہ قانون کے پیش کیے جانے پر سپیکر اسے متعلقہ مجلس قائمہ کو ان ہدایات کے ساتھ سپرد کر دے گا کہ وہ اس سلسلے میں اپنی رپورٹ اس تاریخ تک پیش کر دے جس کا تعین وہ کرے۔ اس میں مالی مسودہ قانون کو صرف یہ استثناء حاصل ہے۔ ورنہ طریقہ یہ تھا کہ جیسے ہی انھوں نے یہ آپ سے درخواست کی تھی آپ اسے متعلقہ سٹینڈنگ کمیٹی کو refer کر دیتے۔ لیکن مالی مسودہ قانون اس سے مستثنیٰ ہے۔ آپ اسے سٹینڈنگ

کمیٹی کو refer نہیں کر سکتے۔ لیکن باقی جو اصولوں پر بحث ہے وہ clause wise بحث ہے۔ اس کا کہیں استثناء نہیں ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر---

جناب سپیکر، میں سنتا ہوں۔ بات مکمل ہو جائے۔

سید تابش الوری، جناب والا! میں پہلے ہی پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب سپیکر، جی' جی---

سید تابش الوری، میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ استثناء صرف اس حد تک ہے کہ جناب والا! فوری طور پر اسے سٹینڈنگ کمیٹی کو refer نہیں فرمائیں گے۔ لیکن اس کے علاوہ جتنے بحث کے clause wise منظوری کے قواعد ہیں ان کا اطلاق اسی طرح سے اس بل پر ہو گا جیسے کسی بھی مسودہ قانون پر ہوتا ہے۔ اس لیے میرے خیال میں مزید بحث کرنے کی بجائے ہمیں اجازت دیجیے کہ ہم اس فنانس بل پر اظہار خیال کریں۔

وزیر اطلاعات (مہر سعید احمد ظفر)، جناب سپیکر ---

جناب سپیکر، جی ---

وزیر اطلاعات، جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے عرض کروں گا کہ اگر یہ میرے فاضل بھائی اس بات پر غور فرمائیں تو یہ ہے Part III-regarding to the consideration of Bills. جس میں سارے بل except the Finance Bill کے بارے میں procedure بتایا گیا ہے۔

جناب سپیکر، ہاؤس کا وقت مزید آدھے گھنٹے کے لیے بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر اطلاعات، جناب والا! میری submission یہ ہے کہ یہ جو سارا procedure بتایا گیا ہے یہ other than the Finance Bill بتایا گیا ہے کہ جی سلیکٹ کمیٹی کے پاس جائے' سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس جائے' بحث کے لیے جائے' ترمیم کے لیے جائے۔

as far as the Finance Bill is concerned اس بارے میں جناب والا! without the approval of the treasury bunches,without the approval of the Government نہ تو کوئی امنڈمنٹ لائی جا سکتی ہے اور نہ ہی یہ طریق کار جو کہ پارٹ III' Which deals with the

consideration of the Bills یہ apply ہوتا ہے۔ تو میری آپ سے استدعا ہے کہ فنانس بل جو کہ ہاؤس میں put کر دیا گیا ہے جس میں نہ کوئی امنڈمنٹ ہے' نہ کوئی گورنمنٹ کی approval ہے اور straight-away اس پر ووٹنگ ہوتی ہے۔

Whether it stands approved or sanctioned by the House or not?

چودھری محمد وصی ظفر: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں جناب کو عرض کروں' ویسے یہ بحث تو بڑی طول پکڑ سکتی ہے۔ لہذا میں اس بحث کو رول کے حوالے سے ختم کر دیتا ہوں۔ جناب والا! رول 81(2)(a) کا جناب سید ظفر علی شاہ حوالہ دے رہے ہیں وہ رول یہ ہے۔

81(2)(a) If the member-in-charge moves that his Bill be taken into consideration, any member may ....

یہ وہ سٹیج گزار بیٹھے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کون سے رول کی بات کر رہے ہیں

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! میں رول 81(2)(a) کی بات کر رہا ہوں۔ جناب والا! یہ سٹیج وہ گزار بیٹھے ہیں وزیر خزانہ نے موشن move کی تھی اسی موقع پر یہ amendment پیش کر سکتے تھے اگر ان کی بات کو درست کر لیا جائے۔ اب جبکہ وہ پیش ہو گئی ہے اور جناب نے اسے ہاؤس کے آگے put کر دی ہے اور جب جناب نے ہاؤس کے آگے repeat کر دی تو وہ سٹیج گزر گئی اب یہ deal نہیں ہو سکتی۔ جب منسٹر نے اسے put کیا تھا اگر اسی وقت یہ بات کرتے تو پھر تو یہ قابل بحث معاملہ تھا جب وہ سٹیج گزر گئی اور جناب نے معاملہ ہاؤس کے آگے put کر دیا گیا That stage is over. It is very clear. جناب اسے پڑھ لیں اور شاہ صاحب خود پڑھ لیں۔

If the member in-charge moves that his Bill. .....

چودھری محمد ریاض: جناب والا! میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ اب ہاؤس کو adjourn کر دیا جائے کیونکہ ہم سے بہت سے ایسے ممبران ہیں جو مریض بھی ہیں اور جنہوں نے دوائی بھی کھانی ہے اور کھانا بھی کھانا ہے اور مجھے لگ رہا ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب ایک گھنٹے سے سستا رہے ہیں اور محسوس ہوتا ہے کہ انہیں بھی بھوک لگی ہے اور جناب کو بھی لگی ہوئی ہے مہربانی سے کچھ اپنے آپ پر بھی

رحم کیجیے اور ان بندوں پر بھی رحم کیجیے ۔ جناب سپیکر! اس طرف کے لوگوں کو تو جناب وزیر اعلیٰ نے چائے پلا دی ہے اب میں وزیر اوقاف سے گزارش کروں گا کہ ان کے لیے دو دیگیں داتا دربار سے منگوا لیں ہم اپنا بندوبست خود کر لیں گے ۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں ۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب سپیکر! آپ ملاحظہ فرمائیں۔ اور تمام اراکین جنہوں نے ہاتھوں میں کتابیں پکڑی ہوئی ہیں -----

جناب سپیکر، آپ میری بھی تھوڑی سی بات سن لیں -----آپ میری بھی بات سن لیں ذرا ۔

چودھری محمد وصی ظفر، If the member-in-charge moves that this Bill be taken into consideration, any member may move an amendment that the Bill be referred to a Select Committee .. اس سٹیج پر کیونکہ یہ اب ممبر کے ہاتھ سے تو گزر گیا۔ اب یہ جناب کے پاس آ گیا اور جناب نے اسے ہاؤس میں put کر دیا اب Select Committee کی بھی کوئی move amendment نہیں ہو سکتی۔ یہ غور سے تمام اراکین پڑھ لیں ۔ That stage is over جناب اس کو put کر چکے ہیں اور یہ مسئلہ زیر بحث ہی نہیں لایا جا سکتا ۔ یہ تو اس سٹیج پر تھا جب ممبر نے اسے move کیا تھا۔

میاں منظور احمد موہل، جناب سپیکر! اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں بھی اس بارے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں ۔

جناب سپیکر، ڈپٹی سپیکر اس بارے میں کچھ مدد کرنا چاہتے ہیں ۔ اس وقت میں بھی ایک سوال آپ سے کرنا چاہتا ہوں ۔ میں خود چار سال وزیر خزانہ رہا جناب مخدوم الطاف احمد پہلے بھی وزیر خزانہ رہے ہیں ہم لوگ جہاں تک یاد کرتے ہیں فنانس بل میں ایسی کبھی کوئی بحث یا اس طرح کی صورتحال نہیں پیدا ہوتی ہے یہ جو روایات ہیں یہ آج کہاں سے چلی آ رہی ہیں ان پر ذرا روشنی ڈالیے ۔

میاں منظور احمد موہل، شکریہ ۔ میں اس پر روشنی ڈالوں گا ۔

جناب سپیکر، وزیر قانون بولنا چاہتے ہیں ۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! آپ نے اعتراضات بھی سنے اور اعتراضات کے جواب میں ہمارا موقف بھی

سنا۔ رول 77 اور رول 81 کے حوالے سے بھی میں نے آپ کے سامنے مؤقف پیش کیا لیکن اس کے باوجود جناب سپیکر! اگر کہیں رولز کے حوالے سے ابہام ہو یا کوئی معاملہ طے کرنے کے بارے میں آپ کے لیے فیصلہ کرنے میں کوئی ابہام ہو حزب اقتدار کی طرف سے پیش کیا گیا موقف درست نہیں ہے یا حزب اختلاف کی طرف سے اٹھایا گیا اعتراض کا کوئی واضح جواب موجود نہیں ہے تو جناب رولز (2) اور (3) کو اگر آپ ملاحظہ فرمائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اسمبلی کی کارروائی آگے بڑھانے کے لیے یہ رولز آپ کو واضح طور پر اجازت دیتے ہیں۔ جناب سپیکر! رول نمبر 203 میں یہ ہے کہ۔

اسمبلی اور اس کی مجالس کی کارروائی کے سلسلہ میں کوئی ایسا مسئلہ پیدا ہو جائے جس کے متعلق قواعد ہذا میں کوئی واضح اہتمام موجود نہ ہو اس کا فیصلہ سپیکر کرے گا اور اس کا فیصلہ حتمی ہو گا۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر کہیں کوئی ایسا ابہام موجود ہے جو آپ محسوس کرتے ہیں تو آپ رول 203 کے تحت اجلاس کی کارروائی آگے بڑھا سکتے ہیں اور اس بل کو ووٹنگ کے لیے آپ ایوان میں put کر سکتے ہیں۔

میاں منظور احمد موہل، جناب سپیکر! آپ نے مجھے فلور دیا۔ آپ کا شکریہ۔ کیونکہ کافی عرصہ سے یہ بحث ہاؤس میں چل رہی ہے اپوزیشن کا ایک مؤقف ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے اس بل کی مخالفت کی ہے لہٰذا ہمیں سنا جائے ادھر گورنمنٹ کی طرف سے ایک مؤقف ہے کہ یہ Money Bill اس لیے اس پر بات نہیں ہو سکتی۔ جناب رول 177 میں واضح طور پر یہ ہے کہ منی بل میں amendment نہیں ہو سکتی اگر یہ ہو سکتی ہے تو اس کے لیے گورنر سے منظور لینی پڑتی ہے ورنہ یہ نہیں ہو سکتی۔

اب جناب والا! باقی کا جو procedure ہے وہ یہ ہے کہ تمام بلز چاہے وہ منی بل ہو چاہے کوئی ہو یہ رول 177 یا اس سے آگے جو رولز آتے ہیں وہ تمام کے تمام اسی کے متعلق ہیں۔ لیکن جناب والا! اس بارے میں عرض ہے کہ چونکہ روایت یہی رہی ہے جو آپ نے بات کی ہے میں بھی 1970ء سے پنجاب اسمبلی کا ممبر رہا ہوں وزیر اعلیٰ بھی اسی ہاؤس میں آٹھ سال سپیکر رہے ہیں منی بل کو کبھی بھی کسی نے oppose نہیں کیا وہ as such ہی ہاؤس میں پاس ہو جاتا ہے۔ اس لیے میں اپنے فاضل بھائیوں کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ میں کھلے دل سے تسلیم کرتا ہوں جو سید ظفر علی شاہ کا پوائنٹ ہے وہ ٹھیک ہے اس میں کسی قسم کے ابہام کی بات نہیں اس میں کوئی ایسی بات نہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں ان کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ روایات یا precedents بھی

رولز کا ہی درجہ رکھتے ہیں اور جو میرے فاضل وزیر قانون نے رول 203 کی بات کہی ہے یہ power residuary ہے جو کہیں بھی آپ کو اس میں ملتی نہ ہو پھر سپیکر کا فیصلہ final ہوتا ہے ۔ اگر ملتی ہو تو پھر final کی بات نہیں ہے ۔ اس لیے میری گزارش یہی ہے اور میں حزب اختلاف سے بڑی دردمندی کے ساتھ یہ درخواست کروں گا کہ آپ کا پوائنٹ ہم نے درست تسلیم کیا لیکن روایات پر بھی چلیں روایات بھی کوئی بات ہے اور روایات کے تابع اصلاح بھی کریں۔ اگر یہ پھر بھی نہ مانیں اور ہم نے روایات قائم رکھنی ہوں تو پھر رول 202 کے تابع جو requirement ہے اس کو بھی suspend کیا جا سکتا ہے آپ اگر اس مرحلہ پر نہ تسلیم کریں تو پھر رول 202 کے تابع oppose کرنے کی جو requirement ہے اس کو بھی آپ ختم کر کے at once اس کو پاس کر سکتے ہیں۔ شکریہ جناب والا!

جناب سپیکر، اس ایوان کی جو روایات رہی ہیں ۔ میں بھی کچھ ان کو جانتا ہوں۔ جب مولی صاحب بات کرنے لگے تھے تو میں نے اس بات کو واضح کیا تھا۔ چار بار میں نے اسی اسمبلی کے فلور پر خود فنانس منسٹر کے طور پر یہ ساری کارروائی ہوتے دیکھی ہے بلکہ کی ہے۔ مخدوم الطاف احمد آج فنانس منسٹر ہیں وہ بھی پہلے وزیر خزانہ رہ چکے ہیں۔ اس لیے اس ایوان کی واضح روایات ہیں ۔ ان روایات کے تحت میں یہی مناسب سمجھتا ہوں کہ آج بھی فنانس بل کو فوری طور پر ٹیک اپ کر لیا جائے اور اس پر کوئی بحث نہ کی جائے ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

سید تابش الوری، آپ جو بھی رولنگ دیتے ہیں وہ کسی قاعدے ' قانون اور کسی آئین کے تحت دیتے ہیں۔ آپ کو یہ اختیار نہیں ہے کہ آپ اپنی discretion پر جو چاہیں فیصلہ کر دیں۔ جناب والا! اس میں واضح طور پر ڈپٹی سپیکر نے بھی ' جناب وزیر قانون نے بھی اور قائد ایوان نے بھی ہمارا نقطۂ نظر درست تسلیم کر لیا ہے۔ اور جب قاعدہ تسلیم کر لیا جائے اور جب قاعدے کی بات ہو رہی ہو تو اس میں روایات کا اطلاق نہیں ہوتا ۔

جناب سپیکر، میں نے روایات کا حوالہ دیا ہے ۔ میں ہاؤس کی بھی consent لے لیتا ہوں۔

وزیر اطلاعات، جناب والا! آپ کا حکم سر آنکھوں پر لیکن جہاں تک یہ پوائنٹ ہے کہ رول 77 کے تحت فنانس بل کے لیے بھی وہی پروسیجر ہے ۔ اس پر ہمارا مؤقف آپ نے پیش کیا ہے ۔ اور کسی اور موقع پر بات کرنے کا ہمارا حق محفوظ رکھا جائے کہ اس بات کو ہم کریں۔ کیونکہ رول 77 میں یہ بات واضح طور پر کہی گئی ہے کہ other than the Finance Bill یہ سارے رولز other than the

Finance Bill کو deal کرتے ہیں۔ جناب والا! ہم اپنے مؤقف پر قائم ہیں لیکن چونکہ آپ نے فیصلہ صادر فرما دیا ہے

سید تابش الوری، منسٹر انفرمیشن disinformation پھیلا رہے ہیں۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! میں آخری بات کہنا چاہتا ہوں۔ اس پر کافی بحث ہو چکی ہے۔ میں آپ کی خدمت میں عرض کروں کہ اگر اس طرح یہ سلسلہ چلتا ہے۔ اب اس ساری debate کے conclusion کے دو ہی راستے ہیں۔ اس کا ایک راستہ تو یہ ہے کہ آپ ہماری request کو رولز کی حکم رانی کو قائم رکھنے کی خاطر تسلیم کرلیں۔ اس پر debate رکھ لیں۔ اس کو آج ہی رات بارہ بجے تک رکھ لیں یا صبح کرلیں۔ ایک راستہ تو یہ ہے اور اگر بہت مجبوری ہے۔ کیونکہ آسمان گر رہا ہے، صبح بہت بڑی قیامت آ رہی ہے تو میں میاں منظور احمد موہل کی بات کی تائید کروں گا کہ آپ کے پاس دوسرا راستہ یہ ہے کہ قاعدہ 202 کی تلوار کو آپ استعمال کریں، پھر تو آپ کر سکتے ہیں ورنہ نہیں کر سکتے۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر نے نئی روایات قائم کرتے ہوئے تمام قواعد کو معطل فرما دیا ہے اور Bulldoze کر دیا ہے اور قاعدے اور قانون سے مبرا ہو کر رولنگ دی ہے۔ مجھے اس کا بہت افسوس ہے کہ آپ نے اتنی بحث سننے کے باوجود بھی اور تمام ارکان کی طرف سے اس کا جواب نہ آنے کے باوجود بھی ایسا مؤقف اختیار کیا ہے جو تاریخ میں ریکارڈ کیا جائے گا۔

جناب سپیکر، جی ہاں، ریکارڈ کیا جائے گا۔ آپ سب دوست تشریف رکھیں۔ میں بات کر رہا ہوں۔ میں نے ہاؤس کو اس کی روایات یاد دلائیں۔ اور ان روایات کو میں کسی کتاب سے پڑھ کر بیان نہیں کر رہا۔ میں خود فنانس منسٹر رہا ہوں اور چار مرتبہ میں نے اس ایوان میں بجٹ پیش کیا ہے۔ جو فنانس منسٹر آج بجٹ پیش کر رہے ہیں وہ بھی پہلے فنانس منسٹر رہ چکے ہیں۔ جن ڈپٹی سپیکر صاحب نے یہ بات کی ہے وہ بھی 1970ء سے بار ہا اس اسمبلی کے رکن رہے ہیں۔ یہی روایات رہی ہیں اور میں ہرگز ان روایات کے الٹ بات نہیں کر رہا۔ انہیں روایات کے مطابق میں نے یہ کہا ہے۔ میں انہیں روایات کے مطابق چل رہا ہوں اور اگر مزید اپوزیشن کی تسلی اسی سے ہوتی ہے تو میں ہاؤس کی consent بھی لے لیتا ہوں۔ کہ کیا ایوان کو یہ بات منظور ہے کہ اسے فوری طور پر ٹیک اپ کر لیا جائے؟

(ایوان نے کثرت رائے اس تجویز سے اتفاق کیا)

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! ہم پھر آپ سے استدعا کر رہے ہیں کہ آپ ضرور اسے ٹیک اپ کریں لیکن قاعدہ 202 کے علاوہ آپ کے پاس کوئی راستہ نہیں۔ وہ اختیار کریں جو آپ کو کرنا چاہیے۔ آپ خوامخواہ کیوں غلط کام کرتے ہیں۔ آپ رول 202 کو استعمال کرلیں۔ آپ کا مقصد پورا ہو جائے گا۔

جناب سپیکر، جی لا منسٹر صاحب یہ رول نمبر 202 کو کیسے عمل میں آپ لائیں گے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! اب چونکہ آپ کی رولنگ آ گئی۔ آپ کی رولنگ کے بعد میں نہیں سمجھتا کہ اپنے کسی نظریے یا رولز کے حوالے سے جو interpretation ہے اس کو دوبارہ شروع کیا جائے۔ آپ کے فیصلے کے پیش نظر میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ رولز 202 کے تحت رول 213 اور رول 81 کو معطل کر کے بقایا کارروائی شروع کی جائے۔

سید ظفر علی شاہ، رول 84 بھی معطل کروالیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں رول 202 کے تحت تمام متعلقہ رولز جو اس کارروائی کو چلانے کے لیے حائل ہیں انہیں معطل کر کے فنانس بل کو زیر غور لایا جائے۔

(اپوزیشن کی طرف سے شیم شیم کے نعرے لگائے گئے)

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ رولز 202 کے تحت ان تمام متعلقہ رولز کو جو اس کارروائی کے راستے میں رکاوٹ بن سکتے ہیں معطل کر کے فنانس بل کو فوری طور پر ٹیک اپ کر لیا جائے۔ جو اس کے حق میں ہیں وہ ہاں کہیں اور جو اس کے خلاف ہیں وہ ناں کہیں۔

(تحریک منظور ہوئی)

(اس مرحلہ پر اپوزیشن کے اراکین ایوان سے باہر چلے گئے)

MR SPEAKER: Time is extended till 4:45 p.m.

Motion moved and the question is:-

That the Punjab Finance Bill, 1994, as introduced be taken into consideration at once.

(Motion was carried)

جناب محمد اقبال خان خاکوانی، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، خا کوانی صاحب کچھ کہنا چاہتے ہیں؟ جی خا کوانی صاحب فرمائیں۔

جناب محمد اقبال خان خا کوانی، جناب سپیکر ! میں ان الفاظ کے ساتھ واک آؤٹ کرتا ہوں کہ آج میرا سر فخر سے بلند ہو رہا ہے کہ میں ایسی اسمبلی کا ممبر ہوں جو کہ law making ہے law breaking نہیں ہے۔

چودھری محمد منیر ازہر، جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی فرمائیں۔

چودھری محمد منیر ازہر، جناب والا ! اپوزیشن کے اکثر بھائی یہ سمجھتے ہیں کہ اس اسمبلی کو چلانے والے جو طریق کار ہیں ' جو رولز ہیں اگر ان میں سے کسی کو relax کر لیا تو گویا یہ سمجھتے ہیں' یوں تاثر دیتے ہیں پوری دنیا کو جیسے آئین توڑ دیا گیا ہے ۔ اور یہ طریق کار کی بات پر بار بار آئین کا حوالہ دے کر یوں تاثر دیتے ہیں۔

جناب سپیکر، منیر ازہر ! یہ رولز ہی مجھے اجازت دیتے ہیں ۔ میں انہی کے تحت بعض اوقات 'جب انتہا کر دی جاتی ہے ' کوئی رستہ نہیں چھوڑا جاتا ' کوئی افہام و تفہیم یا احترام نہیں کیا جاتا تو اس کے بعد مجبوراً اس اسمبلی کو جاری رکھنے کے لیے ' ایوانوں کی حفاظت کے لیے ' جمہوریت کی افزائش کے لیے مجھے یہ قدم اٹھانا پڑتا ہے ۔

MR SPEAKER: Now , we take up the Bill clause by clause

CLAUSE-2

MR SPEAKER: Clause 2 is under consideration. There is no amendment in it. The question is-

That clause 2 do stand part of the Bill.

(Motion was carried)

CLAUSE-3

MR SPEAKER: Clause 3 is under consideration. No amendment has been moved in this clause. The question is-

That clause 3 do stand part of the Bill.

(Motion was carried)

CLAUSE- 4

MR SPEAKER: Now , Clause 4 is under consideration . There is one amendment which has been moved by the Minister for Law and Parliamentary Affairs. The Minister may please move his motion.

MINISTER FOR LAW & PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move-

> That in sub- clause (1) of Clause 4 of the Bill, as introduced in the Assembly, for the word "third" be substituted.

MR SPEAKER: The motion has not been opposed, the Motion moved and the question is-

> That in sub- clause (1) of Clause 4 of the Bill , as introduced in the Assembly, for the word "second" , occurring in line 2, the word "third" be substituted.

(Motion was carried)

MR SPEAKER: The question is-

That Clause 4, as amended, do stand part of the Bill.

(Motion was carried)

CLAUSE 5

MR SPEAKER: Clause 5 is under consideration. There is no amendment.

The question is-

That Clause 5 do stand part of the Bill.

(Motion was carried)

CLAUSE- 6

MR SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. There is no amendment in it. The question is-

That Clause 6 do stand part of the Bill.

(Motion was carried)

SCHEDULE

MR SPEAKER: Now , the Schedule of the Bill is under consideration. The question is-

That the Schedule do stand part of the Bill

(Motion was carried)

CLAISE-1

MR SPEAKER: Clause 1. No amendment has been moved in this. The question is-

That clause 1 do stand part of the Bill.

(Motion was carried)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration The question is-

That the Preamble do stand part of the Bill.

(Motion was carried)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Long Title. As there is no amendment. The Long Title becomes part of the Bill.

Now, we start the third reading. Minister for Finance please.

MINISTER FOR FINANCE: I move-

That the Punjab Finace Bill, 1994, be passed.

MR SPEAKER: Motion moved and the question is-

That the Punjab Finance Bill, 1994, be passed.

(Motion was carried)

The Bill was Passed.

سال بابت 94-1993ء کے لیے منظور شدہ اخراجات کا ضمنی گوشوارہ

(جو ایوان کی میز پر رکھا گیا)

MINISTER FOR FINANCE: I lay the Supplementary Schedule of authorise Expenditure for the year 1993-94.

MR SPEAKER: The Supplementary Schedule of authorised expenditure for the year 1993-94 has been laid on the table of the House. Minister for Finance please.

سال بابت 95-1994 کے لیے منظور شدہ اخراجات کا گوشوارہ

(جو ایوان کی میز پر رکھا گیا)

MINISTER FOR FINANCE: I lay the Schedule of authorised expenditure for the year 1994-95.

MR SPEAKER: The Schedule of Authorised Expenditure for the year 1994-95 has been laid the table of the House.

ہنگامی قانون (ترمیم) (تنسیخ) ناپسندیدہ کواپریٹو سوسائیٹز پنجاب مجریہ 1994ء (جو ایوان کی میز پر رکھا گیا)

MINISTER FOR LAW & PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move that rule

113 of the Rules of procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, 1973, be suspended and I lay the Punjab Undesirable Cooperative Societies (Dissolution) (Amendment) Ordinance, 1994 (X1 of 1994).

جناب سپیکر، ہنگامی قانون (ترمیم) (تنسیخ) ناپسندیدہ کوآپریٹو سوسائٹیز پنجاب مجریہ 1994ء ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ قواعد انضباط کار کے قاعدہ 75(6) کے تحت یہ ہنگامی قانون اب مسودہ قانون کی شکل اختیار کر چکا ہے اور اسے متعلقہ مجلس قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے جو اپنی رپورٹ 31 اگست 1994ء تک ایوان میں پیش کرے۔

یونیورسٹیوں کی سینیٹ میں مخصوص نشستوں پر ارکان اسمبلی کا انتخاب

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، جو سینیٹ کی کمیٹیاں بنی تھیں آپ نے اس کے بارے میں بھی کچھ کہنا ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! رولز آف پروسیجر 1973ء کے دائرہ کار کے مطابق حزب اختلاف اور حزب اقتدار کے درمیان جن اراکین کو یونیورسٹیوں کے سینیٹ کے لیے نامزد کیے جانے پر اتفاق ہوا ہے۔ میں ان کے نام ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔ اور یہ منتخب متصور کیے جائیں۔

جناب سپیکر، پنجاب کی یونیورسٹیوں کے سینیٹ کے لیے اراکین پنجاب اسمبلی کی جو نامزد گیاں حزب اقتدار اور حزب اختلاف کی طرف سے مشترکہ طور پر طے پائیں ہیں وہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔ کیا ایوان کو منظور ہے۔

وزیر قانون، جناب والا! میں کچھ کہنے کی اجازت چاہوں گا۔۔۔

جناب سپیکر، جی

وزیر قانون، جناب سپیکر! آج 95-1994ء کا میزانیہ اسمبلی میں پاس کیا گیا اور یہ ایک طویل اجلاس چلا۔ اس اجلاس کے دوران مختلف صوبائی محکمہ جات نے خصوصاً محکمہ خزانہ نے اس کے علاوہ اسمبلی سیکرٹریٹ کے عملہ نے اور دیگر متعلقہ محکمہ جات کے علاوہ پریس کے حضرات نے بھی اس تمام کارروائی کے دوران اپنی اپنی ذمہ داریاں بطریق احسن ادا کیں، میں اس کے لیے ان سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اراکین اسمبلی جنھوں نے بجٹ کے سلسلے میں اپنی تمام تر پارلیمانی ذمہ داریاں صحیح طریقے سے ادا

کیں اور پوری توجہ کے ساتھ بجٹ اجلاس میں حصہ لیا' میں ان سب کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں اور بجٹ پاس ہونے پر وزیر خزانہ' وزیر اعلیٰ اور اس ایوان کے اراکین کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ جناب سپیکر! بے شک آج کے روز آخری لمحات میں رولز کے حوالے سے مختلف نکات اٹھائے گئے۔ میں اس سلسلے میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت کی طرف سے مختلف ارکان نے جو موقف پیش کیا وہ اپنی جگہ پر سنجیدگی سے پیش کیا گیا اور وہ بھی درست ہے۔ فاضل اراکین حزب اختلاف نے جو اعتراض کیا وہ بھی اپنی جگہ پر' جناب میاں منظور احمد موہل نے جو نقطۂ نظر بیان کیا وہ بھی ان کا بطور رکن اسمبلی ہے نہ کہ ان کا نقطۂ نظر بطور سپیکر کے تھا۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ بے شک اس معاملے کو اب مزید نہیں چھیڑا جا سکتا اور اس کی طوالت میں جانے کی بجائے فاضل اراکین حزب اختلاف کے اس رویے کا ضرور ذکر کرنا چاہوں گا کہ اگر رولز اجازت نہ دیتے' اگر رولز میں اس قسم کی کوئی پابندی ہوتی کہ فنانس بل بجٹ پاس ہونے والے دن اسمبلی میں پیش نہیں کیا جا سکتا اور پاس نہیں کیا جا سکتا۔ تو آج سے اتنے سال قبل اتنی اسمبلیاں جن میں ڈپٹی لیڈر آف اپوزیشن سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ نے بھی بجٹ پیش کیا اور اسی روز فنانس بل move کرایا اور اسی روز پاس کرایا۔ جناب سپیکر! جب آپ وزیر خزانہ تھے تو اس وقت بھی اسی طرح بجٹ پیش ہوئے اسی روز فنانس بل بھی پیش ہوا اور پاس ہوا تب تو کوئی رولز مانع نہیں تھے اور مخدوم الطاف احمد قبل ازیں جب وزیر خزانہ تھے انھوں نے بھی بجٹ پیش کیے فنانس بل بھی پیش کیے۔ جناب والا! اتنی ساری روایات اور اتنے سالوں کی ان اسمبلیوں کی کارکردگی۔ آج جو مٹی حزب اختلاف کے اراکین نے صرف شور مچا کر ڈالنے کی کوشش کی میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ بلا جواز تھی اور وہ محض واک آؤٹ کرنا چاہتے تھے اور آخری روز وہ ایک بار پھر یہ تاثر دینا چاہتے تھے کہ وہ اسمبلی کی کارروائی کے معاملے میں تعاون نہیں کر رہے اور انھوں نے محض اپنے ساتھیوں کے جذبات کی پاس داری کرنے کے لیے واک آؤٹ کیا ہے۔ ورنہ ان کے پاس قطعی طور پر کوئی جواز نہیں تھا۔

جناب والا! میں نے آپ کے سامنے تحریر پیش کی ہے جس میں ڈپٹی لیڈر آف دی اپوزیشن سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب نے واضح طور پر اپنے ہاتھ سے لکھا ہوا ہے اس پر میرے بھی دستخط ہیں کہ فنانس بل 28 کی بجائے 27 کو move کیا جائے۔ جناب والا' جب وہ خود لکھ کر دیتے ہیں کہ 28 کی بجائے 27 کو فنانس بل move کیا جائے اور اسمبلی کا اجلاس prorogue کیا جائے۔ یہ الفاظ لکھنے کے بعد اس کا کیا مطلب ہے؟ کہ ڈپٹی لیڈر آف دی اپوزیشن پر اپوزیشن کے اراکین کو اعتماد نہیں

یا ان کی بات سننے کو تیار نہیں یا اس کا مطلب یہ ہوا کہ ڈپٹی لیڈر آف دی اپوزیشن آج کے روز اس فنانس بل کو پیش کیے جانے کو رولز کے عین مطابق اور درست سمجھتے تھے اس لیے انھوں نے یہ تحریر لکھ کر دی ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بھی پارلیمانی روایات ہیں کہ جب ڈپٹی لیڈر آف دی اپوزیشن یا اپوزیشن کے کوئی نمائندے کا حکومت کے نمائندوں کے ساتھ کوئی معاہدہ کرتے ہیں تو اسمبلی کے اندر اس معاہدے کو نبھایا جاتا ہے نہ کہ اس معاہدے کے مطابق اگر اسمبلی میں کوئی کارروائی ہو تو اس میں خلل ڈالا جائے اسے روکنے کی کوشش کی جائے ۔ اگر معاہدہ یاد کرایا جائے تو حزب اختلاف واک آؤٹ نہیں کیا کرتی۔ اپنے پارلیمانی نظام کو بچانے کے لیے وہ پارٹی کا پاس کرتی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ حزب اختلاف نے آج آخری روز sitting کے آخری لمحات میں واک آؤٹ کر کے اس ایوان کے تقدس کا اور روایات کا صحیح خیال نہیں رکھا جو کہ ان کی ذمہ داری بنتی تھی۔ جناب والا! حزب اختلاف کے ایسے اراکین اسمبلی جن کی وجہ سے یہ معاملہ ہوا ہے میں ان کی خدمت میں بھی گزارش کرتا ہوں کہ ایوان کی کارروائی چلانے کے لیے ہم سب کو ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنا چاہیے۔ بے شک ہم حزب اختلاف کے بغیر اسمبلی کی کارروائی آگے نہیں بڑھانا چاہتے لیکن حزب اختلاف کو بھی چاہیے کہ وہ تعاون کرے اور اپنے معاہدوں کا پاس کرے ۔ آخر میں میں ایک مرتبہ پھر تمام عملے کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور جناب سپیکر آپ کا بھی مشکور ہوں ڈپٹی سپیکر صاحب کا بھی مشکور ہوں اور اسمبلی سیکرٹریٹ کے علاوہ پریس گیلری میں مسلسل اسی طریقے سے ڈیوٹی دینے والے صحافیوں کا بھی مشکور ہوں کہ جس طرح وہ اسمبلی میں صبح سے شام تک بیٹھے رہے انھوں نے بھی پارلیمانی نظام کو عوام تک پہنچانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی کو عوام تک پہنچانے کے لیے اپنی بھرپور ذمہ داریاں ادا کیں ۔ آپ کا شکریہ جناب سپیکر!

جناب سپیکر، شکریہ۔ میاں منظور احمد موہل کچھ کہنا چاہتے ہیں ــــ جناب قائد ایوان کچھ فرمانا چاہتے ہیں؟ ایک آدھ بات میں نے بھی کرنی ہے سن کر جائیے۔ جناب قائد ایوان!

وزیر اعلیٰ (میاں منظور احمد وٹو)، شکریہ جناب سپیکر! میں اس وقت معزز اراکین کی کیفیت سے بھی واقف ہوں اور آپ کی صبر آزما لمحات سے گزرنے کی کیفیت سے بھی واقف ہوں۔ میں خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں آپ کے حوصلے کو، آپ کی بصیرت کو، کہ جس فہم و فراست اور تحمل اور بردباری کے ساتھ آپ نے ہاؤس کو چلایا۔ رولز اور روایات کے مطابق آپ نے ہاؤس کی کارروائی کو آگے

بڑھایا۔ اپوزیشن کا نقطۂ نظر آپ نے ٹھنڈے دل سے سنا۔ ٹریژری بنچز کا نقطۂ نظر آپ نے ٹھنڈے دل سے سنا اور یہ بجٹ اجلاس باوجود چند ایک نہایت تلخ اور افسوس ناک واقعات کے باوجود اختتام پذیر ہوا اور پنجاب اسمبلی نے 1994-95ء کا بجٹ منظور کیا۔ جناب سپیکر! میں اور میرے رفقائے کار صدق دل سے پارلیمانی جمہوریت پر یقین رکھنے والے لوگ ہم اپوزیشن کے نقطۂ نظر کو اہمیت دے کر اس کو سننے کا حوصلہ رکھنے والے لوگ ہیں' اور ہم اپوزیشن کو ایوان کا سنگھار سمجھتے ہیں اور اس کی قدر کرتے ہیں اور ان کی رائے کی قدر کرتے ہیں۔ اس لیے جناب سپیکر! جہاں آپ نے بڑا حوصلہ کیا اور آج کی کارروائی کو بڑے ہی ٹھنڈے دل سے آپ نے سنا اور آگے بڑھایا وہاں میں نے بھی اور میرے رفقائے کار نے بھی آپ کا ساتھ دیا اور ہم نے اپوزیشن کے نقطۂ نظر کی تعریف کی اور ان میں سے محنت کرنے والے لوگ جو رولز اینڈ پروسیجر کو سمجھنے والے لوگ ہیں' ان کی کارکردگی کی اور ان کی محنت کی تعریف کی۔ اس لیے کہ اسی طریقے سے پارلیمنٹرین کی grooming ہوتی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج باوجود اس بات کے کہ اپوزیشن نے اختتام اچھے طریقے سے نہیں کیا جس طریقے سے انہیں کرنا چاہیے تھا۔ وہ حسن انہوں نے برقرار نہیں رہنے دیا جو اس اجلاس کے صبر آزما لمحات گزارنے کے بعد آخر میں ہونا چاہیے تھا۔ لیکن میں یہ کہوں گا کہ اس کے باوجود ہمارے اراکین نے اس بحث و تمحیص سے بہت کچھ حاصل کیا ہے۔ بہت سیکھا ہے اور ایسی debates بڑی healthy debates ہوتی ہیں ان کو جاری رہنا چاہیے۔ اظہار خیال کا ایسے موقع ملنا چاہیے جیسے آج آپ نے دیا ہے۔ اور اس سے لوگوں کی grooming ہوتی ہے۔ ہم لوگ منتخب ہوکر آجاتے ہیں۔ ہمارے عوام ہمیں بہت بڑی عزت و افتخار سے نوازتے ہیں۔ لیکن یہاں آ کر جہاں اپنے حلقہ نیابت کا خیال کرنا ہوتا ہے وہاں پر اس ایوان کی کارروائی میں دلچسپی لینا یہ ہماری بنیادی ذمہ داری ہے ایوان میں موجود رہنا بھی ہماری بنیادی ذمہ داری ہے۔ اور ایوان کی کارروائی میں دلچسپی لینا اور رولز اینڈ پروسیجر کو سمجھنا آئین کو سمجھنا اور اس کی تشریح کرنا اور اس کے مطابق معاملات کو چلانا ہماری ذمہ داری ہے۔

جناب سپیکر، میں ہاؤس کا وقت پندرہ منٹ کے لیے مزید بڑھاتا ہوں۔

وزیر اعلیٰ، جناب والا! میں اپنی بات مختصر کرتا ہوں اور جناب سپیکر! میں یہ کہوں گا کہ ہم نے سال 1994-95ء کا بجٹ پاس کیا ہے اور اس میں نہ صرف اعداد و شمار ہیں بلکہ اس میں ہماری سوچ ہے۔ ہماری PDF کی حکومت کی ایک سوچ ایک نظریہ اور عوام کے مسائل کو حل کرنے کے لیے ہماری فکر اور ہماری

منصوبہ بندی اس میں شامل ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس پاس کیے گئے بجٹ کی بدولت جو پروگرام لے کر ہم 95-1994ء کے مالی سال میں داخل ہورہے اس میں ہم اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پنجاب کے سات کروڑ عوام کی حالت کو تبدیل کرنے کے لیے ہم نے جو منصوبہ بندی کی ہے جو ہماری سوچ ہے اس کی بدولت انشاء اللہ تعالیٰ ہم بنیادی تبدیلیاں لانا چاہتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ہم تعلیم کے میدان میں، زراعت کے میدان میں، غریب آدمی کو عزت نفس دینے کے لیے، امن و امان کو قائم کرنے کے لیے اور ایک عام انسان کو وقار دینے کے لیے اور اس کے مقام کو بلند کرنے کے لیے جناب سپیکر! کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کریں گے ۔ یہ بات میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ ہم نے لوگوں کی حالت زار کو قریب سے دیکھا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ لوگوں کی محرومیاں کیا ہیں ۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس صوبے میں بسنے والے غریب عوام کی محرومی اور ان کے دکھ کیا ہیں؛ ہم نے ان کو قریب سے دیکھا ہے۔ اس لیے ہم نے ان کو ٹھیک کرنے کا ان کے دکھوں کا مداوا کرنے کا تہیہ کیا ہے۔ ہم صادق جذبوں کے ساتھ ان کے دکھوں میں شامل ہونے لیے اور ان کو دور کرنے کے لیے ان کے مسائل کو حل کرنے کے لیے آگے بڑھ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری مدد کرے گا۔ ہمارے ساتھیوں کی مدد کرے گا اور ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس صوبے کے غریب عوام کی تقدیر بدلنے کے لیے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کریں گے۔ میں جناب سپیکر! آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جناب ڈپٹی سپیکر کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے ہاؤس کی کارروائی کو احسن طریق سے چلایا میں آپ کے سٹاف کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ میں پریس گیلری میں بیٹھے اپنے پریس کے مقتدر ساتھیوں کا مشکور ہوں کہ انھوں نے بڑی محنت اور ریاضت سے پنجاب اسمبلی کی کارروائی کو عمدگی سے سر انجام دیا۔ میں پنجاب کی انتظامی مشینری کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اس عرصے میں پنجاب اسمبلی کی کارروائی کو مفید بنانے کے لیے ہر لیول پر تمام ڈیپارٹمنٹس نے محنت کی اور کوشش کی جس کی بدولت پنجاب اسمبلی کی کارروائی مفید اور با مقصد رہی۔ میں اپنے معزز ساتھیوں کا بھی دل کی گہرائیوں سے شکر گزار ہوں کہ انہوں نے پنجاب اسمبلی کی کی کارروائی میں دلچسپی لی اور وہ ہاؤس میں تشریف لاتے رہے اور ہاؤس کی کارروائی کو لمحہ بہ لمحہ مفید بنایا اور آج بالآخر بڑی بھاری اکثریت سے پنجاب کا رواں سال کا بجٹ پاس کیا۔ میں اپنے رفقاء کار کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور جناب سپیکر! ساتھ ہی روایت کے مطابق میرے خیال میں جو روایت ایک بڑی ٹھوس اور جامع روایت بن چکی ہے کہ بجٹ اجلاس کے موقع پر پنجاب اسمبلی کے ملازمین کو ایک ماہ کا اعزاز یہ دیا جاتا ہے ۔ ہمیشہ وزیر

اعلیٰ کو یاد دہانی کروانی پڑتی تھی لیکن میں چونکہ ذاتی طور پر اس اسمبلی میں بہت عرصہ سپیکر کے فرائض سر انجام دیتا رہا ہوں۔ اس لیے مجھے ذاتی طور پر یہ یاد ہے مجھے یاد دھانی کروانے کی ضرورت نہیں۔ ان کا ایک مہینے کا اعزاز یہ منظور کیا جاتا ہے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، معزز اراکین اسمبلی! میرے بزرگوں نے مجھے ایک بات سکھائی۔ شکایت نہیں، شکر کا رویہ زندگی میں اپنانا چاہیے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے خود یہ بات نہ کی ہوتی کہ انسانوں نے میری ویسی قدر نہ کی جیسا کہ میرا حق تھا تو شاید میں آج اتنی بات بھی زبان پر نہ لاتا۔ لیکن اگر اللہ رب العالمین بھی اس بات پر آزردہ ہوسکتا ہے کہ میری ویسی قدر نہ کی گئی جیسا میرا حق تھا تو اس کا ایک ناچیز بندہ اگر یہ جسارت کرے تو شاید وہ قابل معافی ہے۔ عزیزان گرامی! اس ہاؤس میں جتنے بھی سپیکر آئے ہیں میں ان میں سب سے کم درجہ ہوں۔ وہ سب مجھ سے افضل تھے، لیکن میں ایک بات میں ضرور یہ چاہوں گا کہ آپ بھی میری تائید کریں کہ میں صبر کا مظاہرہ کرتا ہوں، میں تحمل، رواداری سے دونوں طرف کی بات کو زیادہ سے زیادہ سننے کی کوشش کرتا ہوں۔ میں نے پہلے دن سے ایک رویہ اپنایا کہ اس ایوان کے دریا میں روانی ضرور ہونی چاہیے، جولانی بھی ہونی چاہیے، لیکن ایسی طغیانی نہیں ہونی چاہیے جو کناروں کو توڑ کر بستیوں کو آباد کرنے کی بجائے بستیاں اجاڑ کر رکھ دے۔ جب یہ لمحہ آتا ہے تو میں روکتا ہوں، میں قوت کو رولز دیکھ کے استعمال کرتا ہوں۔ اس کرسی پر بیٹھنے کا اس شخص کو کوئی حق نہیں جو اس قوت کو صحیح موقع پر صحیح طور پر استعمال نہ کر سکے۔ یہ قوت مجھے اسی لیے دی گئی ہے کہ اس صوبے میں جمہوریت کو آگے بڑھانے کے لیے اور اس ایوان کو جولانی اور روانی کی سطح پر رکھنے اور طغیانی سے بچانے کے لیے استعمال کی جائے۔ چنانچہ میں ایسے ہی موقعوں پر ایسا کرتا ہوں۔ پھر بھی اپنی عادت سے مجبور شکایت سے زیادہ شکر کے رویے پر آتے ہوئے، میں اپنے سیکرٹریٹ کا شکریہ ادا کرتا ہوں، میں پریس کا شکریہ ادا کرتا ہوں، میں حزب اقتدار کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور میں حزب اختلاف کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جن کے باعث ایوان میں رونق رہتی ہے۔ اور دوسرا نقطۂ نظر بھی سامنے آتا رہتا ہے، مجھے بے حد خوشی ہوتی اگر وہ آج آخری وقت تک یہاں موجود ہوتے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ اس ایوان میں بارش کے لیے دعا کی گئی تھی، اور میں نے کسی بزرگ کو کہنے کی بجائے سب سے زیادہ گناہ گار ہوتے ہوئے خود اس دعا کو lead کیا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجھ گناہ گار کی lead کی ہوئی اور آپ سب کی شمولیت کے ساتھ، اس شمولیت کی برکت کے باعث دو دن کے اندر اندر اس صوبے میں باران رحمت

نازل کردی۔ میں اپوزیشن کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ بے شک جمہوریت میں اختلاف ہوتا ہے لیکن یہ بڑی جمہوریت جس کا نام اسلام ہے اس میں اجماع امت کا بھی ایک اصول دیا گیا ہے۔ جب امت جمع ہو جاتی ہے' اس کے نمائندے جمع ہو جاتے ہیں تو برکتیں اور رحمتیں اللہ تعالیٰ کی جانب سے زمینوں پر نازل ہونی شروع ہوجاتی ہیں۔ اللہ کرے کہ ہم جمہوریت سے صرف اختلاف ہی نہیں بلکہ اجماعامت کا ایک ذریعہ بھی بنا دیں۔ اور میں آخر میں یہ کہوں گا کہ جہاں سب کا شکریہ وہاں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا شکریہ جو ہمیں آج کے اس مرحلے تک لے کر آیا۔ میں بجٹ کے پاس ہونے پر ایوان کو اس محنت اور بہترین صلاحیتوں کے لیے جن کا یہاں مظاہرہ ہوا مبارک باد دیتا ہوں۔ اور میں آخر میں وہ آرڈر پڑھتا ہوں جو گورنر صاحب نے آج جاری کیا ہے۔

In exercise of the powers conferred on me by Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, Muhammad Altaf Hussain, Governor of the Punjab hereby prorogue the Provincial Assembly of the Punjab with effect from Monday, the 27th of June, 1994 on the termination of the sitting on that day.

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی غیر معینہ مدت کے لیے ملتوی کی گئی)

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

جمعرات ' اتوار '22' 25۔ ستمبر 1994ء

(پنج' یک شنبہ '15' 18۔ ربیع الثانی 1415ھ)

جلد ' 11 شمارہ '1' 2

(بشمول شمارہ جات 1 تا 2)

مندرجات

صفحہ

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ 1

صدر نشینوں کی جماعت کی تشکیل 2

حزب اختلاف کی طرف سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کرنا 2

اتوار ' 25۔ ستمبر 1994ء

جلد ' 11 شمارہ ' 2

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ 1

اراکین اسمبلی کی رخصت 2

پوائنٹ آف آرڈر۔

اسمبلی بلڈنگ کے باہر اور اندر بھاری تعداد میں پولیس کی موجودگی 4

حزب اقتدار اور حزب اختلاف کے مابین افہام وتفہیم کی کوشش 7

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا گیارھواں اجلاس)

(جمعرات، 22 ستمبر 1994ء)

(پنج شنبہ، 15 ربیع الثانی 1415ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر، لاہور میں صبح 11 بجے منعقد ہوا۔ جناب سپیکر محمد حنیف رامے کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآنِ پاک اور ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ O

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ O

وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ إِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ إِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿٣٣﴾ وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ﴿٣٤﴾ وَمَا يُلَقّٰهَآ إِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَمَا يُلَقّٰهَآ إِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ﴿٣٥﴾

سورۃ حٰم السجدہ، آیت نمبر 33 تا 35

اور اس شخص سے بات کا اچھا کون ہوسکتا ہے جو خدا کی طرف بلائے اور عمل نیک کرے اور کہے کہ میں مسلمان ہوں۔ اور بھلائی اور برائی برابر نہیں ہو سکتی۔ تو (سخت کلامی کا) ایسے طریق سے جواب دو جو بہت اچھا ہو (ایسا کرنے سے تم دیکھو گے) کہ جس میں اور تم میں دشمنی تھی وہ تمہارا گرم جوش دوست ہے اور یہ بات ان ہی لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو برداشت کرنے والے ہیں اور ان ہی کو نصیب ہوتی ہے جو بڑے صاحب نصیب ہیں۔ وما علینا الا البلاغ*

صدر نشینوں کی جماعت کی تشکیل

جناب سپیکر، سیکرٹری صاحب صدر نشینوں کے اسماء گرامی کا اعلان کریں گے۔

سیکرٹری اسمبلی، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء کے قاعدہ 14 کے تحت جناب سپیکر! نے اسمبلی کے اجلاس ہذا کے لئے چار معزز اراکین پر مشتمل بحسب ترتیب و تقدیم ذیل صدر نشینوں کی جماعت تشکیل فرمائی ہے،

1۔ میاں مناظر علی رانجھا 2۔ چودھری محمد وصی ظفر

3۔ جناب ہارون اختر خان 4۔ جناب عبدالرشید بھٹی

جناب سپیکر، نوٹس ہائے برائے طلبیٔ توجہ۔ کیا وزیر اعلیٰ صاحب تشریف لا رہے ہیں؟

حزب اختلاف کی طرف سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کرنا

چودھری پرویز الٰہی، جناب سپیکر! میں ایک قرارداد پیش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ "ایوان اس امر کی مذمت کرتا ہے کہ مورخہ.....

جناب سپیکر، نہیں۔ نہیں۔ ایسے نہیں ہوتا۔ پہلے آپ مجھ سے اجازت لیں ابھی میں نے اس کی اجازت نہیں دی۔ میرے پاس یہ قرار داد آئی ہے.....

چودھری پرویز الٰہی، یہ ایوان اس امر کی مذمت کرتا ہے کہ.....

جناب سپیکر، دیکھیں The Speaker is speaking آپ میری بات سنیئے.....

(قطع کلامیاں)

(اس مرحلے پر اپوزیشن کی طرف سے یہ آوازیں آئیں کہ تحریک منظور ہے۔ تحریک منظور ہے)

جناب سپیکر، آپ میری بات سنیے اور آپ اگر سپیکر کی بات نہیں سنیں گے تو یہ ہاؤس نہیں چلے گا۔

(اس مرحلے پر اپوزیشن کی طرف سے یہ آوازیں آئیں کہ ہاؤس نہ چلے)

چودھری پرویز الٰہی، جناب والا! میرا مائیک آن کیا جائے۔ جناب سپیکر! آپ نے مجھے یاد دلا دیا کہ آپ سپیکر ہیں' بلکہ میرا یہ خیال ہے کہ آپ کبھی سپیکر تھے؟ جناب سپیکر! کیا کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ جو مذاکرات آپ ہم سے کریں' جو باتیں آپ ہم سے طے کریں کیا آپ نے کبھی دیکھا کہ اس

پر عمل بھی ہوا ہے؟

جناب سپیکر : میں نے ہمیشہ دیکھا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

چودھری پرویز الٰہی : جناب والا! آپ پہلے میری گزارش سن لیں۔ میں کہتا ہوں اس پر کبھی عمل نہیں ہوا۔ یہ ریکارڈ پر ہے کہ آپ نے ہمارے ساتھ یہاں پر ڈویلپمنٹ فنڈز کے متعلق مذاکرات کیے اور ہمارے ممبران سے جو زیادتیاں ہوئیں لیکن اس پر کوئی عمل نہیں ہوا بلکہ کسی بات پر عمل نہیں ہوا۔ آپ کو تو سپیکر منوانا اور آپ کی حیثیت کو مسلم کرنا ہمارا بھی فرض ہے لیکن حکومتی پارٹی کا زیادہ فرض ہوتا ہے کہ وہ آپ کے احکامات مانے۔ انھوں نے تو آپ کو سپیکر بنایا ہی نہیں' سمجھا ہی نہیں۔جناب والا! آپ کی کون سی بات مانی گئی ہے؟ آپ کے ساتھ مذاکرات کرنے کا کوئی فائدہ ہی نہیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

چودھری محمد وصی ظفر : جناب والا! پریس والوں نے پریس گیلری سے واک آوٹ کیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر : آپ تشریف رکھیں۔

چودھری پرویز الٰہی : جناب سپیکر! پریس نے واک آؤٹ کیا ہے۔ 20 ستمبر کو پریس والوں پر ڈنڈے برسائے گئے اور کیمرہ مینوں کو بھی مارا گیا' اس لیے ہم بھی علامتی طور پر ان کے حق میں واک آؤٹ کرتے ہیں اور پھر واپس آ کر آپ سے سے بات کرتے ہیں۔

(اس مرحلے پر حزب اختلاف کے معزز اراکین نے واک آؤٹ کیا)

MR SPEAKER: I call the House to order.

وزیر خزانہ : میں آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ پریس نے علامتی واک آؤٹ کیا ہے۔ ازراہ کرم اپنی کوئی ٹیم تشکیل دیجئے جو ان سے بات کرے۔ پریس کا موجود ہونا بہت ضروری ہے۔

جناب سپیکر : جناب محمد افضل سندھو' جناب اکرام ربانی! مہربانی فرمائیں' ذرا پریس سے بات کریں۔

(اس مرحلے پر حزب اختلاف کے معزز اراکین ایوان میں واپس تشریف لے گئے)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر : محترم قائد حزب اختلاف نے میرے بارے میں ایک بات کی ہے۔ میں وضاحت

کرنا چاہتا ہوں۔ میری تمام تر کوشش یہی ہے کہ ہاؤس بہتر طریقے سے چلے اور میں اس سلسلے میں ہاؤس کو چلانے کی ذمہ داری محسوس کرتے ہوئے اپنی انتہائی کوشش کرتا ہوں کہ غیر جانبداری سے معاملات کو نمٹاؤں۔ آج بھی میں نے اپوزیشن کا صبح نو بجے سے گیارہ بجے تک انتظار کیا ہے وعدے کے مطابق انھوں نے مجھ سے ملاقات کے لیے نو بجے تشریف لانا تھا۔ لیکن اپوزیشن کے نمائندے تشریف نہیں لائے۔ میری کوشش یہی ہوتی ہے' میں ایوان چلانے کا ذمہ دار ہوں' حکومت چلانے کا ذمہ دار نہیں جو وعدے وعید میرے حوالے سے ہوئے۔ میرا یہی مشورہ ہوتا ہے' میری یہی کوشش ہوتی ہے اپوزیشن کی باتیں حکومت تک اور حکومت کی باتیں اپوزیشن تک پہنچاؤں' جس حد تک ہوسکے آپ میں افہام تفہیم ہو' under standing ہو' dialogues ہوں۔ میں اس کی کوشش کرتا ہوں اور تالی دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے۔ آپ اور حکومت کا کچھ بھی ہے جو رویہ آپس میں ہے وہ ایوان میں زیر بحث آتا ہے۔ میری کوشش یہی ہے کہ میں ایوان میں اچھی فضا قائم کروں۔ اسکے لیے اچھی روایات قائم کروں۔ اور اس کے لیے میں دونوں کا تعاون چاہتا ہوں۔ باہر جو کچھ ہوتا ہے اس کی ذمہ داری مجھ پر نہیں۔ لیکن ہم سب ایک سطح پر اس کے ذمہ دار ہیں۔ اللہ کرے کہ باہر بھی حکومت اور اپوزیشن دونوں اس ملک کو بہتر طور پر چلانے کے لیے کوشش کریں۔ ہمیں اس ایوان کو بہتر طور پر چلانے کے لیے کوشش کرنی چاہیے۔ بہرحال میری کوشش اب بھی اور آئندہ بھی یہی رہے گی کہ میں غیر جانب داری سے' دیانت داری سے اپنے فرائض منصبی ادا کروں۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب سپیکر! آپ نے ابھی جو کچھ فرمایا ہے' جن خواہشات کا اظہار کیا ہے۔ یہ تو ہمیشہ آپ کی طرف سے باتیں ہوتی رہی ہیں۔ اور خواہشات کی حد تک رہی ہیں۔ کیا یہ کہا جاسکتا ہے کہ سپیکر کی کرسی پر جو شخص بیٹھ جائے وہ سپیکر بن جایا کرتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ جناب والا! سپیکر وہ ہوتا ہے جو اس کرسی پر بیٹھ کر انصاف کرے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جو مذاکرات کروانے اور مذاکرات کے نتیجے میں جو چیزیں طے ہو جائیں ان پر عمل درآمد کروانا مذاکرات کروانے والے کا فرض ہوا کرتا ہے۔ یہ کبھی نہیں ہوا۔ آپ سے پہلے بھی سپیکر رہے ہیں' مذاکرات ہوتے رہے ہیں۔ لیکن سپیکر اس وقت بنتا ہے جب اس کا عمل یہ ثابت کرتا ہے کہ وہ اپوزیشن اور حکومت کے مذاکرات کرواتا ہے۔ اپوزیشن نے کیا عمل کرنا ہوتا ہے؟ اپوزیشن کے پاس

کون سا اختیار ہوتا ہے؟ عمل درآمد تو ہمیشہ حکومت کی طرف سے ہوا کرتا ہے۔ لیکن جناب والا! مجھے افسوس سے یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ آپ نے اب تک جو مذاکرات کروائے اس پر آپ کوئی عمل نہیں کروا سکے۔ آپ کوئی effective سپیکر نہیں۔ آپ کرسی پر تو بیٹھے ہیں، لیکن میں افسوس کے ساتھ اس ہاؤس کو بتانا چاہتا ہوں کہ ہماری جتنی بھی تحاریک التوائے کار تھیں، آپ نے ہماری پچاس کے قریب تحاریک التوائے کار اپنے چیمبر میں بیٹھ کر kill کردی ہیں آپ کیسے سپیکر ہیں جناب؟

(شیم، شیم)

آپ کہتے ہیں کہ آپ ہمارا انتظار کرتا رہے اور ہم نہیں آئے۔ جناب والا! اس سے پہلے آپکی ایک فون کال پر ہمارے دس دس ایم پی اے اور ہم خود حاضر ہوتے رہے ہیں یہ پریس بھی اس بات کا گواہ ہے کہ جب آپ نے کال کیا ہم ان وزیروں سے پہلے آپ کے پاس ہوا کرتے تھے۔ ایک ایک دن ہم انتظار کرتے رہے اور پھر ہمیں کہا جاتا کہ آپ دوسرے دن آئیں۔ ہم دوسرے دن جاتے رہے۔ پھر کہتے رہے کہ تیسرے دن آئیں۔ ہم تیسرے دن بھی جاتے رہے۔ جناب والا یہ ہے تعاون ہماری طرف سے اور آپ کی طرف سے کیا تعاون ہوا ہے؟ یہ چیزیں ریکارڈ پر ہیں۔ آپ کی طرف سے کوئی تعاون نہیں ہوا۔ اور آپ حکومتی پارٹی سے کوئی تعاون کروا ہی نہیں سکے۔ آپ کا کوئی پریشر نہیں۔ آپ ineffective سپیکر بنے ہیں۔ صرف کرسی پر بیٹھ جانے کا نام Speaker نہیں، بلکہ مضبوطی سے انصاف کرنے کا نام Speakership ہے۔ اور اپنی باتوں پر عمل درآمد کروانے کا نام Speakership ہے۔ جناب والا! آپ نے ہمیں کون سا انصاف دیا ہے؟ ہماری یہ پچاس کے قریب تحاریک التوائے کار اپنے چیمبر میں بیٹھ کر kill کر دیں۔ یہ بھی آپ نے ایک نئی روایت بنائی ہے۔ آج آپ نے ایک گھنٹہ انتظار کر لیا۔ ہم تو تین تین دن انتظار کرتے رہے ہیں۔ جناب والا! آپ نے ایک گھنٹے کی بات کی ہے۔ جناب سپیکر، کیا میرا انتظار کرتے رہے؟ آپ میرا انتظار نہیں کرتے رہے۔ میں نے آپ کا انتظار کیا۔ آپ کسی اور کا انتظار کرتے رہے ہوں گے۔

چودھری پرویز الٰہی: نہیں جناب سپیکر! آپ نے ہمیں بٹھائے رکھا۔ آپ کی کال پر آپ کے پاس بیٹھ کر ہم انتظار کرتے رہے۔

چودھری محمد وصی ظفر: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! اسمبلی کے دفتر کے procedural matters اور جناب سپیکر کے conduct جیسے معاملات ایوان کے فلور پر discuss نہیں ہو سکتے۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب والا! ہمارے گھروں پر فائرنگ کروائی گئی، ہمارے خلاف ناجائز پرچے درج کروائے گئے۔ آپ نے اس کا نوٹس لیا؟ ہمارے بازو توڑے گئے ۔ کیا آپ نے اس کا نوٹس لیا؟ یہ بھی آپ کا فرض بنتا تھا؟ (قطع کلامیاں، شور)

جناب سپیکر، آپ آرام سے بات کریں۔ آپ مہربانی سے اپنے جذبات پر قابو رکھیں۔

(قطع کلامیاں، شور)

جناب سپیکر، آپ اجلاس attend کرنے آئے ہیں یا ہنگامہ کرنے؟ آپ ممبر ہونے کا ثبوت دیں۔

(قطع کلامیاں، شور)

جناب سپیکر، جو رویہ اس وقت تک اپوزیشن کی طرف سے ظاہر ہوا ہے۔ وہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ ہاؤس کو چلانے نہیں آئے، بلکہ ہاؤس کی کارروائی کو خراب کرنے کے لیے تشریف لائے ہیں۔ میں ہاؤس اتوار شام چار بجے تک کے لیے ملتوی کرتا ہوں۔

(اس مرحلے پر اجلاس کی کارروائی اتوار 25 ستمبر 1994ء شام 4 بجے تک کے لیے ملتوی کر دی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا گیارھواں اجلاس)

اتوار' 25۔ ستمبر 1994ء

(یک شنبہ' 18 ربیع الثانی 1415ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر' لاہور میں شام 4 بج کر 20 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر محمد حنیف رامے منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری سید صداقت علی نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ O

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ O

وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ
الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا فَاِنْ بَغَتْ اِحْدٰهُمَا عَلَى
الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ فَاِنْ فَآءَتْ
فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ﴿٩﴾
اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ
تُرْحَمُوْنَ ﴿١٠﴾

سورۃ الحجرات آیت 9 تا 10

اور اگر مسلمانوں میں دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان اصلاح کر دو پھر اگر ان میں ایک گروہ دوسرے پر زیادتی کرے تو اس گروہ سے لڑو جو زیادتی کرتا ہے یہاں تک کہ وہ خدا کے حکم کی طرف رجوع ہو جاوے پھر اگر رجوع ہو جاوے تو ان دونوں کے درمیان عدل کے ساتھ اصلاح کر دو اور انصاف کا خیال رکھو بے شک اللہ انصاف والوں کو پسند کرتا ہے۔ وما علینا الا البلاغ O

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب سپیکر، سب سے پہلے اراکین اسمبلی کی رخصت لی جائیں گی۔ سیکرٹری اسمبلی۔

سید سجاد حیدر

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست سید سجاد حیدر رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"کہ میں 22 ستمبر 1994ء کو شروع ہونے والے اجلاس میں نہیں آ سکوں گا۔
رخصت منظور فرمائی جائے"۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری محمد ریاض

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست چودھری محمد ریاض رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

I shall not be available for the present session starting from 22nd September 1994 as I am under going heart tests in Washington. Kindly grant me leave for the whole session.

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

میاں محمد شہباز شریف

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست میاں عثمان ابراہیم رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

I have been informed by Mian Shahbaz Sharif MPA, Leader of Opposition, Provincial Assembly of the Punjab to request that due to pain in back bone he is at London for medical treatment and can't attend the Assembly session. He has requested leave for the active session.

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ۔

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

ملک اسحاق بچہ

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست ملک اسحاق بچہ رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

کہ میں بوجہ ناسازی طبع اسمبلی کے اجلاس مورخہ 22 ستمبر 1994ء کو حاضر نہیں ہو سکتا۔ رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے،

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کردی جائے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

راجہ ریاض احمد

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب راجہ ریاض احمد رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول

ہوئی ہے۔

I am going abroad for medical treatment and shall be back Inshaallah by 21-8-94, subject to completion of medical treatment. I shall not be able to attend any meeting of the Punjab Assembly.

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے،

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کردی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

سردار نذر محمد خان جتوئی

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست سردار نذر محمد خان جتوئی رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے

کہ میں بجٹ اجلاس 13 تا 27 جون 1994ء بوجہ بیماری حاضر نہ ہوسکا۔ رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کردی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

پوائنٹ آف آرڈر

اسمبلی بلڈنگ کے باہر اور اندر بھاری تعداد میں پولیس کی موجودگی

سید ظفر علی شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی فرمائیے!

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! ابھی ابھی شیڈول کے مطابق، اس اجلاس میں شرکت کے لیے بطور

رکن اسمبلی کے گیٹ پر جب میں اور دوسرے اراکین پہنچے اور جب میں نے وہاں پر آ کر اپنی کار پارک کی تو پولیس کی ایک بڑی بھاری تعداد جو کہ باوردی تھی' وہاں پر میری گاڑی کے پاس آ گئی۔ انھوں نے مجھے کہا کہ یہاں سے آپ گاڑی کسی اور جگہ لے جائیں۔ میں نے کہا بھئی! میں رکن ہوں' اندر جانا چاہتا ہوں' میں نے جانا ہے اور گاڑی یہاں پارکنگ کے لیے کھڑی کر رہا ہوں۔ گاڑی کھڑی کر کے تو میں آ گیا اور اس کے ساتھ ہی وہ باوردی لوگ جو کہ نہ صرف میں نے دیکھے ہیں بلکہ دونوں اطراف کے معزز اراکین نے دیکھے ہیں اور نہ صرف یہ کہ جناب سپیکر! یہ بظاہر حزب اقتدار کے لیے معمولی سی بات ہو لیکن یہ اتنی سنجیدہ اور خطرناک بات ہے کہ اس وقت اسمبلی کے باہر کے premises کو باوردی پولیس نے گھیرے میں لیا ہوا ہے اور اندر کی صورتحال یہ ہے کہ گیلری میں' corridors میں 'آپ کے دفتر کے آگے سیڑھیوں میں اور کمیٹی رومز کے آگے تمام جگہوں پر سفید پارچات میں انٹیلی جینس اور پولیس کے حضرات یہاں پر موجود ہیں۔

آوازیں (حزب اختلاف): شیم شیم۔

سید ظفر علی شاہ: جناب سپیکر! مجھے ان سے کوئی grudge نہیں ہے لیکن یہ وہ مقدس مقام ہے ---

جناب سپیکر: یہ کیا ہے؟

سید ظفر علی شاہ: یہ جمہوریت کی ایک وہ مقدس جگہ ہے---

جناب سپیکر: کونسی؟

سید ظفر علی شاہ: صوبائی اسمبلی کے premises- صوبائی اسمبلی-

جناب سپیکر: یہ ایوان---؟

سید ظفر علی شاہ: جی۔

جناب سپیکر: اچھا۔ بہت اچھی بات ہے۔

حزب اقتدار: نعرہ ہائے تحسین۔

سید ظفر علی شاہ: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ جناب کا یہ جملہ taunting ہے لیکن یہ صرف ہمارا کام نہیں کہ ہم اس کو سمجھیں کہ یہ مقدس جگہ ہے۔ یہ جناب کا' ہمارا اور حزب اقتدار کا کام ہے۔ اگر آج اس طرح حزب اقتدار کے لوگ اپنی طاقت کے بل بوتے پر یا باوردی پولیس کے بل بوتے پر

کرتے ہیں۔ یہ وہ جگہ ہے جس طرح مسجد وہ مقام ہے جہاں پر کسی گریڈ کا، کسی پریذیڈنٹ کا، کسی رکن کا، کسی مزدور کا یا کسی چپڑاسی کا، خیال نہیں کیا جاتا وہاں پر سب ایک ہوتے ہیں۔ اسی طرح اس جمہوریت کے گھر میں سب ایک ہیں۔ اگر اس جمہوریت کے گھر کو آج کسی خفیہ اشارے نے، وزیر اعلیٰ صاحب نے یا وزیر اعظم صاحبہ نے گھیرے میں ڈلوا دیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ انھوں نے نہ یہ اپنے لیے اچھا کیا ہے، نہ ہمارے لیے اچھا کیا ہے اور نہ جمہوریت کبھی اس دھونس دھاندلی میں آئی ہے۔ جمہوریت کبھی دھونس میں نہیں آتی لیکن آج یہ باعث شرم ہے۔ میں اس لیے جناب سے مخاطب ہوں کہ جناب اس ہاؤس کے کسٹوڈین ہیں۔ جناب کی یہ ساری jurisdiction ہے۔ میرے اس پوائنٹ آف آرڈر پر آپ سے التماس ہے کہ یہ اس پورے ہاؤس کا privilege breach ہوا ہے۔ آپ کا، میرا، حزب اقتدار کا اور حزب اختلاف کا۔ میری اپنے حزب اختلاف کے لیڈر کی موجودگی میں اور ان کی اجازت سے آپ سے درخواست ہے کہ آپ اسی وقت باوردی اور جو سفید پارچات میں یہاں پر انٹیلی جینس کے لوگ ہیں، ان کو ہاؤس سے اور اس premises سے باہر نکالیں۔ Thank you very much.

جناب سپیکر، اس ہاؤس میں معزز اراکین کے سوا کوئی شخص موجود نہیں ہے۔ اسمبلی کے باہر کیا ہوتا ہے۔ باہر جو کچھ بھی کیا جاتا ہے، جو لوگ کرتے ہیں وہ اس کے ذمے دار ہیں، اسمبلی کے اندر میں ذمے دار ہوں۔

جناب ارشد عمران سلہری: جناب سپیکر! یہاں جتنے بھی گیلری میں لوگ بیٹھے ہیں ان کے پاس چیک کر لیں۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! رولز میں جتنا آپ کا دائرہ اختیار ہے، آپ دیکھ لیں، سیکرٹری صاحب سے اس کی وضاحت لے لیں۔ رولز میں آپ کا جتنا دائرہ اختیار آتا ہے، جہاں تک آپ کی آواز چلتی ہے وہاں تک آپ کم از کم کریں۔ ٹھیک ہے آپ نے اس دن بھی کہا تھا کہ میں حکومت چلانے کا ذمہ دار نہیں ہوں۔ یقیناً آپ حکومت چلانے کے ذمہ دار نہیں ہیں لیکن آپ امام ہیں۔ آپ اس کے امام ہیں۔

آوازیں (حزب اقتدار): شکر ہے۔ شکر ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

سید ظفر علی شاہ، اگر امام کا رویہ ایسا ہوا اور اس نے اپنے فرائض کو نہ سنبھالا یا اپنے فرائض کو سمجھا نہ تو اس بہت بڑی ذمہ داری کے آپ جوابدہ ہوں گے اور آئندہ آنے والی تاریخ جمہوریت آپ سے یہ پوچھے گی کہ رامے صاحب! آپ اس وقت سپیکر تھے۔ آپ ان دنوں اس جمہوری [illegible]

جس وقت پولیس اور انٹیلی جینس کے لوگوں نے اس کو گھیرا ہوا تھا اور آج آپ کے منہ سے میں یہ سن رہا ہوں۔ آپ کہتے ہیں کہ یہ میرے دائرہ اختیار میں نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیے۔ مجھے جواب دینے دیجئے۔ مجھے بڑی خوشی ہے کہ آپ مجھے ہاؤس کا کسٹوڈین قرار دے رہے ہیں۔ مجھے بے حد خوشی ہے کہ آپ مجھے جمہوریت کی اس عبادت گاہ کا امام تسلیم کر رہے ہیں۔

حزب اقتدار : (نعرہ ہائے تحسین)

حزب اقتدار اور حزب اختلاف کے مابین افہام و تفہیم کی کوششیں

جناب سپیکر، اگر آپ یہ تسلیم کرتے تو آپ کا یہ امام اور یہ کسٹوڈین اس دن 22 ستمبر کو دو گھنٹے آپ کے انتظار میں، آپ کے نمائندوں کے انتظار میں بیٹھا رہا۔ اس کے بعد آپ نے یہاں تشریف لا کر کہا کہ ہمیں آپ پر کوئی اعتماد نہیں۔ اگر اس دن آپ تشریف لاتے تو شاید آپ کو ان بہت سی چیزوں کی جو آج آپ احتجاج کر رہے ہیں ضرورت نہ پڑتی اور بہت سی باتیں آپس میں طے ہو جاتیں۔

میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ جمہوریت گفتگو کی میز کو قائم رکھ کر، آباد رکھ کر ہی چلتی ہے۔ اگر آپ حکومت کے ساتھ بھی بات کرنے کے لیے تیار نہیں، سپیکر کے ساتھ بھی بات کرنے کے لیے تیار نہیں تو گفتگو کی میز الٹ جائے گی اور جب گفتگو کی میز الٹ جاتی ہے تو جمہوریت نہیں چلا کرتی۔ پھر غیر جمہوری قوتوں کا تسلط ہو جایا کرتا ہے۔ میں آج بھی اس بات کے لیے تیار ہوں کہ آپ اور حکومت کے نمائندے میری موجودگی میں بیٹھیں۔ ہاؤس کو صحیح طریقے سے چلانے کے لیے آپس میں افہام و تفہیم کریں۔ آپ نے مجھ پر الزام لگایا کہ میری موجودگی میں کچھ وعدے وعید ہوئے تھے وہ پورے نہیں ہوئے۔ جو وعدے پورے نہیں ہوئے تھے، میرے نوٹس میں آپ لاتے، میں اس کے لیے بات کرتا۔ آپ نے بات کی، باوجود اس کے آپ نے کہا کہ ہمیں آپ پر اعتماد نہیں، اس کے باوجود میں نے حکومت سے بات کی اور مجھے یہ کہنے میں خوشی ہے کہ میں نے یہ معاملہ فیک اپ کیا۔ آپ کے فنڈز کا معاملہ فیک اپ کیا اور جس طرح آپ مجھ پر اعتماد کا اس وقت اظہار کر رہے ہیں اسی طرح یہ دوست بھی اعتماد کا اظہار کرتے۔ میں تو اعتماد ہی پر چل سکتا ہوں۔ میری بات پھر وہی ہے۔ حکومت کرنا میرا کام نہیں ہے۔ میرا کام ہاؤس کو چلانا ہے۔ اس میں افہام و تفہیم پیدا کرنا ہے حکومت اور

اپوزیشن کو جس حد تک میں قریب لا سکوں، قریب لانا ہے۔ میں نے اسی interest میں حکومت سے پھر بات کی اور اپوزیشن ارکان کے constituencies کے ترقیاتی فنڈز کے بارے میں میری موجودگی میں بات ہوئی تھی۔ میں اس بات کا اعلان کرتے ہوئے خوش ہوں کہ کم از کم حکومت نے آج مجھے پھر اس کی یقین دہانی کرائی ہے کہ آپ کا یہ وعدہ حکومت پورا کرے گی ---------

(حزب اختلاف کی طرف سے آوازیں۔ ہمیں نہیں چاہئیں)

جناب سپیکر: ٹھیک ہے آپ کو یہ فنڈز نہیں چاہئیں۔ آپ کو چاہئیں یا نہیں چاہئیں۔

چودھری پرویز الٰہی ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! آپ نے جو ارشاد فرمایا ہے اس میں آپ نے یہ تسلیم کیا ہے کہ ہم آپ کے سپیکر ہونے کو مانتے ہیں اور ہم آپ کی عزت بھی کرتے ہیں یہ تو ہم اس کے باوجود کر رہے ہیں کہ آپ کی طرف سے جو کچھ ان فیصلوں کا ہوتا رہا جن پر آپ عملدرآمد کرنے کے ذمہ دار تھے کچھ نہیں ہوا اور پھر جناب سپیکر! ایک حیران کن بات اور ہے کہ حکومت تو حکومت لیکن جو کچھ آپ کے اختیار میں ہے وہ بھی آپ کر گزرے ہیں اپوزیشن کا جو سٹاف ہے جو کہ ہمارا ایک آئینی حق ہے وہ بھی جناب نے withdraw کر لیا ہے۔

آوازیں، Shame ....Shame

چودھری پرویز الٰہی ، اور جناب والا! اتنی courtesy بھی نہیں ہوئی کہ کم از کم ہمیں بتا ہی دیا جاتا۔ جناب ہمیں نہ آپ کی کاری چاہیے نہ ہمیں سٹاف چاہیے اس کے بغیر بھی ہم گزارہ کر لیں گے۔ جناب والا! کیا کبھی ایسا ہوا ہے؟ جناب والا! اس کے باوجود ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ ٹھیک ہے آپ یک طرفہ ہی انصاف کرتے رہیے ہم اتنی دیر تک بیٹھے ہیں جب تک کہ اس تاریخ کو نہیں دہرا دیا جاتا جس میں بھٹو دور میں اپوزیشن کے ممبران اسمبلی کو اٹھا کر باہر پھینکوا دیا گیا تھا اور جس حکومت کی آپ بات کر رہے ہیں۔ جناب والا! آپ کس حکومت کی بات کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر ، میں نے اپنے بارے میں بات کی ہے میں نے حکومت کی بات نہیں کی۔

چودھری پرویز الٰہی ، جب جلوس نکالے جائیں تو یہ حکومت ان پر ڈنڈے برساتی ہے، گولیاں برساتی ہے۔ جناب ہم تو اس حکومت کو ماننے کو ہی تیار نہیں ہیں۔ یہ کیسی حکومت ہے جس نے سوائے ظلم وستم کے کچھ نہیں کیا اور جناب والا! اسی حکومت کے وزیر اعلیٰ کو ان غیر جمہوری حرکات کی وجہ

سے وہ انعام بھی دے دیا گیا ہے جس کے لیے وہ ایک بچے کی طرح ضد کر رہے تھے کہ مجھے میرا جہاز چاہیے' مجھے جہاز چاہیے لہذا محترمہ نے وہ جہاز دے دیا ہے۔ جناب والا! تیس کروڑ کا جہاز اس لیے دے دیا گیا ہے کیونکہ وزیر اعلیٰ صاحب اس کے لئے ضد کر رہے تھے۔ اس میں ساڑھے پانچ کروڑ کمیشن بنتا ہے اور وہ پچاس فیصد کمیشن advance حاصل کر چکے تھے۔ جناب والا! میرے محترم بھائی مخدوم الطاف صاحب یہاں تشریف فرما ہیں' انہوں نے بڑی باتیں کی ہیں' بڑی لمبی چوڑی تقاریر کیں کہ میرے ہوتے ہوئے یہ نہیں ہو سکتا' یہ بچت ہے' ہم نے بچت کرنی ہے۔ اگر ہم پنجاب کے غریب عوام پر تیس کروڑ کا ٹیکس لگائیں اور پھر انہی تیس کروڑ کا اس وزیر اعلیٰ کو جہاز دے دیں یہ' کیسے ہو سکتا ہے؟ لیکن اب چونکہ اس نے ایم۔ پی۔ اے حضرات اور ہمارے مسلم لیگی اراکین اور ہماری خواتین پر جھوٹے کیسز بنائے ہیں' ان پر لاٹھیاں برسائیں' ان پر گولی چلائی' ان پر ڈکیتی کے کیسز بنائے ہیں' ان پر چوریوں کے کیسز بنائے ہیں اس لیے اس کے معاوضے میں اس بچہ سقہ وزیر اعلیٰ کو جہاز دے دیا گیا ہے کیا ہم اس حکومت کو مانیں۔ جناب یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

جناب سپیکر، چودھری صاحب! آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر بہت لمبا ہوتا جا رہا ہے۔

چودھری پرویز الٰہی ، لیکن جناب والا! باہر آپ کی حکومت ہم پر گولیاں اور لاٹھیاں برسائے۔ نوبت یہاں تک پہنچ جائے کہ اب وہ اس ایوان میں بھی سفید کپڑوں میں آ جائیں' لوٹے وزیر اعلیٰ یہاں بیٹھیں اور وہ احساس کریں۔

جناب سپیکر، آپ بیٹھیں۔ پہلی بات آپ نے فرمائی کہ میرے ہوتے ہوئے جو فیصلے ہوئے۔ جہاں تک اسمبلی کی کارروائی کے سلسلے میں فیصلے تھے تمام پر عملدرآمد ہوا ہے ۔ اور جہاں تک فنڈز کے معاملے کا تعلق تھا یہ میں نے آپ کو بتایا ہے اب یہ آپ کی صوابدید ہے کہ اس کی آپ کو ضرورت ہے یا نہیں ہے لیکن میں آپ کو یہ بتا رہا ہوں کہ آج بھی اسے ٹیک ۔ اپ کرنے پر حکومت نے مجھے بتایا ہے کہ فنڈز release کر رہے ہیں۔

آپ نے جو سٹاف والی بات کی ہے جہاں تک اس کا تعلق ہے ابھی میں نے پتہ کیا کوئی سٹاف withdraw نہیں کیا گیا کچھ administrative changes ہوئی ہیں اور ایک آدمی کی جگہ کسی دوسرے آدمی کو انہوں نے تبدیل کیا ہے سیکرٹری صاحب نے ابھی مجھے بتایا ہے۔

چودھری پرویز الٰہی ، جناب والا! بیشک ہم سے سارا سٹاف واپس لے لیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔

جناب سپیکر ، چودھری صاحب! اللہ کے فضل و کرم سے اور آپ کے ہوتے ہوئے مجھے کس چیز کی کمی ہے۔ بالکل کوئی کمی نہیں ہے۔ آپ ذرا مسکرا کر یہاں بیٹھے رہیں تو انشاء اللہ سب کمیاں دور ہو جائیں گی۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں ارباب اقتدار اور حزب اختلاف دونوں کی حاضری میں اپنے ضمیر کی آواز اور اپنا نقطۂ نظر بیان کرنا چاہتا ہوں اگر یہ غلط ہو یا ٹھیک ہو تو اس کی بعد میں کوئی تردید کر دے۔ جناب والا! میرے عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ پاکستان اسلام کے لئے معرض وجود میں آیا اور آستانہ عالیہ شرقپور شریف سے میں اس ایوان میں اس لئے منتخب ہو کر آیا ہوں کہ میں نظام مصطفےٰ کی بات کروں گا۔ جناب والا! میری عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی کو اس حقیر اور اس جاہل کے تاثرات بھی سننے چاہییں اور پاکستان مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی ان دونوں سے میری گزارش ہے جناب والا! یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے یا تحریک التوا میں یہ نہیں جانتا میں تو یہ جانتا ہوں کہ اب جو حالات ہو چکے ہیں یہ رولز اور بزنس وغیرہ کی بات نہیں ہے اس وقت بات اسلام اور ملک و ملت کی ہے۔ یہاں پر بزرگان دین نے روکھی سوکھی کھائی انہوں نے اسلام کی بات کی جناب ہمیں دولت نہیں چاہیے ہمیں اقتدار نہیں چاہیے۔

تخت سکندری پہ وہ تھوکتے نہیں ہیں
بستر لگا ہوا ہے آقا جن کا تیری گلی میں

جناب والا! میرے عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جناب میاں محمد نواز شریف صاحب اور محترمہ بےنظیر صاحبہ پاکستان ٹیلی ویژن پر دائرہ اخلاق میں بڑے پیار و محبت سے قوم کے سامنے گفتگو کریں اور اگر محترمہ بےنظیر صاحبہ کی کوئی غلطی ہے تو میاں نواز شریف صاحب ٹیلی ویژن پر ثابت کریں اور اگر بےنظیر صاحبہ کوئی غلطی نکالتی ہیں تو وہ بھی عوام کے سامنے ٹیلی وژن پر ثابت کریں۔ (تالیاں) سینیٹ، قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں کے تمام ارکان اس ٹی۔ وی پروگرام میں ہوں تاکہ وہ ان دونوں لیڈروں سے سوال کر سکیں۔ یہ پاکستان قائد اعظم کی قیادت میں بزرگان دین نے بنایا مسلم لیگ ہی نے بنایا اور میں یہاں اعلان کرتا ہوں کہ میرا تن من دھن اسلام کے لئے، ملک کے لئے، قرآن کے لئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حاضر ہے اور مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی کا تن من دھن بھی اسلام کے لئے ہونا چاہیے۔ پولیس اور فوج کا بھی تن من دھن اسلام کے لئے ہونا چاہیے اور ملک کے

لئے سب کی جانیں حاضر ہونی چاہئیں اور یہ کسی سودے کی بات نہیں ہونی چاہیے۔ میاں شیر محمد شرقپوری جن کے آستانے پر علامہ اقبال درویش لاہوری فیض کے لئے حاضر ہوئے تھے ان کا سودا مدینے والی سرکار کے پاس پہنچ جائے۔

جناب سپیکر، پہنچ چکا۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب والا! میں نے point of order raise کیا تھا اور اس میں جناب سے درخواست کی تھی لیکن اس پر ابھی تک جناب نے کوئی حکم نامہ issue نہیں کیا' تو کیا میں یہ سمجھنے میں حق بجانب ہوں ویسے حکومت کی دھمکیوں کو تو ہم meet کرتے رہیں گے اور حکومت کی زیادتیوں کی بھی ہمیں سمجھ لگتی ہے لیکن ہم کیا اس کو بھی آپ کی دھمکی سمجھیں یا گورنمنٹ کا کوئی arranged تماشہ سمجھیں۔ میں نے جناب کو seriously عرض کی تھی کہ یہاں corridors میں پولیس کے اہلکار پھر رہے ہیں' ہماری جانوں کو خطرہ ہے law and order کا خطرہ ہے اور آپ نے ایک کان سے سنی اور دوسرے کان سے نکال دی لہذا اس پر اپنا کوئی حکم جاری کریں جس حکومت کی آپ بات کرتے ہیں میں نے ایک تحریک استحقاق بھی move کی تھی اور جناب نے یہ اپنے چیمبر میں kill کر دی تھی کیا آپ اسلام آباد کی اس حکومت کی بات کرتے ہیں جس نے سندھ میں گورنر کی غیر حاضری میں وہاں کے سپیکر کو acting گورنر لگایا لیکن پنجاب میں ہماری اسمبلی کے سپیکر کو Acting Governor لگانا مناسب نہ سمجھا کیا آپ اس حکومت کی بات کر رہے ہیں میرا خیال ہے کہ ہم کو آپ پر بھی اعتماد نہیں ہے اس لیے جناب سپیکر! میں آپ سے اس بات کی وضاحت چاہتا ہوں۔ اس وقت تک اسمبلی کی کارروائی smoothly نہیں چل سکتی۔ میں اندر پریشر ہوں تو میں اسمبلی کی کارروائی میں حصہ نہیں لے سکتا۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ اگر ہم میں سے کوئی بستہ "الف" یا بستہ "ب" کا بدمعاش ہے ' اگر ہم میں سے کسی نے کوئی جرم کیا ہے' اگر ہم میں سے کسی نے کرائم کیا ہے تو ہمیں باہر مال روڈ پر بے شک گرفتار کر لیں لیکن میری آپ سے استدعا ہے اور میں جمہوریت کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ پولیس اور انٹیلی جینس کے اہل کاروں کو اسمبلی کے premises سے باہر نکال دیں اور اس کے لیے میں دوبارہ استدعا کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر، جناب سینئر منسٹر صاحب! کیا پوزیشن ہے؟

وزیر خزانہ ، جناب والا! اس کے بارے میں تو میں بعد میں عرض کروں گا۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا

کہ جب سے یہ اجلاس شروع ہوا ہے تو قواعد و ضوابط سے ہٹ کر آپ کچھ زیادہ فیاضی فرما رہے ہیں۔ آپ کی سخاوت اور فیاضی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے میں بھی قواعد و ضوابط سے ہٹ کر یہ بات کرتا ہوں کہ شرقپوری صاحب نے جو بات کی ہے میں درخواست کرتا ہوں کہ اس کو بطور قرار داد منظور کر لیا جائے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، اگر سینئر منسٹر صاحب اور قائد حزب اختلاف اس قرار داد کو آپس میں متفقہ طور پر اس وقت پیش کر دیں تو میں ایوان کے سامنے اسے پیش کرنے کے لیے تیار ہوں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، یہ انہوں نے بحیثیت ایک سچے پاکستانی کے اور ایک سچے مسلمان ہونے کے اپنی ایک تجویز دی ہے۔ یہ اپوزیشن بنچز کی طرف سے قرارداد نہیں ہے۔ مگر سینئر وزیر صاحب اگر قرارداد پیش کرنا چاہتے ہیں تو کر دیں۔

جناب سپیکر، مولانا صاحب نے ایک تجویز پیش کی ہے۔ یہ جو تجویز مولانا صاحب کی طرف سے ایوان میں پیش کی گئی ہے اسے اگر ایک قرارداد کے طور پر منظور کر لیا جائے تو اس میں کوئی حرج تو نہیں ہے' اگر آپ تیار ہیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! قرارداد کے ترتیب وار الفاظ ہونے چاہییں۔ اگر ان کے ذہن میں کوئی الفاظ ہیں تو وہ لکھ کر پیش کر دیں اور انہیں آپ ایوان کے سامنے رکھ دیں۔

وزیر خزانہ، جناب والا! شرقپوری صاحب نے جو کچھ بھی فرمایا ہے وہ اس وقت اسمبلی کے ریکارڈ کا حصہ بن چکا ہے۔ وہ ریکارڈ ہو چکا ہے۔ ضروری نہیں کہ اس کو لکھ کر یہاں پیش کیا جائے۔ میں نے جو یہاں ایک تجویز پیش کی ہے وہ قواعد و ضوابط سے ہٹ کر آپ کی فیاضی کا سہارا لیتے ہوئے کی ہے۔ اور کھوسہ صاحب میرے بھائی ہیں میرے محترم ہیں۔ میں ان کی بے انتہا عزت کرتا ہوں۔ انہوں نے خود فرمایا ہے کہ شرقپوری صاحب نے ایک سچے پاکستانی کے جذبات کی ترجمانی کی ہے۔ وہ ایک سچے پاکستانی کے جذبات کو کیوں قبول نہیں کرتے؟ ان کو قبول کرنا چاہیے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! میرا ذاتی نکتہ وضاحت ہے۔ میں اللہ کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں کہ [*****]

***(بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

جناب سپیکر ، کھوسہ صاحب! میں سمجھتا ہوں کہ سینئر منسٹر صاحب کی بات کو مذاق نہیں سمجھنا چاہیے۔ جس طرح سے مولانا صاحب نے سنجیدگی سے بات کی ہے اور انہوں نے بھی کمال سنجیدگی سے یہ تجویز پیش کی ہے کہ اگر ایک ایسی بات ہاؤس میں آئی ہے اور سارا ایوان اس سے متفق ہے تو اس کو ایوان کی طرف سے ایک قرار داد کی صورت میں باہمی اتفاق رائے سے اگر آپ چاہتے ہیں تو آپ منظور کر لیں۔۔۔۔جناب خانزادہ صاحب!

چودھری پرویز الٰہی ، جناب والا! سینئر منسٹر صاحب کو جو قرارداد میں نے کل پیش کی تھی وہ بھی ہو بہو پوری کی پوری اسی کے ساتھ شامل کر لیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم ، شرقپوری صاحب نے فرمایا تھا کہ موجودہ حکومت کس نظام اسلام کے نفاذ کی بات کرتی ہے۔ نظام اسلام کا محور اور مرکز محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ ہے۔ پچھلے ماہ وفاقی کابینہ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ توہین رسالت کے مرتکب شخص کے جرم کے لیے سزائے موت کے قانون کو ناقابل دست اندازپولیس بنا دیا جائے گا۔ میرا یہ سوال ہے کہ کیا موجودہ حکومت جو میاں سعید احمد شرقپوری کی قرارداد کا حوالہ دینا چاہتی ہے کیا ان میں اتنی اخلاقی جرأت ہے کہ جو وفاقی کابینہ نے فیصلہ کیا ہے اس فیصلہ کے خلاف قرارداد کے طور پر ایوان کے اندر یہ فیصلہ کرے کہ توہین رسالت کے مرتکب شخص کو قابل دست اندازی پولیس رکھنا چاہیے ۔ اگر ان میں اتنی اخلاقی جرأت ہے تو یہ فیصلہ کریں۔ جو ان کا فیصلہ ہو گا وہ ہمارا فیصلہ ہو گا۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ موجودہ حکومت نظام اسلام کے نفاذ میں قطعاً مخلص نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بیس تاریخ کے احتجاج میں مساجد کے تقدس کو پامال کیا گیا' مدارس کے تقدس کو پامال کیا گیا اور پولیس بوٹوں سمیت مسجد میں گھس گئی۔ ان سے یہ کیسے توقع کی جا سکتی ہے۔

جناب سپیکر، مولانا صاحب! تشریف رکھیے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو فیاض میں نے ہاؤس میں فضا خوشگوار رکھنے کے لیے روا رکھی ہے اب وہ خوشگواری کی بجائے کشیدگی پیدا کر رہی ہے۔ اس لیے بہتر ہے کہ ہم کارروائی کی طرف بڑھیں لیکن میرے دوست جناب سید ظفر علی شاہ صاحب نے جو سوال اٹھایا ہے میں بطور سپیکر یہ حکم دیتا ہوں کہ جو غیر ضروری لوگ اور پولیس والے یہاں جمع ہوئے ہیں وہ یہاں سے چلے جائیں۔۔۔ جناب خانزادہ صاحب!

جناب تاج محمد خانزادہ، میں انگریزی میں بات کرنا چاہتا تھا لیکن شائد میرے بہت سے بھائی نہ سمجھ سکیں تو میں اپنے جذبات کو اردو میں' چاہے وہ ٹوٹی پھوٹی ہو بیان کروں گا۔ میں سب سے بوڑھا اور سب سے پرانا پارلیمنٹیرین ہوں اور آپ سب کے دوست اور خیرخواہ کی حیثیت سے چند باتیں کرنا چاہتا

ہوں۔ ہم سب اس وقت جذبات میں پڑے ہوئے ہیں اور ان چیزوں پر تالیاں بجا رہے ہیں اور ہنسی اڑا رہے ہیں جن کا نہ قوم سے تعلق ہے' نہ اسمبلی سے تعلق ہے اور نہ عوام سے تعلق ہے۔ یہ سب کچھ ہم صرف اپنی ذات کے لیے کر رہے ہیں جس طرح پنجابی کی مثال ہے کہ " اپنی مچھ اتے رکھن واسطے" اسی طرح اسیں تالیاں بجائیں آں تے بکدوجے نال ہسدے آں۔ بھائیو ! یہ پنجاب کے بارہ کروڑ عوام کی sovereign body ہے۔ ہم میں سے ہر ایک آدمی جو یہاں پر بیٹھا ہوا ہے وہ اڑھائی سے 3 لاکھ آدمیوں کا نمائندہ ہے اور اگر ہم سے کوئی ایسی بات سرزد ہو جائے جو اسلام' انسانیت اور اخلاق کے خلاف ہو تو اس کی reflection ہماری پوری قوم کے اوپر پڑتی ہے۔ جناب عالی! یہاں پر 1914ء اور 1918ء کی لڑائیوں میں' 1939ء اور 1949ء کی لڑائیوں میں' یہاں پر قوموں کی لڑائیوں میں لاکھوں لوگ مر چکے ہیں لیکن ان لڑائیوں کا فیصلہ بھی باتوں کے ساتھ ہوا۔ ان لڑائیوں کا فیصلہ نہ تو processions کے ساتھ ہوا' نہ ڈنڈا ازم کے ساتھ ہوا اور نہ ہی غلط باتوں سے ہوا۔ کل کے دشمن آج کے دوست مل بیٹھ کر' انصاف کے اصولوں کے تقاضے کو سامنے رکھ کر انھوں نے فیصلے کیے۔ ہم اس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں جو کہ دنیا کا سب سے بڑا پیغمبر اور سب سے بڑا شخص ہے۔ آپ سب کو یاد ہے کہ احد کی لڑائی میں ہندا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے کلیجے کو چبایا۔ لیکن جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں فتح یاب ہو کر آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بھی معاف کر دیا۔ میرے بھائیو! ہم اور آپ بھی بھائی بھائی ہیں' ہم دشمن تو نہیں ہیں۔ میں جس پارٹی کا ایک سینئر ممبر ہوں وہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ہم آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ ہم اس ملک کی بقا کے لیے' اس ملک کی حفاظت کے لیے' اس ملک کی بہتری کے لیے اپنے خون کا ایک ایک قطرہ بہانے کے لیے تیار ہیں اور اگر کبھی ہمارے ملک پر کوئی آنچ آئے گی تو اس وقت ہم سب ایک ہو کر اس کا مقابلہ کریں گے۔ میں اب بھی ایک impartial ' خدا سے ڈرنے والا انسان ہونے کے ناطے سے آپ کو یہی تجویز کرتا ہوں خواہ یہ کسی کی خواہش کے مطابق ہو یا خواہش کے مطابق نہ ہو۔ حق گوئی میں کوئی نقصان نہیں اور اگر حق گوئی پر کوئی خفا ہوتا ہے تو بیس دفعہ خفا ہو۔ میں کہتا ہوں کہ اس اسمبلی کی life کو آپ jeopardize مت کریں۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں۔ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں-----

My voice is the voice of conscience. It is the voice of my nation. It is the voice of my people. It is not the voice of an

individual. It is for the long-term survival of this country and for the preservation of the sovereign body of Punjab. Even now there is no harm if Makhdoom Sahib and a few of his other colleagues alongwith our Leader of Opposition, alongwith Sardar Sabib and a few other, of his trusted people, could sit around a table in the office of the Speaker and decide the matter.

(قطع کلامیاں)

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ غازادہ صاحب آپ کیا کہہ رہے ہیں؟

جناب تاج محمد غازادہ، نیازی صاحب! just a minute, just a minute۔ تسیں اگر ڈنڈے کھادے نے تے اساں گولیاں کھادیاں نے۔

جناب سپیکر، نیازی صاحب! آپ غازادہ صاحب کو بات کرنے دیں۔

جناب تاج محمد غازادہ، مجھے یہ احساس ہے اور آپ کو بھی احساس ہو گا کہ دفعہ 144 کے واسطے جو کہ اتنا بڑا criminal offence نہیں ہے یعنی جب دفعہ 144 کی disobedience ہو جو کہ روز ہوتی رہتی ہے اور اسی دفعہ 144 کو بہانہ بنا کر ہماری بہنوں پر، ہماری لڑکیوں پر، ہمارے دوستوں پر اور آپ کے بھائیوں کے اوپر ڈنڈے برسانا کوئی جائز کام نہیں ہے۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ آپ میں سے ہر ایک آدمی——

Irrespective of the Party you belong to. Political Party is a temporary phase of life. There is no finality in politics. You see, there is none. Liberal becomes conservative, conservative becomes labour. It is a question of only your political thinking. Let us not take this matter as a personal insult or a personal degradation against each other. I would request my elders that

please welcome your feelings. I would not say animosity but your tender feelings for which you have been hurt. If Hazur (peace be upon him) could excuse Hinda and Abu Sufian and other people, certainly we could sit together. Let Makhdoom Sahib, let Rana Sahib, let Khosa Sahib, let Pervaiz Sahib sit together. They are the brothers of yesterday and not the enemies of today. Why reduce this House to ashes. I know and we all know, that we are not over-awed by the police. We have faced bullets, we have faced bombs and we have fought as mercenaries for them. Everybody can fight for his right. Let us not feel that we can abide by these "jhonies" and by other petty employees of the government. It should not bother us. I would consider that you should have such a great mind that if there was anybody, even if you are in majority and you said you could do something to harm your Opposition, you should be the first people to stand as a barrier and a buffer between us Why do you want to show these "jhonies" sitting in the muftis, why do you want to show these people strutting about in the premises of a sovereign body .....

(interruptions)

There is an IG and the Chief Secretary sitting there Do we have them to watch their own employees sitting there? Where does it come? Is it justified by any morals not only in this country but also in the world even. Even a stranger is not

allowed to come in this sovereign body and you allow employees. Today, they are your friends. They are mercenaries. Today, they are beating us for you. Tomorrow, they will be beating you for us. Why do you indulge in this thing? Let us not do things which will establish wrong precedents for the future generations. Let the future generations feel that we are setting traditions which they can emulate after we are no longer in this world. When we are six feet under the earth, they should feel that an Assembly did exist which protected our rights, which left traditions to us to emulate and so that they can carry on the democratic traditions and the Islamic traditions of this country.

Sir, I appeal to you and I would also appeal to the Speaker of this Assembly today not to proceed any further, to adjourn this House till tomorrow and let him consider what I have suggested. I would beg of my own leaders and beg of you to sit together and let us tell each other what wrong you are doing to us.

(applause)

جناب سپیکر، پہلے آپ میری بات سنیے۔ I call the House to order. کیا خانزادہ صاحب! آپ اپنی بات مکمل کر چکے ہیں؟---نہیں نہیں میں پوچھ رہا ہوں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! میری بات سنی جائے مجھے بھی موقع دیا جائے۔

جناب سپیکر، میں سنوں گا۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ جو گفتگو

ابتدا میں ہوئی میں رولنگ دے رہا ہوں کہ جو بھی غلط ریمارکس آئے ہیں انھیں کارروائی سے حذف کر دیا جائے۔ جناب سینئر منسٹر صاحب نے ایک تجویز پر اپنا رد عمل ظاہر کیا تھا۔ جناب خانزادہ صاحب نے ایک بڑی واضح تجویز دی ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، پہلے ہمارے لیڈر کی طرف سے منظوری لی جائے۔

جناب سپیکر، ایک منٹ ادھر سے بات آئی ہے ادھر سے جواب لے رہا ہوں۔ اس کے بعد آپ بات کرنا چاہیں گے تو آپ کو موقع ملے گا۔ سینئر منسٹر صاحب آپ کی کیا تجویز ہے۔ ان کا خیال ہے کہ ہاوس کی کارروائی روک کر پہلے دونوں طرف کے لیڈر صاحبان آپس میں مل بیٹھ کر ـــــ

وزیر داخلہ (مخدوم الطاف احمد) ، جناب والا! میری ایک گزارش سن لیں اس کے بعد جو حکم ہو گا میں تعمیل کروں گا ـــــ

جناب بادشاہ میر خان آفریدی ، جناب والا! میں بھی بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر ، مخدوم صاحب! بات کر لیں اس کے بعد آپ کو موقع دیتا ہوں۔ جی مخدوم صاحب۔

وزیر داخلہ ، جناب والا! میں ایک تحریک پیش کرنا چاہتا ہوں۔ وہ سن لیں اس کے بعد جو حکم ہو گا تعمیل کروں گا۔

جناب سپیکر، جی۔

وزیر داخلہ ، جناب والا! میں یہ قرار داد پیش کرنا چاہتا ہوں کہ ملک کے حالات و واقعات کے پیش نظر محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ اور میاں محمد نواز شریف صاحب ایک ہی میز پر بیٹھ کر قوم کے مسائل پر بات چیت کریں اور ملکی بقا اسلامی نظام عوام کی بھلائی ـــــ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آپ کی طرف سے تجویز آئی ہے ـــ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، جی۔ قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (چودھری پرویز الٰہی) ، جناب سپیکر! ماشاء اللہ ـــــ

MR SPEAKER: I call the House to order.

قائد حزب اختلاف (چودھری پرویز الٰہی) ، جناب سپیکر! ماشاء اللہ میں حیران ہوں کہ اس دن ہم حزب اختلاف کے تمام ممبران موجود تھے۔ جن کو زخم آئے تھے۔ جن کے خلاف جھوٹے کیسز بنائے گئے

تھے۔ جن کے اوپر لاٹھیاں برسائی گئیں جن پر گولیاں چلائی گئیں۔ جناب والا! اس دن تو آپ نے کسی ایک کی نہ سنی۔ آج کہہ رہے ہیں کہ ایک تجویز آئی ہے۔ جناب والا! ایک طرف تو ہم پر ناجائز لاٹھیاں برسائی جائیں۔ جھوٹے کیسز بنائے جائیں اور پھر آپ کہتے ہیں کہ ان کے ساتھ مذاکرات کیے جائیں جنھوں نے پاکستان کے ٹکڑے کیے۔ (حزب اقتدار کی طرف سے شیم شیم کے نعرے)۔ جناب والا! اس کے علاوہ آج جھوٹے کیسز بنائے جا رہے ہیں۔ ذکیتی کے کیسز آج بنائے جا رہے ہیں اور کل ہمارے ممبر نیازی صاحب کے گھر پولیس نے ڈاکہ ڈالا' ڈاکہ ڈالنے کے بعد وہاں پر جو ملازمین تھے ان کو پیٹا اور وہاں سے سامان اٹھا کر لے گئے۔ جناب والا! ہر ایم پی اے کے گھر پولیس گئی ہے۔ پولیس دو دفعہ میرے گھر آئی ہے گجرات میں بھی اور لاہور میں بھی۔ جناب والا! تمام ایم پی ایز پر کیسز بنے ہوئے ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ ان سے مذاکرات کریں۔ [*******] (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، یہ ریکارڈ کارروائی سے حذف کیا جائے۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ قائد حزب اختلاف کو قائد ایوان کے متعلق یہ لب و لہجہ اختیار نہیں کرنا چاہیے۔ میں اس کو حذف کرتا ہوں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر پر سبھی ہیں۔ میں نے آپ کو موقع دیا ہے۔ میں دوسری طرف کی بات بھی سننا چاہتا ہوں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، میں آپ کی رولنگ پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، میری رولنگ کے بعد کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر، نہیں ہو سکتا۔ رولنگ دینے کے بعد نہیں ہو سکتا۔ میں نے رولنگ دی ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، میں نے آپ کے الفاظ پر پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہے۔

جناب سپیکر، کون سے الفاظ پر؟

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جو ابھی آپ نے حذف کرانے کے لیے کہا ہے۔

جناب سپیکر، میں نے اس پر فیصلہ کر دیا اسے حذف کر دیا۔ اب آپ اس پر کچھ نہیں کر سکتے۔

*** (بحکم جناب سپیکر حذف کیا گیا)

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جی میں کر سکتا ہوں۔ میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر سکتا ہوں یہ میرا حق ہے۔

جناب سپیکر، جس مسئلے پر سپیکر رولنگ دے دے اس پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔

وزیر بلدیات (سید ناظم حسین شاہ)، جناب والا! یہ رول بتائیں۔ یہ کس رول کے تحت بات کر سکتے ہیں؟ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، جناب سردار صاحب! میری رولنگ کے بعد آپ اس پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں لا سکتے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر کر سکتا ہوں۔ آپ اسے رول آؤٹ کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر، میں اس مسئلے پر پوائنٹ آف آرڈر raise کرنے کی اجازت نہیں دے رہا۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! ----

جناب سپیکر، نہیں، آپ نے کہا ہے کہ میں اس پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

وزیر بلدیات، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں سردار صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ کس رول کے تحت پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے ہیں۔ کم از کم وہ اتنی تیاری تو کر کے آیا کریں----

MR. SPEAKER: I call the House to order.

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT: If a person is politicaly bankrupt he always takes shelter in the absusive language. It is evident, it is admitted today. We will not tolerate such an attitude.

جناب سپیکر، جناب سردار صاحب! فرمائیے۔ جی سردار صاحب!

وزیر بلدیات: یہ ہمارے ساتھ اخلاق کی بات کرتے ہیں۔ جب آصف زرداری جیل میں تھا تو انھوں نے کیا نہیں کیا۔ ہم نے تو پھر بھی مذاکرات کی بات کی ہے ----

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں، آپ تشریف رکھیں۔ ایک منٹ میں نے سردار صاحب کو موقع دیا تھا جی سردار صاحب۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! آپ نے لفظ لوٹا کو حذف کرنے کی ہدایت کی ہے۔ یہ اس اسمبلی کا قائم کردہ لفظ نہیں ہے۔ یہ جناب چودھری صاحب کا قائم کردہ لفظ نہیں ہے۔ یہ عدالت عالیہ کے ایک جج نے، عدالت نے یہ لفظ استعمال کیا ہے۔ آپ اس کو غیر پارلیمانی یا غیر اخلاقی نہیں کہہ سکتے ----

جناب سپیکر، آپ میری بات سنیے، اگر خنزیر کا لفظ قرآن نے استعمال کیا ہے۔ تو آپ کو حق نہیں پہنچ جاتا کہ آپ اس کو کسی کے خلاف استعمال کریں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، قرآن نے خنزیر کا لفظ کسی انسان کے لیے استعمال نہیں کیا۔ خنزیر حرام کو کہا گیا ہے انسان کے بارے میں استعمال نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں I rule it out of order آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد ظہیر الدین خان، پوائنٹ آف آرڈر، جناب والا! رولز کے مطابق ایوان کا وقفہ سوالات کا وقت گزر رہا ہے۔ آپ اس کے بارے میں رولنگ دیجئے کہ اس کارروائی میں وقفہ سوالات کا جتنا وقت گزر چکا ہے۔ کیا آپ ایوان کو وہ وقت دیں گے کیونکہ بڑے اہم معاملات ہوتے ہیں۔ ہم اپنے مسائل لے کر آتے ہیں سوالات کے ذریعے اجاگر کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن یہاں پر ایک جیسی چیزوں کی بار بار repetition کرکے وقت کو ضائع کیا جاتا ہے۔ deliberately ایسا کیا جاتا ہے۔ رولز کو avoid کیا جاتا ہے۔ براہ کرم اس پر رولنگ دیجئے۔

جناب سپیکر، میں اس بات سے متفق ہوں۔ لیکن میں نے باشی خان صاحب سے وعدہ کیا تھا کہ ان کی بات سنوں گا۔ اس کے بعد وقفہ سوالات شروع ہو گا

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب والا! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ جناب والا! ابھی جب میں ہال میں داخل ہو رہا تھا تو باہر سفید پارچات میں کچھ لوگ کھڑے تھے جنھوں نے میرے ساتھ آنے والے ایک مہمان کو روک دیا کہ آپ آج کسی مہمان کو وزٹر گیلری میں نہیں لے جا سکتے۔ کیونکہ سپیکر صاحب نے پابندی لگا دی ہے کہ آج وزٹر گیلری میں کوئی مہمان نہیں بیٹھے گا۔ میں نے اس شرط پر اپنے اس مہمان کو باہر چھوڑ دیا کہ میں آپ کو لے کر اندر نہیں جاتا کیونکہ سپیکر صاحب نے آج حکم دیا ہے۔ ہم سپیکر صاحب کا حکم مانیں گے۔ لیکن جب میں یہاں آیا تو یہ گیلریاں

مہمانوں سے بھری ہوئی ہیں۔ اب یہ فیصلہ کرنا آپ کا کام ہے کہ آپ اپنے عملے سے باز پرس کریں کہ یہ پولیس کے آدمی ہیں؟ یہ وہی آدمی ہیں جو 20 تاریخ کو ہم پر لاٹھیاں چلا رہے تھے؟ یہ ہمارے خوبصورت I.G. صاحب یہاں بیٹھے ہیں۔ لیکن اپنی اس خوبصورتی کے باوجود ----

جناب سپیکر، آپ بھی خوبصورت ہیں ماشاء اللہ۔ رنگ سفید ہے

جناب بادشاہ میر خان آفریدی ، دیکھیں میری بات سنیں۔ میں بڑا خوبصورت ہوں اگر میرے کندھوں پر پھول لگ جائیں تو۔ لگ جائیں گے ابھی تھوڑے دنوں کی بات ہے۔ یہاں پر ڈی۔آئی۔جی شاہد حسن صاحب بیٹھے ہیں حاجی حبیب الرحمن صاحب بیٹھے ہیں سب کی خوبصورتی ہمیں نظر آ رہی ہے۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں میں تحقیق کروں گا۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ سید تابش الوری صاحب۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب والا! آپ میرے پوائنٹ آف آرڈر پر رولنگ دیں۔

جناب سپیکر، میں تحقیق کروں گا۔ میں تحقیق کروں گا۔ میں تحقیق کروں گا۔ (قطع کلامیاں) تسلی رکھیے۔ میں آپ کو بتاؤں گا۔ آپ تشریف رکھیے۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر' جناب والا! جب ہم حزب اختلاف والوں کے ساتھ مذاکرات کے لیے تیار ہیں تو وہ تیار کیوں نہیں؟

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں بڑی مہربانی۔ وقفہ سوالات ۔ سید تابش الوری!

سردار حسن اختر موکل ، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر -----

جناب سپیکر، جی نہیں۔

سردار حسن اختر موکل، جناب سپیکر! میری بات سن لیں ---

جناب سپیکر، بہت ہو چکی ہے۔

سردار حسن اختر موکل، جناب سپیکر! آپ ہم سے یہ حق بھی چھین رہے ہیں۔ آپ حزب اختلاف سے بولنے کا حق بھی چھین رہے ہیں۔

جناب سپیکر، جی میری بات سنیے! آپ کو موقع دیا گیا ہے۔

سردار حسن اختر موکل، جناب والا! میں آپ کی بات پر ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے متعدد بار یہاں پر یہ بات کی کہ آپ حکومت کے کسی فعل کے ذمہ دار نہیں۔ آپ اپنی بات کے ذمہ دار ہیں۔ میں آپ کی باتوں کے سلسلے میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ جناب والا! میری بات سن لیجئے ------

جناب سپیکر، فوٹو گرافر صاحبان پیچھے ہٹیں۔ سیکورٹی پلیز۔ کیا کر رہے ہیں آپ لوگ؟ please behave کریں۔ دیکھیں یہ کتنی خوبصورت صورتیں ہیں۔ (قطع کلامیاں)(اس مرحلے پر وزیر خزانہ مخدوم الطاف احمد قائم حزب اختلاف چودھری پرویز الٰہی کی سیٹ پر بات چیت کے لئے تشریف لے گئے)۔ میں کہتا ہوں کہ آپ انہیں بات کرنے کا موقع دیں۔

چودھری اختر رسول، جناب والا! آپ بھی خوبصورت آپ کے وزیر اعلیٰ بھی خوبصورت .....

سردار حسن اختر موکل، جناب والا! آپ نے جو کچھ فرمایا اب میری بات بھی سن لیجیے۔ جس کرسی صدارت پر آپ تشریف رکھتے ہیں اس کی بھی کچھ روایات رہی ہیں کہ جو رولنگ ایک سپیکر دیتا ہے آنے والے سپیکر اس پر عمل کرتے ہیں۔ اسی چیئر پر بیٹھے ہوئے آج کے وزیر اعلیٰ نے اس وقت کے سپیکر نے یہ رولنگ دی تھی کہ اسمبلی premises میں کوئی آدمی یونیفارم میں داخل نہیں ہوگا۔ جناب والا! یہ بات آپ اپنے سٹاف سے پوچھ سکتے ہیں آپ پرانا ریکارڈ دیکھ سکتے ہیں۔ افسوس ناک بات یہ ہے کہ جو بات آپ کے دائرہ اختیار میں ہے آج آپ اس سے بھی پہلو تہی کر رہے ہیں--------

جناب سپیکر، یہ تو ہمارے آفس کے سارجنٹ ایٹ آرمز ہیں۔

سردار حسن اختر موکل، جناب والا! تھوڑا سا ادھر بھی دیکھیے اور تھوڑا سا آگے بھی دیکھیں، گیلری کی طرف بھی دیکھیں یہاں پر جب باتیں ہوتی ہیں تو وہاں پر بیٹھنے والوں کے چہروں پر طنزیہ مسکراہٹیں ہوتی ہیں--------

جناب سپیکر، آپ میری بات سنیے۔ میں اس بات کے لئے تیار ہوں میں آپ کی بات بھی سمجھ گیا آپ کا اشارہ شاید آئی جی صاحب اور ڈی آئی جی صاحب کی طرف ہے وہ تشریف فرما ہیں۔ میں اس بات پر غور و فکر کرکے تحقیق کرکے رولنگ دے دیتا ہوں۔ (قطع کلامیاں) دیکھیں آپ ابھی بھی فضا کو کیوں خراب کرتے ہیں؟(قطع کلامیاں)۔

Please, I call the House to order

سردار حسن اختر موکل، جناب والا! آپ کی چیئر کے پیچھے اس وقت بھی وہ لوگ موجود ہیں۔ جناب والا! اسمبلی premises میں پولیس کا کوئی آدمی داخل نہیں ہو سکتا۔ ریکارڈ اس چیز کا گواہ ہے۔ ایک دن سپیشل برانچ کے کچھ لوگ لابی میں آئے تھے اور اس وقت کے سپیکر صاحب نے prompt action لیا تھا اور آج یہ مسکراہٹیں طنزیہ مسکراہٹیں جو ہمیں دیکھتی ہیں آج اس اسمبلی کی کارروائی میں جو طنزیہ مسکراہٹیں ہوتی ہیں ان کو اس کا کوئی حق نہیں پہنچتا.....

جناب سپیکر، لابی میں کون بیٹھا ہے؟

سردار حسن اختر موکل، جناب والا! میں اپنی بات نہیں کر رہا میں آپ کے اختیارات کی بات کر رہا ہوں۔ آپ کے دائرہ اختیارات میں یہ بات ہے کہ ہماری تحریک التوائے کار ہماری تحریک استحقاق کو ٹیک اپ کریں آپ سنیں تاکہ ہمیں اس پر بات کرنے کا موقع ملے۔ آپ کی رولنگ کا کیا حشر ہو رہا ہے اس فلور آف دی ہاؤس میں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی تھی اور وزیر تعلیم صاحب کے کہنے پر بنائی گئی تھی جس کے کنوینر آپ کے وزیر لائیو سٹاک ہیں لیکن اس کا آج تک حشر کیا ہوا ہے؟ یہاں پر رولنگ دی گئی لیکن آج تک ایک investigation نہیں ہوئی اور وہاں پر سکول بنایا جا رہا ہے۔ جناب والا! آپ اپنے دائرہ اختیار کی بات کرتے ہیں۔ آپ کیا بات کرتے ہیں ہماری تمام تحاریک کو بلڈوز کر کے آنکھیں چھین کر ہمیں چراغ دکھا رہے ہیں۔ یہ کہاں کا انصاف ہے۔ آپ کے اختیار میں ہے کہ ہمیں فلور آف دی ہاؤس بولنے کا حق دیا جائے' ہماری بات سنی جائے۔ اور اگر وہ قاعدہ و قوانین کے مطابق نہ ہو بے شک جو مرضی کیجیے۔

جناب سپیکر، میں چار بجے سے یہاں کیا کر رہا ہوں؟ فیاضی کا فراخ دلی کا مظاہرہ کیا جا رہا ہے۔ خوبصورت القاب بھی دیے گئے ہیں آپ کو بات کرنے کا موقع دے رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ اپنی بات کر رہے ہیں.....

سردار حسن اختر موکل، لیکن جناب والا! جو حشر اس وقت ہوا ہے' ہمیں تو یاد نہیں ہم تو ابھی پیدا نہیں ہوئے تھے لیکن تاریخ یہ بتاتی ہے کہ آج اسمبلی ہال کی طرف آتے ہوئے یوں محسوس ہوتا ہے کہ جنرل ڈائر سے ہم جلیانوالہ باغ میں آزادی مانگ رہے ہیں۔

جناب سپیکر، بہت بات ہو گئی ہے اب ہمیں آگے چلنا چاہیے.....

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب والا! مجھے بھی بات کرنے کا موقع دیا جائے ورنہ چپ تو بیٹھنے والا میں بھی نہیں ہوں۔ جناب والا! میں ایک گھنٹے سے آپ کی توجہ طلب کر رہا ہوں اور آپ مجھے بار بار نظر انداز کر رہے ہیں۔ جناب والا! میں آپ کے توسط سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کل میرے گھر پر پولیس raid آپ کی اجازت سے ہوا ہے؟

جناب سپیکر: ایسے raid کے لیے کسی اجازت کی ضرورت نہیں ہوتی------

جناب انعام اللہ خان نیازی: شاباش well done جناب سپیکر! اب آپ میری بات سنیں' یہ ہے جنگل کا قانون۔ اراکین اسمبلی جو اس اسمبلی کے تحفظ میں ہوتے ہیں جس کا سپیکر کسٹوڈین ہوتا ہے ان کے گھروں پر اجلاس کے دوران بھی چھاپے مارنے سے گریز نہیں کیا جا رہا۔ جناب والا! میرے گھر پر کل سینکڑوں ڈاکوؤں نے چھاپہ مارا میرے گھر پر ڈاکہ چند کالے خاکی کپڑے والوں نے اور چند سفید کپڑے والوں نے مارا۔ میرے گھر سے برآمد ہونے والا وہ سامان جتنی مالیت کا بھی ہے میں وہ وزیر اعلیٰ کے گلے میں نیوندرا ڈالتا ہوں اور منہ دکھائی میں اسے وقت آنے پر دوں گا۔ جناب والا! ہمارے اس ایوان کے اندر وہ اعلیٰ افسران بھی موجود ہیں (قطع کلامیاں)

MR SPEAKER. I call the House to order

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب والا! آج اس ایوان کے اندر وہ اعلیٰ افسران بھی موجود ہیں جنہوں نے کل وہ آرڈر پاس کئے ہوں گے۔ جناب والا! میرے چھوٹے بھائی کو جس کا اس سارے مسئلے سے کوئی تعلق نہیں ہے اس کو بھی گھر سے نکلتے ہی اٹھا لیا گیا اور ساری رات تشدد کر کے یہ پوچھتے رہے کہ میں کہاں ہوں؟ جناب والا! یہ ساری حرکتیں کس لئے ہو رہی ہیں۔ آج یہاں پر چیف سیکرٹری صاحب' ہوم سیکرٹری صاحب اور آئی جی صاحب موجود ہیں۔ لیکن آج میں ان پولیس افسران کو اور مسکراتے ہوئے ڈی آئی جی صاحب کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ ہمارے یہ خوبصورت اور سمارٹ ڈی آئی جی صاحب بڑی خوبصورتی سے صوبہ سرحد میں چلے جائیں گے اور پیچھے بیٹھے ہوئے ہمارے ایس ایس پی حاجی حبیب الرحمٰن اور ڈی آئی جی صاحب یہیں پنجاب میں رہ جائیں گے۔ جناب والا! میں آپ کی توجہ اپنے اس ٹوٹے ہوئے بازو کی طرف نہیں دلا رہا' میں ان لاٹھیوں کی طرف بھی آپ کی توجہ مبذول نہیں کروا رہا بلکہ میں آپ کی توجہ اسمبلی کے استحقاق کی طرف دلا رہا ہوں۔ میں آپ کی توجہ آپ کے ان اختیارات کی طرف دلا رہا ہوں۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے آپ نے یہاں پر آرڈر دیا کہ سادے کپڑے والے

غیر متعلقہ افراد یہاں سے چلے جائیں لیکن کسی کے کانوں تک جوں نہیں رینگی اب آپ اپنی پاورز کا اندازہ لگا لیں آپ اپنے اس استحقاق اور اسمبلی کو بچانے کے دعوؤں کا اندازہ لگا لیں۔ آپ کے آرڈر سے کسی کے کان میں جوں تک نہیں رینگتی۔ ہاں اگر آرڈر چلتے ہیں تو ایک اس شخص کے چلتے ہیں جو بلدیاتی سیاست کے لیول کا سیاست دان ہے اور اس شخص نے اسمبلی کے ممبران پر لاٹھیاں چلوائیں۔ میں حاجی حبیب الرحمٰن سے پوچھتا ہوں کہ ہم پر لاٹھیاں چلانے کی کیا وجہ تھی میں خدا کو حاضر ناظر جان کر اور قسم کھا کر کہتا ہوں کہ لاٹھیوں کی ابتداء بغیر کسی وجہ کے ہوئی۔ ہم آرام سے جلوس نکال کر آ رہے تھے۔ حالانکہ اس سے پہلے میں نے بھٹو دور کی لاٹھیاں بھی کھائیں۔ مارشل لاء دور کی لاٹھیاں بھی کھائیں---------

آوازیں: یہ جھوٹ ہے۔ یہ جھوٹ ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب والا! میں آج اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آج تک پولیس کا اتنا سینئر افسر جو ایس ایس پی لیول کا ہو اور خود ہاتھ میں لاٹھی لے کر لوگوں کے پیچھے دیوانہ وار بھاگے۔ میں نے اس سے پہلے ایسا کبھی نہیں دیکھا-----

چودھری محمد وصی ظفر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! یہ اتنا جھوٹ کس پوائنٹ پر بول رہے ہیں؟ کوئی تحریک ہے' کوئی پوائنٹ ہے' بلا وجہ جھوٹ پر جھوٹ بولتے چلے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: انعام اللہ نیازی صاحب میری بات سنئے۔ آج لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہے' آج تحاریک استحقاق ہیں' تحاریک التوائے کار ہیں۔ ان سب پر ہم بات کر سکتے ہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: ہماری تحریکیں تو آپ نے باہر پھینک دی ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں کوئی باہر نہیں پھینکیں۔ آج بھی میں نے قائد حزب اختلاف کو خط لکھا ہے کہ جو یہ کہا جاتا ہے کہ میں نے آپ کی تحریکیں رد کر دی ہیں۔ اگر رد ہوئی ہیں تو سب کی ہوئی ہیں۔ قرار داد اگر آپ کی کوئی رد ہوئی ہے تو آپ سے زیادہ اس طرف کی قرار دادیں رد ہوئی ہیں۔ ہر وہ چیز جس سے کشیدگی بڑھتی ہے۔ اس کو روکنا میرا کام ہے۔ اور میں آپ کو بتاؤں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! آپ باہر جا کر دیکھیں ہزاروں کی تعداد میں لوگ ہیں۔ اگر آپ تحفظ مہیا نہیں کر سکتے تو یہاں آپ اس طرح سے اسمبلی کو نہیں چلا سکتے۔ (ہاؤس کی آوازیں۔ ---- چلے گی ----)

جناب سپیکر، چلے گی اور انشاء اللہ تعالیٰ آپ ہی اس کو چلائیں گے۔ اگر آپ یہ ارادہ کرکے آئے ہیں کہ نہیں چلنے دیں گے۔ تو میں بھی آپ کو ایک بات بتا دوں۔ میں بتانا چاہتا ہوں۔ اگر کچھ لوگوں کا یہ ارادہ ہے کہ اسمبلی کے اندر وہ اتنی ہڑ بازی کریں گے اور اس ہڑ بازی کا مقام وہاں پہنچا دیں جس کو جواز بنا کر اسمبلیاں بند کی جاتی ہیں۔ تو میں اسمبلیوں کو قتل کرنے کا، جمہوریت کو قتل کرنے کا ذمہ دار نہیں بننا چاہتا۔ میں پارٹی نہیں بننا چاہتا۔ اسی لیے میں نے 22 ستمبر 1994ء کو بھی ہاؤس ایڈجرن کیا تھا کہ اگر یہ ارادہ ہے کہ ہاؤس کے اندر گڑبڑ کو اس انتہا پر پہنچایا جائے، خون خرابے تک نوبت آئے، بد تمیزی کو اتنا آگے تک لے جایا جائے۔ کہ اس کو بنیاد بنا کے غیر جمہوری قوتیں اسمبلیوں کو تڑوا دیں۔ تو میں جمہوریت کے قتل میں پارٹی بننا نہیں چاہتا۔ اسی لیے میں نے ہاؤس کو بند کیا تھا۔ میں آپ کو واضح کردوں کہ یہ ہاؤس چلانا میری بھی ذمہ داری ہے، حزب اقتدار کی بھی ذمہ داری ہے، آپ کی بھی ذمہ داری ہے۔ جمہوریت ایک ذمہ داری ہے، ایک انعام نہیں ہے۔ جمہوریت من و صلوا نہیں ہے۔ جمہوریت وہ فصل ہے جس کے لیے کھیتوں کو بونا پڑتا ہے، بیج بونا پڑتا ہے، سہاگے اور ہل چلانے پڑتے ہیں، آبیاریاں کرنی پڑتی ہیں، تب وہ فصلیں اگتی ہیں۔ اس کے لیے بوجھ اٹھانے پڑتے ہیں اور آپ یہ سمجھتے ہیں کہ ہڑ بازی اور بدتمیزی سے جمہوریت چلے گی۔ نہیں۔ آپ نے جمہوریت چلانی ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جمہوریت میں لاٹھیاں بھی چلتی ہیں، جمہوریت میں ہاتھ بھی توڑے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر، جب آپ گفتگو کی میز کو لپیٹیں گے، جب آپ افہام و تفہیم سے انکار کریں گے تو وہ آپ کی حکومت ہو یا کسی اور کی حکومت ہو نوبت یہیں پر آئے گی۔ میں آپ کا ایک دوست ہونے کے ناتے، اس ہاؤس کا custodian ہونے کے ناتے، تاریخ میں یہ رقم کرنا چاہتا ہوں۔ یہ بات کہ جمہوریت اگر چلتی ہے تو افہام و تفہیم سے چلتی ہے، گفتگو کی میز کو جاری و ساری رکھ کر چلتی ہے، گفتگو کی میز کو الٹ کر جمہوریت اور اسمبلیاں نہیں چلا کرتیں۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی اقبال صاحب۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، جناب سپیکر! الحمد للہ میں پاکستان مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے منتخب ہو کر یہاں پر آیا۔ آج میں آپ پر واضح کر دینا چاہتا ہوں شاید آپ بھول گئے ہوں۔ کہ پاکستان مسلم لیگ کی دو حلیف جماعتیں جمعیت علمائے پاکستان نیازی گروپ اور جمعیت اہل حدیث پر مشتمل ہے۔ ہمارے جے یو پی کے ایک دوست نے اگر اپنا نقطۂ نظر یہاں پیش کیا تو میں اپنی پارلیمانی پارٹی جو کہ بڑی پارٹی ہے اس کی طرف سے میں اپنا نقطۂ نظر پیش کرتا ہوں۔ کہ میرے قائد میاں نواز شریف صاحب نے واضح طور پر فرما دیا کہ اب بات ڈائیلاگوں سے بڑھ چکی ہے' بات عوام تک پہنچ چکی ہے۔ ہم کوئی ڈائیلاگ نہیں کریں گے۔ جب ہمارے قائد میاں نواز شریف پر برسر عام گولیاں چلائی جائیں' ہمارے دوستوں پر لاٹھیاں برسائی جائیں آپ کا یہ خاکسار پسلی تڑوا کر بیٹھا ہے' عبیداللہ شیخ کا بازو ٹوٹا ہوا ہے' ثاقب خورشید کا سر پھوٹا ہوا ہے' اور انعام اللہ نیازی کا ہاتھ ٹوٹا ہوا ہے۔ اس وقت آپ کی غیرت' آپ کی بھائی چارگی کہاں تھی؟ جب ہمارے بزرگ خان زادہ صاحب نے ٹریژری بنچوں کے دوستوں کو مخاطب کر کے یہ کہا کہ بھائیو! آپ سب ہی بڑے بھائی ہیں۔ تو وہاں بڑے داد تحسین کے تابڑے برسائے گئے۔ لیکن میں ان سے پوچھتا ہوں کہ کیا اس وقت ہم بھائی نہیں تھے جب ہم پر لاٹھیاں چلائی جا رہی تھیں' جب ہم پر گولیاں برسائی جا رہی تھیں۔ جناب والا! یہاں آپ ڈائیلاگ کی بات کرتے ہیں۔ ہماری بوڑھی ماؤں بہنوں کو پس زنداں ڈال دیا گیا۔ ہمارے بزرگوں پر لاٹھیاں چلائی گئیں' پچاسی پچاسی سال کے بزرگوں پر لاٹھیاں چلائی گئیں اور ان پر زنا کے پرچے درج کیے گئے۔ اس ماحول میں آپ ہم سے توقع کرتے ہیں کہ ہم آپ کے ساتھ اتفاق کریں۔ جناب والا! اس سے بڑھ کر اور ہمارا استحقاق کیا ہوگا کہ جہاں ہماری جان محفوظ نہیں ہے۔ پہلے ہم اپنے استحقاق کی بات کرتے ہیں۔ اس کے بعد یہ اسمبلی کی کارروائی چلے گی۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں' آپ کی حیثیت یہاں پر ایک ماں کا درجہ رکھتی ہے۔

جناب سپیکر: باپ کا درجہ۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ کے بچوں پر برسر عام لاٹھیاں برسائی جا رہی ہیں۔ آپ کے بچوں پر برسر عام تشدد کیا گیا۔ اگر آپ اس کو روک نہیں سکتے تھے تو کم از کم

آپ دو بول اظہار ہمدردی تو کر سکتے تھے۔ ہمارے اپوزیشن لیڈر چودھری پرویز الٰہی صاحب نے اگر ایک قرار داد پیش کی تھی جس میں صرف یہ تقاضا تھا کہ ہم پر اتنا بے معنی ظلم ہوا اتنا تشدد ہوا' بلا جواز اور بغیر کسی وجہ کے ہوا۔ اگر آپ اس پر دو بول اظہار ہمدردی ہی کر دیتے تو شاید ہم سمجھتے کہ جی ہاں آپ کے دل میں اب بھی کوئی محبت کی کرن ہے۔ ایک طرف تو آپ کا رویہ یہ ہے اور دوسری طرف آپ ہم سے یہ توقع کرتے ہیں کہ ہم آپ کے ساتھ تعاون کریں۔ میں میاں نواز شریف صاحب کے وہ الفاظ پھر دہراؤں گا۔ کہ بات ڈائیلاگوں سے بڑھ چکی ہے اب بات عوام تک پہنچ چکی ہے۔ اب سڑکوں پر بات ہو گی۔

جناب سپیکر، اب question hour شروع ہوتا ہے۔

ایم اکبر شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی۔

ایم اکبر شاہ، جناب والا! اگر پولیس نے زیادتی کی ہے تو دنیا کی تاریخ میں ہم نے بھی جلوس نکالے ہیں' ہم نے بھی جلسوں میں ماریں کھائی ہیں۔ لیکن یہ مثال کہ اپوزیشن لیڈر ایک سو افراد لے کر جلوس نکالے وہ بھی اسلحہ سے بھرے ہوئے۔ میں اپنی پولیس کو مبارک دیتا ہوں کہ جنہوں نے گولیاں کھانے کے باوجود صبر سے کام لیا اور ان شر پسندوں کو قابو کیا۔ (ہاؤس کی آوازیں ----- ہاؤٹ---- ہاؤٹ-----) (قطع کلامیاں----)

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، یہ پولیس ہاؤٹ ہے۔ (قطع کلامیاں------)

ایم اکبر شاہ، بات کرنے دیں۔ اب اپنی باری آئی تو سنتے بھی نہیں ہیں۔ برداشت کیا کریں۔ جناب والا! مجھے موقع دیا جائے میرا حق ہے۔ انہوں نے آدھا آدھا گھنٹہ تقریریں کی ہیں۔ اب میرا بھی حق ہے۔ جناب والا! دنیا کی تاریخ میں کوئی ایسی مثال نہیں ہے کہ کسی اپوزیشن لیڈر نے ایک سو افراد کے ساتھ بھی جلوس نکالا ہو۔ تو کیا ہم خاموش بیٹھے رہیں۔ پہلے تو یہ پولیس کو ساتھ لے کر لوگوں کے گھروں کو لوٹتے رہے' لوگوں کی بربادیاں کرتے رہے۔ پولیس کو ساتھ لے کر بینکوں کو اور ملک کو لوٹا۔ اب یہ پولیس کو دبا کر پھر لوٹنا چاہتے ہیں۔ اور یہ ان دو کانداروں کے ساتھ زیادتی کرنا چاہتے ہیں کہ جنہوں نے اپنی روزی کمانے کے لیے دو کانیں کھولی ہیں یہ ان کو جبراً بند کروانا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! بیٹھئے۔ اب قائد حزب اختلاف۔ (قطع کلامیاں۔۔۔۔۔)

چودھری اختر رسول، یہ پولیس کا ناؤٹ ہے جناب۔ یہ زبان سے ہی نہیں شکل سے بھی پولیس کا ناؤٹ لگتا ہے۔

ایم اکبر شاہ، جناب والا! ہمارے محترم نیازی صاحب کا یہ ہاتھ آپ دیکھ رہے ہیں یہ ایسے ایسے انگلیاں ہلا رہے ہیں۔ کیا ان کا ہاتھ واقعی ٹوٹا ہوا ہے ابھی چیک کروائیں کہ ان کو کسی نے لاٹھی بھی ماری ہے۔ انہوں نے تو الٹا پولیس پر گولیاں چلائی ہیں۔ پولیس نے زخم کھا کر بھی امن و سکون کے ساتھ انہیں قابو میں کیا۔ لوگوں کی عزتوں اور مال کو بچایا ہے۔

جناب سپیکر، بڑی مہربانی۔

ایم اکبر شاہ، میں اپنی پولیس کو مبارک باد دیتا ہوں کہ جنہوں نے صبر اور برداشت سے کام لے کر ان لوگوں کو قابو کیا۔ ان شر پسندوں کو قابو کیا جو لوگوں کی دوکانوں کو لوٹنا چاہتے تھے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، یہ بھول گئے ہیں کہ کل انھوں نے اس کرسی سے اس سائیڈ پر بھی بیٹھنا ہے۔

جناب سپیکر، وصی ظفر صاحب۔

چودھری محمد وصی ظفر، ان کو غلط فہمی ہے' ہم اسی سائیڈ سے ادھر آئے ہیں۔ آپ نے دیکھا ہوگا۔ یہ تمام قوم گواہ ہے کہ یہ جو نو دولتیے لوٹے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر، لوٹے والی بات نہ کریں۔

چودھری محمد وصی ظفر، انھوں نے کلاشنکوف کے سایے میں پولیس پر فائرنگ کی۔ (قطع کلامیاں ' شور)

وزیر اطلاعات، لوٹے وہ ہیں جو ادھر آ کر واپس گئے تھے۔ وہ لوٹے ہیں اور بہت بڑے لوٹے ہیں۔ ان کو ہائی کورٹ نے کہا تھا کہ وہ لوٹے ہیں۔ (قطع کلامیاں' شور)

جناب سپیکر، اگر یہی رویہ رہے گا تو مجھے مجبوراً اجلاس ملتوی کرنا پڑے گا۔ آپ اپنی بات مکمل کریں۔

چودھری محمد وصی ظفر، ان کو جناب! اتفاق فاؤنڈری یاد آ رہی تھی۔ ان کو چودھری شوگر مل یاد آ رہی تھی۔ ان کو لوٹا ہوا مال یاد آتا ہے۔ ان کی راتوں کی نیندیں حرام ہیں۔ ان کو وہ اقتدار یاد آتا ہے۔

سوتے میں بھی ان کو اقتدار یاد آتا ہے۔ یہ "پیسے' پیسے" کی تسبیح کرتے ہیں۔ اقتدار کی تسبیح کرتے ہیں۔ ان کی ایک ہی جنگ ہے۔ ان کی جنگ ہے' اس ملک کا کچھ رہے نہ رہے' اقتدار ہمارے پاس ہونا چاہیے۔ یہ اتنا جھوٹ بولتے ہیں' اتنا جھوٹ بولتے ہیں کہ یہ کہتے ہیں کہ اتنا جھوٹ بولو کہ وہ سچ لگے۔

جناب سپیکر، لیڈر آف اپوزیشن!۔۔۔ میں آپ کو وقت دوں گا۔ I call the House to order.

چودھری پرویز الٰہی، جناب سپیکر! میرا خیال تھا کہ اب تک وصی ظفر صاحب چونکہ ان کی کوالیفکیشن پوری ہے' جج بن چکے ہوں گے۔ لیکن بہرحال ہمیں اس بات کا افسوس ہے۔ جناب سپیکر! مجھے اس بات کی خوشی ہوئی ہے کہ آپ نے اس اسمبلی کے تقدس کی بات کی ہے۔ اس اسمبلی کو بچانے کی بات کی ہے۔ یہ چیزیں on record ہیں کہ اس بچہ سقہ وزیر اعلیٰ نے ۔۔۔

جناب سپیکر، دیکھیے' آپ کیوں یہ لب و لہجہ اختیار کرتے ہیں؟

چودھری پرویز الٰہی، پھر اور کیا کہوں؟

جناب سپیکر، اس طرح کہاں کا تقدس رہتا ہے؟ دیکھیے' آپ اس وقت قائد حزب اختلاف ہیں۔ وہ قائد ایوان ہیں۔ اگر آپ ایک دوسرے کے لیے یہ لب و لہجہ استعمال کریں گے تو یہ ہاؤس کیسے چلے گا؟

وزیر بلدیات، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، وہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ میں آپ کو موقع دیتا ہوں۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ انھوں نے اسمبلی کو توڑا' on record بات ہے۔ انھوں نے اسمبلی کو توڑا' ہم نے اسمبلی کو بحال کرایا۔ انھوں نے پھر اسمبلی کو پاک میل پر توڑا' ہم نے پھر اسمبلی کو بحال کرایا۔ جناب سپیکر! ہم تو اسمبلیاں بحال کرانے والے ہیں۔ اور on record چیزیں ہیں کہ ہم نے اسمبلیاں بحال کرائی ہیں۔ لیکن جہاں تک ۔۔۔

MR SPEAKER: I call the House to order.

چودھری پرویز الٰہی، جہاں تک اس ہاؤس کا تقدس مجروح ہوا ہے' جناب سپیکر! آپ دروازے بند کروا دیجیے۔ اور خود چلے جائیے۔ باہر جا کر دیکھیے' سفید کپڑوں میں کتنے پولیس والے ہیں اور ان گیلریوں کے اندر کتنے پولیس والے ہیں۔ جناب سپیکر! میں آپ سے کہتا ہوں' بلکہ ابھی مخدوم الطاف صاحب میرے پاس آئے تھے۔ میں نے ان کو کہا تھا کہ آئی جی صاحب کی وردی اتار کر اس لونے وزیر اعلیٰ کو

پتا کر یہاں لے آئیے۔

جناب سپیکر، غلط بات۔ آپ یہ غلط بات کر رہے ہیں۔

چودھری پرویز الٰہی، تاکہ کم از کم وہ آئیں تو سہی۔ (قطع کلامیاں ــــ شور)

وزیر اطلاعات، چودھری صاحب! جب خود لوٹے بنے تو ان کو اب وہ وقت یاد آتا ہے۔ اور اب بھی وہ پولیس کے سائے سے ڈرتے ہیں۔ شاید انھیں یہ احساس ہے کہ یہ نواز شریف والی پولیس ہے۔ یہ نواز شریف والی پولیس نہیں ہے۔ یہ مہذب پولیس ہے۔

جناب سپیکر، میں ہاؤس کو sine-die ملتوی کرتا ہوں۔ جب تک آپ دونوں میں کوئی اتفاق نہ ہوتا اس وقت تک کے لیے ہاؤس ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اس سلسلے میں جناب گورنر کی طرف سے اجلاس ملتوی ہونے کا نوٹیفکیشن مورخہ 3 اکتوبر 1994ء کو جاری کیا گیا)